فاعتبروا یا اولی الابصار (القرآن الحکیم)

دستور ترکی

صحیفہ انقلاب

ترجمہ

خواطر نیازی

مصنفہ

بطل حریت مجاہد ملت۔ غازی نیازی بک

مترجمہ

(مولانا) ابو العلاء محمد اسمٰعیل صاحب گودھروی

ناشر و پبلشر ابو العلاء محمد اسمٰعیل گودھروی

ملنے کا پتہ

دفتر اخبار الامان گلی قاسم جان دہلی

مطبوعہ ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی

بار اول ایک ہزار دسمبر [illegible]

موجودہ زمانہ میں ارباب فضل و اصحاب حیثیات کی خدمات جلیلہ و مساعی جمیلہ کے اعتراف کا یہ ایک طریقہ ہے کہ مصنفین اپنی تصنیفات و تالیفات کو انکے نام سے معنون و منسوب کیا کرتے ہیں۔ اسکا منشا محض یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں جب تک یہ تالیفات باقی رہیں انکا ذکر بھی باقی رہے۔ اور قوم انکی خدمات کا اعتراف کرتی رہے۔

بنا بریں میں اپنی اس کتاب کو جناب مسیح الملک حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب دام مجدہم رئیس اعظم دہلی کے نام نامی سے معنون و منسوب کرتا ہوں جنکی خدمات ملیہ و قومیہ کا زمانہ معترف ہے۔ والسلام

فقیر ابو العلا محمد اسمعیل گودھروی عفی اللہ عنہ

۲۳ ربیع الاول سنہ [illegible]

فہرست مضامین کتاب ہذا

نوٹ: فہرست اگرچہ کتاب کے عنوانات کی ہے عنوانات کے تحت میں نہایت اہم امور اور واقعات اور جمعیۃ اتحاد و ترقی کے تمام کارنامے موجود ہیں مگر بغرض اختصار ہم نے اسکی فہرست نہیں دی۔

الحمد لله الذی جعل لنا الاسلام دینا قویما وطریقا مستقیما وهدانا الی صراط مستقیم صراط الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وارشدنا الی ما فیه سعادتنا الدنیویة والاخرویة والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد الذی هو ذریعتنا وسیلتنا الفلاح العاجلة والاجلة

اما بعد۔ دنیا نے حکومت وسلطنت کا منشا صرف یہ سمجھا ہے کہ دنیا کا ایک شخص یا دنیا کی کسی ایک قوم کے چند افراد یا کسی ایک خاندان کی چند ہستیاں رقاب بشریہ کی مالک ہوں۔ اور نوع انسان کی گردنوں میں اپنی غلامی کا طوق ڈالکر اپنی چوکھٹوں پر جبین سائی کرائیں۔ اور خلق اللہ کی دولتوں اور قوم کے خزانوں سے اسباب راحت وعشرت بہم پہونچائیں۔ اور عشرتکدوں کے اندر پڑے پڑے جرائم استبداد اور مزخرفات جاہ وحشمت کے نسخے اور تراکیب تراشیں اور غلامی کی زنجیریں مستحکم کرنے کی تدابیر سوچتے رہیں اور بس۔ طاغوت شخصیت جلوہ افروز تخت و اورنگ ہوتا ہے! اور بیچارے مسکین گلہ نوع بشری کو استبداد وخود غرضی کی چکی میں پیستا ہے۔ اور عشرتکدوں کے اسباب وسامان کی فراہمی میں مصروف ومحو رہتا ہے اور بس۔ نہ انہیں اسکی پرواکہ غریب رعایا پر کیا گزر رہی ہے؟ اور نہ اس کی پرواکہ خلق اللہ کا کیا حال ہے؟ اور کس طرح اوقات عمر کی منازل طے کر رہی ہے؟ کبھی مفاد شخصیہ کے حصول اور خود غرضی کے لئے زمین خداوندی کو محشرستان رزمگاہ بنادیا اور لاکھوں افراد انسانی کو تہ تیغ کرادیا۔ اور خون کے دریا بہادئے کبھی مختلف قوموں کے اندر عصبیت کی روح پھونککر تفرق وتحزب نفاق وشقاق کے آتشکدے

بھڑکادیے۔ اور انفصام باہمی کے دروازے کھولدئے کبھی عصبیت مذہبی وقومی کا صور پھونک کر جنگ کے میدان گرم کردئے کبھی لٹ تخت واورنگ میں ہزاروں بے گناہوں کو توپ کے دہانوں میں پہونچادیا۔

غرض دنیا نے آج تک منشار حکومت اور راز سلطنت کے سمجھنے میں بڑی غلطی کی۔ اور یہی غلطی ہے جس کی وجہ سے آج دنیا امن وچین کی برکتوں سے محروم ہے۔ دنیا میں قوموں کو اس وقت تک امن میسر نہیں آسکتا جبتک کہ حکومتوں نے سلطنت اور حکومت کی اصل غرض وغایت نہیں سمجھی،

راز سلطنت و منشار حکومت حکومت وسلطنت کا منشار اور غرض یہ نہیں ہے کہ مفاد شخصی اور خودغرضانہ اعمال کی تکمیل کیجائے بلکہ حکومت اس لئے ہے کہ خلق اللہ کے آرام وراحت اور امن واطمینان کی کفالت کیجائے۔ اور مدنیت اور عمرانیۃ کی راہ میں جس قدر مشکلات پیش آتی ہیں انہیں دور کیا جائے

چونکہ نوع بشری مدنی الطبع واقع ہوئی ہے اور اپنی حیات دنیویہ کو بلا مدنیۃ وعمرانیۃ اور ایک دوسرے کی امداد واستمداد۔ اور ہمدردی کے باقی نہیں رکھ سکتی۔ بلا مدنیۃ وعمرانیۃ سعادۃ دنیویہ واخرویہ سے بہرہ اندوز ہونا نوع انسانی کے لئے ناممکن ہے۔ اسلئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ انسان اور مدنیۃ لازم وملزوم ہے جہاں انسان ہوگا مدنیۃ ضروری ہے۔

جسوقت ہم دنیا میں انسانی ضروریات کا سلسلہ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی زندگی دنیا کی تمام مخلوقات سے نرالی علیحدہ اور ممتاز ہے۔ اور مدنیۃ وعمرانیۃ کے شکنجوں میں سخت جکڑی ہوئی ہے۔ اور جب ہم حیوانات کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حیوانات بلا مدنیۃ وعمرانیۃ اپنی زندگی بسر کرسکتے ہیں۔ ایک صحرائی جانور یکہ وتنہا بلا امداد غیرے اپنی ضروریات زندگی کو بہم پہونچالیتا ہے۔ نہ وہ اپنی زندگی میں اپنے کسی ہم جنس کا محتاج ہے نہ مدنیۃ وعمرانیۃ کا۔ سردی اور گرمی کے تمام لوازمات اس کے ساتھ موجود ہیں۔ اس کے پاس لوازمات حیات وزندگی کے تمام سامان باحسن طریق موجود ہیں۔ نہ اسے جاڑوں میں اونی دشالوں کی ضرورت نہ گرمیوں میں محلسراؤں اور تہ خانوں کی ضرورت۔ نہ کھانے کے لے پینے پکانے کی ضرورت نہ چولہا اور ایندھن کی۔ وہ بلا امداد غیرے اپنے سامان زندگی اور بقار وحیات کے لوازمات بہم پہونچالیتا ہے۔ غرض انسان کے سوا تمام مخلوقات اپنے حیات وبقا کے سامان اپنے ساتھ رکھتی ہے۔ اور بلا امداد غیرے اپنی زندگی کے ایام بسر کرسکتی ہے۔ صرف ایک نوع بشر ہی ہے جو بلا مدنیۃ وعمرانیۃ اور امداد واستمداد اور بلا اختلاط ہم جنس اپنی

حیات دنیویہ کو باقی نہیں رکھہ سکتی جس وقت ایک انسان اپنی زندگی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے تو اس کے
سامنے ضروریات و احتیاجات کا ایک طویل سلسلہ آجاتا ہے۔ اور اپنے کو بیشمار بنی نوع انسان کا محتاج پاتا ہے
وہ جب دیکھتا ہے کہ روٹی اس کے سامنے کیونکر آئی تو اپنے آپ کو ایک روٹی پکانے والے کا محتاج پاتا ہے۔ اس کے بعد
وہ دیکھتا ہے کہ روٹی پکانیوالے کے علاوہ وہ آٹے کا بھی محتاج ہے اور جب آٹے کو دیکھتا ہے تو پیسنے والے کی بھی ضرورت
محسوس ہوتی ہے۔ اور جب پیسنے والے سے نظر آگے بڑھاتا ہے تو چکی کی ضرورت محسوس کرتا ہے اور جب چکی کو دیکھتا ہے
تو چکی بنانیوالے کی ضرورت کا احساس کرتا ہے۔ اور جب چکی بنانے والے پر نظر کی تو آلات آہنی کا محتاج
پاتا ہے۔ جب وہ آلات آہنی کو دیکھتا ہے تو لوہار کی احتیاج دیکھتا۔ اور جب وہ لوہا اور لوہار کے لوازمات کو دیکھتا
ہے تو فوراً ایک دوسرا ضروریات و احتیاجات کا طول طویل سلسلہ سامنے آجاتا ہے۔ غرض ایک انسان جب
اپنی زندگی کی طرف نظر اٹھاتا ہے تو وہ اپنے سامنے بے شمار ضروریات و احتیاجات کا سلسلہ دیکھتا ہے
اور وہ ان ضروریات و احتیاجات کو بلا اپنے ہم جنس کے اختلاط اور مدنیۃ وعمرانیۃ امداد و استمداد کے
پورا نہیں کرسکتا۔ اور بلا ان ضروریات و احتیاجات کے پورا ہونے کے وہ اپنی حیات دنیویہ اور فلاح
اخرویہ سے محروم ہو جاتا ہے۔

بہر حال! نوع انسانی کا بقا بلا مدنیۃ وعمرانیۃ ناممکن ہے۔ انسان اپنی حیات و زندگی اور سعادت دنیویہ
واخرویہ کی حفاظت و نگرانی اسی وقت کرسکتا ہے جب وہ مدنیۃ وعمرانیۃ کے سلسلہ سے وابستہ ہو۔ پس معلوم ہوا کہ
انسانیۃ و مدنیۃ میں علاقہ لازم و ملزوم کا ہے۔ جہاں انسان ہوگا مدنیۃ لازمی ہے۔

اس امر کے سمجھ لینے کے بعد اسطرف آئیے کہ انسان اپنی حیات مدنیہ کو کیونکر باقی رکھہ سکتا ہے؟ انسان
مختلف قوی مختلف طاقتوں اور مختلف جذبات کا مجموعہ ہے۔ کبھی تو وہ تلطف و ترحم کا فرشتہ ہوتا ہے تو کبھی
غیظ و غضب کا بھوت۔ کبھی عدل و انصاف کا مجسمہ ہوتا ہے تو کبھی ظلم و جور کا جن۔ کبھی تو وہ اپنے ہم جنس افراد
کے فوائد کو ذاتی مفاد پر ترجیح دیتا ہے اور تلطف و ترحم کا پیکر بنجاتا ہے۔ اور کبھی ذاتی فوائد و مفاد کو مفاد بنی نوع
انسان پر ترجیح دیکر ابناء جنس کو پھاڑ کھانے کے لئے طیار ہو جاتا ہے کبھی وہ مدنیۃ وعمرانیۃ اور مناظر فطرۃ کا مجسمہ
بن جاتا ہے اور کبھی اسکا یہ حال ہوتا ہے کہ مدنیۃ وعمرانیۃ کی عمارت کو گرانے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور
صرف کر دیتا ہے۔ غرض انسان مختلف قوی مختلف جذبات کا ایک مخزن ہے۔ جبکہ انسان ان تمام مختلف جذبات
وقوی کا مخزن ہے تو یہ ناممکن ہے کہ بنی نوع انسان اپنے تعلقات مدنیۃ وعمرانیۃ کو امن وسکون کے ساتھ بلا تصادم جذبات

وقوی باقی رکھ سکے۔ ہر انسان اپنے جذبات وقوی کے تاثرات سے متاثر ہو کر مختلف اوقات میں مختلف اعمال وحرکات کا مرتکب ہوگا جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ بنی نوع انسان کے مختلف جذبات وقوی آپس میں ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے۔ ہر انسان اپنے جذبات کو لیکر کھڑا ہوگا اور دوسرے کے جذبات وقوی کا مقابلہ کریگا۔ ہر انسان اپنے مفاد ذاتی کے لئے اقدام کریگا اور اپنے فوائد کے لئے اپنے جذبات سے کام لیگا جسکا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ نوع بشری باہمی ٹکروں سے پاش پاش ہو جائیگی۔ اور زمین خداوندی پر خون کی ندیاں بہتی رہیں۔ نہ کسی کو آرام مل سکتا ہے نہ امن وچین اور حیات دنیوی اور سعادۃ آخرویہ سے بنی نوع انسان بالکل محروم ہوجاتے۔ اور کچھ عرصہ کے اندر اندر کرۂ ارض بنی نوع بشر کی آبادی سے محروم ہوجائے۔

بہرحال! انسان مدنیۃ الطبع واقع ہوا ہے اور جبکہ مدنی الطبع ہے تو بغیر مدنیۃ وعمرانیۃ اپنی حیات وبقاء کو باقی بھی نہیں رکھ سکتا اور جب بغیر مدنیۃ وعمرانیۃ حیات نوع انسانی ناممکن ہے تو ضرور ہے کہ دنیا کے اندر ایک ایسی طاقت موجود ہو جو مدنیۃ وعمرانیۃ اور مختلف قوی وجذبات کی قیادت کرتی رہے۔ اور نوع بشری کے مختلف جذبات کو محور عدل وانصاف پر قائم رکھنے کی سعی کرے اور مرکز فطرت سے سر موبھی ہٹنے نہ دیوے تاکہ نوع انسان اپنی مدنیۃ اور عمرانیۃ کو بطریق احسن باقی رکھ سکے اور زمین خداوندی پر امن واطمینان کی برکتیں نازل ہوتی رہیں اور جذبات نوع انسانی باہمی تصادم اور ٹکروں سے محفوظ ومصئون رہ سکیں اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ سعادۃ دنیویہ واخرویہ کے حصول میں مشغول ومعروف رہے اور ارض خداوندی پر رہ کر امن واطمینان کی برکات سمیٹے۔ اسی طاقت کا نام سلطنت ہے اور اسی طاقت کو حکومت کہتے ہیں اور اسی کا دوسرا نام ہے خلافت ارضی۔ غرض حکومت وسلطنت اور خلافت ارضی کا منشا یہی ہے کہ نوع بشری کی قیادت کیجائے اور انسانی گلے کو مہالک خطرات زلازل وقلاقل کی پرآشوب تاریکیوں سے محفوظ رکھا جائے اور نوع بشری کو ارض خداوندی پر بسنے پھولنے پھلنے اور سعادۃ دنیویہ واخرویہ کے حصول کا موقع دیا جائے۔ اور حریت ومساوات عدل وانصاف کی زندگی بسر کرنے کے اسباب بہم پہونچادئے جائیں اور بس یہی ہے منشار حکومت۔ یہی ہے راز سلطنت۔ اور یہی ہے خلافت ارضی کی اصل حقیقت۔ انبیاء کرام کا اسوہ ہی خلافت ارضی کے متعلق یہی ہے۔ اسی حقیقت کے سمجھنے کی انبیاء کرام نے تلقین کی ہے۔ اور اسی حقیقت کا نام اسلام کی اصطلاح میں جمہوریۃ اسلامیہ ہے۔

جب کبھی کسی حکومت وسلطنت نے اس حقیقۃ اصلیہ کو ترک کیا۔ فوراً ٹھوکر کھائی۔ وہ خود بھی ہلاکت

وبربادی کے گھاٹ اتری اور خلق اللہ کو بھی تباہ وبرباد کیا۔ تاریخ امم کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ دنیا میں حکومت وہی بارآور ہوئی جس نے اس اصل حقیقت پر عمل کیا۔ اور اصل راز سلطنت کی کاربند ہوئی۔ جہاں اس حقیقت کو چھوڑا اقتدار سلطنت پر زوال وبربادی کی بجلیاں گرنی شروع ہوگئیں اور قدرت خداوندی نے اوسے سر کے بل گرایا۔ اور فوراً طاغوت حکمرانی کو پاش پاش کر دیا۔

دنیا نے ہمیشہ سلطنت اور خلافت ارضی کو اصلی حقیقت اور منشاء کے متعلق غلطیاں کیں۔ اور ہمیشہ برکات امن واطمینان سے بنی نوع انسان کو محروم رکھا۔ اور سعادت دنیویہ واخرویہ کی نعمتوں سے نوع بشری کو بدنصیب وبدقسمت رکھا

دین اللہ دین الفطرۃ کی راہ نمائی اور حقیقت خلافت ارضی کا انکشاف

جبکہ دنیا خلافت ارضی کی اصل حقیقت اور منشا حکومت وسلطنت سے غافل ہوچکی تھی۔ دنیا امن وچین کی زندگی سے محروم ہوچکی تھی نوع انسانی شخصی استبداد شخصی حکمرانیوں اور خاندانی جہانبانیوں کے بارگراں میں دبی ہوئی تھی۔ استبدادیۃ اور غلامی کی زنجیروں میں نوع انسانی جکڑی ہوئی تھی۔ فطری حریت وآزادی کی برکات سے انسان محروم ہوچکا تھا امن واطمینان کی برکتیں دنیا سے اٹھ چکی تھیں۔ کہ رحمت خداوندی کا نزول ہوا۔ اور سرزمین عرب چھٹی صدی عیسوی میں آفتاب رحمت وبرکت طلوع ہوا۔ اور روحانی وفطری برکات سے بنی نوع انسان کو مالا مال کر دیا۔ خلافت ارضی اور سلطنت وحکومت کے حقائق اصلیہ کا پردہ چاک کیا اور حقائق مستورہ اور سعادت دنیویہ واخرویہ کے راز سربستہ دنیا کے سامنے پیش کئے اور بنی نوع انسان کو وادی ضلالت وگمراہی سے نکال کر رشد وہدایت حریت وآزادی کے تخت پر لاکر بٹھا دیا۔ حقیقت خلافت ارضی اور راز سلطنت وحکومت کا دنیا کو سبق دیا اور خلافت صادقہ اور حکومت حقیقیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور شخصی استبداد واقتدار کے دروازے بند کر دئے۔ انہوں نے بتلا دیا کہ سلطنت شخصی ملک نہیں ارضی خداوندی کا مالک ایک شخص یا ایک خاندان نہیں بلکہ سلطنت اور خلافت ارضی جمہور کی ملکیت ہے۔ خزائن ملکی شخص واحد یا خاندان واحد کی ملک نہیں بلکہ جمہور کی ملک ہے اور جمہور کی سعادت وفلاح کے لئے ہے۔

اس آفتاب رحمت وبرکات نے صرف اسکا سبق ہی نہیں دیا۔ بلکہ عملی نمونہ پیش کیا اور خلافت ارضی کی ایک مستحکم دیوار قایم کرکے اور حریت وآزادی ترقی وبہبودی کے طریق عمل پر چل کر اسوۂ حسنہ اور نمونہ احسن پیش کیا اور دنیا کے سامنے ارتقاء دنیوی واخروی کے دروازے کھول دیئے۔ اسی آفتاب رحمت

وبرکات (روحی فداہ صلعم) کے انوار وتجلیات تھیں جس نے دنیا کے سامنے راز سلطنت فاش کیا اور جمہوریت حقیقیہ کی دیواریں مستحکم کردیں اور قلیل سے قلیل عرصہ میں کرۂ ارضی کو استبداد و اقتدار شخصی اور محکومی وغلامی کے پھندوں سے آزاد کردیا۔ یہی اصول فطرت کی تلقین اور جمہوریتہ کی تعلیم تھی جس نے اسلام کے سیلاب ترقی وفتوحات کو چند یوم کے اندر مشرق ومغرب میں وسیع کردیا۔ اسی صدارت عظمیٰ کے قائد اعظم (روحی فداہ صلعم) کی تلقین تھی جس نے یہ بتلادیا۔ کہ حاکمیتہ ومحکومیت کوئی چیز نہیں۔ حاکم ومحکوم میں کوئی فرق نہیں۔ تمام نوع بشری خدائے ذوالجلال ذوالجبروت کی حکومت اور عدل وانصاف کے دائرہ میں محدود ہے۔ اوسی کی حکومت ہے۔ اوسی کی فرمانروائی اُسی کی دی ہوئی خلافت ارضی ہے اور اوسی کے قوانین واصول۔ جس نے ان اصول وقوانین کے بموجب خلافت ارضی کی قیادت کی دنیا میں پھلا پھولا اور رفعت وارتقاء کے درجہ کو پہونچا اور جس قوم نے خلافت ارضی کا صحیح معنی میں احترام کیا دنیا کے اندر سرسبز وکامیاب ہوئی اور برکات ترقی اور سعادت دنیویہ واخرویہ سے مالا مال ہوئی۔ اور جس نے ذرہ بھر اس سے انحراف کیا۔ تمام ترقیوں سے محروم ہوگئی اور جلد سے جلد ذلت ونکبت کے دریا میں غرق ہوگئی۔

جب تک مسلمان ان مذہبی اصول اور جمہوریت حقیقیہ کے پابند رہے اور خلافت ارضی کی صحیح معنی میں قیادۃ کرتے رہے ہر طرف سے اقبال وظفرمندی فتح ونصرت ارتقاء ورفعت نے ان کا ساتھ دیا۔ جب تک داعیہ جمہوریتہ اور اصول مذہبیہ کی پابندی مسلمانوں میں باقی رہی دنیا کی تمام قوموں پر ان کا اقتدار رہا۔ اور تمام دنیا نے ان کا ساتھ دیا۔ لیکن بدقسمتی سے اسلام پر ایک صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ بنی امیہ نے جمہوریتہ الاسلامیہ ودستوریتہ شرعیہ سے مسلمانوں کو محروم کردیا۔ اور وہ ترقی وفتوحات جو اسلام اپنی جمہوریتہ ودستوریتہ اور حریت وآزادی کی برکتوں سے حاصل کررہا تھا اُس کے دروازے بند کردیئے گو بظاہر بنوامیہ کے زمانہ میں فتوحات ملکی کچھ حاصل ہوئیں۔ لیکن حقیقت میں یہ فتوحات اوسی وقت فتوحات سمجھی جاتیں جبکہ جمہوریتہ اسلامیہ کے سلسلہ سے ہوتیں جمہوریتہ کو ٹھکرا دینے کے بعد کوئی فتح حقیقی فتح نہیں۔ بہرحال! بنوامیہ کے زمانہ میں جمہوریتہ اسلامیتہ شخصیتہ سے تبدیل ہوگئی اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ مسلمان جو تقریباً نصف صدی کے اندر اندر تمام دنیا پر اپنی حکومت کا سکہ بٹھا دیتے اور تمام کرۂ ارضی پر اسلام کی شعاعیں پھیلا دیتے اور خلافت ارضی کے حقیقی وارث

بنتے۔ بہت سی برکتوں سے محروم ہوگئے۔ بنو امیہ کی اس سخت ترین غلطی کے بعد جس قدر بھی اسلام اور مسلمانوں پر مصائب و آلام زلازل و قلاقل کے پہاڑ ٹوٹے اور جس قدر بھی ترقیوں سے انہیں محروم ہونا پڑا بنو امیہ ہی کی اس غلطی اور لغزش اور جرائم عظیمہ کا نتیجہ ہے۔ نہ بنی امیہ جمہوریۃ اسلامیہ کو استبدادی شخصیۃ سے تبدیل کرتے نہ مسلمان اپنی ترقیوں سے محروم ہوتے۔

حادثہ فاجعہ شہادت سبط پیغمبر اور جمہوریۃ اسلامیۃ

حادثہ فاجعہ شہادت سبط پیغمبر کا واقعہ بھی اسی بنی امیہ کی استبدادیۃ اور جمہوریۃ اسلامیہ کی خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا۔ بنی امیہ کے استبدادی پنجے اس قدر تیز ہوتے کہ خاندان نبوت کو بھی کربلا کے میدانوں میں شہید کیا۔ سبط پیغمبر کی شہادت کا واقعہ معمولی واقعہ نہ تھا اس نے اسلام کے لئے ہمیشہ کے واسطے زلازل و قلاقل اور دواہیات کبریٰ کا دروازہ کھولدیا۔ اور اسلامی جذبات اور افکار متحدہ کی طاقت کو ہمیشہ کے لئے متفرق و منتشر کردیا۔ وہ طاقتیں جو اسلام کی ترقی و بہبودی اور حقیقی سعادت دینویہ و اخرویہ کے حصول کے لئے تھیں، باہمی جنگ و جدال میں اور بجائے ترقی کے تنزل کے اسباب فراہم کرنے میں لگ گئیں۔ سچ یہ ہے کہ مسلمان اسی طاقت اور داعیہ صداقت اور جمہوریۃ حقیقیہ اسلامیہ سے ترقی کرسکتے ہیں۔ جو اسلام نے بخشی ہے اس کے سوا کسی دوسری طاقت سے ترقی نہیں کرسکتے۔ اصول اسلام کی خلاف ورزی سے جو ترقی ہوگی اہواء و نفسانیۃ کے جذبات سے ہوگی اور جو ترقی اہواء و نفسانیۃ کے جذبات سے ہوگی وہ حقیقی ترقی نہ ہوگی۔ بلکہ ایک دھوکا اور ایک عارضی سبزہ زار ہوگا۔ حقیقی ترقی وہی ہے جو اسلام اور کتاب اللہ کی طاقت سے حاصل ہوئی ہو و لنعم ما قال ابن خلدون فی مقدمتہ

ان القلوب اذا تداعت الی اھواء الباطل والمیل الی الدنیا حصل التنافس وفشا الخلاف واذا انصرفت الی الحق ورفضت الدنیا والباطل واقبلت علی اللہ اتحدت وجھتھا فذھب التنافس وقل الخلاف و حسن التعاون والتعاضد واتسع نطاق الکلمۃ

کہ جب قلوب اہواء باطل کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں اور دنیا کی طرف مائل ہوجاتے ہیں تو دنیا کے اندر منافست شروع ہوجاتی ہے اور اختلاف کی تاریکیاں عام ہوجاتی ہیں اور جب قلوب حق کی طرف بڑھتے ہیں اور دنیا سے اعراض کرتے ہیں اور صرف خدائے قدوس کی طرف توجہ کرتے ہیں تو باہم تفرقہ

لذٰلک فعظمت الدولۃ [1]

مطمح نظر ایک ہوجاتا ہو اور منافقت کی تاریکیاں ایک لخت دور ہوجاتی ہیں اور اختلاف و تفرق کی آندھیاں کم ہو جاتی ہیں۔

اور حسن تعاون ہمیت وہمدردی کا دائرہ وسیع ہوجاتا ہے اور اس وقت صرف اسی ایک ہی مقصد کے لئے کلمہ واحدہ کا دائرہ عمل وسیع ہوتا ہے اور جب یہ ہوتا ہے تو دولت وسلطنت کی عظمت اپنے انتہائی مدارج تک ترقی کرجاتی ہے۔

غرض جب تک مسلمان صرف اللہ کے لئے اٹھے اور تنافس واہوار کی نجاستوں سے پاک رہے جمہوریۃ اسلامیہ اور دستوریۃ شرعیہ کے پیروکار اور حریت صادقہ کے گرویدہ رہے ہر طرف ترقی کرتے چلے گئے کرۂ ارضی کے گوشہ گوشہ سے یہ ندا آرہی تھی کہ خلافت ارضی کے وارث صرف تمہیں ہو اور بس ولاکن یا للاسف ویالحسرت کہ بنی اُمیہ نے اس جمہوریۃ اسلامیہ کو شخصیۃ اور استبداد شخصیہ سے تبدیل کردیا اور دنیا کے اندر تنافس واہوا، تفرق وتشتت تحزب وتفرق کی تاریکیاں پھیلادیں۔ اور کلمہ واحدہ میں اختلاف کی نجاستیں پھیلادیں اور ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے اندر باہمی جنگ وجدال اور ہنگامہ آرائیوں کے دروازہ کھولدیئے۔

پس اگر قیامت کے دن ان تمام بدعملیوں اور نتائج بد کی کوئی جماعت ذمہ دار اور جوابدہ ہو تو وہ جماعت بنوامیہ ہے۔ بنوامیہ ہی نے عالم اسلام کو طرح طرح کے مصائب وآلام تفرق وتشتت تحزب وتفرق زلازل وقلاقل کی ہمتلاطم وادیوں میں ڈالدیا ہو جسکا خمیازہ مسلمانان عالم الی یومنا ہذا بھگت رہے ہیں اور نہ معلوم کب تک بھگتیں گے۔

بہرحال! جمہوریۃ حقیقیہ اور خلافت ارضی حکومت وسلطنت کی اصل حقیقۃ کا راز اسلام ہی نے فاش کیا اور مسلمانوں کی سعادت دنیویہ واخرویہ اسی حقیقت سے وابستہ ہے اسی حقیقۃ پر عمل پیرا ہو کر ترقی کرسکتے ہیں اور دنیا کی قوموں کو امن واطمینان ترقی وبہبودی کی برکتیں دے سکتے ہیں اور بس جب تک مسلمان جمہوریۃ اسلامیہ دستوریۃ حقیقۃ کے کاربند نہیں ہوئے اور جب تک اُنہوں نے اصول الٰہیہ کی پیروکاری کے ساتھ خلافت ارضی کی حفاظت نہیں کی ان کی کوئی سعی حقیقی معنی میں بارآور نہیں ہوسکتی مسلمانوں نے جب سے جمہوریۃ اسلامیہ سے انحراف کیا دنیا کی ساری مصیبتیں ان کے لئے وقف ہوگئیں مسلمانوں کو جو کچھ نقصان پہونچا اور اسلامی سلطنتوں پر جہاں جہاں زوال آیا۔ اس ایک حقیقۃ کی فروگذاشت اور اس جمہوریۃ اسلامیہ کی طرف سے غفلت وبےخبری کی بدولت دولت بنوامیہ کا جنازہ نکلا تو اسی فروگذاشت وغفلت کی بدولت دولت بنی عباس کو سزا ملی تو اس غفلت کی بدولت

(1) مقدمہ ابن خلدون صفحہ ۱۷۸ طبع مصر۔

دولت امویہ کو اندلس میں نامرادیاں دیکھنی پڑیں تو اسی غفلت شعاری کی بدولت دولت ادارسہ (ادریسیین) کو نامرادی نصیب ہوئی تو اسی فروگذاشت کی بدولت دولت اغالبہ کو تونس میں شکست ہوئی تو اسی غفلت کی وجہ سے خراسان میں دولت طاہریہ کو ناکامیاں دیکھنی پڑیں تو اسی غفلت شعاری سے اسیطرح دولت علویہ کو طبرستان میں اور دولت صفاریہ کو سجستان میں اور دولت طولونیہ اور دولت فاطمیہ کو مصر میں اور دولت سامانیان کو ماوراء النہر میں اور دولت ملثمیہ کو مراکش میں اور دولت زیاریہ کو جرجان میں اور دولت بنی بویہ کو ایران میں اور دولت اخشیدیہ کو مصر میں اور اسی غفلت کی سزا ملی ہو دولت خلجیہ دولت غوریہ دولت تغلقیہ دولت تیموریہ وغیرہ کو اور یہی غفلت تھی جس نے مسلمانوں کی تمام طاقتوں کو پاش پاش کیا ہے آج دولت عثمانیہ کو جس چیز نے مصائب والآم زلازل وقلاقل اور مہالک ونوازل کا نشانہ بنایا ہے وہ بھی غفلت ہی۔ ممالک اسلامیہ مقامات مقدسہ پر غیر مسلم سیادت کا موقع دیا تو اسی غفلت شعاری اور فروگذاشت نے آج دولت عثمانیہ کے سامنے جسقدر بھی مصائب وآلام ہیں اسی ایک غفلت اور فروگذاشت کی بدولت۔

دولت عثمانیہ پر اجمالی نظر دولت عثمانیہ جس وقت اپنے شباب وترقی کے زمانہ میں تھی تو جس طرف نظر اٹھتی تھی۔ فتح وظفر نصرت واقبال مندی کی برکتیں نظر آتی تھیں اور سیلاب فتوحات وترقی ہر طرف سے امنڈا چلا آتا تھا جہاں سدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور سخت سے سخت مہم اور معرکہ کو بھی فتح کر لیا مضبوط سے مضبوط مستحکم سے مستحکم قلعے بھی ایک سدائے اللہ اکبر سے سرکرلئے ارض خداوندی کا گوشہ گوشہ آل عثمان کو حکمرانی وجہانبانی کی دعوت دے رہا تھا آل عثمان دنیا کے اندر وہ قہار طاقت تھی کہ دنیا کی سرکش سے سرکش قوموں کو بھی ان کے آگے سر بسجود ہونا پڑا ترک اپنی اس قہار طاقت کو لیکر بڑھے اور قلیل سے قلیل عرصہ میں ایشیا کو عبور کرتے ہوئے مغربی میدانوں تک جا پہونچے ایشیا میں انکی دہاک تھی مگر مغرب میں بھی ان کی طاقتوں کا سکہ جم گیا۔

لیکن یا للاسف ویا للحسرت کہ عثمانیین کی اصولی غلطیوں نے ان کو بھی روز بد دکھلایا۔ جو دنیا کی بہت سی قومیں دیکھ چکیں۔ عثمانیین ترکوں نے جو اصولی غلطی کی وہ یہ تھی کہ اوس جمہوریۃ اسلامیہ کی طرف کہ جس پر اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کا مدار ہے ایک لمحہ کے لئے بھی توجہ نہ کی۔ اسی عدم توجہی کا نتیجہ تھا کہ ترکوں نے ہمیشہ عربوں کو اپنا رقیب سمجھا اور عربوں کو میدان ترقی میں لانے کی کبھی کوشش نہ کی کبھی ترکوں نے عربوں سے رشتہ اخوت قائم کرنے کی کوشش نہ کی اور صرف عربوں ہی سے نہیں بلکہ دنیا کے کسی حصہ کے مسلمانوں سے رشتہ اسلامی مستحکم نہ کیا جب کبھی ترکوں نے ترقی کی سدا بلند کی صرف قوم اور عثمانیین کے لئے عالم اسلامی کی طرف کبھی توجہ نہ کی اور ایسکا

نتیجہ ہے کہ دنیا کے مسلمان ان وارثان خلافت اسلامیہ کی امداد سے ہمیشہ قاصر رہے اور کبھی ان کی امداد میں دلچسپی نہ لی۔ ترکوں کی اسی غفلت شعاری کے برگ و بار ہیں جو آج وہ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں کہ یورپ کی عیسائی طاقتیں انہیں ہر طرف سے پریشان کر رہی ہیں ترکوں پر کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ عیسائی طاقتوں کی نبرد آزمائی سے انہیں فرصت ملی ہو۔ اسی غفلت کا نتیجہ ہے کہ عیسائیوں کو شاہِ حجاز اور عربوں کے ورغلانے کا موقع ملا۔ کاش عثمانیین ترک جمہوریۃ اسلامیہ دستوریۃ مذہبیہ سے اور رشتۂ اسلامی کے عالمگیر اثر سے کام لیتے تو یہ وقت نہ آتا اور آج اسلام کی روز افزوں ترقیوں کا یہ عالم ہوتا کہ مشرق و مغرب برکات اسلام سے معمور ہو جاتا اور دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکتی۔

۱۳۲۴ھ اور آلِ عثمان کی بیداری ۱۳۲۴ھ میں دولت عثمانیہ کے اندر ایک بیداری پیدا ہوئی اور جمہوریۃ اسلامیہ دستوریۃ شرعیۃ کے متعلق جد و جہد شروع ہوئی۔ اور دولت عثمانیہ کو ایک حد تک اسمیں بڑی کامیابی ہوئی ترکوں نے رشتۂ اسلامی کو مستحکم کرنے کی تدابیر پر عمل کیا اور بہت ممکن تھا کہ ترک قلیل سے قلیل عرصہ میں عالمگیر رشتۂ اسلامی کو مستحکم کر لیتے اور جمہوریۃ اسلامیہ سے فائدہ اُٹھاتے اور اسلام کی حقیقی ترقیوں سے بہرہ اندوز ہوتے لیکن الزریۃ کل الزریۃ کہ آل عثمان سنبھلنے بھی نہ پائی تھی کہ یورپ کے درندوں نے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں ادھر اٹلی نے جنگ چھیڑ دی اُس سے فرصت ملی تو بلقان بلغاریہ اور یونان وغیرہ اُٹھ کھڑے ہوئے اس سے فرصت نہ ملی تھی کہ یورپ کی عالمگیر مہلک جنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ آل عثمان کی طاقتیں چور چور ہو گئیں اور آخر منظر مسلمانوں کے سامنے یہ آیا کہ آل عثمان اپنے دار الخلافہ قسطنطنیہ سے بھی محروم کر دی گئی۔

غرض آل عثمان نے ۱۳۲۴ھ میں جو جد و جہد شروع کی اور جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ نے جس جمہوریۃ و دستوریۃ کا بیڑا اُٹھایا وہ نہایت مفید اور عالم اسلامی کے مستقبل کے لئے ایک بہترین بشارت تھی لیکن افسوس کہ یورپ کی دسیسہ کاریوں نے اس سے فائدہ اٹھانے کی مہلت نہ دی۔

آل عثمان ہمیشہ سے ایک شجاع اور بہادر شریف مدبر اور صاحب تدبر و فکر قوم ہے لیکن کمی تھی تو صرف یہی کہ اس نے جمہوریۃ اسلامی کی طرف کبھی توجہ نہ کی۔ لیکن جمہوریۃ اسلامیہ کی حقیقت ایسی نہ تھی جو ترکوں پر ہمیشہ کے لئے مستور و محجوب رہتی۔ چودھویں صدی میں ترکوں کے اندر ایک اہل دماغ اور قابل جماعت پیدا ہوئی اور جمعیۃ اتحاد و ترقی کا علم بلند کیا۔ اور جمہوریۃ اسلامیہ دستوریۃ شرعیہ کے متعلق جد و جہد شروع کر دی۔ جمعیۃ اتحاد و ترقی کی ان تھک مساعی جلیلہ نے قلیل سے قلیل عرصہ میں جمہوریۃ اسلامیہ کی دیواریں مستحکم کر دیں اور استبداد شخصیہ کے پنجوں سے ملک کو

نجات ولادی جمعیۃ اتحاد و ترقی کے مقاصد عالیہ ہی کا نتیجہ ہے کہ باوجودیکہ یورپ نے اس جمہوریۃ سے فائدہ اُٹھانے کا موقع نہ دیا، پھر بھی آج آل عثمان زندہ ہے اور مصطفےٰ کمال پاشا جیسا بہادر عظمت اسلامی کے جھنڈے کو تھامے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے۔ مملکت عثمانی کا چپہ چپہ ترکوں کے ہاتھ سے نکل چکا تھا مگر جمعیۃ اتحاد و ترقی کے اس مقدس فرزند نے پھر عظمت و جلال کا جھنڈا گاڑ دیا۔

بہرحال جمعیۃ اتحاد و ترقی مسلمانان عالم اور خصوصاً آل عثمان کے لئے ایک بشارت عظمیٰ تھی اور پھر جمعیۃ اتحاد و ترقی گو ایسے زمانہ میں قائم ہوئی کہ آفتاب دولت عثمانیہ ڈھل چکا تھا۔ لیکن اسمیں کوئی شک نہیں کہ اس نے بہت کچھ کیا اور کر رہی ہے۔ آج عالم اسلامی میں جو کچھ تغیرات و انقلابات نظر آ رہے ہیں یہ اسی جمعیۃ اتحاد و ترقی کی برکات ہیں۔ افغانستان سے لیکر گورنمنٹ انگورہ تک بلکہ مشرق سے لیکر مغرب تک جو رشتہ اسلام مستحکم نظر آ رہا ہے وہ اسی جمعیۃ اتحاد و ترقی کی برکات ہیں جمہوریۃ ترکستان بھی اسی جمعیۃ کا کارنامہ ہے۔

جمعیۃ اتحاد و ترقی گو ایسے وقت میں قائم ہوئی کہ خلافت اسلامیہ اپنی انتہائی منازل تنزل تک پہونچ چکی تھی اس کو آج نہ قائم ہونا چاہیئے تھا بلکہ تین صدی پیشتر قائم ہونا چاہیئے تھا لیکن ترکوں کا اس زمانہ میں بھی بیدار ہونا غنیمت تھا۔ رحمت خداوندی سے کسی حال میں مایوس نہ ہونا چاہیئے۔

جمعیۃ اتحاد و ترقی نے جو سب سے پہلے اپنا فرض اور وظیفہ منصبی قرار دیا وہ جمہوریۃ اسلامیہ اور دستوریۃ شرعیہ کا نفاذ و اجرا تھا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عسکر ملیہ جمعیۃ اتحاد و ترقی کے بعض افسروں کے نام پیش کریں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی بک	جنہوں نے عصابہ مناستر کو ترتیب دی اور اُسے	کے ایک افسر۔
قوماندان عصابہ رسنہ۔	او سے لیکر نکلے۔	(۱۰) ملازم (جونٹ میجر) نظمی آفندی عصابہ
(۲) قائمقام (ڈپٹی کمشنر یا کرنل) ارکان حرب	(۵) یوزباشی (کپتان) شریف آفندی عصابہ	مناستر کے ایک افسر۔
صلاح الدین بک جو عصابہ مناستر کے ساتھ	مناستر کے ایک فوجی افسر۔	(۱۱) عثمان آفندی عصابہ رسنہ کے ایک ممبر
نکلے۔	(۶) یوزباشی (کپتان) خیرالدین آفندی عصابہ	(۱۲) یوسف آفندی مناستروی عصابہ رسنہ
(۳) بیکباشی (میجر) ارکان حرب حسن طوسون	مناستر کے ایک افسر۔	کے ایک افسر۔
بک جو عصابہ مناستر کے ساتھ نکلے اور پھر اس کے	(۷) دکتور (ڈاکٹر) فہیم بک۔	(۱۳) شوقی آفندی افسر عصابہ مناستر۔
افسر ہوگئے۔	(۸) ملازم (ایجوٹنٹ میجر) محمد علی آفندی	(۱۴) عبداللہ آفندی افسر عصابہ مناستر۔
(۴) یوزباشی (کپتان) مجدالدین آفندی	(۹) عابد بک رئیس اور عصابہ مناستر	(۱۵) سالم آفندی افسر عصابہ مناستر۔

(١٦) نذیر آفندی افسر عصابہ مناستر۔
(١٧) سلیم آفندی افسر عصابۂ مناستر
(١٨) جحیص بک البانی۔
(١٩) آدم بک البانی
(٢٠) عثمان فہمی بک برادر خورد نیازی بک
(٢١) انور بک

یہ جمعیۃ اتحاد و ترقی کے اُن اراکین کے نام ہیں جو فوجی جد و جہد میں مصروف تھے اور عسکریہ مناستر اور رسنہ سے تعلق رکھتے تھے اور جن کے ہاتھ میں جمعیۃ کی قلمی خدمات تھیں اور جمعیۃ کی قیادت کر رہے تھے اون میں سے بعض کے نام کتاب اور خاتمہ کتاب میں ملیں گے۔

نیازی بک جنکا نام سب سے پہلے لکھا گیا ہے وہ وہ شخص ہے کہ جس نے ۲۰۰ سو فدائیین کو لیکر ملک میں دورہ کیا اور گاؤں گاؤں قصبہ قصبہ کے اندر گشت لگا کر مملکت عثمانیہ کی رعایا کو بیدار کیا اور جمہوریۃ اسلامیہ و دستوریۃ شرعیہ سے آگاہ کیا اور صرف دو سو آدمیوں کی طاقت سے شخصی حکومت اور استبداد شخصی کا مقابلہ کیا اور بالآخر وہ اپنے ارادوں میں کامیاب بھی ہوا۔ نیازی بک گو ایک البانی نوجوان تھا لیکن اس موقع پر اس نے وہ کارنامے دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں جو ایک سچا مسلمان ترک پیش کر سکتا ہے۔ نیازی بک تھا جس نے خدائے ذوالجلال و ذوالجبروت پر اعتماد کیا اور صرف دو سو فدا کاران وطن احرار ترک کو اپنے ہمراہ لیکر میدان میں نکلا اور حکومت استبدادیہ کے مقابلہ میں چیلنج دیا کہ (اما الجمہوریۃ الاسلامیہ واما الموت) جمہوریۃ اسلامیہ ہوگی یا ہم مر مٹیں گے، اور وطن غلامی سے آزاد ہوگا یا دنیا میں ہم نہ ہونگے۔ بہرحال! نیازی بک کی کوششوں نے جمہوریۃ و دستوریۃ کے اصول حکومت کو منوا کر ہی چھوڑے اور اسوقت تک کوششیں کرتا رہا جب تک کہ ملک کو غلامی سے آزاد نہ کرالیا۔

ناظرین کرام کے سامنے آج جس کتاب کو ہم پیش کر رہے ہیں وہ اسی بطل حریت غازی اسلام مجاہد حق نیازی بک کی کتاب خواطر کا ترجمہ ہے اس کتاب کے مطالعہ سے ہر شخص اس حقیقت کو پہنچ سکیگا کہ دنیا کے اندر نیازی بک نے کیا کیا؟ جمعیۃ اتحاد و ترقی نے جمہوریۃ اسلامیہ اور دستوریۃ شرعیہ کے قیام میں کیا طریق عمل اختیار کیا؟ اور قلیل سے قلیل عرصہ میں حکومت استبدادیہ اور شخصی اقتدار کو کیونکر شکست دی؟ اس کتاب کے مطالعہ سے یہ امر بھی واضح ہو جائیگا کہ قومیں دنیا میں آزادی کیونکر حاصل کرتی ہیں؟ اور کیونکر استبداد کے گرانبار بوجھ اپنے سروں سے ہٹا سکتی ہیں؟ غلامی کی لعنت سے کیونکر نجات حاصل کر سکتی ہیں؟ اور دنیا کے اندر حریت مساوات عدل و انصاف کی زندگی کیونکر حاصل کر سکتی ہیں؟ اور کن ذرائع و وسائل سے؟ بہرحال! ناظرین کرام کے سامنے ہم جس کتاب کو پیش کر رہے ہیں وہ اسی نیازی بک کی خواطر کا ترجمہ ہے جو انقلاب عثمانیہ اور جمعیۃ اتحاد و ترقی کا اعظم ترین رکن اور عسکریہ عصبۃ جمعیۃ کا قائد اعظم تھا اور جس نے اہل و عیال مال و دولت اور پھر آخر یہ کہ عزیز ترین جان تک کو بھی راہ جمہوریۃ و دستوریۃ میں وقف کر دیا۔ گو انقلاب عثمانی کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں لیکن جہانتک حقائق و واقعات اور انقلاب کا تعلق ہے خواطر نیازی سے بہتر کسی اور کتاب میں نہیں مل سکتے۔ جرجی زیدان نے بھی ایک تاریخ انقلاب لکھی ہے لیکن وہ ایک ناول کی صورت میں ہے اور ناظرین کو یہ معلوم ہے کہ ناول میں حقیقت اور اصل واقعات کا جہانتک تعلق ہوتا ہے بہرحال! انقلاب عثمانی کے متعلق ایک صحیح اور حقیقی معلومات کا ذخیرہ اگر ملسکتا ہے تو وہ اس کتاب میں انقلاب کو دیکھ کر کسی کن خاص لکھا ہو پس اس سے کہ خواطر نیازی سے بڑھ کر انقلاب عثمانی پر روشنی ڈالنے والی کتاب کوئی نہیں ملسکتی اور یہی وجہ ہے جو ہم نے ترجمہ کیلئے اسکو منتخب کیا

لاحظہ | عالم اسلامی کی ترقی و بقا کا راز اسی میں مضمر و مستور ہے کہ مسلمانان عالم جمہوریۃ اسلامیہ و دستوریۃ شرعیۃ قائم کریں اور اصول اسلامی کی پابندی کے ساتھ اقدام کریں۔ اسوقت عالم اسلامی کے سامنے جو چیز ہے وہ یہ ہے کہ مرکز اسلامی خلافت اسلامیہ کو مستحکم کریں اور اس خلافت کو جمہوریۃ اسلامیہ و دستوریۃ شرعیہ کے اصول کے ماتحت کر کے تمام قوائی منتشرہ صورت اجتماعی اختیار کریں اور خلافت کی حفاظت کی طرف اقدام کریں اور دنیا کے اندر جس قدر بھی مسلم طاقتیں موجود ہیں خواہ وہ حکومت کی حیثیت سے ہوں خواہ رعایا کی حیثیت سے اس نکتہ واحد پر مجتمع ہو جائیں اور اپنے رشتہ کو اس مرکز اسلام مرکز جمہوریۃ سے منسلک و مستحکم کریں اس کے بعد مسلمانان عالم کی جسقدر بھی نقل و حرکت ہو متحدہ طاقت اتحاد افکار اور رشتہ اسلامی کے تحت میں ہو گو بعض اسلامی ریاستیں یا سلطنتیں اس اصول کو دوسری نگاہ سے دیکھیں گے لیکن جب جمہوریۃ اسلامیہ اور حریت اسلامی کی اصل حقیقت کو سامنے رکھیں گے تو یہ رشتہ انکے لئے باعث رحمت و رافت باعث ترقی و بقا باعث فوز و فلاح باعث حریت و آزادی ثابت ہوگا اور انکی خودداری پر کوئی اثر نہ پڑیگا بلکہ ان کے لئے باعث استحکام ہوگا۔ پس اگر مسلمان ترقی چاہتے ہیں دنیا میں خودداری و خود مختاری خود اعتمادی کی زندگی چاہتے ہیں اور دنیا کی نفس پرست ہوا خواہ طاقتوں کے مقابلہ میں کھڑا رہنا چاہتے ہیں اور ہر قسم کے مکارہ و مصائب سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں اور دنیا میں اپنی قومیت باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے بس یہی ایک طریق مستقیم ذریعہ فوز و فلاح ہے اور اگر مسلمان اس طریق پر کاربند ہو گئے تو وہ دن بہت قریب ہیں کہ خدائے قدوس کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ

تاریخ دولت عثمانیہ کے مطالعہ کرنے والے کو یہ امر تسلیم کرنا پڑے گا کہ دولت عثمانیہ پر مختلف ترقی و تنزل کے دور گذرے۔ اور ہر دور میں مختلف حوادث و وقائع یکے بعد دیگرے وقوع میں آئے۔ یہ امر بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو حوادث و وقائع دور مابعد زمانہ متاخرین رونما ہوئے ان کے اسباب و علل وہ زمانہ موجودہ نہ تھا جس میں ان کا وقوع ہوا۔ اور نہ اس موجودہ دور و زمانہ کی غفلتیں ان حوادث و وقائع کا باعث تھیں۔ بلکہ دور سابق۔ عہد ماقبل۔ طبقہ گذشتہ کی غفلتیں اور کوتاہیاں اس کا باعث و سبب تھیں۔

پس جو شخص تاریخ دولت عثمانیہ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے یہ ناگزیر ہے کہ سب سے پہلے ان اسباب و علل اور حوادث و وقائع کی تلاش و جستجو کرے۔ جن سے دولت عثمانیہ کی ترقیاں وابستہ تھیں اور جن سے دولت عثمانیہ کو طرح طرح کے آلام و مصائب کا مقابلہ اور طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

دولت عثمانیہ کے زمانہ ترقی و تنزل کو ہم چار دور اور طبقات میں تقسیم کرتے ہیں انہیں دور اور طبقات سے دولت عثمانیہ کی ترقیاں اور تنزل وابستہ ہے۔

دور اول ۶۹۹ھ یعنی ابتداء دولت عثمانیہ سے شروع ہوتا ہے اور ۸۵۷ھ پر ختم ہوتا ہے۔ دور ثانی ۸۵۷ھ سے شروع ہوتا ہے اور ۹۷۴ھ پر ختم ہوتا ہے دور ثالث

سنہ ۹۸۶ھ سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۱۱۸۰ھ پر ختم ہوتا ہے۔ دور رابع سنہ ۱۱۸۰ھ سے شروع ہوتا ہے اور سنہ ۱۳۴۳ھ پر ختم ہوتا ہے[1]۔

دور اول کے اندر جو حوادث و وقائع ظہور میں آئے۔ نہایت خوشگوار و ترقی بخش تھے۔ دور اول دولت عثمانیہ کے لیے عہد شباب و ترقی اور زمانہ ارتقا و بلندی تھا۔ فتح و نصرت اقبال وظفر مندی نے دولت عثمانیہ کا استقبال کیا۔ جس طرف رخ کیا اقبال وظفر مندی نے ان کا ساتھ دیا جس طرف نظر پڑی فوز و کامرانی ان کے ہمراہ تھی۔ جس قوت کی طرف اقدام کیا مسخر کر کے چھوڑا۔

دور ثانی شروع ہوا تو آفتاب دولت عثمانیہ سر پر تھا۔ ہلال بدر کی صورت میں آچکا تھا۔ ترقی کے دروازے بند ہو چکے تھے۔ سیلاب ترقی رک گیا تھا۔ لیکن پھر بھی دور ثانی کی رفتار غنیمت تھی۔ قانون قدرت کا ہمیشہ یہ اصول رہا کہ جب کسی چیز کا دور ترقی ختم ہوتا ہے تو پھر ایک دور توقف آتا ہے یعنی ایک ایسا زمانہ آتا ہے کہ نہ ہم اس کو دور ترقی کہہ سکتے ہیں نہ دور تنزل۔ بلکہ وہ دور ترقی و تنزل کے درمیان ایک برزخ ہوتا ہے۔ جب دور ترقی و نمو ختم ہوتا ہے تو پھر دور توقف ضروری ہے۔ اور دور توقف کے بعد دور تنزل بھی ضروری ہے۔

پس جبکہ دولت عثمانیہ کا دور ترقی و نمو ختم ہوا۔ اور ترقی کے دروازے بند ہو گئے سیلاب اقبال وظفر رک گیا تو اب دور ثانی یعنی دور توقف آتا ہے۔

سنہ ۸۵۷ھ تک دور ترقی کا خاتمہ ہو گیا۔ اب دور توقف شروع ہوا سنہ ۸۵۷ھ سے لیکر سنہ ۹۸۶ھ تک دور توقف کا بھی خاتمہ ہوا۔ نہ اس دور میں دولت عثمانیہ کو کسی قسم کی ترقی ہوئی نہ تنزل۔

دور ثانی کا ختم ہونا تھا کہ تنزل اپنی ڈراؤنی صورت لیکر پہونچا۔ اقبال وظفر مندی نے رخ پھیرا۔ فتح و نصرت نے پانسہ پلٹا۔ یکے بعد دیگر بہت سے ایسے حوادث و وقائع ظہور میں آئے جن سے دولت عثمانیہ کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ خائنین ملت و وطن نے طرح طرح

---

[1] سنہ کا حساب غالباً ہجری سنہ سے ہے۔ لیکن اصل رسالہ کے اندر ہجری غیر ہجری کی قید نہیں۔ ۱۲۰ مترجم۔

کی ریشہ دوانیاں شروع کردیں۔ حکمار و مصلحین مدبرین وقت علاج مرض سے غافل ہوگئے
اور حق پرست وحق کوش ہستیاں استبداد کے پنجوں میں آگئیں۔

دور ثالث یعنی ۹۵۶ھ سے لیکر ۱۱۸۰ھ تک کا زمانہ دولت عثمانیہ کے لئے وہ
زمانہ تھا کہ روز بروز سوائے مصائب و آلام یاس وحسرت تنزل و مایوسی کے اور کچھ نہ تھا۔ دور
ثالث کے شروع ہوتے ہی گویا دولت عثمانیہ پر ایک صاعقہ مہلکہ گر پڑی۔ تباہیوں اور بربادیوں
نے ہر طرف اپنی تاریکیاں پھیلادیں۔ آہ پھر کیا تھا سوائے تحسر و تاسف۔ جبکہ مصنعین دور اول
وثانی۔ اصلاح ملت۔ حفاظت ملک و وطن۔ بقار دولت ملی سے غافل اور سرچشمہ شر وفتن
واسباب فاجعہ مہلکہ کے تدافع سے بے خبر۔ تو پھر حکمار دور ثالث اس کی اصلاح کیونکر کرسکتے
تھے! سرچشمہ شر وفتن کو اول ہی دن بند کرنا چاہئے تھا۔ مرض کہنہ ہوجانے کے بعد علاج مشکل
ہوجاتا ہے۔

غرض دور اول وثانی کی غفلتوں سے وہ اسباب پیدا کردئے جن سے دور ثالث کو سوائے
بدنصیبیوں اور ناامیدیوں کے اور کچھ حاصل نہ ہوسکا۔ دور اول وثانی کی کوتاہیوں نے وہ
مصیبتہ پھیلادی کہ دور ثالث اس کے تحمل و برداشت کے لئے مجبور مضطر تھا۔ دور ثالث کے
حوادث و وقائع فاجعہ دراصل دور اول وثانی کی غفلت شعاریوں کوتاہ اندیشیوں بے پرواہیوں
کے برگ و بار تھے۔ یہ انہیں سرچشموں کا سیلاب تھا جنکو دور اول وثانی نے جاری کردیا تھا۔

جب دور ثالث کا یہ حال ہوا تو پھر دور رابع کا حال کیا ہونا چاہئے؟ ظاہر ہے
باعتبار قانون تکامل طبعی دور رابع کو جس قدر بھی بدنصیبیاں دیکھنی پڑیں کم ہیں جس قدر بھی
صاعقہ محرقہ کے تھپیڑے لگیں اور تنزل و تسفل کی تاریکیاں جس قدر بھی حیران و مبہوت
کریں۔ تباہی و بربادی کی آندھیاں جس قدر بھی تہ و بالا کریں۔ نامرادی و ناکامی ذلت و
نکبت حسرت و یاس تاسف و تحسر جسقدر بھی اپنا رشتہ قوی کرے کم ہے۔

دور رابع کا شروع ہونا تھا کہ تسفل و تنزل کے سمندر امنڈ پڑے۔ مصائب و آلام
کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ شکست و نامرادی کی موجوں نے فتح و ظفر نصرۃ و کامرانی کی برکتوں کو اپنی
آغوش ہلاکت میں لے لیا۔

دولت عثمانیہ پر جب دور رابع آیا تو مرض کہنہ ہو چکا تھا۔ علاج دشوار اور تشخیص مرض محال ہر صیغہ حکومت و ہر گوشہ سلطنت و ہر عضو ملک مفلوج ہو چکا تھا۔ دفاتر انتظامیہ اور اصول نظام کے اندر طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں اور ہر فرد حکومت بچہ سے لیکر بوڑھے اور مرد سے لیکر عورت تک ان خرابیوں کا خمیازہ بھگت رہے تھے۔ اور تشخیص مرض اور علاج مرض سے قاصر تھے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح اصحاب رسول اللہ صلعم کی جماعت میں عشرہ مبشرہ اشرف اور ممتاز ہیں اسی طرح دول عظمیٰ اور بڑے بڑے ملوک و شاہنشاہوں کے مقابلہ میں نسب عثمانی اشرف اور ممتاز ہے۔

یہی نسب تھا جس نے محمد رابع جیسے باعزم جوانمرد اور سلیم ثالث جیسے عقل مند اور دانا کو پیدا کیا۔ محمد رابع اور سلیم ثالث کا وجود ہم کو یہ بتلا رہا ہے کہ نسب عثمانی کے اندر ہمیشہ حیات و بقا کی روح موجود رہی۔ اور ہمیشہ عثمانی شجرۂ نسب کے اندر انقلاب کی جھلک نظر آتی رہی،

یہی انقلاب کی جھلک تھی جس نے محمود ثانی اور عبدالمجید جیسے مستمدین کا خون بہایا، اور اصول شوریٰ اور نظام دولت و ادارۂ ملکی میں سلیم اول کی پیروی کا گرویدہ بنایا۔ اور ملک و ملت نے خائنین وطن و ملت کے خون کی بھینٹ دی،

یہ واقعات ہم کو صاف طور پر اس امر کا پتہ دیتے ہیں کہ خاندان عثمانی سے روح حیات و بقا مردہ نہ ہوئی تھی زندہ تھی۔ لیکن یہ واقعات و حوادث ہم کو اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ جب کسی ملک و حکومت پر تنزل کی تاریکیاں چھا جاتی ہیں اور دولت و سلطنت کو گھن لگ جاتا ہے اور تسفل و تنزل کی آندھیاں بنیاد حکومت کو کھوکھلا کر دیتی ہیں تو سپر حکومت و سلطنت اس کو دور کرنے سے قاصر و عاجز ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مرض مہلک کا علاج پیشتر ہی کارگر ہوتا ہے۔ جانکنی کے وقت فکر علاج بے سود ہے۔

دور رابع شروع ہوا، قریب تھا کہ اس دور میں دولت عثمانیہ کا چراغ گل ہو جاتا۔ اور آل عثمان کی عظمت دیرینہ خاک میں مل جاتی۔ اور آل عثمان کی شجاعت و بہادری کے تمام کارنامے صرف تذکار تاریخ بن کر رہ جاتے، اور آفتاب

دولت ٹرکی غروب ہوجاتا۔ مگر تائید خداوندی سے دستگیری کی اور سکے بعد دیگرے متعدد واقعات وحوادث مختلف اشکال وصورت میں نمودار ہوئے۔اور انقلاب نظام ملکی تغیر اصول سیاست اور اسباب ترقی کی جھلک نظر آنے لگی۔اور بقاء دولت عثمانیہ کی امید ہونے لگی،

یہ واقعات وحوادث درحقیقت سلیم ثالث کی نیت صادق کا ثمرہ اسکی عقلمندی دوربینی اسکے علم وفضل اور اس کی فکر رسائی کا نتیجہ تھا جوان کے مرنے کے بعد ان کے پیروکاروں کی سعی سے ظاہر ہوا۔

دولت عثمانیہ کے لیے سلیم ثالث کی شہادت ایک وہ بڑا سخت زخم اور ناصور ہے جسکا اندمال ناممکن ہے۔افسوس کہ خائنین ملک وملت ارباب وسوس وخدع نے ایسے صاحب تدبیر ورائے، صاحب دماغ عالی۔صاحب حکمت ونظر۔صاحب فکر ارفع کو اپنی ذاتی خودغرضیوں کے لیے قتل کیا۔اور اپنے دامن کو خون مظلوم سے آلودہ کرکے دولت عثمانیہ کو طرح طرح کے مصائب وآلام کے اندر مبتلا کردیا۔

اگر آج ہم ان ارباب سیاست عظار امت مصلحین دولت عثمانیہ کی طرف نظر کریں، جو رشید پاشا مصطفے کامل پاشا کی تقلید کر رہے ہیں۔مثلاً مدحت پاشا سنوسی کمال بیگ تو درحقیقت یہ لوگ سلیم ثالث کے مقلد اور اس کے مجوزہ اصول نظام اصول سیاست کی پیروکار ہیں اور جسطرح مدحت پاشا شنوسی کمال بیک سلیم ثالث کے مرہون منت اور اس کی مساعی جلیلہ کے خوشہ چین ہیں۔اسی طرح موجودہ انقلاب کے اراکین نوجوانان ٹرکی مدحت شناسی کمال بیک کے مرہون منت اور ان کی مساعی جلیلہ کے خوشہ چین ہیں۔ترکی نوجوان باعتبار سیاست مدحت پادشا کے۔اور باعتبار ادب وتہذیب شناسی کے اور باعتبار حمیت وطن وملت فکر وتدبیر کمال بیک کی تقلید کر رہے ہیں،درحقیقت موجودہ انقلاب کی روح وہی روح ہے جو سلیم ثالث نے پھونکی تھی۔اور موجودہ انقلاب کے نوجوانوں کی جماعت بالواسطہ سلیم ثالث کی شاگرد ہے۔

ناظرین! وہ دور اور طبقہ جس میں شہید اعظم سلیم ثالث کے خون ناحق سے زمین رنگین بنائی گئی اور جس کے اصول وقوانین کی تکمیل میں شہید اعظم مدحت نے خائنین ملت وطن کی

خونخوار تلواروں کیلئے اپنی قیمتی جان نذر کردی۔ دراصل یہ وہ دور تھا کہ دولت عثمانیہ کے لیے وقت سحر تھا۔ یا چراغ سحری کی ایک جھلک تھی۔ یا شب تاریک کے اندر ایک دھوندلے ستارے کی چمک۔ یا دور تاریک میں بجلی کی ایک جھلک تھی اور بس۔

مدحت پاشا کا شہید ہونا تھا کہ دولت عثمانیہ کے خطرات دوبالا ہوگئے، ترقی کی جھلک نظر آنے لگی تھی۔ لیکن مرحوم مدحت کی شہادۃ نے اگلی بدنصیبیاں پیدا کردیں۔ پھر کیا تھا! دور رابع اپنی ہلاکتوں اور بربادیوں کو لیکر پہونچا۔ ہر گوشہ وطن میں استبداد کی تاریکیاں پھیل گئیں، ملعنت و مشومیۃ کا دیو تمام کی گردنوں پر سوار ہو گیا۔ اور وہی بدنصیبیاں پھر تھعری مراجعت کر آئیں۔ جو سلیم ثالث کے اوائل ایام میں موجود تھیں۔ اور جن کے دور کرنے کے لئے سلیم ثالث نے اپنی جان کو شہید کیا تھا۔

دور رابع جس قدر گذرتا گیا جور و فساد ملعنت و شیطنیت کا دیو اپنے پنجے تیز کرتا گیا اور امت و وطن کو غارت و برباد کرنا شروع کر دیا۔ افراد امت اشخاص وطن مظالم و استبداد سے تنگ آکر چیخنے لگے،

جب ظلم و استبداد کی بیڑیاں گران بار ہوگئیں۔ تباہیوں اور بربادیوں کی تاریکیاں ہر گوشہ ملک پر چھا گئیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ قوم کروٹ لیتی۔ ارباب اصلاح و ہمت ہمدردان ملت و وطن صاحب تدبر و حکمت سرفروشانہ اس دہکتی ہوئی آگ کے اندر کود پڑتے۔ اور ملک و ملت وطن و امت کو ظلم و استبداد کے پنجوں سے نجاۃ دلاتے،

چنانچہ یہی ہوا۔ اور دس جولائی ۱۳۲۴ھ کو دولت عثمانیہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا، اس میں کوئی شک نہیں کہ اس انقلاب عظیم کی بنیاد ایک سو سال سے پیشتر پڑ چکی تھی، لیکن کامیابی نے کسی وقت بھی اپنا رخ نہ کیا۔ اور تقریباً تبیس ۳۲ سال سے تو وہ عالم تعطل و سکوت طاری تھا کہ نہ کسی صاحب حکمت و رائے کی حکمت عملی بارآور ہوئی نہ کسی جوانمرد شجاع صاحب عزم و ارادہ کی شجاعت و جوانمردی کارآمد ہوئی،

لیکن جب جور و استبداد مصائب و آلام اپنی ابتدائی منازل کو طے کر کے انتہا تک پہونچ گئے تو امت و قوم خود بخود بیدار ہوئی۔ اور انقلاب کی تیز ہوائیں چلنے لگیں،

یہ ایک اصول طبعی ہے کہ قومیں اپنے وقت پر ہی بیدار ہوا کرتی ہیں۔ انقلاب اسی وقت ہوتا ہے جب انقلاب کی ضرورت ہوتی ہے۔ وقت سے پیشتر جو لوگ بیداری اور انقلاب کی کوشش کرتے ہیں۔ گو وہ کیسی ہی زبردست کوشش کیوں نہ ہو بے کار ثابت ہوتی ہے۔ اور جب وقت آجاتا ہے تو پھر ایک معمولی سے معمولی جھنجوڑ ہی قوموں کو بیدار اور ادنیٰ سے ادنیٰ کوشش بھی انقلاب عظیم پیدا کر دیتی ہے۔

چنانچہ اس انقلاب کی بنیاد بھی تقریباً ایک صدی پیشتر ہی پڑ چکی تھی اور حکما، مدبرین و مصلحین وطن و ملت نے طرح طرح کی کوششیں کیں اور کرتے رہے۔ لیکن تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ مگر جب جور و استبداد مصائب و آلام کی بیڑیاں حد سے زیادہ گرانبار ہو گئیں تو امت خود بخود بیدار ہوئی۔ قوم اپنے آپ ہی غفلت کو چھوڑ کر آگے بڑھی اور دولت عثمانیہ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا،

ہمیں قانون تکامل طبعی کو پیش نظر رکھتے ہوئے دولت عثمانیہ کے ماضی اور استقبال پر ایک نظر عبرت ڈالنی چاہیئے اور اسباب و علل ماضیہ پر غور کر کے از روئے قانون تکامل طبعی مستقبل دولت عظمی عثمانیہ پر نظر کرنی چاہیئے۔

دولت عثمانیہ اپنے اندر وہ استعداد رکھتی تھی جسکو دنیا کی بڑی بڑی حکومتیں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ خاندان عثمانیہ وہ مستعد خاندان ہے جو باعتبار حکمت و تدبر قوۃ و شجاعت دنیا کی بڑے بڑے خاندانوں سے ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہی خاندان تھا کہ جس طرف بڑھا فتح و ظفر نے ان کا استقبال کیا۔ جسطرف نظر اٹھی اقبال نے سر تسلیم خم کر دیا۔ جسطرف ارادہ کیا انہیں نصرۃ و ظفر نے کامیاب بنایا۔ جس طرف اقدام کیا اعدا کو شکست دی۔ سخت سے سخت دشمن بڑی سے بڑی طاقت بھی خاندان عثمان کے ارادوں کو متزلزل نہ کر سکی۔

لیکن جب دولت عثمانیہ نے اپنی شجاعت و دلیری اور استعداد خاندانی کے ساتھ ہی ساتھ حرص و طمع کو اپنا رفیق بنا لیا۔ اور حرص بھی ایسا کہ اپنے مرکز طبعی کو چھوڑ کر بہت ہی آگے گذر چکا تھا۔ تو اس کا نتیجہ بھی دیکھا۔ حرص نے دولت عثمانیہ کو ایسا اندھا کر دیا کہ اپنے عظیم الشان ملک کی حفاظت و نگرانی سے بھی غافل و بے خبر ہو گئی،

چاہیئے تو یہ تھا کہ اصول سیاست کو درجہ کمال تک پہونچاتی۔ نظام ملک و فن انتظام دولت میں اپنی قوتیں صرف کرتی۔ اصلاح امت و مذہب میں پوری سعی کرتی،

لیکن افسوس اے کمبخت حرص تو نے پرایا تو کھویا لیکن اپنا بھی نہ چھوڑا۔ ۸۵۶ھ میں تو دولت عثمانیہ یہ بھی نہ سمجھی کہ اصول تدریج طبعی کس جانور کا نام ہے؟ اور نہ قانون تکامل طبعی کے اصول کے بموجب کوئی عملی کارروائی کی، بلکہ آنکھیں بند کیں اور حرص وطمع کے ساتھ ہولئے جدہر حرص وطمع نے اشارہ کیا بغیر انجام ونتیجہ پر نظر ڈالے ہوئے چل کھڑے ہوئے نہ کسی جاد ور منزل پر راحت لی نہ کسی سرزمین پر اطمینان سے بسیرا کیا۔ نہ کسی گوشہ ملک میں اصول سیاست انتظام ملکی کو محکم وپائدار بنایا۔ ایک نشہ حرص وطمع تھا کہ آگے بڑہو آگے بڑہو اور بس۔

آخرالامر ۹۸۶ھ میں دولت عثمانیہ کو حرص وطمع کی حقیقت معلوم ہوئی کہ جسکو اس نے ترقی سمجھا تھا۔ ترقی نہ تھی بلکہ طمع وحرص کا ایک پرفریب جال تھا،

باوجودیکہ دولت عثمانیہ کا رقبۂ زمین بہت وسیع ہو چکا تھا عنصر عثمانی ایک وسیع ملک کا مالک ومتصرف ہو چکا تھا لیکن حرص وطمع نے قانون تکامل طبعی اور رفتار زمانہ سے بے خبر رکھا اور اسی لئے بالآخر زوال ونامرادی کا مزہ بھی چکھنا پڑا۔ اور اسی غفلت کا نتیجہ ہے جو آج ہم سوائے تاسف وتحسر حسرت ویاس۔ تنزل ونامرادی کے اور کچھ نہیں دیکھتے،

باوجود ان تمام غفلتوں اور نامرادیوں کے اس نازک ترین زمانہ میں ہم انقلاب کی روح پھونک دہے ہیں۔ اور اپنے قیمتی وقت کو انقلاب کی امید میں صرف کر رہے ہیں۔ انواع واقسام کی کوششیں کر رہے ہیں۔ مختلف تدابیر کر رہے ہیں خطرات ومہالک کے منہ میں بیٹھے ہوئے انقلاب کا صور پھونک رہے ہیں۔ اور اس امید پر کہ دولت عثمانیہ اپنے عنفوان شباب کو پھر حاصل کرلے۔ عنصر عثمانی سے کسی طرح بھی مرض مہلک دور ہو۔ اور ترقی وکامرانی کے درجۂ علیا سے فائز المرام ہو،

اس میں کوئی شک نہیں کہ جو تدابیر انقلاب اسوقت ہم کر رہے ہیں وہ بالکل بے وقت اور بے محل ہیں، یہ تدابیر آج سے تین سو برس پیشتر ہونی چاہئے تھیں،

اگر آج سے تین سو برس پیشتر ان تدابیر وحکم سے کام لیا جاتا تو آج امت عثمانیہ کو اپنی

سعادت عظمیٰ حریت صادقہ کی بربادی پر ماتم نہ کرنا پڑتا۔ تضیع عہد اقبال دین پر آنسو نہ بہانے پڑتے مصائب و آلام کا نشانہ نہ بننا پڑتا۔ اور اعداء ملک و ملت کے جور و استبداد سے گریاں و نالاں نہ ہونا پڑتا۔

یہ سب کچھ سہی لیکن اسلام مایوسی کو کفر قرار دیتا ہے۔ اس لئے مسلمان کے پہلو میں مایوسی کبھی جگہ حاصل نہیں کر سکتی۔ اس لئے آج ہمیں ناامید نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ تائید خداوندی ہمیشہ حق و صداقت کے ساتھ رہی، خدا کا ہاتھ ہمیشہ حق کی مدد کرتا رہا۔ پس گو زمانۂ عمل گذر چکا و محل تدابیر مفقود ہو چکا لیکن ہم مسلمان ہیں ناامید ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔

ہمیں آج اس امر کا یقین رکھنا چاہیئے کہ ہماری تدابیر اور کوششیں وہ نہیں جو سلیم ثالث اور مدحت بادشاہ کی تدابیر اور کوششوں کی طرح بے نتیجہ ثابت ہوں کیونکہ ہماری تدبیریں کسی شخص ضعیف کی تدبیریں نہیں۔ ہماری کوششیں شخصی کوششیں نہیں۔ بلکہ یہ اجتماعی تدابیر اور تمام امت کی کوششیں ہیں۔ ہماری یہ تحریک شخصی و ذاتی تحریک نہیں بلکہ ملی و مذہبی تحریک ہے۔ اور تم اس امر کو اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ امت و قوم کی اجتماعی طاقت ایک وہ حصن حصین ہے جسکو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا۔

اُمت و قوم کی اجتماعی قوت جس طرف اقدام کرتی ہے ظفریاب ہوتی ہے۔ جسطرف رُخ کرتی ہے سعادت و برکات فتح و نصرۃ کو اپنا رفیق بنا لیتی ہے۔

لیکن پھر بھی میں ضرور کہوں گا کہ ہم اپنے ارادوں میں اسی وقت کامیاب ہوں گے جب ہم خدائے قدوس کی طرف مراجعت کرینگے۔ اور حکمت و قناعت۔ صبر و استقامت اور استقلال و ثبات کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہ جانے دینگے۔ ایک بڑی شرط کامیابی کی یہ ہو کہ عجلت و مسارعت کے اجنہ تعجل اور جلدی کے شیاطین سے بالکل اجتناب کریں اور نہایت اطمینان وسکون اور تسلی کے ساتھ کام لیں اور اپنے دعاوی کے اظہار میں تسابق و تصادم کو کسی قسم کی بھی گنجائش نہ دیں اور بوقت حاجت موقع ضرورت پر اتحاد افکار اور خیالات متفقہ سے اصل مقصود کی طرف اقدام کریں۔ والسلام۔

نیازی الرسنوی

نیازی بیک کے نام کپتان محمد الدین آفندی کا
(جو اخوان جمعیۃ کے ایک رکن ہیں) تہنیۃ نامہ

الی نیازی بیک قائد کتبۃ رسنہ!

اخی البطل وطنی المبجل المقدس! آپکے نشورات و اعلانات کو پڑھکر مجھے وہ مسرت حاصل ہوئی جو میرے بیان قلم سے باہر ہے۔ تونے موت کو دعوت دی اور قوم کی راہ نمائی کیلئے آگے بڑہا۔ درا صل اس نازک ترین عہد و زمانہ میں آپ کا وجود اہل وطن کے لئے ایک بشارۂ عظمی ہے۔ یہ نازک ترین زمانہ اور آپ جیسے غیور صاحب عزم و ثبات شخص کا حمیت وطن و قوم اور سلامت ملک و ملت کے لئے عازمانہ و شجاعانہ اقدام کرنا وطن و ملک کے لئے ایک بشارۂ عظمی اور بڑی سے بڑی خوشخبری ہے۔ گو اس نازک ترین زمانہ میں اس کام کی طرف اقدام کرنا موت کو تہنیۃ اور خوش آمدید کا پیغام پہونچانا ہے لیکن جو شخص وطن و قوم کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گیا اوسکو موت و زیست کی پروا کب ہوتی ہے؟

پیارے نیازی! آفریں ہے تیری وطن پرستی پر اور ہزار آفریں ہے تیری جرأت و صداقت پر کہ تونے وطن و قوم کے لئے حکومت کو بھی ٹھکرا دیا۔ اور کیوں نہ ٹھکراتا کہ اس حکومت کے پہلو میں سوائے تاریکیوں نامرادیوں اور بدنصیبیوں کے اور کوئی شئے موجود نہیں۔

محترم نیازی! تو اپنے اٹل ارادوں کو لیکر آگے بڑہا اور پرستاران قوم و وطن کی ایک قلیل جماعت جسکی تعداد صرف دو سو تھی لیکر اعلان حق کے لئے اقدام کیا اور پہاڑ کی چٹانوں میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔

پیارے محترم نیازی! تیری وطن پرستی تیری صداقت و جرأت تیرے جذبات صادقہ کا سیلاب تیرے عزم و ثبات تیری شجاعت و جوانمردی کے مظاہر جلیلہ دیکھکر امت و وطن کا ہر فرد متعجب ہے اور صرف متعجب ہی نہیں بلکہ تیری ان مساعی جلیلہ کا مرہون منت ہے۔

پیارے نیازی! میں تیرے ان مساعی جلیلہ کی داد دیتا ہوں اور صرف داد ہی نہیں بلکہ مبارکباد بھی دیتا ہوں۔ تیری اس عظیم الشان تحریک سے جو اپنے ابتدائی مراحل

ومنازل سے نجاۃ کامرانی فوزوفلاح کی بشارتیں دے رہی ہے۔ ہر فرد جمعیۃ کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں کہ تیرا وجود امید و آرزوں کا ایک مجسمہ ہے تیری شان میں جو کچھ بھی کہا جائے اوس سے تو بدرجہا ارفع و اعلیٰ شان رکھتا ہے۔

پیارے محترم نیازی! تیرا وجود اس عہد تاریک میں قافلۂ فدائین کا قائد اور کشتی پرستاران وطن کا نوح ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ قافلۂ فدائین کی راہ نمائی کرنے والا بجز تیرے اور کوئی بھی نظر نہیں آتا، اور میں یقین کرتا ہوں کہ تیرا دل بھی میرے اس قول کی تصدیق کر رہا ہوگا کہ خدائے قدوس کی تائید ہمیشہ احرار وطن پرستاران ملت وقوم کے ساتھ شامل حال رہے اور ہمیشہ قافلہ فدائین کا تو کشتی بان رہے

پیارے محترم نیازی! یہ بات نہیں کہ ہم تیری صداقت وحق پرستی کے مظاہر کے کرشمے صرف آج ہی دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ تیرے انوار و برکات تیرے حق و صداقت تیری حریت وآزادی کے کرشمے تیری امت و وطن پرستی کی ادائیں آج سے بارہ برس پہلے سے دیکھ رہے ہیں۔

تو اپنی ادھی ہمت وجوانمردی کو یاد کر جس نے ہزیمت وشکست "دیانیہ" کو فتح و نصرۃ سے بدل دیا۔ قریب تھا کہ یہ شکست "تسالیا" کی خوشگواریوں اور دل فریبیوں کو نیست ونابود کر دیتی۔ لیکن تیرے صبر واستقامت تیری ہمت وشجاعت نے تسالیا کی قسمت کو اور بھی چمکا دیا۔

اور اے پیارے نیازی! تو اُن ایام کو یاد کر جبکہ جنگ یونان کا میدان گرم ہوا اور وطن و ملک خطرات عظیمہ کا نشانہ بن گیا۔ اور تیری حکمت و تدبیر تیری ہمت وشجاعت نے گمرہاں راہ حق کی راہ نمائی کی اور تو نے بہادرانہ اقدام کیا اور وطن کو جور و استبداد کے پنجوں سے نجاۃ دلائی۔

ہاں اے محترم نیازی! اُس عہد کو بھی یاد کر جب دولت عثمانیہ کے لئے ہزیمت وشکست کے سیلاب امنڈ آئے، حصون وقلعے اعداء اسلام کیلئے خالی کر دیئے گئے مگر تیری ہمت وشجاعت نے ایسے نازک ترین وقت میں بھی

جواب دیا اور دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹا رہا۔

باوجودیکہ ایک قلیل جماعت تیرے ساتھ تھی۔ ایک فرد نے بھی ہاتھ سے اپنی بندوق نہ رکھی ۲۰ ہزار مجاہدین کی جانیں خطرے میں پڑ گئیں اور دشمنوں کی بڑی طاقت و جمعیت سے ہزیمت پا کر پسپا ہوئے اور کنیسہ حرار کے قریب پہنچکر دم لینے کی مہلت ملی۔ مگر تیرے بہادرانہ عزم و شجاعانہ اقدام نے ہزیمت کو ہزیمت نہ سمجھا۔ اے محترم نیازی! تو ہی تھا جس نے ایسے نازک ترین وقت میں پرستاران وطن و ملت کے اندر رُوح پھونکی۔ اور اپنی سحر بیانی سے حیات و بقا، غیرت و حمیت کا صور پھونکا اور قوم کے اندر ایک بجلی کی سی قوۃ پیدا کر دی۔

اللہ اللہ وہ کیسا منظر ہو گا۔ جبکہ نیازی جیسا خطیب پرستاران وطن کے سامنے کھڑا ہو کر خطبہ دے رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو اور خون کی ندیاں بہ رہی تھیں۔

اے محترم نیازی تو ہی تھا جو ایسے نازک ترین موقع پر کھڑا ہو گیا اور فدائیین پرستاران وطن کا قائد راہ نما بنا اور لشکر اسلام کو غیرت و حمیت کے نشہ سے مخمور کر دیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دشمنوں کی فوج اوسوقت غالب رہی اور بغیر کسی قسم کی مزاحمت کے تو نے قلعے خالی کر دیئے۔ اور دشمن اُس پر قابض ہو گئے دشمنوں نے قلعوں کو خالی پایا تو حریصانہ آگے بڑھے اور جبکہ قدرت نے اہل مغرب کے اندر ہمیشہ سے حرص و طمع کوٹ کوٹ کر بھری ہے، حرص مغربی انکو بغیر انجام و خاتمہ پر نظر ڈالے ہوئے آگے بڑھانے پر مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ دشمنوں نے حریصانہ اقدام کیا اور قلعوں پر قابض ہو گئے اور مال و متاع خوب حاصل کیا۔

لیکن آخر الامر یہ شکست بھی فتح و نصرت سے بدل گئی۔ اور میدان تیرے ہی ہاتھ رہا۔ دشمن تیری تدابیر و مصلحت سے غافل رہے اور خالی کردہ قلعوں میں بغیر نتیجہ و انجام پر نظر ڈالے آ پھنسے۔

یہی حال رہا اوس فوج کا جو احمد شیاوش بیک کی پلٹن سے پیشتر کرنل مصطفےٰ بیک اور میجر رجائی بیک کی تشویق سے تیار ہوئی تھی۔ جب یہ فوج شکست کھاکر پسپا ہوئی تو کرنل مصطفےٰ بیک اور میجر رجائی بیک بہادرانہ آگے بڑھے۔ اور قوم کے اندر غیرت وحمیت کا صور پھونکا۔ فوجی شرافت و لشکری عزت کو کسی طرح بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور ایسے نازک ترین موقع پر ایک عزم فیصلہ کن کیا۔ پسپاہی کی ذلت پر شرافت کی موت کو ترجیح دی اور ایک آخری فیصلہ کن جنگ کے طالب ہوئے پھر کیا تھا میدان جنگ مصطفےٰ بیک اور رجائی بیک کے ہاتھ میں تھا۔

پس اے پیارے نیازی! تو ہنوز اسوقت شکست کھاکر پسپا ہوا۔ لیکن تیرا خوف واقدام وہ تھا جس نے اعداء کے قلوب میں خوف وحراس پیدا کردیا۔ اور اُنکے ارادوں کو متزلزل بنا دیا۔ تیری رجعت وپسپاہی کو دشمن فریب وخدع نہ سمجھے اور پھر اسباب مدافعت ومقاومت سے غافل رہے اور تیرے خوف و اقدام نے فتح عظیم حاصل کرلی۔ اور قلعۂ "نبش بریکا" میں دشمن کی جمعیت کا فیصلہ کردیا اور تیری قسمت کا ستارا فوراً چمک اُٹھا۔

پس اے محترم نیازی! جسطرح اوسوقت تیرے مقدس وجود نے قوم کو شکست وہزیمت کے ولدل سے نکالا اسی طرح آج بھی تو اخوان جمعیت پرستاران وطن کا قائد وراہنما ہے۔ مین اسوقت یہ بھی کہنے کے لئے تیار ہوں کہ تیرے سوا اور کوئی بھی طریق مستقیم کی طرف راہ نمائی کرنے والا موجود نہیں۔ مجھے یقین کامل ہے کہ تیرا مقدس وجود جمعیت کی راہ نمائی کرے گا اور تیری ہی ذات سے جمعیت کی رفعت وبلندی وابستہ ہے اور تجھ ہی پر پرستاران وطن وملت کا اعتماد وبھروسہ ہے

آج "سلانیک" کے اندر انور بیک کے لئے گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا ہے اور ناظم بیک کے واقع میں طرح طرح کی تہمتیں انور بیک پر لگائی گئیں ہیں حالانکہ انور بیک کا وجود ان اتہامات سے بری ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ انور بیک سلانیک کے اندر چھپے ہوئے ہیں لیکن

کسی دوسری غرض کے لئے نہیں بلکہ وہ اس کام کو انجام دے رہے ہیں جسکو آپ تو
انجام دے رہا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب انور بیک اور ان کے ساتھی
ہماری معیت میں ہوجائینگے اور جسقدر بھی پلٹنیں اون کے ہمراہ ہیں۔ ہمارے ساتھ
ہوں گی۔ جسوقت انور بیک معہ اپنے تمام فدائیوں کے ہمارے ساتھ ہوں گے
تو پھر ہمارے لئے دنیا کے اندر دو ہی راہیں ہونگی یا تو وطن و قوم کو جبر و استبداد
کی زنجیروں سے آزاد کرینگے یا پھر موت۔ ان دو راہوں کے سوا تیسری راہ نہیں۔
اے پیارے محترم نیازی! اب میں تیری چشم دوربین کو بوسہ دیتا ہوں اور
تجھپر اور تیرے رفقاء صادقین پر تحفہ سلام بھیجتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں

والسلام

مورخہ ۲۳- جولائی ۱۳۲۴ھ

محترم اہل وطن اور قارئین کرام! قبل اسکے کہ میں اپنے خواطر کے متعلق کچھ عرض کروں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں اپنی زندگی کے متعلق چند کلمات آپ لوگوں کے سامنے پیش کروں

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج تک میں نے کوئی خدمت قوم و وطن کی ایسی نہیں کی جس پر میں فخر کرسکوں یا قوم میری اسقدر مدح و تعریف کرے۔

میں واقعی عرض کرتا ہوں کہ میں نے قوم کی کوئی خدمت نہیں کی۔ اور جو لوگ میری تعریف کرتے ہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کس بنا پر کرتے ہیں؟

ہاں اگر کچھ کیا ہے تو یہ کیا ہے کہ جمعیۃ اتحاد و ترقی کے جانب سے جو حکم ملا اوسکی میں نے تعمیل ضرور کی ہے اور جیسا بھی حکم ہوا تعمیل کے لئے آمادہ ہو گیا۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ سب کچھ میں نے ہی کیا۔ اور میری ہی تعریف کیجائے۔

اگر قوم اس بنا پر میری تعریف کرتی ہے کہ میں نے "رسنہ" کے اندر کچھ کیا ہے۔ اور خدمات وطن و ملت انجام دی ہیں تو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ میں نے "رسنہ" کے اندر بھی کچھ نہیں کیا۔ یہ قوم کا میرے ساتھ حسن ظن ہے کہ میں نے "رسنہ" میں کچھ کیا ہے "رسنہ" میں جو کچھ بھی کیا ہے دوسروں نے کیا ہے۔ بیشک میں عمل و کار کے اندر دوسروں کا شریک ضرور تھا۔ جس طرح دیگر پرستاران قوم کی سعی و کوشش تھی میری بھی تھی۔ لیکن اسکے یہ معنی نہیں کہ صرف میں نے ہی سب کچھ کیا اور میری ہی سعی و کوشش اس عظیم الشان انقلاب عثمانی کا باعث و سبب قرار دیجائے۔ اور میری ہی تعظیم و تکریم کیجائے۔

قوم نے ایک بہت بڑی غلطی یہ کی ہے کہ اس عظیم الشان انقلاب کا محرک مجھے قرار دیا اور میری تعظیم و تکریم میں انتہا درجہ کی افراط شروع کردی۔

قوم کا یہ حسن ظن دیکھکر مجھے اپنے اُوپر ازحد افسوس ہوتا ہے۔ اور نہ صرف مجھپر بلکہ قوم پر بھی کہ قوم کس قدر غفلت میں ہے کہ جس نے کچھ نہیں کیا اوسکو اصل محرک و بانی کا رقرار دیتی ہے اور پھر حد درجہ اس کی مدح و تعریف کرتی ہے۔

ناظرین! میری تعریف کرنا یا مجھکو اس عظیم الشان انقلاب کا محرک و بانی قرار دینا ایک سخت غلطی ہے اور مجھپر ایک افترا ہے۔

ناظرین کرام! جب آپ پر یہ امر روشن ہوگیا کہ انقلاب میں میری شخصیت کو کوئی دخل نہیں۔ اور میری تعریف اس بارے میں کرنا یہ بھی صحیح نہیں۔ جو لوگ میری تعریف کرتے ہیں وہ ایک اصولی غلطی کے مرتکب ہیں۔ مجھے یہ پیش کرنا ضروری ہے کہ اصل محرک انقلاب اور قابل مدح و تعریف حضرات کو پیش کروں کہ وہ کون ہیں؟ اور کس کی تعریف کرنی چاہیئے۔

اس انقلاب عظیم الشان کا اصل محرک و باعث "جمعیۃ" معنویہ ہے۔ اُمت و قوم کی استعداد نے اس عظیم الشان انقلاب کی بنیاد ڈالی ہے پس جس قدر بھی تعریف اور مدح کیجائے قوم کیلئے ہے نہ میرے لئے۔ لہٰذا اگر کوئی تعریف کرنا چاہتا ہے تو میں یہی کہونگا کہ قوم کی تعریف کرو اخوان جمعیت کی تعریف کرو یہی انقلاب کے باعث و محرک ہیں۔ مدح و تعریف اونہیں کی کرنی چاہیئے جو اصل باعث و محرک ہیں کیونکہ مدح و تعریف کا مستحق وہی ہوسکتا ہے جس نے کچھ کیا ہے۔

یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ قومیں ہمیشہ اسی درجہ کو پاتی ہیں جسکی اسکے اندر استعداد ہوتی ہے اور جسکی وہ مستحق ہے پس جو کچھ قوم نے

کیا وہ اس کی استعداد وقابلیت کا نتیجہ اور اسکی مساعی وکوششوں کا صلہ ہے۔
ناظرین کرام تقریباً بتیس ۳۲ سال سے قوم پر وہ موت طاری تھی کہ اس کے بعد قومی زندگی قومی حریت وآزادی کا دوبارہ حاصل ہونا قریب غیر ممکن کے تھا۔ اس بتیس ۳۲ سال کے عرصہ میں قومی حریت وآزادی مفقود ہو چکی تھی۔ قوم کی گردنیں استبداد وغلامی کے طوقوں سے گرانبار ہو چکی تہیں۔ جور وجفا کی ہلاک آندہیوں نے تمام کو گھیر لیا تھا گوناگوں مصائب والآم میں اہل وطن مبتلا ہو چکے تھے اور ایک لمحے کے لئے کسی فرد قومی کو آرام وچین میسر نہ تہا۔
جب قومی حیات وبقاء اس قدر کشاکشوں اور کشمکشوں میں ہو تو پھر اس کا نتیجہ کیا نکلنا چاہیے اسکا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے کہ قوم اپنی غفلت شعاریوں کو ترک کرتی اور اپنی بدعملیوں کو چھوڑ کر اپنی آزادی کی فکر کرتی۔
چنانچہ یہی ہوا قوم نے کروٹ بدلی بیدار ہوئی اور اپنے مرکز حریت کی طرف والہانہ اقدام کیا۔ جذبات صادقہ کی طاقت کہربائی لیکر آگے بڑھی، پھر کیا تہا؟ خدائے قدوس نے اپنے دست کرم کو بڑہایا اور قوم کو آغوش رحمت میں لے لیا۔ قوم بیدار ہوئی لیکن خدا نے بیداری کے عوض قوم کو وہ انمول حریت وآزادی بخشی جس کا قوم کو احساس بھی نہ تھا۔ چند معمولی جذبات مرکز حریت کی تلاش میں نکلے لیکن ان ہی معمولی جذبات نے ایک عظیم الشان اجتماع ملی و سیاسی کی بنیاد ڈالدی۔ انجمن جمعیۃ اتحاد وترقی ان ہی جذبات کا ایک عملی نمونہ ہے۔ انجمن اتحاد وترقی کا قائم ہونا تھا اور امیدوں کے بادل برسنا شروع ہو گئے۔ انجمن اتحاد وترقی اپنی متفقہ قوت کو لے کر آگے بڑہی اور سلاسل جور واستبداد کو ایک ایک کر کے قطع کر دیا۔ علم و عمل کی راہیں کھول دیں سیاست ونظام کا ایک دور جدید پیدا کر دیا اور ہر فرد قوم کے قلب میں وطن پرستی کی روح پھونک دی۔
ناظرین! آج جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں۔ انجمن مذکور ہی کے مساعی جلیلہ کے برکات ہیں۔ اسی انجمن مذکور کی کارروائی کا نتیجہ ہے جو آج ہر فرد قوم کو نشۂ حریت و مساوات سے مخمور پاتے ہیں۔
ناظرین کرام! مذکورہ بالا بیان کو پڑہتے ہوئے آپ اس امر کے تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے

کہ جو کچھ بھی ہم دیکھ رہے ہیں وہ قوم کی مساعی کا نتیجہ ہے کسی شخص واحد کا عمل دکا نہیں
جب یہ امر تسلیم کر لیا گیا تو پھر مجھے یا کسی دوسرے کو فخر و ادعا کا حق کیونکر حاصل ہے؟
میں نے یا میرے ہم خیال وہم جنس نے اگر کچھ کیا ہے تو اتنا ہی کیا ہے کہ جو عہد
ومیثاق ان سے لیا گیا تھا اس پر ثابت قدم رہے۔ اور اس کے پورا کرنے میں
عزم وثبات سے کام لیا اور بس۔

میں اپنی اس تصنیف کے اندر جو درحقیقت انقلاب عثمانی کی ایک تاریخ ہے اپنے اس
مدعا کو بھی ثابت کروں گا جس کو میں اوپر پیش کر چکا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدائے
قدوس میری اس تصنیف کو انجام تک پہونچائے گا۔ اگر میرے دماغ و قلم نے اس
خدمت کو انجام تک پہونچا دیا تو میں اپنے کو بڑا صاحب قسمت اور خوش نصیب سمجھونگا

ناظرین کرام! میں اپنی اس تصنیف کے اندر اپنے خواطر اپنی زندگی کی جدید
وقدیم سرگذشت پیش کروں گا۔ اور انقلاب عثمان کا ذکر ضمناً کروں گا۔ لہذا
میں امید کرتا ہوں کہ میری اس مختصر تصنیف کے اندر انقلاب عثمانی کی تفصیل کیفیت
تاسیس وبنیاد کی تشریح نہ ڈھونڈھی جائے۔

ناظرین! یہ ہے میری خدمات کی فہرست جو میں نے پیش کی۔ اس سے زائد نہ
میں نے کوئی خدمت کی اور نہ میں اپنے اندر اس قدر طاقت پاتا ہوں کہ ملت و
وطن کی کوئی بڑی خدمت انجام دوں۔

مجھے افسوس ہے کہ میں نے اپنے خواطر اور والد کے خواطر کا بڑا حصہ فرو گذاشت کر دیا
اور فرو گذاشت کرنے کی وجہ محض اختصار ہے۔

چونکہ میرا مقصود اس تصنیف سے اپنے خواطر کا پیش کرنا ہے۔ اس لئے زیادہ
تر میری سعی خواطر کے پیش کرنے میں ہوگی۔ اور ابتدا اسکی اپنے خواطر مکتبیہ سے
کروں گا۔ کیونکہ عمل وسعی اور آزادی افکار کا سلسلہ وہیں سے شروع ہوتا ہے۔ جو
نقص بوجہ اختصار اور بعض خواطر کے ترک کرنے سے اس تصنیف کے اندر پیدا
ہوگیا ہے امید ہے کہ اس کا تدارک اور جیرہ خواطر مکتب کے ذکر سے ہوجائیگا۔

ناظرین کرام! میری اس تصنیف کے اندر بعض مواقع پر میں نے اس قدر تفصیل سے کام لیا ہے کہ بادی النظر میں وہ بالکل فضول اور بیکار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن درحقیقت اوس میں بہت سے فوائد مضمر ہیں۔

ناظرین کرام سے امید ہے کہ میری خطا و لغزش کو نکتہ چینی کی نظر سے نہ دیکھیں گے کیونکہ میں نے جو کچھ لکھا ہے بحسن نیت سے لکھا ہے لہذا امید ہے کہ مجھے ناظرین کرام معذور سمجھیں گے والسلام۔

خاکسار

نیازی عفی عنہ

خواطر نیازی

الفصل الاول

خواطر المکتب

ستنلہ کے اندر جب میں تحصیل علم میں مصروف تھا اس وقت میری عمر تقریباً ۱۴ سال یا اس سے کچھ کم و بیش ہو گی۔ یکایک میرے کانوں تک یہ صدائے ناگہانی پہونچی کہ جور و استبداد کے مہلک شعلوں نے ملک و وطن کو پامال کر دیا۔ دولت عثمانیہ بحر زلازل طوفان ہائے مہلکہ کے اندر غرق ہو گئی۔ سلطان ترکی خائنین ملک و وطن کے نرغے میں پھنسا ہوا ہے۔ یہ سنکر میرے اندر پیچ و تاب کا سمندر امنڈ آیا۔ قلب پر بجلی کوند گئی۔

جس وقت مناستر کے مدرسہ تعلیم تجہیز و نظام ملکی کے اندر کپتان طاہر آفندی (جو اس وقت فوجی دستے کے میجر ہیں) تعلیم دے رہے تھے۔ اوس وقت میں اون کے ارشادات و کمالات سے مستفیض ہوتا رہا ہوں۔ اور اُن کے حلقہ درس میں شریک ہونیکا

شرف مجھے حاصل ہے۔ ان ہی کی تربیت وفیوض برکات کا اثر ہے جو آج میرے اندر خدمات ملت کا جوش و ولولہ موجود ہے۔ اور قوم کے ناصور اور زخمہائے شدید کا درد وٹیس موجود ہے۔

یقینی طور پر میں عرض کر رہا ہوں کہ جوش و ولولہ اور درد وٹیس جو میرے اندر موجود ہیں اس کا مدارس عسکریہ کے سوا کسی دوسری درسگاہ سے میسر آنا غیر ممکن تھا۔

میں جب مدرسہ تعلیم تجہیزی سے فارغ ہوا۔ تو اس مدرسہ میں داخل ہوا جس کے اندر فوجی تعلیم دی جاتی تھی۔ یہاں رہ کر سالانہ امتحان میں شریک ہوا جب مدرسہ مذکور کا آخری سالانہ امتحان دے کر میں فارغ ہوا تو مناستر کا سفر کیا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ ایام تعطیل کو مناستر کے اندر گذاردوں۔ جب میں وہاں پہونچا تو اعزہ واقارب دوست واحباب بغرض ملاقات میرے پاس پہونچے۔ ہر ایک نے مبارک باد دی۔ اور کہا فوجی ملازمت ہرگز نہ کرنا۔ ہمیشہ سے ہم دیکھتے چلے آرہے ہیں کہ جیوش عثمانیہ کے اندر کسی وقت بھی صحیح نظام نہ پیدا ہوا ہے نہ ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔

مکاتیب عثمانیہ سے فارغ التحصیل طلبہ بے شمار نکلے لیکن لشکر عثمانی کی قیادۃ ونگرانی نہ کسی سے ہوئی نہ ہونے کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور کسی سے بھی نظم اصولی قائم نہ رہ سکا نہ رہے۔ اس قسم کی باتیں اقارب واعزہ دوست واحباب نے سنائیں اور میرے خیالات کا رخ ہر ممکن پہلو سے بدلنے کی کوششیں کیں۔ لیکن میرے جذبات دلی نے ایک بات کو بھی تسلیم نہ کیا۔

جب کبھی عظمۃ اسلاف کا بیان میرے سامنے ہوا میرے دل میں طرح طرح کے جوش وولولے پیدا ہوئے۔ حکومت اور عملۂ حکومت کی جب کبھی مذمت سنی پیچ وتاب نے مجھے بے چین کر دیا۔ جب کبھی ارباب سوء وقوم کی شکایتیں جور واستبداد کی حکایتیں سنیں رنج وغم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔

مجھے جب یہ خبر ملی کہ لشکر سلطانی روسی فوج سے شکست کھا کر پسپا ہوا۔ اور خائنین وطن وقوم نے اپنی اغراض ذاتیہ کی بنا پر سلطان کو ہزیمت دلائی حالانکہ لشکر سلطانی

ابتدا ہی سے غالب اور روسی لشکر مغلوب تھا۔ تو میرے اندر غیظ و غضب کے شعلے بھڑک اٹھے۔

اس خبر کے سنتے ہی میرے اندر کرب اور بے چینی کی بجلیاں کوند گئیں۔ خدائے قدوس کی جناب میں الحاح اور زاری کرنے لگا۔ دست دعا بلند کیا گڑگڑا گڑگڑا کر عرض کرنے لگا کہ اے خدائے قدوس! مجھے وہ دن بہت جلد دکھلا دے کہ ان خائنین ملک و ملت سے ان کی خیانتوں اور بے ایمانیوں کا بدلہ لوں۔

میرے اندر پیشتر ہی سے جوش و ولولہ موجود تھا لیکن اس شکست سے جو خائنین وطن کی ایمان فروشی اور ضمیر فروشی سے ہوئی تھی میرے اندر جوش و ولولوں کا عظیم الشان سیلاب امنڈ آیا۔ اور اب ایک لمحے کے لئے بھی میرے دل نے یہ گوارا نہ کیا کہ میں فوجی ملازمت کے اندر کچھ توقف یا وقت اور فرصت کا انتظار کروں۔ یہ وہ وقت تھا کہ حب وطن نے میرے اندر ایک تہیج عظیم پیدا کر دیا تھا عقل نے عمل و کار کی مختلف راہیں میرے سامنے کھول دی تھیں یہ وہ وقت تھا کہ اگر تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں دے دی جاتیں تو وہ خوشی مجھے نہ حاصل ہوتی جو وطن و ملت کی خدمت گذاری سے حاصل ہو سکتی تھی۔ میرے قلب کے اندر ایک ایسی جگہ تھی جو میں خالی پاتا تھا اور صرف وطن و ملت کی رفعت و بلندی کے لئے خالی پاتا تھا۔ گویا ہاتف غیبی مجھے آواز دے رہا تھا کہ نیازی! اس خالی مقام کو کوئی شئی اپنا مستقر نہیں بنا سکتی۔ کوئی چیز اپنا مقام نہیں بنا سکتی سوائے حب وطن اور خلوص ملت کے۔ ناظرین! یہ وہ ندا تھی کہ اس کے بعد اعزہ و اقارب کی نصیحت و پند و دوست احباب کی حکمت عملی میرے لئے بالکل بے سود تھی۔ کوئی نصیحت و موعظت میرے ارادوں کو متزلزل نہیں کر سکتی تھی۔ اور نہ کوئی قوت مجھے مسخر کر سکتی تھی۔

چنانچہ فوراً میں تعلیم فوجی کے لئے تیار ہوا۔ اور محبت وطن و ملت نے مجھے اپنے ارادوں میں اور بھی زیادہ مضبوط اور پختہ کر دیا۔

میں اپنے عہد تعلیم کے خواطر لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کیونکہ یہ تین سالہ زمانہ

میری تعلیم کا زمانہ تھا۔ اور تعلیم کا زمانہ ہمیشہ مصائب و آلام کا زمانہ ہوا کرتا ہے اور زندگی نہایت بدمزہ ہوتی ہے خصوصاً جبکہ جور و استبداد کی آندھیاں اپنی تاریکیاں پھیلا چکی ہوں۔

اس وقت کپتان آور خان آفندی علوم فرانسویہ کی تعلیم دے رہے تھے اور کپتان توفیق آفندی علم تاریخ کا درس دیتے تھے ان ہر دو بزرگوں کی صحبت سے ہمیشہ مباحث مفیدہ کی تعلیم ملتی تھی۔ ہمیشہ یہ بزرگ حمیت وطن ترقی ملک ارتقاء نوع انسانی محبت قوم و وطن کے تذکرے کیا کرتے اور پیشوایان عثمانین اور فرانس کے قصص ہائے مفیدہ بطور تمثیل پیش کرتے۔

خلاصہ یہ تھی وہ تعلیم جس کو میں نے حاصل کی اور اس عمارت کے اندر حاصل کی جس کو لوگ مکتب یا مکتب کی کہانیاں کہتے ہیں۔

جب کبھی ہم اخوان درس جمع ہوتے اور احوال عالم پر بحث و گفتگو ہوتی تو اکثر ادیب اعظم حضرت فاضل کمال بیک کی مقدس ہستی اور ان کے آثار عظیمہ ہمارا موضوع کلام و گفتگو ہوا کرتے۔ ہم ان احرار وطن کے آثار بیان کرتے۔ اور اپنے کو ان اعاظم امت و وطن مخلصان راہ حق کی طرف منسوب کرنے سے خوش ہوتے۔ اکثر میرے دل کے اندر یہ خطرہ پیدا ہوتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو فاضل موصوف کی طرف سے دولت عثمانیہ بدظن و بددل ہو جائے۔ حالانکہ فاضل موصوف کا علم و فضل عقل و دانش وہ درجہ علیا رکھتا تھا کہ جس قدر بھی ان کی تعظیم و تکریم کی جائے کم ہے ان کی حمیت صادقہ اخلاص وطن و ملت بہمہ وجوہ واجب الاتباع ہے۔

میں جب کبھی اپنے جذبات کا اندازہ کرتا تو میرا ضمیر مجھے یہی کہتا کہ تیری شرافت و عظمت اسی میں ہے کہ اپنی جان و مال اس پرخطر راہ کے اندر قربان کردے۔

میں اکثر اپنے دل ہی دل میں اپنے دوستوں سے کہا کرتا تھا کہ احباب کرام! ہم اس لئے تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں کہ لشکر اسلام کے رکن بنیں اور قوم مظلوم کی حمایت کریں اور امت شکستہ حال کی قیادہ کریں۔ کیا ہمارا یہ فرض نہیں ہے کہ

وطن عزیز کی ہم حمایت کریں؟ اعدار وطن دشمنانِ ملت کے شر وفتن سے ملک و وطن
کو پاک کریں؟ پھر کیا وجہ ہے جو ہماری درس گاہیں اس قسم کے اصول وضوابط سے خالی
نظر آ رہی ہیں؟ اور ہمارے تعلیمی پروگرام ان جواہرات فکریہ آذکار ریاضیہ سے کیوں صاف
کورے نظر آ رہے ہیں؟ ہمیں ہمارے مقدس احساسات کے دبانے پر مجبور کیا جا رہا
ہے؟ حالانکہ ہمارا مذہب ہماری عقول اس قسم کے جور واستبداد سے صاف طور پر ابا
کرتی ہیں۔ اور نہ کوئی حکمت اس امر کی مقتضی ہے کہ قومی احساسات کو مردہ بنایا جائے۔ آخر
کیا وجہ ہے جو ہم کو اُن بہترین مؤلفات وتصنیفاتِ ﷺ کی تعلیم نہیں دی جاتی کہ جن سے قومی
خیالات کو نشو ونما حاصل ہو سکتا ہے اور جن سے ارتقار قومی وابستہ ہے؟ اور کیا سبب
ہے جو نوجوانان وطن کو اوس مقدس تعلیم سے محروم کر رکھا ہے جس سے اقوام عالم
کی حیات وبقار وابستہ ہے؟ اُن کو مؤلفات فرانسویہ کی تعلیم دی جا رہی ہے تاکہ
وہ وطن پرستی کی تعلیم حاصل کریں حالانکہ جو اصل تعلیم ہے اوس سے بالکل ناآشنا
بنا رکھا ہے۔

غرض اس قسم کے سوالات میرے دل کے اندر پیدا ہوتے تھے اور جواب بھی
میں اپنے ہی دل سے دے لیا کرتا تھا لیکن کوئی شافی جواب مجھ کو نہ ذہن پر تا تھا
اور نہ ہی کسی دوسرے مقام سے ملتا تھا اور نہ کوئی اطمینان بخش وجہ سمجھ میں آتی تھی
نہ شرعی نکتہ نظر سے ان سوالات کا حل میری سمجھ میں آتا تھا نہ عقلی نکتہ نظر سے۔
ہاں اگر جواب ملتا تھا تو اسیقدر کہ یہ سب کچھ اسی لئے کیا جا رہا ہے کہ فوائد مفیدہ
اس پر فریب تعلیم سے وابستہ ہیں اور بس۔

اس جواب کے پاتے ہی مجھے اپنے اون تمام معلومات کا جو مناستر اور مدرسہ
کے لوگوں سے حاصل ہوئے تھے، اور جن کی مجھے وقتاً فوقتاً تعلیم ملتی رہی یقین کامل
ہو جاتا تھا۔

مجھے میرے استاد حضرت مجاب طاہر آفندی نے کمال بیگ اور دیگر پیشوایان وطن
کی پر جوش نظمیں یاد کرائی تھیں۔ جب میں اون نظموں کو پڑھتا تھا میرے اندر جذبات

اور ولولوں کا سمندر اُمنڈ آتا تھا۔ انقلاب اور وطن پرستی کا سچا جوش پیدا ہوجاتا تھا۔ کمال بیک کے بعض اشعار ایسے بھی تھے کہ جن کو پڑھ کر نا اُمیدی قریب نہیں آسکتی تھی۔ جب کبھی مایوسی اور ناامیدی مجھ پر غالب آجاتی تو میں اُن اشعار کو پڑھنا شروع کرتا فوراً مایوسی اپنا راستہ لیتی اور امیدوں کی جھلک دکھائی دیتی اور ایمان کی تازگی سے میرا قلب لبریز ہوجاتا۔

میں جب سنہ ۱۳۱۱ ہجری میں اوس مدرسہ حربیہ کے اندر داخل ہوا جو سلطان کی جانب سے بانفالتی کی طرف قائم کیا گیا تھا تو مجھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میں جیل خانہ کی تیرہ و تار کوٹھری کے اندر بند کیا گیا ہوں۔ مدرسہ کو اور مدرسہ کے طرز تعلیم کو دیکھ کر میرے غیظ و غضب کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ اور پھر مصیبت یہ کہ کمال بیک وغیرہ کا نام لینا یا ان کی تالیفات کا ذکر کرنا بھی ایک کبیرہ گناہ بلکہ اکبر کبائر سمجھا جاتا تھا۔

جس وقت میں جور و استبداد کا اثر اس پیمانہ پر دیکھتا تھا تو میرے اندر ایک گونہ مایوسی پیدا ہوجاتی تھی۔ لیکن چونکہ میرے استاذ نے میرے اندر زندگی کی ایک روح پھونک دی تھی۔ اس لئے مایوسی اپنا مقام نہیں بنا سکتی تھی۔ بلکہ میں اس تعلیم سے جو اس تعلیم سے حاصل کی تھی اپنے ایمان کو تازہ کرتا رہا اور حریت آزادی کی بیریں سوچتا رہا

جس وقت میں ہم درس آستانہ کے نوجوان تعلیم یافتہ جماعت کو دیکھتا تو ان کے اندر حریت و آزادی کی کچھ بو نظر آتی اور میں کچھ خوش بھی ہولیتا قدرے تسلی بھی ہو جاتی۔ لیکن جب آستانہ علیا کے مظالم و استبداد کی طرف خیال کرتا تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی۔ اور سوائے تاسف و تحسر یاس و ناامیدی اور کچھ نظر نہ آتا۔

بعض اوقات میں اپنی استعداد پر نظر کر کے پھوٹ پھوٹ کر آنسو بہاتا اور رہتا کہ ہائے افسوس میرے اندر استعداد عمل موجود ہے لیکن اسباب کار۔ طریق عمل مفقود۔

مگر چونکہ استاذ کتابت ایجر ین میجر رجب آفندی اور استاذ علوم فرانسویہ کپتان احمد بیک اور استاذ اسعد بیک قائم مقام ارکان حرب کی تعلیم نے میرے اندر زندگی

کی وہ روح پھونکی تھی کہ مایوسی اور نا امیدی میرے اندر اپنا مقام و مستقر نہ بنا سکتی تھی۔ افسوس کہ یہ بزرگان وطن اس وقت ممالک خارجہ میں جلا وطنی کی سزا بھگت رہے ہیں، اور محض اس بنا پر کہ اُن کی نسبتہ یہ خبر دی گئی تھی کہ یہ لوگ اہل مفاسد ہیں۔
جب میں آستانہ میں حاضر ہوا۔ ذوق و شوق کے ساتھ مکتب میں داخل ہوا۔ تعلیم حاصل کی۔ تعلیم حاصل کرکے دفتر سے سند حاصل کی اور ضابطے کی بموجب مجھے فوجی افسر کی وردی پہنائی گئی جس پر جاسیس ملک خائنین وطن "ذکی پادشاہ"، "رضا پادشا"، "ثروت پادشا"، "اسمٰعیل پادشا" کی مہریں بھی ثبت تھیں۔
جب فراغت حاصل ہوئی تو آستانہ سے میں رخصت ہوا۔ رخصت کے وقت میرا حال کچھ اور ہی تھا۔ غیظ و غضب کے شعلے میرے اندر بھڑک رہے تھے آنکھوں سے غصہ کی آگ جھڑتی تھی۔
سرکاری مہر اور سند درحقیقت وطن کے لئے پیام موت اور ترکوں کے لئے مدفن تھا۔ کیونکہ افسران فوجی ملک و وطن کے لئے کوئی عملی کارروائی نہیں کرتے تھے قوم و ملت کی بہبودی کی طرف بالکل توجہ نہیں تھی۔ باب عالی سے جس قسم کے احکام بھی ملے ان پر عمل شروع کر دیتے تھے۔ خواہ وہ وطن و ملت کے لئے مفید ہوں یا مضر۔ امت و قوم کے لئے تباہی و بربادی ہو یا سامان موت کچھ پروا نہیں۔
ٹرکی کا یہ ناگفتہ بہ حال تقریباً ڈیڑھ سو برس سے ہے۔ اور صرف خائنین وطن و ملت ارباب وسوس کی ریشہ دوانیاں اس کے اندر کام کر رہی ہیں۔
غرض جب میں فارغ ہوا اور دفتر سے سند حاصل کرکے نکلا تو میری زندگی ایک پیچ و تاب کی زندگی تھی کیونکہ جس طرف بھی میری نظر اُٹھتی تھی۔ سوائے نامرادی و ناکامی کچھ نظر نہ آتا تھا۔
لیکن چونکہ مراد بیک یورپ کی طرف مفرور ہوئے تھے اور پرستاران وطن اور حامیان وطن کی گنتی میں ان کا بھی شمار تھا۔ اور معلوم یہ ہوا تھا کہ بہبودی وطن

ہی کی غرض سے یورپ گئے ہیں۔ اسلئے تو ایک گونہ مایوسی و نا امیدی کا انسداد ضرور ہوجاتا تھا۔

فراغت کے بعد میں نے ہر طرف نظر دوڑائی لیکن کوئی پہلو خدمت کا نظر نہ آیا۔ آخر سرکاری انجمن میں داخل ہوا۔ لیکن چونکہ اراکین انجمن اور عہدے دار سرکاری آدمی تھے اور طرح طرح کی خیانتیں کرتے رہتے تھے۔ اور پھر کوئی کام بھی ہو سرکاری منظوری اور رائے کے بغیر ناممکن تھا۔ جس قدر بھی اراکین تھے سرکاری مدارس کے تعلیم یافتہ تھے جن کے اندر سوائے خیانتوں اور بدعملیوں کے کسی شئی کی تعلیم نہیں ہوتی تھی۔ ان وجوہات کی بنا پر یہاں بھی میری حالت دگرگوں رہی۔ غیظ و غضب کے شعلے بھڑکتے تھے۔ اور ٹھنڈے ہوجاتے تھے۔ مقاصد انجمن تو بہبودی وطن و قوم ہے لیکن دیکھتے تھے تو یہ دیکھتے تھے کہ سرکاری مدارس کے تعلیم یافتہ خائنین وطن خشاد قوم کی ریشہ دوانیاں اس کے اندر کام کر رہی تھیں۔

یہ حالت اوس وقت تک رہی جب تک مراد بیک یورپ سے واپس نہ آئے تھے۔ مراد بیک جب واپس آئے تو رنگ کچھ بدلا خائنین وطن کا جادو بیکار ثابت ہونے لگا۔ اور اصلاح کی جھلک دکھائی دینے لگی۔

فراغت کے بعد جب سند حاصل کرنے کا وقت آیا تو زکی پادشا نے سند دیتے وقت وہ کلمات میری زبان سے کہلوانا چاہے جو سرکاری مدارس کے تعلیم یافتہ فارغ التحصیل طلبہ سے سند دیتے وقت کہلوائے جاتے ہیں میں نے اُن تمام کلمات کے بدلہ صرف یہ کہا کہ میں ہمیشہ حق و وطن اور خادمان وطن، پرستاران حق کا ساتھ دوں گا۔ اصول مدرسہ کی بموجب مجھ سے حلف کا مطالبہ ہوا۔ تو اُس وقت بھی حلف کے ساتھ میں نے اُن ہی کلمات کو دہرایا جس کو پہلے کہہ چکا تھا۔ اور اُن ہی پر حلف کا خاتمہ ہوا۔ میرے اس حلف اور ثابت قدمی سے میرے تمام ساتھی خوش تھے سوائے چند امرا، و رؤسا کے

لڑکوں کے کہ وہ میرے اس حلف سے کبیدہ خاطر تھے۔

قارئین کرام میری اس طویل داستان سے کبیدہ خاطر ضرور ہوں گے لیکن چونکہ میں اپنی زندگی کے واقعات بغرض عبرت پیش کرنا چاہتا ہوں اس لئے قارئین سے خواستگار عفو ہوں۔ اس طویل داستان سے صرف یہ پیش کرنا مقصود ہے کہ میرے زمانۂ بلوغ سے لے کر حکومت کی خدمت گذاری تک میری زندگی کا کیا حال رہا؟ اور کس قدر برکات خداوندی کا مجھ پر نزول ہوتا رہا۔ اور میرے رفقاء کرام کے اندر جذبات اور انقلاب عثمانی کی خواہشات کیونکر پیدا ہوئیں؟ اور کس طرح؟

اس معذرت کے بعد میں اہل یورپ اور متمدن اقوام سے جو حکومت عثمانیہ اور انقلاب عثمانی کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور اس امر کی جستجو کرتے ہیں کہ ایک قلیل جماعت نے قلیل عرصہ کے اندر یہ انقلاب عظیم کیونکر پیدا کر دیا؟ اُن سے صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ کیا اتحاد کی طاقت نے اعلان حریت سے سرفراز فرمایا یا نہیں؟ چند فدائیوں کی جدوجہد نے ملک کو غلامی سے آزاد کرایا یا نہیں؟ ایک قلیل جماعت نے قلیل سے قلیل عرصہ میں غلامی کی بیڑیاں توڑ دی یا نہیں؟ سچ فرمایا ہے صادق المصدوق روحی فداہ صلعم نے العبد یدبر واللہ یقدر۔ بندہ تدبیر کرتا ہے۔ اور اللہ قدرت دیتا ہے۔

ناظرین کرام! میں نے اپنے خواطر کو زمانہ طفولیت سے شروع کیا ہے اس لئے نہیں کہ میں اپنی زندگی کے حالات پیش کروں۔ بلکہ اس لئے کہ قوم اور جذبات قوم کی ترجمانی کروں۔ اور انقلاب امت کے اسباب پیش کروں۔ اور یہ دکھلاؤں کہ قوم حریت و آزادی کے حصول کے لئے کس قدر تیار تھی؟ اور چند فدائین کے احساسات چند یوم کے اندر کیا کر دکھاتے ہیں؟

جب مَیں فوجی عہدے پر مامور ہوا

جس وقت میں فوجی افسری کے عہدے پر مامور ہوا۔ تو جس طرح میرے تمام ہم جنس و ہم خیال ارباب حمیت جن اصول و قوانین کی مراعاۃ و پیروی بغرض اصلاح وطن و ملت اور بہبودی ملک کرتے تھے اور جن خدمات کے لئے وہ اپنی جانوں کو وقف ملت کر چکے تھے اسیطرح میں بھی ان چیزوں کے لئے اپنے اندر ایک کامل جذبہ اور ولولۂ صادق رکھتا تھا جس طرح ارباب حمیت وفا عہد و میثاق و قیادۃ افواج و خدمات عسکریہ کو اپنا فرض سمجھتے تھے اسیطرح میں بھی سمجھتا تھا۔ بلکہ اس کو میں اپنی زندگی کا اہم ترین فریضہ تصور کرتا تھا۔ یہی حسیات تھے جن کی بنا پر میرے اندر ایک کیفیت مخصوص پیدا ہو گئی تھی۔ اور میرے قلب میں جذبات و ولولوں کا سمندر امنڈ اچھلا آتا تھا۔

جب میں عہدۂ افسری پر مامور ہوا۔ اور ایک خاص جگہ میرے لئے متعین ہوئی اور میں وہاں اپنے فوجی فرائض انجام دینے کے لئے پہونچا تو نظام فوجی کے اندر اہل ہوا کی اقسام و انواع کی بدعات خود غرضیاں میرے سامنے آئیں۔ حکام اور خائنین ملک و وطن کی بدعنوانیاں و بدعملیاں دیکھیں اور دفعتہً مجھ پر مایوسیاں اور نا امیدیاں سوار ہو گئیں۔ مایوسی کے بھوت نے مجھے مبہوت کر دیا۔ کامل آفندی (لقو یکلی) جو مجھ سے پیشتر رجمنٹ چہارم کے اکیسویں دستہ پر مامور تھے۔ وقتاً فوقتاً مجھے خائنین وطن و ضمیر فروشان بے دین کی خیانتوں اور ریشہ دوانیوں سے مطلع کرتے رہتے تھے۔ آفندی موصوف کے ذریعہ مجھے بے شمار وقائع مخفیہ معلوم ہو چکے تھے اور معلومات کا ایک بڑا ذخیرہ میرے خزانہ علم میں جمع ہو گیا تھا۔

ملازمین کے درجات و مراتب پر نظر کرتا تھا تو ایک عظیم الشان بدنظمیوں کا

مجسمہ نظر آتا تھا۔ خلاف اصول نااہلوں کو بڑے بڑے درجات و مراتب دے رکھے تھے۔ ناقابل و نالائق اشخاص فوجی قیادہ کر رہے تھے۔ اور اس سرے سے اُس سرے تک مراعاۃ کی آندھیاں چھائی ہوئی تھیں۔

یہی بدعنوانیاں تھیں جس کی وجہ سے طرح طرح کی بدنظمیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اور ہر صیغہ کیا فوجی کیا غیر فوجی بدعنوانیوں اور بے اعتدالیوں کا مخزن بنا ہوا تھا۔

جب میں ان حالات سے مطلع ہوا۔ اور وقائع و حوادث پر غور کیا تو اس امر کا مجھے کامل یقین ہو گیا کہ جو لوگ مناصب عالیہ حاصل کئے ہوئے بڑے بڑے عہدوں پر مامور ہیں۔ اور اعلیٰ سے اعلیٰ درجات و مراتب حاصل کئے بیٹھے ہیں درحقیقت وہ خائنین وطن جماعت متغلبین کے اشخاص و افراد ہیں کہ اس وقت ارکان جندیہ فوجی سردار و قائد بنے بیٹھے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی اصل اور جڑ ٹٹولی جائے تو ایک عجیب و غریب طوفان بے تمیزی نظر آتا تھا۔ کوئی خسر ہے تو کوئی سالہ کوئی داماد ہے تو کوئی بہنوئی۔ کوئی متبنیٰ ہے تو کوئی لونڈی بچا کوئی جاسوس و مخبر ہے تو کوئی مجسمہ خوشامد۔

غرض دولت عثمانیہ کے اندر یہ ایک وہ ممتاز جماعت تھی جو سوائے نفاق اور بے ایمانی اور کسی شے سے سروکار ہی نہیں رکھتی تھی۔ دولت عثمانیہ کو نہایت بے باکی سے خوان یغما سمجھ کر کھاتی اڑاتی۔ عیش و عشرت کے گھوڑوں پر سوار۔ اور ملک و وطن کو پامال و برباد کرتی پھرتی۔ اور طرح طرح کی بے ایمانیاں کرتی چوری کرنا۔ رعایا کے حقوق کی پروانہ کرنا یہ گویا ایک صبح و شام کی خوراک تھی۔

جب مجھ پر یہ حالت منکشف ہوئی تو میرا طور ہی کچھ دوسرا ہو گیا۔ غیظ و غضب کا آتشکدہ تیز ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے شعلے بھڑک اُٹھے۔ سوچنے کی کچھ مہلت ملی تو غور و فکر کرنے لگا کہ آخر یہ راہزنان ملک و وطن اور ملاعنۂ دنیا جو حقوق عسکری کو پامال کر رہے ہیں اور بغیر استحقاق قانونی بڑے بڑے عہدے حاصل کئے ہوئے مسند افتخار پر بیٹھ کر صنم کبر و غرور کی پرستش کر رہے ہیں اور رزیلوے

کمپنی پر اپنا قبضہ قدرت جماتے ہوئے ہوا و ہوس کے گھوڑوں پر سوار ہیں ان کا کیا علاج ہونا چاہیئے؟ اور کس طرح سے بے ایمانی کا جال قطع کرنا چاہیئے؟ میں ہر چند اس اہم مسئلہ پہ غور و فکر کرتا تھا۔ لیکن یہ مشکلات کی گتھی کسی طرح سلجھتی نظر نہ آتی تھی اور کوئی حل سمجھ میں نہ آتا تھا۔ تاہم میں نے غور و فکر سے پہلو تہی نہ کی۔ ایک طویل زمانہ کے غور و فکر سے میں اس نتیجہ تک ضرور پہونچا۔ کہ ان جراثیم و مفاسد کی اصل جڑ اور سرچشمۂ فتن و منبع جور و استبداد اور منشاء بدنظمی صرف ایک ہی شے ہے اور اس ایک ہی شئے کی وجہ سے ملک و وطن تباہیوں اور بربادیوں کے نذر ہو رہا ہے۔ اور وہ یہ کہ سلطان المعظم اور وزراء سلطانی کے درمیان جو پیغام بر پیام رساں اور درمیانی واسطہ ہیں وہ خیانت کے اجنۂ رشوت ستانی کے بھوت بنے ہوئے ہیں۔ انہیں کی بے ایمانیاں اور ریشہ دوانیاں ہیں جن کی بدولت ہر صیغۂ ملک میں بدنظمیوں کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ اور لشکر شاہی کو بھی ذلت و نکبت کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

جب میں نے ان خائنین وطن کے دفعیہ کی صورت پر غور کیا تو صرف ایک ہی راہ نظر آئی جس سے ان ملاعنۂ دنیا کا تدارک ممکن تھا۔ وہ یہ کہ ادارۂ عالیہ دولت عثمانیہ کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا جائے۔ اور اصول ادارہ کو بالکلیہ تبدیل کر دیا جائے۔ جب تک یہ صورت وقوع میں نہیں آتی تمام کوششیں بیکار و بے سود ہیں۔

گو مجھے ان طرح طرح کی بدنظمیوں کے دیکھنے سے ایک گونہ مایوسی و ناامیدی ضرور ہوتی تھی۔ لیکن بعید از عقل تھا کہ مجھ جیسے نوجوان رکن جمعیت کو یہ امور مایوس و ناامید اور ہمت بلند کو پست کر دیں۔ اور ملک و وطن کو طرح طرح کے مصائب و آلام کا نشانہ دیکھتے ہوئے جذبات کے آتشکدے کو ٹھنڈا کر دیں۔ ارادوں اور ولولوں میں انجماد پیدا کر دیں۔

میں یقینی طور پر کہہ رہا ہوں کہ انوار حقیقت سے میرے اندر تجلیات کا ایک

منظر نظر آتا تھا اور سایۂ تجلیات میں مستقبل کے متعلق بڑی بڑی اُمیدیں دیکھتا تھا۔

یہ امر ہمارے سامنے اظہر من الشمس تھا کہ زمانہ نہایت نازک تر اور اعمال کے لئے بالکل نامناسب ہے۔ ملک کا ہر فرد سمجھ رہا تھا کہ اس زمانہ میں اظہار حق اور اظہار صداقت و ثبات ایک مجنونانہ خیال ہے۔ کسی قسم کی بھی سعی کوشش جنون و دیوانگی ہے۔ اور یہ سمجھنا بالکل درست تھا کیونکہ ترقی و حمیت کے انصار و مددگاروں کو جب ہم دیکھتے تھے تو ایک بھی ہمیں ایسا نظر نہ آتا تھا کہ ایک پنجرہ ای پلٹن ہی کے اندر جو نقائص پیدا ہو گئے تھے ان کی اصلاح و درستگی کر سکے؟ خصوصاً جبکہ بڑے بڑے نقائص پیدا ہو چکے ہوں، اور ارباب وسوس کے جراثیم عظیمہ سے دولت عثمانیہ کے تمام اصول و فروع بدعملیوں بدعنوانیوں خیانتوں اور رشوت ستانیوں سے درہم برہم ہو چکے ہوں۔

ہاں ان مہالک و خطرات عظیمہ سے نجات حاصل کرنے کی صرف ایک صورت نظر آتی تھی وہ یہ کہ کل افکار عالیہ جو منتشر ہو رہے ہیں ایک قوت اجتماعی پیدا کریں اور صرف قولاً نہیں بلکہ عملاً باتحاد قول و فعل اتحاد قومی کی عظیم الشان بنیاد ڈال دیں۔ اور سب سے پہلے ان افکار مجتمعہ کا عمل یہ ہو کہ اصول ادارہ میں (جو اس وقت بدعملیوں بدنظمیوں کا مخزن اور یاس و حسرت کا منبع بنا ہوا ہے) ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیں۔

بہت سے ارباب ہمم ان بے شمار موانعات کو دیکھ کر اتحاد سے ناامید ہو جاتے تھے۔ اور اگر موانعات سے قطع نظر کر کے اقدام کرتے تھے تو ایک نہایت پرخطر چیز ان کو مایوس کر دیتی تھی یعنی نفاق و نااتفاقی یہ وہ پرخطر شے تھی۔ جو دلوں میں اتحاد و اتفاق کی امید تک پیدا نہ ہونے دیتی تھی۔ تمام مراحل طے کر کے اس آخری منزل تک پہونچتے۔ اور نفاق کا عظیم الشان اٹل پہاڑ طریق اتحاد میں حائل دیکھتے تو لمحے بھر میں تمام امیدیں خاک میں ملجاتی تھیں۔ پھر تو تاسف و تحسر کا ایک لق و دق میدان سامنے آجاتا تھا اور بس۔

یقیناً طریق اتحاد میں نفاق کا اٹل پہاڑ سخت دشوار گذار مرحلہ ہے۔ لیکن جب تائید خداوندی ساتھ دیتی ہے تو بڑی سے بڑی دشوار گذار راہیں بھی آسان ہو جاتی ہیں۔ اور بڑے بڑے اٹل پہاڑ بھی انگلیوں کے اشاروں سے پارہ پارہ ہوجاتے ہیں۔

چنانچہ کرشمۂ خداوندی پر نظر کرو۔ تائید آلہی کا نظارہ کرو۔ کہ آج اس نازک ترین زمانہ میں اُس نے امت مظلوم کی کس طرح دستگیری کی کہ مختلف قلوب کو ایک کردیا اور نفاق کو اتفاق و اتحاد سے بدلدیا اور افکار منتشرہ کو ایک جا مجتمع کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اتحاد افکار نے اپنی ابتدائی منازل کو طے بھی کر لیا۔ اور پرستاران وطن اہل صداقت وحق کوش جن مقاصد کے حصول کے آرزومند تھے اون کے لیئے اساسی اصول و ضوابط بھی مرتب کر لیئے۔

چونکہ افکار منتشرہ ایک طویل مدت کے بعد مجتمع ہوئے تھے اور ابتدائی جد وجہد میں مصروف تھے اس لئے باہمی ارتباط اور وثوق و اعتماد پوری طور پر حاصل نہ ہوسکا اور اسیوجہ سے ۱۳۱۳ھ تک نہایت معمولی رفتار کے ساتھ اتحاد کا عمل جاری رہا ۱۳۱۳ھ کے بعد اتحاد نے اپنی رفتار تیز کی اور دیکھتے ہی دیکھتے انتہائی منزل کو جالیا اور ارتباط باہمی و وثوق و اعتماد کا سیلاب امنڈ آیا اور یکایک افکار متحدہ نے جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ کی شکل اختیار کر لی۔ گو بہت دیر کے بعد یہ شکل پیدا ہوئی لیکن اس سے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ قوم کے اندر اس کی استعداد نہ تھی۔ نہیں بلکہ استعداد قدیم سے موجود تھی اور آج اوسی قدیم استعداد کا ظہور ہوا ہے۔

جس سال مجھے فوجی عہدہ ملا اوسی سال یونان نے اعلان جنگ کر دیا حکومت نے چاہا کہ انقلاب کی جو ہوا چلی ہے اور جسکا سیلاب امنڈا چلا آتا ہے اوس کے بند کرنے کا یہ بہترین موقع ہے کہ جنگ کی طرف لوگوں کے خیالات کو متوجہ کیا جائے اور پوری سعی و کوشش سے کام لیا جائے۔ جب لوگ تمام اس طرف

جب کبھی اور جہاں کہیں اس قسم کے حالات پیش آتے ہیں۔ تو اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہو کہ حق وصداقت کو بظاہر مغلوب ہونا ہی پڑتا ہے اور اہل حق سکوت وخاموشی کے ساتھ مناسب وقت کا انتظار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور موقع عمل کی ساعتیں گنتے ہیں۔

چنانچہ اب بھی یہی ہوا۔ اور اہل حق پر طرح طرح کی ابتلاآت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ حامیان ملت بانیان اتحاد پر مفسدہ پردازی بدمعاشی شوریدہ سری وغیرہ کے فتوے چھوڑے اور حق بین وحق کوش کی زبانیں بند کردی گئیں۔ پھر کیا تھا؟ بدنصیبوں کی آندھیاں ہی ملک پر چھاگئیں۔ خصوصاً ۱۳۱۸ھ ہجری میں تو آندھیوں کے وہ تھپیڑے لگے کہ ملک کو سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ پھر یہ بھی کچھ نہیں۔ ۱۳۱۹ھ میں تو وطن وملک کی حالت نہایت ہی ابتر ہوگئی۔ کس کی مجال جو زبان سے کلمہ حق نکالتا؟ کلمہ صداقت ایک اشد شدید جرم ہوگیا۔ اس ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر نوجوانانِ ترک احرار وطن نہایت ہی مضطرب اور بے چین ہوئے اہل افساد وخائنین وطن کے جرائم ایک نمونہ قیامت بن گیا۔

مراد بیگ کی سعی ضرور کامیاب ہورہی تھی۔ لیکن نوجوانان وطن ونیز ترکی وطن پرستوں کو مراد بیگ سے جو کچھ حاصل ہوسکتا تھا وہ یہی کہ ارتباط شخصی اور طریق عمل میں ایک گونہ اطمینان اور علانیہ طور پر بغیر کسی اندیشے کے اظہار خیالات میں رکاوٹوں کا کم ہونا اور بس۔

احرار وطن اور نوجوانان ترکی کو مراد بیگ کی وجہ سے ایک گونہ اطمینان ضرور حاصل ہوا۔ لیکن جو انجمن مراد بیگ کی سرپرستی میں قائم ہوئی تھی اس سے جمہوریت کی بنیاد نہیں پڑسکتی تھی۔ مراد بیگ کی سعی سے یہ ضرور ہوا کہ اصول حکومت میں ایک گونہ تغیر پیدا ہونے کی اُمید ہوگئی۔ لیکن حکومت کے طرز قدیم میں کسی قسم کا بھی تغیر نہ ہوا۔ حکومت کا حال وہی رہا۔ کہ شخصیت کا دور دورہ ہے۔ اور ملک پر شخصی اقتدار کی فرمانروائی ہے۔

جمہوریت اور اصول جمہوریت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور روز روشن کی طرح یہ امر روشن ہے کہ بغیر جمہوریت کوئی عمل ملک و وطن اور قوم کو ظلم و استبداد سے نجات نہیں دلا سکتا۔

مراد بیک کے طرز عمل سے ناظرین خود نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ قوم کا حال کیا ہونا چاہیئے؟ قومی جذبات وافکار کی باگ رئیس و قائد کے ہاتھ میں ہوا کرتی ہے جس طرف اس نے باگ کو کھینچا قوم پیچھے ہو لی قائد نے ٹھوکر کھائی تو قوم کی قوم اس ٹھوکر سے منہ کے بل گری۔ مراد بیک کی ٹھوکر نے انجمن اور ارکان انجمن کو پستی میں گرا دیا اور دفعتاً قومی اضطراب دوبالا ہو گیا۔

قوم کے اندر اضطراب بے چینی جوش و ولولہ موجود لیکن مراد بیک کی پست ہمتی نے تمام پر پانی پھیر دیا۔ اتحاد واجتماع نے تفرق تحزب کی شکل اختیار کر لی اور رفتہ رفتہ اتحاد و اجتماع کے خیالات تک قلوب سے محو ہو گئے۔

مراد بیک کی رفتار نے طریق اتحاد میں جو روڑا اٹکایا ظاہر ہے لیکن بے شمار اسباب اور بھی موجود تھے جس سے افکار جدیدہ واجتماع قومی کا شیرازہ پراگندہ ہو گیا۔

منجملہ ان اسباب کے یہ ہے کہ اکثر لوگوں کا حکومت سے تعلق تھا فوجی ملازمت میں انہی لوگوں کا تقرر ہوتا تھا جو منشاء حکومت کو پورا کرنے کے لئے آمادہ تھے۔ حکومت ایسے ہی اشخاص کو ملازمت کے لئے پسند کرتی تھی جس سے اپنی خواہشات پوری ہو سکیں۔

مدارس ومکاتب میں غیر مفید مختلف عنوانات اور مختلف اصول کی تعلیم دی جاتی ہے جس نے اصول حکومت کی پیروی نہ کی اوسکو حقوق اور شرف حکم سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ یہ وہ امور تھے جن سے اصول ادارۃ میں طرح طرح کے مہالک اور خطرات پیدا ہو گئے اور معاملہ اپنی انتہائی نزاکت تک پہونچ گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی تعصب ونفسانیہ اور ازدیاد عناصر فاسدہ کے سوا کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ایک شخص سے بھی اس امر کی امید نہ کی جاتی تھی کہ اسپر وثوق اعتماد کیا جائے یا وفاء عہد وپیمان پر اعتماد کیا جائے بلکہ رفتار حکومت کا ایسا اثر ہوا کہ وثوق واعتماد کی جڑ ہی کٹ کر رہ گئی۔

[illegible]

متوجہ ہو جائیں گے تو ضرور ہے خیالات انقلاب ایک گونہ کمزور ہو جائیں گے۔
چنانچہ حکومت نے اپنا عمل شروع کر دیا اور تمام کو اس پر آمادہ کیا۔ ارکان حزب۔ نوجوان فوجی ملازم اور عہدے دار مدارس و مکاتب کے معلمین حامیان حکومت۔ انجینیروں کا گروہ۔ جماعت واعظین معلمین افکار جدیدہ۔ مدارس کے طلبہ اہل تجربہ و جہاں دیدہ لوگوں کی جماعت۔ بوڑھے جوان تمام اس طرف متوجہ ہو گئے۔ ان جراثیم کا ازالہ معمولی کام نہ تھا۔ جراثیم کی سمیت کوئی معمولی سمیت نہ تھی بلکہ یہ جواسیس وطن کی انتہائی سازو باز کا زہر تھا۔ سیلدیز کی فریب بازیوں کا سیلاب تھا جس کا ازالہ غیر ممکن نہیں۔ تو دشوار ضرور تھا۔
غرض اس وقت وطن کا بچہ بچہ تیار ہو گیا تھا اور آزادی وطن کی تدابیر سوچنے لگا تھا۔ ایک طرف یہ حالات درپیش دوسری طرف "عرب" "ارمنی" "اناطولی" جوش کا پیکر بنے ہوئے تھے۔ آستانہ کے اندر بھی جذبات کا سیلاب بہتا چلا جا رہا تھا۔ طرح طرح کے حوادث خونی وقوع میں آنے لگے۔
حوادث مذکورہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ قوم کچھ بیدار ہو چکی ہے۔ کچھ امید بندھی کہ اب اتحاد قومی میں کامیابی حاصل ہو تو کچھ بعید نہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس امر کا بھی احساس ہوا کہ وقت نہایت نازک ہے۔ نہایت دانشمندی و دور اندیشی سے کام لینا چاہیئے اور ہر ممکن طریق سے جواسیس حکومت سے بچنا چاہیئے عجلت اور سختی کو ایک لمحہ کے لئے بھی مہلت نہ دی جائے کہ عجلت و سختی بنے کاموں کو بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔
چنانچہ مراسلت کا سلسلہ ہم نے جاری کر دیا۔ ہر طرف اتحاد کی دعوت پہونچائی گو ہم اپنا فرض منصبی ادا کر رہے تھے۔ لیکن خائنین وطن۔ ضمیر فروشان ملک اہل نفاق وشقاق مفسدین فی الارض بھی اپنا فرض ادا کرنے سے غافل نہ تھے اس لئے ہم کو نہایت احتیاط کی ضرورت تھی۔ مراسلت میں بھی پوری احتیاط سے کام لیا جاتا تھا۔ باوجود احتیاط کے بھی طرح طرح کے خیالات پیدا ہوتے

تھے۔ کہ ایسا نہ ہو کہیں راز فاش ہو جائے۔ اور ارباب دسوس خائنین وطن کو ریشہ دوانیوں کا موقع مل جائے۔ خاص کر اس وقت ہم کو اور بھی زیادہ احتیاط سے کام لینا پڑتا تھا کہ اہل نفاق وشقاق "پرستاران حریت کے قلوب میں بھی ایک گونہ تخم نفاق ڈال چکے تھے۔ بوجہ نفاق کسی کو کسی پر اعتماد اور بھروسہ ہی نہ ہوتا تھا۔ اعلان جنگ نہایت ہی بد اصولی پر مبنی تھا۔ بد اصولی کی بنا پر طرح طرح کے خطرات درپیش ہوتے چلے آتے تھے، اس لئے احتیاط اور احتراز حد درجہ ضروری تھا۔

جس وقت مراد بیگ یورپ سے آئے ان کی طبیعت میں ایک گونہ حریت وآزادی کی روح پیدا ہو چکی تھی اس لئے خبثاء وطن خائنین ملک پر مایوسی وناامیدی کا عالم تاری ہو گیا تھا اور گوناگوں خیالات ان کی نسبتہ ہونے لگے تھے۔ خبثاء وطن کا مراد بیگ کی آمد سے پیچ وتاب کھانا بجا ودرست تھا کیونکہ مراد بیگ نوجوانان وطن کی ایک زبردست جماعت کے عمود تھے۔

مراد بیگ کے آتے ہی خبثاء وطن مفسدین فی الارض نے دولت عثمانیہ کے ساتھ اقسام وانواع کے مواعید ومواثیق کئے۔ محبت ومودت کے ترانے سنائے اور مدارات کے ڈھیر لگا دئے۔

اور خبثاء وطن یہ کیوں نہ کرتے؟ ایسا کرنا ان کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ دولت بیدریغ وبے حساب جمع کر رکھی تھی۔ ملک کے خزانے طرح طرح کی رشوت خواریوں اور خیانتوں سے فراہم کر رکھے تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو پھر خزائن قارونی خطرات میں پڑ جاتے۔

خبثاء وطن خائنین ملت کی رفتار دیکھ کر احرار وطن پر بھی ایک گونہ تاثر ہوا نوجوانان ترک بھی کچھ قہقرا مراجعت کرنے لگے۔ عوام کا تو حال ہی کچھ اور تھا۔ ذلت محکومیت کے سوا کسی شے سے آشنا ہی نہ تھے۔ اب پھر ملک میں اس سرے سے اس سرے تک محکومی کی بیڑیاں دفعتہً گرانبار ہو گئیں۔

ملازمت کے ذریعہ پیٹ کے کتوں کی پرورش کرنی تھی وہ کیا کچھ نہ کرتے ہوں گے؟ آپس میں طرح طرح کی مناقشتیں کر رہے تھے اور نفس کے شیطانوں کو خوب لڑاتے تھے۔ ارباب وسوس گروہ مجسین بھی اپنا فرض منصبی ادا کرنے سے غافل نہیں تھے۔ (ییلدیز) کی طرف نظر پڑ جاتی تو سوائے تاسف و تحسر اور کچھ نظر ہی نہ آتا تھا۔ ظلم و ستم کا منبع استبداد اور افساد فی الارض کا سرچشمہ تھا۔ اہل حق و صداقت پرستاران وطن و ملت کو اور ان زبردست طاقتوں کو جو ہمیشہ قائم رہنے والی تھیں نیست ونابود کرنے کی فکر تھی اور بس۔ ان طاقتوں کو نیست ونابود کرنے میں طرح طرح کے حیل انواع و اقسام کی تدابیر سے کام لیا جاتا تھا اور یقیناً طرح طرح کے حیل و تدابیر سے کام لیا جاتا ہوگا۔ کیونکہ حق و صداقت کی طاقت وہ زبردست طاقت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہیں کر سکتی۔ اہل حمیت کی قوت وہ قوت نہ تھی جس سے حکومت بے پروائی کرتی یہ تو وہ قوت تھی جس سے زمانہ تھراتا تھا۔ جب تک اس قوۃ کو توڑا نہیں گیا ارباب وسوس خائنین وطن پرستاران اغراض فاسدہ کا سحر باطل کارگر بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

کیا خوب حیلہ تھا (ییلدیز) نے خائنین وطن جواسیس ملک اور ارباب وسوس کو صداقت وحمیت کا جامہ پہنا کر یورپ کی طرف روانہ کرنا شروع کر دیا کہ وہاں پہونچ کر ظلم و استبداد اور انواع اقسام کے رذائل کی تعلیم حاصل کریں[1]۔

اور محض اس لئے یہ طریقہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ جن لوگوں نے حیات و ترقی کی روح پھونکی تھی وہ یورپ کے تعلیم یافتہ تھے اس لئے نوجوانان وطن جو حریت و آزادی کے نام سے آشنا تھے وہ یورپ کے تعلیم یافتہ کو پسند کرتے تھے اور حیات و ترقی کے لئے تعلیم یورپ کو محتاج الیہ تصور کرتے تھے۔ (ییلدیز) کو یہ اک بہترین نسخہ ہاتھ لگ گیا ارباب وسوس خائنین وطن کو منتخب کرنا شروع کر دیا اور یکے بعد دیگرے یورپ کی طرف روانہ کیا تاکہ

(۱) کیونکہ تعلیم یورپ ظلم و استبداد کا ایک زبردست آلہ ہے۔ مساوات وحریت کا شائبہ تک نظر نہیں آتا۔ کالی گوری چمڑی کا امتیاز مغرب و مشرق کا امتیاز حاکم و محکوم کا امتیاز علاوہ ازیں طرح طرح کے امتیازات یورپ کی تعلیم میں موجود ہیں حقیقی مساوات وحریت عدل و انصاف کا نشان تک نہیں ملتا (از مترجم)

جماعت احرار پر ایک گو نہ اپنا سحر باطل کارگر ہو۔

اس کام کے لئے ہیلدیز نے سکہ زر کو پانی کی طرح بہانا شروع کر دیا۔ سخاوت کے دروازے ایسے کھلے کہ کبھی دیکھنے میں نہ آئے تھے۔ اللہ اللہ خود غرضی کے کرشمے بھی عجیب ہوتے ہیں۔

ایک طرف تو ان منتروں سے کام لیا جا رہا تھا دوسری طرف یونان کے اعلان جنگ نے ارباب وسوس کو اور بھی زیادہ موقع دیا۔ جنگ یونان کچھ ایسی کذب تھی کہ ارباب حق وصداقت اصحاب افکار کی ہمتوں کو بالکل پست کر دیا۔ بلکہ اصلاح و انقلاب کی عمارت کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔

وزرار سلطانی گروہ[۵] مابین نے موقع دیکھا اور سونا چاندی کے سکے سیلاب کی طرح بہانا شروع کر دیئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ارباب وسوس کو اپنا زر خرید غلام بنا لیا۔ رسائل ومجلات اور ارباب جرائد پر بھی چاندی سونے کے سکوں کی بارش ہوئی۔ پھر کیا تھا انھوں نے بھی ہیلدیز کے ہاتھ اپنے ضمیر فروخت کر ڈالے۔

ان حالات کو ہم دیکھتے تھے اور یاس و نا امیدی ہمارے ارادوں کو پست کرتی جاتی تھی جب ہر طرف سے ایمان فروشی کی صدائیں سنیں تو یکایک ہماری امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ زمانہ پھر تاریک ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک کے لئے وہ قلوب صافیہ جن پر ہمارا اثر جم چکا تھا ہمارے ہاتھ سے نکل گئے۔

حکومت نے جنگ یونان کو اپنی اغراض پورا کرنے کے لئے آڑ بنا رکھی تھی فوراً افکار عامہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ حکومت کو اپنا جال پھیلانے اور عوام کو شکار بنانے کے لئے جنگ یونان ایک بہترین آلہ مل گیا۔ حکومت اس موقع کو ہاتھ سے کب جانے دیتی موقع خوب سنبھالا پھر کیا تھا وطن کے جس گوشہ میں نظر کرو دشمنان حمیت وصداقت اعدار وطن خائنین ملک مفسدین فی الارض کا دور دورہ تھا۔ اہل ہوا کو خوب ہی موقع ملا کہ ملک وطن کو جس طرح چاہیں پامال کریں اور زمین خداوندی کو جس طرح چاہیں ناپاک کریں۔

لیکن باطل کب تک پھولتا پھلتا؟ میدان صاف دیکھ کر استبداد نے اپنے پنجے خوب ہی

---

[۵] مابین سلطان و وزرار کے درمیانی پیغامبر۔

یہی وہ اسباب تھے جن سے بدنظمیاں ملک میں عام ہوگئیں۔ اور عدل و مساوات
اخوت و محبت کے تذکروں کو صرف احرار وطن کے دفاتر و مجلات اور رسائل و کتابات
میں محصور کر دیا تو اون پر عمل ہوا نہ ہو سکتا تھا۔ اور جب تک عمل نہ ہو مجلات و رسائل کے
نقوش بالکل بیکار ہیں۔

انہیں وجوہات کی بنا پر وہ اصحاب قلم ارباب حمیت فداکاران وطن کہ جن کے
قلم حریت و مساوات اسباب ترقی و بہبودی کے متعلق بڑے بڑے مضامین لکھا
کرتے تھے اور مجلات و رسائل کے صفحات پر اپنی روانی دکھلاتے تھے۔ طرح طرح
کے مصائب و آلام کے نشانہ بن گئے اور وہ وہ مصائب انہیں برداشت کرنے پڑے
جو کسی کے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتے تھے۔ بلکہ وہ وہ سزائیں انہیں دی گئیں کہ جلادوں
کی آنکھوں نے بھی کبھی نہ دیکھی ہوں گی۔ حامیان اتحاد و ترقی احرار وطن اصحاب افکار
عالیہ پر طرح طرح کی سختیاں کی گئیں کسی کو جلا وطن کیا گیا اور کسی کو جیل خانے کی تیرہ
و تار کوٹھریوں میں بند کیا گیا۔

حکومت کا یہ سلوک معمولی سلوک نہ تھا بلکہ امت و قوم کی گردن پر چھری پھیرنا
تھا جب یہ حالات پیش آئے تو حامیان وطن احرار قوم نے وطن کو خیرباد کہا اور ایک
ایک کرکے کوچ کرنے لگے۔ کسی نے عارضی سفر کے طور پر وطن چھوڑا اور کسی نے بالکلیہ ہجرت
کی نیت کر لی۔

ایک بڑی جماعت ایسے لوگوں کی تھی جن کے اندر حمیت اسلامی کا مادہ ہی نہ تھا
انھوں نے اپنے لئے یہ راہ پسند کی کہ حمایت یلدیز میں قدم اٹھایا۔ اور حکومت کا ساتھ
دیا اس جماعت کی رفتار نے بھی پرستاران وطن و ملت کی گردنوں پر چھری پھیر دی
بنابریں جو نتیجہ نکلنا چاہئے ناظرین کے سامنے ہے کہ یلدیز کو ریشہ دوانیوں اور اغراض
ذاتیہ کے پورا کرنے کا بہترین موقع مل گیا۔ وہ نوجوانان وطن جو اپنے جذبات کی بنا پر
یورپ کی طرف فرار ہوتے تھے اُن کو دام تزویر میں لانے کی مختلف صورتیں اختیار کیں۔
کسی پر تو مراعات و تلطف کے بادل برسنے لگے کسی کا دامن عنایات سے بھر دیا گیا کسی کو

سکۂ زر کے وظیفہ سے مسخر بنالیا۔ ایک طرف تو بادہ تسخیر پلا کر لوگوں کو مست و بے خواب بنایا۔ دوسری طرف ٹکسال یلدیز میں قوانین جزار اعمال وعقوبات شدیدہ کا سکہ پڑنا شروع ہوگیا۔ اگر کسی نے اپنا قلم قلمدان سے نکالا اور یلدیز پر کسی قسم کی نکتہ چینی کی فوراً یلدیز کے ہتھیار جزار اعمال کے لئے نیام سے نکل پڑے، پاداش میں یا تو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کی تجویز پاس ہوئی اور جلاد کو حکم دیا کہ ہاں بزن یا کالے پانی کی سزا تجویز کی یا پھر حبس دوام۔

ان تجاویز اور مختلف سزاؤں کا منشاء صرف یہ تھا کہ آیندہ کوئی شخص خلاف یلدیز قلم نہ اٹھائے اور اہل حق وصداقت کی زبانوں پر مہر خاموشی لگ جائے اور پھر یلدیز اپنی خواہشات نہایت ہی سکون وطمانیت کے ساتھ پورا کرے۔ پھر کیا تھا جس طرف نظر بڑھاؤ ظلم واستبداد اپنا اثر جمائے ہوئے تھا۔ ہر محکمہ ہر صیغہ ہر عدالت ہر دفتر ملکی ومالی فوجی وغیر فوجی ظلم وستم کا منبع نظر آرہا تھا۔ اور پھر یلدیز کا یہ حال کہ جنایات عظیمہ کو سرچشمۂ رحمت تصور کر رکھا تھا اور یوماً فیوماً اعمال خبیثہ مظالم ملعونہ ترقی کرتے چلے جاتے تھے۔ اور جس وقت تک کہ اعلان حریت نہ ہوا تھا اس وقت تک ہر گوشۂ ملک میں خبشاء وطن کی ستمرانیاں جلوہ گری کرتی رہیں اور پھر طرفہ تماشہ یہ کہ دفاتر ومحکمجات اور عدالتوں میں ان ستمرانیوں اور بدعملیوں کو صداقت اور طریق اصلاح سے موسوم کر رکھا تھا اور اس پر بھی طرفہ یہ کہ وہ احرار قوم آزاد خیال ترک جنکا تعلق حکومت سے تھا حریت صادقہ کی طرف ایک سرمو اقدام نہ کرتے تھے زبانوں پر خاموشی کے قفل چڑھائے بیٹھے تھے۔

دفاتر عدالت در دواوین حرب کے دیکھنے سے اس امر کا پتہ تو ضرور چلتا ہے کہ احرار ترک کی ایک بڑی جماعت ایسی ہی تھی کہ ان کا تعلق حکومت سے تھا۔ باوجود اس تعلق کے حریت وآزادی کے خیالات ان کے قلوب سے محو نہیں ہوئے تھے لیکن تا بکے؟

دفتر وزارت اور حکام اعلیٰ کا یہ حال کہ مظالم وستمرانیوں کا سرچشمہ تھے جن لوگوں کو

تیز کر رکھے تھے جدہر دیکھو استبداد اپنا کام کر رہا تھا۔ خلق خدا یوں ہی تنگ تھی اُس پر پھر یہ گل کھلا کہ جزیرہ کریٹ سے فوج لینا شروع کردی۔ اس وقت جنگ کو بھی خاتمہ ہوگیا تھا۔ اور فتح پر ہوا تھا۔ گو اس فتح سے میرے نزدیک شکست ہزار درجہ بہتر تھی مگر خیر۔ قوم اس سے چونکی اور بیدار تو ہوگئی۔

قوم کیسی ہی اندھی ہو لیکن حق وصداقت کو تو دیکھ ہی لیتی ہے۔ راز سربستہ کھلا حکومت کی رفتار بد نے قوم کے قلوب کو پھر زخمی کردیا۔ اب قوم حکومت سے نفرت کرنے لگی اور حق وصداقت کی جستجو میں احرار وطن نوجوانان قوم کی طرف بڑہی۔

بیچاری مسکین اور غریب قوم جس کو علم سے کچھ سروکار نہیں اُوس کو طمانیت وسکون کیونکر میسر آسکتا تھا کہ نہ اس کے پاس امتیاز حق وصداقت کے لئے کوئی معیار ہے نہ کسوٹی۔ فوجی تعلق بھی بوجہ ان مختلف انقلابات کے معرض خطر میں پڑ گیا تھا۔

ان مختلف حالات کو میں دیکھتا تھا اور میرے اندر غیظ وغضب کے شعلے بھڑک اُٹھتے تھے۔ خون کا قطرہ قطرہ ہیجان میں تھا۔ ایک ساعت کے لئے سکون وطمانیت میسر نہ تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا تھا کہ آیندہ کیا ہوگا؟ مایوسی ونا اُمیدی کے بھوت نے مجھے بھی مبہوت کر رکھا تھا۔

جنگ یونان کے موقع پر مجھے بھی حکومت کے ساتھ رہنا پڑا اور ایک گونہ ظاہری کوششوں میں شریک بھی رہنا پڑا۔ جنگ فتح بھی ہوئی تھی۔ لیکن یہ فتح شکست سے بھی بدتر تھی اس لئے خوشی کا کوئی مقام نہ تھا۔

دلش بیکار کا دن ایک عجیب مصائب کا دن تھا میں اور میرے اخوان حریت سخت سے سخت ابتلار میں گرفتار تھے۔ اُس موقع پر میں نے طاقت بشری سے بھی زیادہ سعی وکوشش کی اور یہ سعی میرے لئے فرض تھی کیونکہ میں عہد طفولیت ہی میں خدائے قدوس سے عہد کرچکا تھا کہ مکاتب سے جو فوجی افسر نکلیں گے اُن کے متعلق قوم کے دلوں میں حسن ظن کا بیج بونا میرا اولین فرض ہوگا۔ معرکہ جنگ کا یہ حال تھا کہ بربنائے مصلحت اکثر اُن مواقع کو میں ترک کرتا چلا جاتا تھا۔ جن کو قوانین عسکریہ نے میرے لئے ضروری قرار دیئے تھے۔ اور بخطر آگے کو بڑھتا چلا جاتا تھا۔ بہت سے مواقع

ایسے بھی پیش آئے کہ وہ فوجی بہادر جن کے اندر جوش اور ولولوں کا سیلاب اُمڈا چلا آتا تھا اور ہر طرح تیار رہتے تھے۔ اور صف آرائی میں صف اول میں کھڑا رہنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور کسی طرح پیچھے رہنے کو پسند نہ کرتے تھے اُن کو صف اول میں جگہ دی اور ان کی آرزوں کو پورا کیا۔

مکتب حربیہ کے تلامذہ ہمیشہ یہی چاہتے تھے کہ اپنی صداقت وثبات کو سلطان اور مقام سلطانی کے ساتھ وابستہ رکھیں۔ میںنے بھی بظاہر اپنے طرز عمل کو ان کے موافق کر دیا ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ اثناء سلطانی کے قلوب میں تلامذہ مکتب کی وقعت جمائی جائے اور اُن کے حسن ظن حسن اعتقاد کی ترجمانی کی جائے۔

لیکن افسوس کہ فوجی اعلیٰ افسروں اور بعض ارکان حرب اور اولی الامر شرفا نے جو لشکر کے معتمد سمجھے جاتے تھے۔ بنظر استحسان میرے درجہ کو بڑھا کر مجھے ملازم اول (جوئنٹ میجر) کے عہدے پر مامور کر دیا اور حکم دیا کہ (بیش بیکار) کے دن جو یونانی قیدی گرفتار ہوئے ہیں ان کو لیکر مع اپنی فوج کے آستانہ کی طرف روانہ ہو جاؤ اور یہ سلوک میرے ساتھ عنایت و مہربانی کی نظر سے کیا گیا۔ خیر۔

میں آستانہ پہونچا اور جس قدر زمانہ میرے قیام کے لئے قرار پایا تھا میں نے اوسکو پورا کیا اور پھر آستانہ سے روانہ ہوا۔ جب آستانہ سے واپس لوٹا تو انقلاب کے متعلق جو میرے اندر خیالات موجود تھے ان کی تکمیل ہو چکی تھی۔ اور معلومات انقلابی میرے خزانۂ علم میں درجۂ تکمیل تک پہونچ چکے تھے۔

جب آستانہ سے چلا تو (مناستر) پہونچا وہاں کا نائب جو پانچہزار کی پلٹن کی قیادت کر رہا تھا وہ اور دیگر رؤساء عظام جو اُس کے ہمراہ تھے مجھ سے ملے اور میرے ساتھ خلوص و محبت کا برتاؤ کیا۔ اور میرے اس سفر سے استفادہ کی خواہش ظاہر کی مختلف واقعات پر اظہار غم کرتے ہوئے کہا ہم تم سے اسی شئی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں جس سے ہمارے ابناء وطن فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ مشیر (فیلڈ مارشل) سلانیک بھی اس امر کے آرزومند ہوئے اور اس موقع کو نہایت غنیمت سمجھا۔ میں نے بھی ان کے دل بڑھائے۔

وہ جماعت جو عزو افتخار کی مسندوں پر بیٹھے ہوئے دولت سے گلچھرے اڑاتی تھی لوانواع واقسام کی عیش وعشرت میں مبتلا تھی۔ اور خزانہ ملکی سے وہ وہ سامان تعیش فراہم کر رکھے تھے کہ قوم کو تو کیا حکومت کو بھی میسر نہ تھے۔ فوجی افسر اعلیٰ کو دیکھا تو جرائم کی گرانبار بیڑیوں نے ان کو بھی جکڑ رکھا تھا۔ یہ دیکھ دیکھ کر مجھے نہایت حیرت ہوتی تھی۔ مجلس عسکری کا نظام بھی درست نہ تھا۔ بدنظمیوں کی تاریکیاں یہاں بھی چھائی ہوئی تھیں۔

بہرحال! یہاں فوجی افسر اعلیٰ ترتیب فوجی اور نظام عسکری کے متعلق مجھ سے ہمیشہ جھگڑتا تھا اور محض جدل کی نیت سے مجھ سے بات بات میں رائے لیتا تھا۔ اس سے مجھے بڑی مایوسی ہوتی تھی۔

مذکورۂ بالا امور کو معلوم کرکے ناظرین خود اس نتیجہ تک پہونچ جائیں گے کہ آج تک ہمارے فوجی افسر اور رؤساء وطن اپنے فرائض منصبی و مذہبی کے ادا کرنے سے کس قدر بے خبر اور بے پرواہ تھے۔

میں ضرور یہ کہوں گا کہ باوجود اعلانِ جنگ ہو جانے کے بلکہ جنگ کے شروع ہو جانے کے بعد بھی بلکہ ہزیمت وشکست نے اپنی بھیانک صورت دکھائی اُس وقت تک بھی افسرانِ فوجی و رؤساء وطن نے اپنی غفلت شعاریوں بدعملیوں کو نہ چھوڑا۔ اور ایک لمحے کے لئے اپنی اغراض ذاتیہ کو ترک کرکے اصلاح قوم و وطن کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔

وزراء سلطنت کے متعلقین جو فوجی عہدوں پر بغیر استحقاق شرعی و آئینی مامور تھے اور اغراض ذاتیہ کا بھوت اُن پر سوار تھا اُن کی جہالت کا یہ حال تھا کہ میدان جنگ میں بے سوچے سمجھے فوجوں کو ڈال دیتے تھے خطرۂ ہزیمت ہو تو اور امید فتح ہو تو فوج اپنا فرض انجام دیتی تھی اور یہ عیش کے بندے آرام راحت کے بستروں پر آرام کرتے تھے جب فوج اپنا فرض انجام دے لیتی تو یہ پیٹ کے کتے دوڑتے فوج کو پیچھے چھوڑتے اور حکومت سے خطابات عطایا انعامات حاصل کرتے تنخواہوں میں اضافہ کرا لیتے اگر شباب نے پیری کی سند حاصل کر لی ہے تو پنشن بھی اپنے نام کرا لیتے خطابی تمغے

وصول کرتے اور عزت وافتخار کے بت بن کر لوگوں سے اپنی پوجا کراتے۔

(تسالیا) کے اندر دیکھو تو قائدین ملک کا عجیب حال تھا۔ نہب وغارت کے پنجے تیز کر رکھے تھے اور قوم کو تباہ وبرباد کر رہے تھے جس طرف نظر پڑتا دستِ ظلم دراز تھا۔ دیاورانِ[1] شاہی اور محاسبین انسپکٹروں کی جماعت کا یہ حال کہ قوم کو غارت اور برباد کر رکھا تھا۔ یہ قومی دلال قوم کے جیب خالی کرا کرا اپنے خزانے پر کر رہے تھے۔ اس جماعت میں صرف (حقی) پاشا کی ذات تھی جو ان جرائم سے پاک تھی ورنہ ہر شخص نہ تھا بھیڑیا تھا کہ قوم کو غارت کر رہا تھا۔

جو اشخاص میری طرح معمولی حیثیت رکھتے تھے اور باوجود حکومت کو اپنے طرز قدیم سے ہٹا ہوا دیکھتے ہوئے حسن نیت سے کام لیتے تھے وہ بھی اب حکومت سے کچھ بدظن ہونے لگے۔ اور سمجھنے لگے کہ حکومت کا یہ طرزِ عمل ٹھیک نہیں۔

میری تنبیہ کے لئے تو صرف یہی امر کافی تھا کہ وزراء دولت اور (مابین[2] حکومت) مکاتب کے فارغ التحصیل اشخاص سے نہایت بدظن تھے اور حکومت کا انہیں دشمن سمجھتے تھے اور صرف یہی بات نہ تھی جس کو میں محسوس کرتا تھا۔ بلکہ یہ بات بھی میرے پیش نظر تھی کہ وزراء اور (مابین) حکومت کا طرز زندگی طریق عیش وعشرت قومی وملکی زندگی کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہ تھا۔

میں ارباب ہوس خائنین وطن کی ریشہ دوانیاں بدعملیاں بدعنوانیاں دیکھ رہا تھا اور دیکھ دیکھ کر میرے اندر غیظ وغضب کے شعلے بھڑک اٹھتے تھے طبیعت کے ہیجان نے میرا یہ حال کر دیا تھا کہ قریب تھا طائر روح ہمیشہ کے لئے میرے خاکی قالب سے رخصت ہو جائے۔ لیکن عمر کہتی تھی۔ ابھی تو زندگی کے دن بہت باقی ہیں۔

میرے کارنامے دیکھ کر ایک مرتبہ حضرت علیہ افسر اعلیٰ لشکر اور دیگر رؤسار دولت نے مجھ سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہے اور کس عہدہ سے پر مامور ہو؟ تو گو مجھے معرکہ

---

[1] دیاوران شاہی محافظ اور ملاقاتیوں کو سلطان کے روبرو پیش کرنے والے کو کہتے ہیں۔ از مترجم

[2] مابین کہتے ہیں سلطان اور وزراء کے درمیانی پیغام بروں کو۔ از مترجم۔

رہیں بیکار رہیں کہ اُس وقت مجھے مکتب سے نکلے ہوئے صرف آٹھ ماہ کا عرصہ گذرا تھا۔ ملازم اول یعنی (جونئیر میجر یا نائب میجر) کا عہدہ مل چکا تھا لیکن پھر بھی میں نے یہ کہا کہ میں ملازم ثانی کے عہدے پر مامور ہوں۔ یہ اس لئے کہا کہ غالباً یہ ملازم اول کا عہدہ مجھے دیں گے تو پھر میرے لئے یہ عہدہ کسی وقت بھی غیر استحقاقی نہ تصور ہوگا۔ کیونکہ میں پیشتر ہی سے اس عہدے پر مامور تھا اور پھر بار و دیگر حضرت علیہ ورؤساء ملک نے لطف وکرم کی نظر سے یہ عہدہ دیا۔ بہر حال وہاں سے حکام کو میرے بارے میں اطلاع پہونچی حکام نے مجھے بلاکر خوش خبری سنائی کہ تم کو آج سے نائب میجر کا عہدہ دیا گیا ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمان پہونچا کہ مجھے سالانہ دس[1] لیرات عثمانیہ بطور عطیہ ملا کرے۔

مشیر (فیلڈ مارشل) کاظم پاشا کا لڑکا بھی میرے ہمراہ تھا۔ اس کی خدمت صرف اتنی ہی تھی کہ قیدیوں کے یمین ویسار گشت کیا کرے۔ مگر جہاں استبداد کی حکمرانی ہو وہاں انصاف کیسا اس تھوڑی سی خدمت پر کاظم پاشا کے لڑکے کو یہ صلہ عطا ہوا کہ سالانہ سو لیرات ملا کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ دو درجے ترقی بھی دیدی گئی اور عہدہ[2] یاوران پر مامور کردیا اور طرفہ یہ کہ عمر صرف تیرہ سال کی۔

اس بے انصافی پر مجھے ایک گونہ رنج ضرور ہوا۔ گو میرے ساتھ عنایات وپرورش کے وعدے بھی کئے گئے تھے لیکن میں زبان تک بھی نہ لایا۔ مگر ان بدعنوانیوں کا عالم دیکھ کر میرے اعتقاد میں یہ امر راسخ ہوگیا کہ دولت عثمانیہ کے اندر قابلیت ہی نہیں جو بذات خود یہ کسی قسم کی اصلاح یا انقلاب کر دکھلائے جس وقت جنگ ختم ہوئی تھی فوجی یادداشت اور فہرست طلب کی گئی۔ کیونکہ اختتام جنگ سے پیشتر ہی دامادین اور وزراء دولت نے قائدین لشکر اور ارکان حرب سے فہرست کا مطالبہ کیا تھا۔ صرف فوجی ارکان سے فہرست کا مطالبہ نہ تھا بلکہ اہل حمیت سے بھی اسکا مطالبہ ہوا تھا۔ کہا یہ جاتا تھا کہ فہرست و یادداشت صرف اس لئے طلب کی جاتی ہے کہ ادارۃ اور رفاہ وغیرہ کی اصلاح کی جائے لیکن زمانہ

---

[1] لیرات لیرہ۔ ٹرکی پونڈ جو مساوی تیرہ روپیہ آٹھ آنہ ہوتا ہے۔ از مترجم

[2] یاوران۔ شاہی محافظ اڈیکانگ۔

نے ہم کو یہ دکھلا دیا کہ اصلاح نہیں بلکہ کچھ اور ہی مقصود تھا۔ یہ دھوکے کی ٹٹیاں تھیں جن کی آڑ میں شکار کھیلنا تھا۔ احرار وطن ارباب جمیعت کے جذبات صادقہ و حریت آزادی کی تحریکات کو نیست و نابود کرنا تھا اور بس۔

یہ امر صرف میرا ظن و تخمین نہ تھا بلکہ تجربہ نے دکھا دیا کہ جو افراد امت و اشخاص قوم اس کمند میں پھنسے اُن کا طائر حریت ہمیشہ کے لئے ذبح کر دیا گیا۔ فوج و لشکر کا بھی وہی بدترین حال ہوا جو دادارۂ ملکی کا حال ہوا۔ انہیں ریشہ دوانیوں کا نتیجہ تھا جو نظام فوجی کو ہم سابق سے بھی زیادہ بدترین حالت میں دیکھ رہے ہیں۔

جنگ یونان کے بعد بھی میں فوجی خدمات کو پوری سعی و کوشش کے ساتھ انجام دیتا رہا معمولی سعی نہیں بلکہ انتہائی سعی سے خدمات کو انجام تک پہونچایا۔ ان خدمات کے صلہ میں مجھ پر یہ عنایت ہوئی کہ میرا تبادلہ زرو فوج میں کر دیا گیا۔ اور فوجی طابور[1] (اوخری) کی خدمات میرے متعلق ہوئیں۔ اس طابور (رجمنٹ) کا تقرر اُس مقام پر ہوا جو میرے شہر سے بہت ہی قریب تھا بلکہ شہر ہی کے اندر سمجھنا چاہیئے۔ میں یہاں خدمت فوجی او فرائض منصبی انجام دیتا رہا لیکن اپنے خیالات کی ہمیشہ نگرانی کرتا رہا۔

ناظرین کرام! یہ ہے وہ میری سرگذشت جو جنگ یونان سے لیکر ۱۳۱۹ء تک پیش آئی اور مجھے اور احرار ترک کو انواع و اقسام کی کشاکشوں کشمکشوں کا نشانہ بننا پڑا

ثورۃ البلغار[2] و عصیانہم
دخول الاجانب

جب خدمات طابور میرے متعلق ہوئیں تو ۱۳۱۹ء تک میں اپنے فرائض منصبی اچھی طرح انجام دیتا رہا اس درمیان میں مجھے اس امر کا نہایت ہی عمدہ موقع ملا کہ میں نے اپنے ابناء وطن و نیز اہل البانیہ اہل بلغار وغیرہ سے نہایت اتحاد و اتفاق پیدا کر لیا اور ہر طرح

[1] طابور۔ رجمنٹ فوج کا ایک دستہ۔ از مترجم۔ [2] بلغاریوں کی بغاوت و سرکشی۔

اُن کو مقاصدِ اتحاد کی طرف متوجہ کر لیا۔

گو میں وہاں اپنے فرائضِ منصبی انجام دے رہا تھا۔ لیکن زمانہ کے نشیب و فراز سے غافل نہ تھا۔ میں سنتا تھا بلکہ دیکھتا تھا کہ اہلِ بلغار چار پانچ سال سے قتل و غارت میں مصروف ہیں۔ ملک میں ایک عام شورش پھیلا رکھی ہے اور شورشوں کا منشا صرف یہی تھا کہ ملک میں ایک انقلابِ عظیم پیدا کر دیا جائے۔

شورشوں کی وجہ سے روزانہ بڑے بڑے وقائع ظہور میں آتے تھے اور اسبابِ شورش روزانہ ترقی کرتے جاتے تھے۔

حکومت کی جانب سے روسی افسرانِ فوج اور افسرانِ بلغاریین اور قسیین کے ساتھ وہ برتاؤ کئے جاتے تھے جو ادنیٰ درجہ کے خدمتگاروں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔

بالآخر تنگ آکر انہی لوگوں نے انقلابِ بلغاری کا بیج ملک میں بو دیا۔ اور تمام اہلِ بلغار کو دعوتِ انقلاب پہونچائی اور بیداری کا صور پھونکا۔

لیکن ہر کام ہر عمل کے لئے ایک وقت ہوتا ہے وقت سے پیشتر جتنی کوششیں بھی کی جاتی ہیں۔ بالکل بے سود ثابت ہوتی ہیں۔ چنانچہ افسرانِ روسی و بلغاری کی بھی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں کیونکہ بالکل بے وقت تھیں۔

انقلابی کوششوں کے لئے ۱۹۱۳ کا زمانہ نہایت مناسب و برمحل تھا جو کوشش بھی اس زمانہ میں کی جاتی کامیاب ہو سکتی تھی۔ چنانچہ وقت نے خود لوگوں کو بیدار کیا اور ہر شخص اقدام کرتا ہوا میدانِ عمل میں کود پڑا پھر کیا تھا۔ در و دیوار سے بھی انقلاب کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

یہ امر ہر شخص کو معلوم ہے کہ احرارِ وطن ایک عرصہ سے انقلاب کے لئے سرگرم رہے تھے لیکن بے وقت تھا اس لئے سوائے ناکامی اور کچھ میسر نہ آتا تھا۔ اب وقت آگیا تو وہ تمام کوششیں جو بے سود ثابت ہو چکی تھیں بار آور ثابت ہوئیں۔

حکومت بھی غافل نہ تھی۔ تجربہ نے حکومت کو بتلا دیا تھا کہ جو سعی و کوشش دروسیاہ کے خلاف کی جاتی ہے جمیت و اتحاد کے لئے بالکل مخالف ثابت ہوتی ہے۔

اور محبت و مودت کا شیرازہ اس سے پراگندہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ حکومت نے موقع سنبھالا۔ اور تخم فساد و نفاق بونا شروع کر دیا۔

گو حکومت اپنے عمل میں سرگرم تھی مگر احرار وطن سے حد درجہ خائف بھی تھی۔ خوف کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ علی آصف بیگ قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) اور خیری وغیرہ احرار عثمانیین۔ اہل حمیت و غیرت سے اس قدر ترساں و ہراساں تھے کہ انہیں باب حکومت کے قریب تک نہ پھٹکنے دیتے تھے۔ اس بنا پر نہیں کہ اہل حمیت و احرار سے انہیں کوئی صدمہ پہونچ چکا تہا بلکہ محض بعض مسیحین کی غلط خبر رسانیوں کی بنا پر یہ ہوش سے بے ہوش ہو رہے تھے۔

ناظرین کرام سرزمین رسنہ بھی ایک عجیب و غریب طبقہ ہے انقلاب و تغیرات کی ہوا جب کبھی چلی رسنہ ہی سے چلی۔ بلغاریین کی حال کی شورش کا منبع دیکھو تو یہ ہی رسنہ ہے۔ کہ رسنہ کے اندر جو بلغاریین موجود تھے وہ ملغار کی داخلی واندرونی مشکلات کا عرصہ سے احساس کرتے تھے۔ اسیلیے جذبات انقلاب ان کے اندر پیدا ہوگئے تھے۔ جمعیت کی بنیاد جو اہل ملغار نے ڈالی وہ بھی رسنہ ہی کے اندر تھی۔ ثورۂ[۱] اول جس کا ظہور ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا اس کی ابتدا بھی رسنہ ہی سے ہوئی تھی۔ ثورۂ عثمانیہ کا مبدا بھی یہی رسنہ تھا۔ اور اگر حقیقت کا نقاب اُلٹا جائے اور مختلف انقلابات پر غور کیا جائے تو یہ امر بالکل صاف اور کھلا ہوا ہے۔ کہ جسقدر بھی ثورات و تغیرات ملک میں ظاہر ہوئے ان کی ابتدا رسنہ ہی سے ہوئی ہے۔

چونکہ ثورۂ بلغاریہ کسی طرح بھی عنوان صحیح پر نہ تھا اس لئے اس شورش کا نتیجہ

---

[۱] رسنہ کے اندر جس وقت ایک کنیسہ بنانے کی تجویز ہوئی بلغاریین کی ایک بہت بڑی جماعت وہاں جمع ہوگئی تھی۔ بڑے بڑے عہدے دار بھی وہاں موجود تھے۔ کنیسہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد تمام مجمع نے آپس میں حلف سے عہد و مواثیق ہوئے اور جمعیت کی بنیاد ڈالی۔ ثورۂ بلغار کی ابتدا بھی اگر دیکھی جائے تو یہی رسنہ اور یہی جمعیت ہے۔

ثورہ عثمانیہ کا حال یہ نہ تہا۔ بلکہ بالکل برعکس تہا۔ جن افکار کو شورش بلغاریہ نے منتشر و پراگندہ کر دیا تہا۔ شورش عثمانیہ اُن کو نقطۂ واحد پر لے آئی اور سب کو مرکز واحد پر جمع کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اتحاد کی بنیاد ڈال دی۔ لحموں اور منٹوں میں ملک کے ہر گوشہ میں حریت و آزادی کا صور پہونکدیا۔ وہ بدامنی جو شورش بلغاریہ کی وجہ سے پہیل گئی تہی۔ دیکھتے ہی دیکھتے امن وچین سے بدل گئی۔ امن کیا تھا ایک رحمت خداوندی کا جھونکا تھا۔ جو ایک طرف سے آیا اور لمحوں کے اندر ہر گوشہ ملک میں پہونچ گیا۔ نظام ملکی کی حالت بھی بہت جلد بغیر کسی قسم کی زحمت کے بطریق احسن درست ہو گئی۔ البتہ ہیئت عسکریہ نظام فوجی ایک گونہ تاخیر کے بعد انجام کو پہونچا۔ کیونکہ ہیئت عسکریہ سے ہر شخص ہراساں تہا۔ کہ یہ بھڑوں کا چھتا ہے۔ چھیڑا اور خراب ہوئے۔

ہیئت عسکریہ کے متعلق ہر خاص وعام کا یہ خیال تہا کہ یہ ایک نہایت ہی منتظم صیغہ ہے اور اصول و ضوابط کی پابندی سے کام کر رہا ہے۔ یہ بھی خیال تہا۔ کہ ہیئت عسکریہ ایک نظام اصولی کے ماتحت ہے۔ اس لئے اِن تحولات و تحریکات کا اس پر جلد اثر بھی نہ ہوگا۔ اور کسی تحریک میں یہ ساتھ نہ دیں گے۔

بہر حال بلغارین کی یہ شورش ایک خطرناک شورش تھی۔ گو بظاہر خوشنما نظر آتی تھی۔ میں اور میرے وہ مشیر کار جن سے اصل حقیقت پوشیدہ نہ تھی کسی وقت بھی اِس شورش سے مطمئن نہ تھے۔

ایک طرف شورش ترقی پر تھی۔ اُدھر صیغۂ پولیس اور دیگر محکمہ جات کا یہ حال تہا کہ ایک لمحے کے لئے سکون نہ پکڑتے تھے۔ اہل بلغار کے ساتھ اس طرح پیش آتے تھے۔ جس سے اُن کی خصومت و خشونت اور زیادہ ترقی کرتی جاتی تھی۔

عام مسلمانوں پر اصل حقیقت مستور تھی۔ اِس لئے وہ بلغارین کو حق کوش حق بجانب سمجھتے تھے۔ حالانکہ یہ کسی طرح بھی صحیح نہ تہا کیونکہ بلغارین کا منشار کچھ اور ہی تہا۔

بلغاریہ نے ہر شہر و ہر قریہ کے اندر آلات و اسلحہ و دیگر سامان حرب کے بڑے بڑے ذخائر و مخازن تیار کر رکھے تھے۔ اور غرض اس سے صرف یہی تھی کہ مسلمانوں [illegible] اور حکومت سے جس وقت مقابلہ کیا جائے گا۔ یہ اسلحہ و آلات کام آئیں گے۔

یہی غرض تھی جس کے لئے بلغارین نے اپنے حقوق کی محافظت و نگرانی کے لئے باہم عہد و مواثیق کئے تھے۔ اور جانوں تک کو اس راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار تھے۔ اور نہ صرف تیار بلکہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک نے اس پر حلف اٹھائے تھے۔

بلغارین کی اس رفتار نے شورشوں کا میدان گرم کر دیا تھا۔ امن عامہ کو بالکل مٹا دیا تھا۔ بلکہ ان شورشوں کا دھواں یہاں تک بلند ہوا کہ یورپ کو امن و سکون اور اصلاح کے لئے سعی کرنی پڑی۔ اور یورپ کی تمام حکومتیں ان شورشوں کے فرو کرنے میں ایک قلم ایک زبان ہو کر سخت سے سخت دھمکیاں دینے لگیں۔

اس شورش نے ملک کے اندر اس قدر بے چینی پھیلا دی کہ اہل جمود کو بھی حرکت میں ڈال دیا۔ اور جو لوگ اس سے قبل اپنی دولتوں کے نشہ میں مست و بے خواب تھے۔ اور لمحے اور سکنڈ کے لئے بھی افکار سے کام نہ لیتے تھے۔ انہوں نے بھی کروٹیں لیں۔ بیدار ہوئے اور مسئلہ بقار حکومت پر غور کرنے لگ گئے۔ اس حقیقت کا انکشاف ان پر اچھی طرح ہو گیا کہ استبقار حکومت کے لئے امور اصلاحیہ کا انجام دینا ہر مسلم کے لئے فرض عین ہے۔ گو وہ فوری و وقتی کیوں نہ ہوں۔

چنانچہ امور اصلاحیہ مختلف اشکال و صور میں پیش ہونے لگے۔ اور قرارداد یہ ہوئی کہ دیہات و قری کے مختلف محکمات و نیز سنتریوں، چپراسیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے۔ صیغہ پولیس و نیز عہدے داران کی ترتیب با حسن طریق ہونی چاہیے۔ وہ خدمتگار جن سے کسی قسم کا فائدہ نہیں۔ ان کو بدل دیا جائے۔ وہ قوانین و اصول جن سے کسی قسم کا فائدہ نہیں توڑ دئے جائیں۔

ان مختلف قراردادوں کے متعلق فرامین و احکام جاری ہو گئے۔ سلسلہ مراسلت بھی جاری ہو گیا۔ ہر قریہ دیہات میں یہ حکم بھیجدیا گیا کہ سنتریوں، چپراسیوں کو نکالدو اُن کی جگہ پر ذمہ دار اشخاص کو قائم کرو۔ یہ فرمان بھی صادر ہوا کہ وہ عہدے دار جو جاہل رشوت خوار ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اُن کو بھی خارج کر دیا جائے اور مدارس کے تعلیم یافتہ یا وہ لوگ جو فوجی رجمنٹوں میں کافی تجربہ بہم پہونچا چکے ہیں

اور اس سے پہلے خدمات عظیمہ انجام دے چکے ہیں۔ انہیں قائم کیا جائے۔ اِس مسئلہ پر بھی توجہ ہوئی کہ محصول اراضی کو بھی جانچا جائے۔ اور پوری توجہ کے ساتھ کمی و زیادتی کا مسئلہ طے ہو۔

چنانچہ اصلاحات محصول کے متعلق صدر محاسب کو فرمان لکھا گیا۔ اور بعض وہ خدمات جو دوسروں کے متعلق تھیں۔ بغرض اصلاح اُن کے متعلق کر دی گئیں۔

اصلاحاتِ محصول کا مسئلہ بہت ہی ضروری تھا۔ کیونکہ اجنبی رقیب محصولات میں طرح طرح کی خیانتیں کرتے تھے۔

ادارۂ حکومت میں اجانب کی ریشہ دوانیاں راسخ ہو چکی تھیں۔ اِس لئے حکومت کی مقرر کردہ رقم محصول پر بلغارین کسی طرح بھی مطمئن نہ ہوتے تھے۔ اور ہونا بھی نہ چاہیئے۔ کہ وہاں حسن نیت کا شائبہ تک نظر نہ آتا تھا۔

اِسی بے اطمینانی کی وجہ سے اہل بلغار حصول آزادی اور تکمیل حریت کیلئے عرصۂ مدید سے کوشش کر رہے تھے۔ اور آلات و اسلحہ کی تیاری میں مصروف تھے

ارباب حریت و آزادی اور اصحاب عمل کے سامنے حوادث کرید (کریٹ) و آمینیا کے اندر ہزاروں نہیں لاکھوں عبرتیں موجود تھیں۔ صرف کرید (کریٹ) و آرمینیا پر کیا موقوف ہے۔ ارباب نظر و فکر کے لئے آستانہ میں لاکھوں عبرتیں موجود تھیں۔ آستانہ سے بھی قطع نظر کرو۔ حکومت کے گوشہ گوشہ سے عبرتیں ملسکتی تھیں

ارباب حریت اصحاب عمل کے سامنے یہ امر بالکل صاف اور کھلا ہوا تھا کہ جسقدر معاصی حکومت و ادارۂ حکومت میں نظر آرہے ہیں۔ اُس سے زیادہ اشخاص حکومت میں موجود ہیں۔ یہ امر بھی اُن پر روشن تھا کہ اِن مقدس ارادوں (حریت اور مساوات اور عدالت) کی تکمیل اُس وقت تک ناممکن ہے جبتک مسلمانوں کو اصلاح اصول آدارۂ کی طرف متوجہ نہیں کیا گیا۔ اور حکومت استبداد کو حکومت دستوریہ و جمہوریہ بنانے کی تعلیم نہیں دیگئی۔ اور پھر اس بارے میں پوری سعی سے کام نہیں لیا گیا۔

وہ لوگ جو ادارۂ حکومت سے اپنے تعلقات رکھتے تھے۔ وہ ان حریت پسند اشخاص کو بالکل بے دست و پا سمجھتے تھے۔ اور نہایت مضحکہ خیز باتیں ان کے متعلق بناتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ یہ لوگ محبت حریت میں موت کا نشانہ بنکر رہ جائیں گے۔ حریت کے جوش میں بھیرتے کیا ہیں۔ بغل میں کفن کا بقچہ دبائے عزرائیل کی گود میں جا رہے ہیں۔

لیکن ارباب حمیت و حریت اس کی پروا کب کرتے تھے۔ نہایت ثابت قدمی کے ساتھ اپنی تمام مادی و روحانی قوتوں کو حریت و مساوات عدل و انصاف کی راہ میں قربان کر دینے کے لئے تیار تھے۔ اور یہ بھی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ ہماری کوششوں کی بار آوری کا زمانہ یہی ہے

ارباب وسوس سمجھے ہوئے تھے کہ مسلمانان اتراک کی عزت و سکنت غفلت وبلے حسی ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔ جس قدر بھی ارتکاب معاصی و دنایات ممکن ہے۔ اور جس قدر بھی فوائد ذاتیہ حاصل ہو سکتے ہیں۔ کر لو۔ کوتاہی نہ کرو۔"

عمل کا زمانہ تھا۔ اہل بلغار نے یورپ میں تحریک سیاسی شروع کر دی اور مختلف تدابیر کے ساتھ اقدام کیا۔ اہل ارمن بھی کوششوں میں مصروف تھے لیکن اہل بلغار کی کوششوں کے مقابلہ میں ان کی کوششیں ہیچ تھیں۔"

اہل بلغار نے لوگوں کو ابھارا۔ اسکایا اور اُن کے طبعی حقوق یاد دلائے افکار عامہ کو ہر طرح اپنے ساتھ لیا۔ دول یورپ کو بھی توجہ دلائی۔ اور منہ پھاڑ پھاڑ کر باآواز بلند کہنے لگے کہ دول یورپ کا اس وقت یہ فرض ہے کہ ایسی کار روائی عمل میں لائے جس سے حکومت اپنے وعدوں کو پورا کرے۔ اور جن اصلاحات کے متعلق وعدے ہوئے ہیں۔ اور دول یورپ نے بھی موقع برلین میں ان اصلاحات کے متعلق عہود و میثاق کئے ہیں۔ اُن کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

بلغاریہ نے عوام کو بھی اچھی طرح بھڑکایا۔ اور ایک شورش عظیم پیدا

کر دی۔ یہ وہی شورش ہے۔ جس کا پہلے ذکر آچکا ہے۔

بہر حال ! بلغارین کی اِس صدا پر یورپ نے لبیک کہی۔ اور جن مطالبات کے پورا کرنے میں بلغارین سعی کر رہے تھے۔ اُن پر روز دیا روسیا اور نمسا[1] تو پہلے ہی سے اُن اصلاحات پر تُلے ہوے تھے اور موقع کے منتظر تھے۔ چنانچہ جن اصلاحات جدیدہ کے نفاذ کا ارادہ سرزمین مکدونیہ سے ہو چکا تھا۔ اِس کا ظہور ہوا۔ اور اِس بدعنوانی سے ہوا کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں برائیاں وقوع میں آئیں۔ چونکہ روس، آسٹریا حقیقی معنی میں اصلاحات کے حامی نہ تھے۔ بلکہ اصلاحات کے عنوان سے اغراض ذاتیہ کے پورا کرنے میں اقدام کیا تھا۔ اس لئے طرح طرح کی خرابیاں اور بدعنوانیاں ملک میں پیدا ہو گئیں۔ اور اِس لئے اِن تمام خرابیوں کی ذمہ واری روس اور آسٹریا پر ہی ہو گی۔

جس قدر وقائع جانگداز وقوع میں آئے۔ و نیز سرزمین مکدونیہ میں جو وقائع و حوادث ظہور میں آئے اور جس سے مکدونیہ کی سرزمین میں ایک زلزلہ پیدا ہو گیا در اصل وہ انہیں دو حکومتوں کی خود غرضیاں و شر انگیزیاں تھیں۔

روس، آسٹریا کی یہ تحریک ایک عظیم الشان قومی ہلاکت تھی۔ اس تحریک سے بنیاد ہلاکت ایسی راسخ و مضبوط ہو گئی کہ اہل وطن کی کیا بساط تھی۔ وہ حکومتیں جو حقیقی معنی میں انقلاب و ترقی ٹرکی کی حامی تہیں وہ بھی اِس کے وفعیہ سے قاصر تہیں جو حکومتیں حقیقی معنی میں انقلاب و ترقی کی طالب و خواستگار تھیں۔ اُنکا اصول نہایت صحیح تھا۔

گو روس و آسٹریا نے لبظاہر اسی اصول کے نفاذ کے لئے اقدام کیا تھا لیکن نفاذ کی شکل و صورت اور عنوان بالکل غیر تھا۔ اور غیر صحیح تھا۔ اور غرض کچھ اور ہی تھی۔

---

[1] نمسا۔ آسٹریا کو کہتے ہیں۔

چنانچہ جس بدعنوانی سے یہ شورش پیدا ہوئی اور جس نے ملک کے ہر گوشہ کو ہلا ڈالا۔ اِس کا نتیجہ یہ نکلا کہ تہذیب یورپ پر ایک ایسا بدنما دھبہ لگ گیا۔ جو کسی طرح نہیں دُھل سکتا۔

حقیقت امر یہ ہے کہ اِس موقع پر جہالت یورپ حقیقت کی تہ تک پہونچ ہی نہ سکی۔ اس وقت مسلمان بھی خفیہ طور پر انقلاب کی کوششیں کر رہے تھے اور استبداد پر ہزار ہا نفرتین کر رہے تھے۔ صرف حکومت ہی کے استبداد پر نہیں بلکہ ہر استبداد پر خواہ وہ دولت عثمانیہ کی جانب سے ہو۔ خواہ باب عالی۔ اور کسی دوسری حکومت کی جانب سے ہو۔ خواہ ترکوں کی جانب سے ہو وہ نفرت کا اظہار کرتے تھے۔

حکومت مستبدہ کو طرح طرح کے اسماء استبدادیہ سے موسوم بھی کر رکھا تھا اور صرف اظہار نفرت ہی نہیں بلکہ خلاف استبداد اقدام کرنے والوں میں سے تھے۔ لیکن یورپ کی اِس جہالت نے یہ تمام باتیں بھلا دین اور ہلاکت و بربادی کے دروازے کھول دئے۔

گو حکومت نے رومیلیہ اور اناطولیہ وغیرہ کی اصلاح کے متعلق بڑے بڑے وعدے کئے تھے۔ لیکن صد ہا مکر و فریب سے ٹالا جاتا تھا۔ اور وعدے پورے نہ کئے جاتے تھے۔

وہ دول جنہوں نے اصلاحات کی ضمانیت کی تھی۔ اور معاہدۂ برلین کے موقع پر بڑی بڑی اُمیدین دلائی تھیں۔ اُنہیں اس بارے میں نہایت غور و تدبر سے کام لینا چاہیے تھا۔ لیکن افسوس کہ یہ تو خود استبداد کے ایجنٹ تھے۔ عدل و انصاف کا ایک ذرہ بھر پاس نہ کیا۔ بلکہ خود غرضیوں کا مجسمہ بنکر شورش برپا کر دی اور باب عالی کی غفلت شعاریوں و پست ہمتوں کو دیکھکر حصول اغراض ذاتیہ کے لئے اقدام کر بیٹھے اور انہیں سے روس و آسٹریلیا کے قدم تو سب سے آگے نکل گئے اور اصلاحات کی جو تجویز اپنے منافع کے مطابق قرار دے رکھی تھی۔ اپنے اُصول کے بموجب اس پر عمل بھی شروع کر دیا۔

روس و آسٹریا کا اقدام اپنے مفاد کے لئے بجا تھا۔ کیونکہ ہر حکومت اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتی ہے۔ لیکن محکمات دولت میں اس کی منظوری کیوں ہوئی؟ خصوصاً جبکہ امراء دولت کے سامنے یہ امر آفتاب کی طرح روشن تھا کہ یہ ہر دو حکومتیں اس اصلاحی دستور العمل سے صرف اپنا ہی فائدہ چاہتی ہیں۔ نہ رعایا کا نہ دولت عثمانیہ کا۔ اصلاحات فرعیہ کہ جس کے نفاذ کی تدابیر صیغۂ تفتیش عام کے متعلق کی گئی تھیں۔ نہایت بے انصافی پر مبنی تھیں

اصلاحات فرعیہ میں یہ امور داخل تھے کہ جو عیسائی فوجی ملازمت پر مامور ہیں انہیں جاندارما سوار پولس کی خدمت پر مامور کیا جائے۔ جو سنتری چپڑاسی اور چوکیدار دیہات قری میں مسلمان ہیں۔ اُنہیں کم کیا جائے۔ اور بجائے اُن کے عیسائی مامور ہوں اور ہر صیغہ میں عیسائیوں کو زیادہ جگہ ملنی چاہئے۔ خصوصاً سواروں میں تو عیسائیوں کی تعداد، عیسائی آبادی کی مناسبت ہی سے ہونی چاہئے اور جو نسبتہ عیسائیوں کو مسلمانوں سے باعتبار آبادی و مردم شماری حاصل ہے۔ وہی نسبتہ باعتبار جاندارما ہونی چاہئے وغیرہ وغیرہ۔

یہ مقاصد تھے جن کی بنا پر شورش برپا کی۔ اور دور دور اس کا اثر پہونچ گیا شورش کی وجہ سے اہل البانیہ کو بھی شمالی حصہ میں حرکت کا موقع ملا اور معمولی حرکت نہیں بلکہ اس حرکت نے اہل البانیہ کے اندر چند ہی یوم میں صورت ہیجانی پیدا کر دی۔

لیکن چونکہ اناطولی سپاہ کا غلبہ تھا۔ آتش ہیجان فرو کر دی گئی۔ ادہر شمسی پاشا نے مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کے لئے بڑی بڑی کوششیں کیں۔ اور ایک حد تک کامیاب بھی ہوئے۔

اسوقت مسلمان صرف اس لئے مجتمع ہوئے تھے کہ اپنے حقوق طبعی کا مطالبہ کریں لیکن افسوس کہ استبداد نے غلبہ پایا۔ اور مجمع منتشر اور جوش ٹھنڈا کر دیا گیا۔
سپاہ اناطولی اس قدر غالب رہے کہ اہل البانیہ کے قلوب پر بجلی کوند گئی۔ ہزاروں

البانیین تھے جنکو سزا ۔ جلاوطنی کا مزہ چکھایا اور ہزاروں کو خانہ خراب ۔ تباہ و برباد کر کے چھوڑا۔

اہل البانیہ کا مطالبہ (روما) کے اندر بالکل حق اور حق بجانب تھا ۔ وہی مطالبہ تھا جو دوسرے مقامات کے مسلمانوں کا تھا ۔ شورش کا پروگرام بھی وہی تھا جو مسلمانوں کا تھا ۔ اُنہیں امراض کے دور کرنے کی کوششیں کرتے تھے ۔ جنکی وجہ سے اہل البانیہ کا ہر ہر فرد بیکاری اور تعطل کی زندگی بسر کر رہا تہا ۔ اور معاملہ انتہائی انحطاط و تسفل تک جا پہونچا تھا۔

لیکن افسوس کہ شورش کسی عنوان صحیح پر نہ تھی ۔ بلکہ بداُصولی کے ساتھ وقوع میں آئی تھی ۔ اِس لئے سراسر ناکامی و نامرادی رہی ۔ بلکہ اِس شورش نے احرار وطن اہل حق و صداقت کے مقاصد کو بھی سخت ضرب پہونچائی ۔

البانیین ضرور کامیاب ہوتے لیکن چونکہ امرا البانیین شورش کے ضمن میں اپنی اغراض ذاتیہ کو پورا کرنا چاہتے تھے ۔ اِس لئے کامیابی کی بجائے ناکامی و نامرادی نے ان کا ساتھ دیا۔

شورش جب ٹھنڈی ہو گئی ۔ جذبات و ولولوں کا سیلاب روک دیا گیا ۔ تو حکومت کے لئے ضروری تہا کہ وہ قاتلین و غدارین کے لئے سزائیں تجویز کرتی ۔ مگر ہائے بدقسمتی کہ سزا تو کہاں ۔ طرح طرح کے انعامات و نوازشات سے اُنہیں نوازا اور اُن کے دل بڑہائے ۔

یقیناً یہ وقت نہایت نازک اور پُراز خطرات تہا کہ حکومت اپنی تمام قوتوں اور طاقتوں کو بلاد البانیہ کے لئے وقف کر چکی تھی ۔ تمام قویٰ انہیں بلاد میں صرف ہو رہے تھے ۔ دوسری طرف توجہ ہی نہ تھی ۔ یہاں یہ حالت تھی ۔ اور دوسری طرف نظر پڑہاؤ تو تفتیش عام اپنی اصلاحات کے نفاذ میں مضطرب و بے چین تھی ۔ بلغاریین کو بھی موقع ملا تھا ۔ اُنہوں نے بھی اپنی داخلی اور اندرونی حالات کو درجۂ تکمیل تک پہونچانیکی تدابیر شروع کیں ۔ اور جان توڑ کر کوششوں سے کام لینا شروع کر دیا ۔ نظام حکومت

کی بدعنوانی سے طرح طرح کے فوائد حاصل کئے اور جس قدر نقائص اپنے یہاں نظر آئے اُن کی اصلاح کرلی۔ پولیس میں سواروں میں چپراسیوں سنتریوں میں اُن کی ایک بہت بڑی جماعت شامل ہوگئی اور کافی مقدار پر ترقی کرلی۔

حکومت نے جو نظام قائم کیا تھا۔ بالکل۔ بے ایمانی پر مبنی تھا۔ اور بالکل سطحی نہ نظام پولیس صحیح تھا نہ سواروں وغیرہ کا بلکہ جس طرف نظر اُٹھاؤ۔ جس صیغہ کی طرف دیکھو رشوت اور مراعات کی آندھیاں چھائی ہوئی نظر آتی تھیں۔ جس ملازم کو دیکھو رشوت اور سفارش کے ذریعہ ملازم ہوا تھا۔ اسپر طرفہ تماشا یہ کہ اپنے مقاصد اور فرائض منصبی سے ایک بھی آشنا نہ تھا۔ انہیں یہ بھی احساس نہ تھا کہ جس صیغہ میں ملازم ہوئے ہوئے ہیں اُس کی خدمات کیا ہیں۔

حکومت کی یہ رفتار آج سے نہیں بلکہ سو دو سو برس ہوئے اُسنے یہی رفتار بد اختیار کررکھی تھی۔ نہ فوجی عہدیداروں کا نظام صحیح تھا۔ اور نہ ہی رجمنٹوں کی تنظیم و تنسیق ہی اور پھر اِس بدنظمی پر غفلت شعاریوں کا یہ حال ہے کہ اصلاح کا نام تک زبان پر نہ آتا تھا اِن ہی بدنظمیوں کی بدولت ابنائے وطن کا یہ حال ہے کہ تقریباً پندرہ سو اشخاص تو اسوقت اِس حالت میں ہیں۔ کہ اُن کی زندگی کسی طرح موت سے بہتر نہیں۔ زمین پر رہنے سے زمین کے پیٹ میں جا رہنا اُن کے لئے بہتر و افضل ہے۔ لیکن کیا کریں ایام زندگی کا پورا کرنا بھی تو اُن کے لئے ضروری ہے۔

جہاں یہ بداعمالیاں اور بدعنوانیاں موجود ہوں۔ وہاں اصلاح و کامرانی کیونکر میسّر آسکتی ہے؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ اِن جراثیم بدنظمیوں کے ہوتے ہوئے۔ ہیلڈیز[1] اپنی اصلاحات میں کامیاب ہو؟ اور اصلاحات کا مسودہ عملی جامہ سے مزین کیا جائے؟ اور تفتیش عام جس کو ہیلڈیز نے خدمت اصلاحات سپرد کی ہے کیونکر فائز المرام ہوتی؟

(۱) وزراء مابین حکومت کی غفلت شعاریوں کا اندازہ کرو کہ بغیر مشورۂ وزراء نظارۃ، ملازمین فوج کے درجات و مراتب بڑھا دئے۔ اور پھر عہدوں کے ساتھ ہی ساتھ پانچ پانچ ہزاری پلٹنوں کا انہیں افسر بنا دیا اور ممالک بعیدہ کی طرف انہیں روانہ بھی کردیا۔ سلانیک مناستر وغیرہ میں بھی یہی کارروائی عمل میں آئی۔ حالانکہ مناستر و سلانیک کو اِس کی بالکل ضرورت نہ تھی۔ جب یہ غفلت ہے تو کامیابی کیسی۔

جبکہ رفتار حکومت یہ تھی اور ییلدیز کی حالت زار اس حد تک پہونچ چکی تھی اور ملک میں جراثیم عظیم کا شیوع اس درجہ ہو چکا تھا۔ تو بتاؤ کہ اُمت اور قوم آرام وراحت کی نیند کیونکر سو سکتی تھی؟ اور سامان معیشتہ وآسائش کیونکر میسر آسکتے تھے۔

تفتیش عام کا حال بھی یہ ہے کہ جو اصلاحی امور اُس کے قبضۂ واختیار میں دئیے گئے ہیں وہ چند جزئی تجاویز ہیں اور کچھ نہیں۔ ایک طرف تو اختیارات کا دائرہ اس قدر محدود پھر اس پر بھی حالت یہ کہ تفتیش عام کی ذمہ واری صرف اتنی ہی تھی کہ وہ بعض احکام کا اجراء کردے۔ اور بس بلکہ اس سے بھی کم کہ صرف اصلاحات فرعیہ کے نفاذ کی ابتداء کردے نفاذ کے بعد اس پر دوام واستمرار کیونکر ممکن ہے؟ اس پر بالکل نظر نہ کیجاتی تھی۔

جب یہ غفلت وبے پروائی تھی۔ تو اصلاح ملک وملت کیونکر ہو سکتی تی، اور قوم ذلت ونکبت کی بیڑیوں سے کیونکر آزاد ہو سکتی تھی۔

غفلت شعاریوں کا تو یہ حال۔ اس پر بابؔ[1] عالی ییلدیز اور تفتیش عام کا یہ حال کہ ایک لمحے کے لئے بستر غفلت سے اٹھنے کے لئے تیار نہیں۔ ایسے مست والست بسنکر سوئے کہ دنیا ومافیہا کی خبر ہی نہیں۔ چند اصلاحی کارروائیاں تجویز کرکے اُن پر ایسے مطمئن ہو بیٹھے گویا دولت وحکومت کا نظام اپنی انتہائی منازل تک پہونچ چکا اور افسوس یہ کہ ییلدیز اور باب عالی اس رفتار کو باعث فوز وفلاح تصور کئے بیٹھے تھے مگر افسوس یہ اک غلط فہمی تھی۔ کہ جس سے صرف ملک وملت کو نہیں بلکہ ییلدیز اور باب عالی کو بھی سخت سے سخت نقصانات کا نشانہ بننا پڑا۔

حکومت اور ییلدیز کی رفتار وبدنظمیوں پر بلغاریین کی نظریں لگی ہوئی تھیں اور موقع کے منتظر تھے۔ یکایک کروٹ بدلی۔ بیدار ہوئے۔ اٹھے اور آگے بڑھے حکومت کی بدعملیاں بدنظمیاں عوام کے گوش گذار کیں اور آگاہ وخبردار کیا۔ عوام تو حکومت وییلدیز کی بدعملیوں اور چیرہ دستیوں کا عرصہ سے نشانہ بنے ہوئے تھے۔ اُٹھے اور بلغاریین کی

(۱) باب عالی ترکی وزارت کا دربار۔ ۱۲

سدا لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے ہے۔ یورپ نے بھی بلغاریین کی آواز میں آواز ملا دی۔

احرار عثمانیین بھی اپنے مقاصد کے لئے تدابیر سوچ رہے تھے دیکھا کہ یہ تو معاملہ ہی کچھ اور ہے۔ رنگ بے رنگ اور طور بے طور ہے۔ جس راہ کو ہم تلاش کر رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں بلکہ وہ کوئی دوسری راہ ہے۔ حقائق اصلیہ پیش کرنے اور حریت و آزادی کے خیالات پھیلانے سے عثمانیین اپنے مقاصد کو نہ پہونچ سکیں گے۔ بلکہ بلغاریین اس موقع کو غنیمت سمجھکر اہل یورپ و دیگر عوام کو اپنا ہم خیال بنا رہے ہیں۔ حکومت و یلدیز کی اصلاح پیش نظر نہیں بلکہ اغراض ذاتیہ کا ضم ہے جو یہ سب کچھ کرا رہا ہے۔

ہماری نظر ضرور اس نکتہ تک پہونچ گئی۔ لیکن احرار کی ایک جماعت اس سے بے خبر تھی۔ داماد سلطان، اور اسمعیل کمال بیک اور قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) اسمعیل حقی پاشا۔ سیرت بیک، موسوروسی بیک وغیرہ کا یہ حال تہا کہ ایک عرصۂ مدید سے احرار عثمانیین کے اندر اس امر کی روح پھونک رہے تھے۔ کہ وہ یورپ جائیں اور اہل یورپ کو اپنا ہم خیال بنائیں۔ اور طریق عمل میں اُنکو اپنے ہمراہ لیں۔

لوگ ان کی ہدایات پر عمل کرتے تھے یورپ کے سبزہ زاروں میں جاتے تھے اور جا بجا تقریریں کرتے تھے۔ کہ دولت عثمانیہ میں جو عصیاں وطغیان کی آندھیاں چل رہی ہیں جہلین بدنظمیوں کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں۔ وہ اتراک اور مسلمانان وطن کی جانب سے نہیں بلکہ حکومت و اصول ادارۃ کی کرشمہ سازیاں ہیں

اس عنوان پر جو مختلف تقاریر احرار عثمانیین کی ہوتی تھیں۔ رسائل و مجلات کے اندر میں ان کو پڑھتا تھا۔ اور ہر پہلو پر غور کرتا تہا۔ پیرس وغیرہ میں احرار کی کانفرنسیں ہوتی تھیں۔ اُن میں میرے رفیق قدیم مجدالدین آفندی (جو اس وقت کپتان فوج میں) سمرنا سلانیک و دیگر بلاد کے متعلق اتحاد و ترقی کی تقریریں کرتے پہرتے تھے۔ اور اس مقصد کی برآری کا طریقہ اُن کے سامنے صرف یہی تہا کہ یورپ اس مقصد میں ہمارا ساتھ دے۔

جس وقت احرار وطن سے مجھے سلسلۂ مراسلت قایم کرنا تہا۔ اور یورپ وغیرہ میں جو احرار اپنے جذبات و ولولوں کی قیادۃ کرتے تھے۔ اُن پر خطوط ارسال کرتے تھے۔ تو

یہی رفیق قدیم مجدالدین آفندی تھے۔ جن کے ذریعہ یہ کام باحسن طریق انجام کو پہونچا۔
مجدالدین آفندی ہی اکثر ملکی حالات سے مجھے مطلع کرتے رہتے تھے۔ سلانیک میں جو احرار مسلمین کی ایک جمعیۃ مرتب ہوئی تھی۔ اُس کی خبر بھی مجھے مجدالدین آفندی ہی نے دی تھی۔ آفندی موصوف ہی تھے۔ جنہوں نے مجکو اس امر سے آگاہ وخبردار کیا کہ احرار عثمانیین کی جو جماعت یورپ میں موجود ہے۔ اُس میں سے ایک ہستی بھی ایسی نہیں جس سے اُمید اصلاح کی جائے بلکہ اُن کے خیالات وہی ہیں۔ جو اہل ارمن وبلغار کے ہیں۔ یعنی یورپ کو دعوت دیجاتی ہے کہ وہ معاونت کرے اور حکومت عثمانیہ کی طرف اقدام کرکے داخلی اثر قائم کرے اور بس۔

غرض جس قدر بھی احرار وطن یورپ میں موجود تھے۔ اُمید اصلاح ایک سے بھی وابستہ نہ تھی۔ سوائے احمد رضا بیک کے مجدالدین افندی احمد رضا بیک کے وجود کو غنیمت تبلاتے تھے۔

نوجوانان وطن اور فوجی عہدے دار جو احمد رضا بیک کے منشورات ومضامین پڑھتے تھے اور پڑھتے ہی نہ تھے بلکہ ہر ہر جملے پر ایمان لے آتے تھے۔ وہ بھی اس امر کا اعتراف کرنے لگے کہ اصلاحات فرعیہ ملک ووطن کے لئے مفید نہیں ہیں۔ اس میں سعی کرنا بالکل بے سود ہے۔ اصلاحات فرعیہ کی بجائے ارکان دولت میں انقلاب پیدا کرنے میں انتہائی کوشش سے کام لیا جائے۔ تاکہ اصلاحات عامہ کے اندر حصول کامیابی کی اُمید کیجا سکے۔

اس امر پر بھی سب کا اتفاق ہوگیا کہ قانون اساسی بالکل غیر صحیح ہے۔ اس کو مسترد کردیا جائے قانون اساسی کے مسترد کرنے کے یہ معنی نہ تھے کہ بالکل کسی قانون اساسی کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ قانون اساسی کو تسلیم کرتے تھے۔ لیکن وہ قانون نہیں جس کو حکومت تجویز کرے بلکہ وہ قانون جو ہمارے درد کا علاج اور زخم کے لئے مرہم ہو۔
سنہ ۱۸۹۲ء میں جو قانون اساسی علاقہ روس میں دول عظمیٰ کی جانب سے کانفرنس کے اندر پاس ہوا تھا وہ سراسر ہمارے مقاصد ملیہ وملکیہ کے خلاف تھا۔

(روسیا) جو عیسائیوں کی سعادۃ وبہبودی کے لئے جان توڑ کوششیں کر رہا تھا اور بڑی بڑی تجاویز سوچ رہا تھا - اور مشرقی حصے میں عیسائیوں کا حامی تصور کیا جاتا تھا - وہ صرف استبداد اور ادارۃ استبداد کے بعض امور داخلیہ ہی میں کچھ تعرض کر سکتا تھا - جس وقت حکومت کے اندر قانون اساسی کی تبدیلی ہو جائیگی - اُس کو بھی اس مداخلت کا موقع نہ ملیگا -

یہ امر روز روشن کیطرح واضح تھا کہ بغیر تبدیل قانون اساسی حیات ترکی خطرات عظیمہ کا نشانہ تھا -

یہ امر بھی صاف کھلا ہوا تھا کہ تبدیل قانون اساسی اُسوقت تک غیر ممکن ہے - جسوقت تک آسٹریا کو اشتراک عمل میں ساتھ نہیں لیا - اور عیسائیوں کو امتیازات سے ممتاز و سرفراز نہیں کیا گیا جسوقت یہ کام انجام کو پہونچ جائے تو تبدیل قانون اساسی کی طرف توجہ کیجائے - اور اسکے بعد دیگر احکام کی تجویز لیکن بتدریج اور اُن کا نفاذ بھی بتدریج ہو -

جس وقت قانون اساسی کے بموجب عیسائی اپنی حریت و مساوات حاصل کر لینگے تو پھر ہیں نہ آسٹریا کی ضرورت رہیگی نہ کسی دوسری قوت کی بلکہ خود دولت عثمانیہ اپنے اندر وہ قوت پیدا کرے گی - کہ تجویز اصلاحات و نفاذ احکام میں کسی غیر کی محتاج نہ رہیگی - روس اور آسٹریا جو امور اصلاحیہ میں مداخلت کرتے رہتے ہیں - وہ بھی ناکام اور منہ تکتے رہ جائیں گے -

لیکن آہ اے زمانہ تیری رفتار ہی کچھ نرالی ہے ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال یکا یک شمالی حصہ کی ہوا بدلی اور اہل البانیہ شمال سے طوفان کی آندھیاں لیکر اُٹھ کھڑے ہوئے اور مخالفانہ اقدام کیا - اور جان توڑ کوششوں سے کام لینا شروع کر دیا -

البانیین اپنے اندر معمولی سے معمولی جرات وہمت بھی نہ رکھتے تھے - لیکن جرأت کے اسباب یہ تھے کہ (آسٹریا) بلغاریہ اور روسی افسران فوج و پولیس نے پیشتر ہی سے مفاسد و جراثیم عظیمہ کے جال ہر گوشہ میں پھیلا رکھے تھے - روسی رھبان اور زاہدوں نے ملک کے ہر قریے اور گاؤں میں آلات زراعت کے بیع و فروخت کے حیلے سے سیاست روسی

کی میخیں گاڑدی تھیں۔ اِنہیں اسباب کی بنا پر البانیین کو بھی شورش کی جرأت ہوئی۔

جب ملک کے ہر گوشہ سے انقلاب اور شورشوں کا سیلاب اُمنڈا اور یکے بعد دیگرے مختلف ثورات نے اپنی بھیانک صورتیں دکھلائیں تو پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ اتراک عثمانیین خاموش بیٹھے رہتے؟ اور ترکی خون جوش زن نہ ہوتا؟ صبر و سکوت کی مہر کب تک نہ توڑتے؟ صنم جمود کی پرستش کب تک کرتے؟ آخر اتراک عثمانیین بھی میدان عمل میں کود پڑے اور ارض وطن جس کو (بیلدیز) نے روس و آسٹریا کی معیت میں رہ کر طرح طرح کے جراثیم سے نجس و ملوث کر رکھا تھا۔ اس کی تطہیر کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جذبات و ولولوں کا سیلاب لیکر والہانہ اقدام کیا۔ اور باہمی بحث و گفتگو کے بعد آخری فیصلہ یہ قرار پایا کہ مسلمانوں کو کسی غیر طاقت کی ضرورت نہیں۔ اغیار اجانب سے اتحاد ہمیشہ باعث افساد رہا۔ اور ملک کو ہمیشہ طرح طرح کے جراثیم کا نشانہ بننا پڑا۔

خدائے قدوس نے احرار وطن کا انشراح صدر کر دیا کہ آج اُن پر وہ حقیقت واضح ہوئی جو مدتوں سے اُن پر محجوب و مستور تھی۔ وہ سمجھ گئے کہ بیلدیز، روس اور آسٹریا کے جراثیم عظیمہ کا قلع و قمع اُسی وقت ممکن ہے۔ کہ مسلمانوں کے پاس ایک قہار قوت موجود ہو جائے اور وہ مسلم قویٰ جو ملک کے مختلف گوشوں میں بصورت انتشار و پراگندگی موجود ہیں اور وہ افکار اسلام جو متشتت و متفرق اور بکھرے پڑے ہیں۔ انہیں نقطۂ واحدہ پر جمع کر دیا جائے اور حکومت کا قانون اساسی اپنی ذاتی قوت و ہمت سے بغیر شرکت غیرے مستحکم کر دیا جائے۔

اِس حقیقت پر تمام اذہان و افکار متفق ہوگئے۔ لیکن بغیر کسی دوسرے عنصر کی شرکت کے قہار قوت کا بہم پہونچانا ایک اہم ترین مسئلہ تھا۔ اِس لئے ہر شخص اسپر غور کرنے لگا۔ ایک طویل غور و فکر کے بعد حصول مقصد کا ایک ہی طریق نظر آیا اور وہ یہ کہ فوجی قوت کا استحکام کیا جائے۔ اور ہر فرد اِس مجموعی قوت کا جزء بن جائے۔ صرف یہی ایک راہ حصول قوت و وصول مقصد کے لئے نظر آئی اور بس۔

ہم نے بھی اسی نقطہ پر آکر قیام کیا۔ اور مصمم ارادہ کر لیا کہ جب نجاۃ و فلاح کا دروازہ صرف یہی ایک ہے تو پھر جان توڑ کوشش کر کے مقصود تک پہونچنا چاہئے۔ اور سب سے

پہلے یہ کرنا چاہئے کہ مضامین و منشورات کے ذریعہ لوگوں کی توجہ مبذول کرنی چاہئے اور وہ تعصب و نفسانیۃ جس کا صور جہلاء واعظین دیہات و قری اہالی و موالی میں اپنے مکاتب و اعزاض ذاتیہ کی دکان لگاکر بغیر مآل اندیشی اور بلا منافع و مضار پر غور کئے پھونک رہے ہیں۔ اس کا قلع قمع کیا جائے۔

مدارس سے ہمیشہ انوار اسلام کے سرچشمے جاری ہوئے اور ہدایت و رشد کی تعلیم ملی۔ طریق مستقیم کا پتہ ملا۔ لیکن افسوس آج ملت و قوم اصلی تعلیم سے محروم و بدنصیب اور مدارس ملیہ سے بالکل ناآشنا ہے۔ اسی عام تاریکی نے تقریباً بیس سال سے ہماری درسگاہوں کو بھی انوار اسلام سے بالکل بے بہرہ کردیا ہے۔ اس عالمگیر تاریکی کا اصلی سرچشمہ دیکھو تو صرف یہی ہے۔ کہ حق و صداقت کی تلقین کرنے والے ہدایت و رشد کی تعلیم دینے والے دنیا سے ناپید اور مفقود ہوگئے۔ دجالین وکذابین علماء سوء نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

آج مسلمان جس عظیم الشان نعمت سے محروم ہیں۔ اور جس کے فقدان سے دین و دنیا کی خیرات و برکات نے اُن سے اپنا رشتہ قطع کرلیا ہے۔ وہ یہی ہے کہ علماء حق و واعظین صداقت کا فقدان ہے۔ اور بس

جس کو دیکھو ممبر پر چڑھ کر ہادی و مرشد بن جاتا ہے۔ حلق چیر چیر کر چیختا چلاتا ہے اور اصلاح قوم کے نعرے بلند کرتا ہے۔ لیکن اگر وہ خود اپنے قلوب غیر صافیہ سے دریافت کریں کہ کیا ہدایت و رشد کی کنجیاں تمہارے پاس ہیں؟ حق و صداقت کی ایک معمولی سے معمولی صدا بھی تمہاری زبان سے نکلی ہے؟ اگر نکلی ہے تو کیا محض خدائے قدوس کی رضاجوئی کے لئے نکلی ہے کہ اپنی اعزاض کا شائبہ اس میں موجود نہیں تو ان تمام امور کا جواب نفی ہی میں ملیگا۔ سراسر ایک لگاوٹ اور سجاوٹ اور عز و جاہ کی پرستش نظر آئیگی۔ جبہ و دستار میں۔ لباس زہد و تقوے میں مسجد و خانقاہ میں تسبیح و مصلے میں۔ مسند فقر۔ بوریۂ عجز میں۔ کبر و غرور۔ حقد و حسد کا صنم اپنی پوجا کرا رہا ہوگا اور طرح طرح کی خود آرائیوں۔ خود ستائیوں کے لات و عزیٰ اُن کے صنم کدے

میں بیٹھے ہوئے اپنی پرستش کرا رہے ہوں گے۔

آہ آہ ثم آہ آہ لماتقولون مالا تفعلون

جتنے عالم ہیں عمل سے انہیں بیزاری ہے زہد کے جسم میں پوشاک ریاکاری ہے
قلب کے مدرسہ میں درس حسد جاری ہے کچھ نہیں جس کی دوا وہ انہیں بیماری ہے

دل میں ہے شوق صنم نام زباں پر تیرا
جب یہ حالت ہے تو پھر کوئی ہو کیونکر تیرا

غرض دولت عثمانیہ کی بدقسمتی سے آج تقریباً ۲۰ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مدارس اسلامیہ پر ایک سناٹا چھایا ہوا ہے۔ نشر انوار۔ تلقین حق و صداقت۔ اتباع کتاب و سنۃ کی ایک صدا بھی اس قصر نیلگوں کے نیچے سننے میں نہیں آتی۔ قوم کا بچہ بچہ تعلیم اسلام اور برکات ایمان سے محروم نظر آرہا ہے۔

عثمانیین کے لئے یہ نہایت نازک ترین زمانہ ہے۔ اور نزاکت بھی اپنی انتہائی منازل کو پہونچ چکی ہے۔

لیکن خدائے قدوس کی کرم فرمائیاں، کارسازیاں بھی عجیب عجیب کرشمے دکھاتی ہیں کہ مدارس و درسگاہوں پر عام موت چھائی ہوئی ہے اور لمحوں میں وہ قوم کی بیداری کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یکایک حق کوش و حق کیش کے قلم چلنے لگے۔ اور بہت سی مفید و کارآمد مؤلفات مصر میں طبع ہوئیں۔ سلسلہ مؤلفات جدیدہ کی ابتدائی کڑی (استنصاف) ہے۔ استنصاف کے بعد تو ہر گوشہ سے مؤلفات کا شایع ہونا شروع ہو گیا۔ احمد رضا بیک کی السیدات۔ الضباط۔ الوظیفہ التعہ میجر ناجی آفندی کی حی علی الفلاح۔ وغیرہ شائع ہو گئیں۔ ان مولفات نے ملک میں ایک عام بیداری پیدا کر دی۔ قلیل سے قلیل عرصہ میں قوم کے اندر مؤلفات جدیدہ کا وہ ذوق پیدا ہو گیا کہ ہر گوشۂ ملک میں اس قسم کی تصنیفات کا چرچا پھیل گیا۔ اور افکار حدیثہ و قدیمہ میں ایک تحول عظیم اور انقلاب قویم پیدا کر دیا اور وہ انقلاب عظیم جو دولت عثمانیہ میں واقع ہوا۔ اُس کی ابتدا اور تاسیس درحقیقت

یہین سے شروع ہوتی ہے

جسوقت مکدونیہ کے اندر حکومت کی بدنظمی کی وجہ سے طرح طرح کے جانگسل وقائع ظہور مین آئے۔ اور فوجی بدنظمیوں کی وجہ سے فوج کا ہر فرد فقر وفاقہ کی زندگی بسر کرنے لگا۔ اُس کا نتیجہ آخر یہ نکلا کہ انقلاب کے خیالات عام ہوگئے اور ملک کا ہر شخص انقلاب کی ضرورت محسوس کرنے لگ گیا۔

یہ انقلاب محیر العقول بلغاریین کی شدۃ و آشتی کا نتیجہ نہین ہے جو یہ سمجھے اُن کی غلط فہمی ہے۔ بلکہ یہ نتیجہ ہے حکومت کی استبدادیت کا کہ استبدادی کارروائیوں پر سکوت اور اغیار و اجانب کی معیت اور یوماً فیوماً اجانب کی مداخلت بے جا۔ اغیار کو ترقی دینا اور سیاست و اصول سیاست کی اصلاح نہ کرنا وغیرہ یہ ایسے امور تھے۔ جن سے ملک میں انقلاب کی روح پڑ گئی اور قلیل سے قلیل عرصہ میں انقلاب کی تاسیس شروع ہوگئی۔

یورپ نے بھی تفتیش عام کی اصلاحات سطحیہ کا اندازہ کیا تو موقع سنبھالا اور قیادۃ جاندارما کے لئے اپنی افواج میں سے افسروں کا انتخاب کیا اور قیادۃ جاندارما کے لئے روانہ ہی کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ آسٹریا اور روس کی جانب سے اجراآت و اصلاحات میں جو طریق اختیار کیا گیا تھا یعنی اپنے اپنے اشخاص مقرر کر کے طرح طرح کی ریشہ دوانیاں کرتے پھرتے تھے اور امور مالیہ وغیرہ کو تباہ و برباد کر رکھا تھا یورپ نے بھی آج وہی طریق اختیار کیا۔ بلکہ جس طرح آسٹریا اور روس نے اجراء اصلاحات میں اپنے اپنے مراقب[1] اور ملک کی مالی اصلاحات میں طرح طرح کی اُلجھنیں ڈال رکھی تھیں۔ اسی طرح یورپ نے بھی اپنے مراقب تعینات کر دئے۔ اور پھر ادارۃ مراقب میں بھی طرح طرح کی ریشہ دوانیاں شروع کر دین۔

بادشا جو صیغۂ تفتیش عام کا افسر اعلیٰ تھا۔ اوس کی ضمیر فروشی کا یہ حال تھا کہ نہ قوم کا درد رکھتا تھا۔ نہ حق و صداقت کی حمایت اور نہ ہی ملت و مذہب کا پاس

---

[1] گورنمنٹ پریس رپورٹر جو مطبوعہ کتب و رسائل و مجلات کو دیکھ کر قابل گرفت امور سے گورنمنٹ کو اطلاع دیا کرتا۔

بلکہ اس کی ایمان فروشی کا یہ حال تھا - کہ ایک طرف تو امین و وزرار دولت کو طرح طرح کی کساو بازاری سے خوش کرتا - دوسری طرف اغیار کو بھی خوش رکھنے کی کوشش کرتا لاالی ہاؤلار ولاالی ہاؤلار - ملازمین اور رعایا پر ایسے ناخن تیز کر رکھے تھے کہ ایک ایک کو نوچ نوچ کر کھا لیتا تھا - وظائف اور مشاہرہ میں اس درجہ کمی کر دی شروع کر دی کہ انسان کسی طرح بھی اُس پر اپنی زندگی بسر نہیں کر سکتا -

ثورۂ بلغاریین اور شورش مدہشۂ عام نے جس کا ظہور ۱۳۱۹ھ میں ہوا - اتراک وعثمانیین کو ایک حبہ بھر نقصان نہیں پہونچا سکا - بلکہ نقصان پہونچا تو بلغاریین کو کہ اپنے مقاصد ذاتیہ میں ترقی کرنے سے بالکل محروم ہو گئے - کیونکہ شورش کی وجہ سے عثمانیین اِن کی سازشوں اور خفیہ ارادوں سے اچھی طرح آگاہ و خبردار ہو گئے یہ شورش بلغاریین کے لئے نہایت ہی ضرر رسان ثابت ہوئی - اور عثمانیین کے لئے سرتا پا باعث برکات و خیرات - اِس شورش میں صدہا عبرتیں ہزارہا موعظتیں مضمر تھیں - عثمانیین کے لئے اصلاح استقبال کی صدہا راہیں کھل گئیں -

مقاصد سیاسیہ جن کا حصول ناممکن تصور کیا جاتا تھا - اور ارباب اصلاح ارباب عقل و فہم اِن مقاصد کے حصول کے طریقے سوچتے سوچتے عاجز آ گئے تھے - اِس شورش نے خود بخود عمل کار اور حصول مقاصد کی راہیں کھول دیں - اور مشکل سے مشکل معاملات کو بھی آسان تر بنا دیا -

شورش کے بعد بھی بلغاریین نے پھر ترتیب جاندارمہ شروع کر دی -

ترتیب جاندارمہ ہوئی لیکن بالکل سطحی طور پر ہوئی کہ جاندارمہ سے جو اصل مقصد تھا وہ نہ حاصل ہو سکا - جاندارمہ سے فائدہ ہوا تو صرف اتنا کہ ملابس فاخرہ اور مراتب جدلیہ سے خوش عیش زندگی بسر کرنے لگے اور بس -

عصیان وطغیان کے دور کرنے کے لئے کوئی صحیح صورت نہ نکل سکی - اخبار ملکی کی اطلاعات اور تحقیقات اطلاعات سے بھی قاصر اور عاجز رہے -

اِس سطحی ترتیب جاندارمہ نے بلغاریین کو کسی وقت بھی اطمینان کی جھلک نہ

دکھلائی۔ ہمیشہ قوت عسکری اور فوجی طاقت کے اضافے اور ترقی کی ضرورت باقی رہی۔
اِس مزعومہ ترتیب جاندارمہ سے بلغاریین کو پھر جرأت ہوئی اور ۱۳۲۲ھ کے
بعد ہی پھر شورش برپا کردی۔ اور ایک جدید شکل میں شورش کی بنیاد قائم کی۔ شورش کا
جو سابق پروگرام تھا۔ اس کو بھی تبدیل کرنا پڑا۔ واقعات نے خود تبدیل پروگرام پر
اُنہیں مجبور کردیا۔

سلطنت قری و دیہات کے بلغاریین اِس امر کا یقین کیئے بیٹھے تھے کہ مکدونیہ میں
مسلمانون کی تعداد بالمقابل بلغاریین بہت قلیل ہے۔ چند معمولی حملوں میں مسلمانوں
کو دنیا سے نیست و نابود کردیں گے۔ اِسی اُمید پر مسلمانوں سے مصادمت شروع
کردی اور شورش کے پہلے ہی حملے میں مسلمانون کے اسباب و سامان ضائع کرنا
شروع کردیئے۔

جاندارمہ کا انتخاب جو مسیحین کی مردم شماری کی نسبت سے ہوا تھا۔ اُسکا
منشاء بھی یہی تھا۔ اِسی اُمید پر کہ مسلمانون کی قلیل جماعت کو صفحۂ ہستی سے مٹا
دینا کیا مشکل ہے؟ لیکن کیا اسلام عیسائیوں کی چیرہ دستی سے مٹ جائے گا؟
آخری حوادث اور نتائج نے ثابت کردکھایا کہ بلغاریین کی رائے بالکل غیر صحیح اور
غلط تھی۔ یہ امر بھی غلط ثابت ہوا کہ ولایات ثلاثہ میں یعنی سلانیک۔ قوصوہ مناستر
کے اندر مسیحی جماعت کی مردم شماری مسلمانوں کے مقابلہ میں بڑھ جائیگی۔

جس طرح یہ امر یقینی طور پر ثابت ہوگیا۔ کہ مسلمانوں کی مردم شماری اور
قوت "مسیحی مردم شماری اور قوت کے اعتبار سے زیادہ اور غالب ہے۔ اِسی
طرح یہ امر بھی روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ کہ بلغاریین جو درحقیقت
عنصر مسیحی کا ایک جزو ہے۔ بعض جہات میں رومیوں سے بھی بہت قلیل ہیں
بار دیگر جو مردم شماری ہوئی۔ اُس سے صرف بلغاریین کو نہیں بلکہ کل یورپ
کو یہ امر تسلیم کرادیا کہ بلغاریین کی تعداد باعتبار مسلمانون کے کیا بلکہ اروام سے بھی

حکومت نے ایک حد تک رومیوں کا جوش ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اور مسلمانوں سے زیادہ رومیوں کی طرف قوتوں کا رُخ پھیرا۔ رومیوں کی طرف حکومت کی توجہ بالکل بجا تھی کہ اُنہوں نے بلغاریین کی حمیت میں رہ کر عصیان و طغیان کی انتہائی راہیں اختیار کر رکھی تھیں۔

اُس وقت جب کہ شاہی اعلان عام کی وجہ سے اہل شورش جیل خانوں سے آزاد کر دیئے گئے۔ شورش کا مادہ اور زیادہ پھیلنے لگا۔ اہل شر۔ نہایت بے خطر ہو کر اقدام کرنے لگے۔ حکومت نے قائدین اور افسروں کو احکام بھیجدیئے۔ کہ نظام فوجی میں تبدیل و تغیر ہونا چاہیے۔ اقائدین تو اس سے پیشتر ہی سے احکام ادارۃ کے محتاج و منتظر تھے افسران فوجی و ملکی تو ہمیشہ اسی فکر میں رہتے تھے کہ رضا پاشا (مفتش) کے احکام دادامر سے فائدہ اُٹھائیں۔

چنانچہ ان احکام کے پہونچتے ہی فوجی دستون نے قتل و غارت کے دروازے کھولدیئے۔ پولیس و افسران پولیس نے ارباب شورش اشقیار وطن کے تمام خفیہ ٹھکانے ایک ایک کر کے معلوم کئے اور حکومت کو مطلع کیا اور قری دیہات قصبوں شہروں میں اہل شورش کو ایک ایک کر کے گرفتار کرنا شروع کر دیا۔ اور صرف گرفتار نہیں بلکہ اُنپر طرح طرح کی زیادتیاں اور سختیاں بھی کیں،

بقیہ نوٹ صفحہ ۶۷ کے بہت قلیل ہے۔

ذیل کے جدول سے مردم شماری کا مقابلہ کرنا چاہیے

اہالی ولایت سلانیک		اہالی ولایت قوصوۃ		اہالی ولایت مناستر	
۴۸۵۵۵۵	مسلمان	۷۵۲۵۳۶	مسلمان	۲۶۰۴۱۸	مسلمان
۱۰۳۲۳۲۲۷	اروام	۱۳۴۵۲	اروام	۲۹۱۲۳۸	اروام
۲۱۷۱۱۷	بلغاریین	۱۷۰۰۰۵	بلغاریین	۱۸۸۴۱۲	بلغاریین
		۱۶۹۶۰۱	فلاخ و جروبین	۳۰۱۱۶	فلاخ و جروبینا
۱۰۲۵۸۹۹		۱۱۰۵۵۹۴		۷۷۰۱۸۴	

اور اِس بے دردی سے کہن کہ گویا اِن اعمال جائرہ کی کبھی باز پرس ہونیوالی ہی نہیں۔
اِن تمام کوششوں۔ جمیتوں اور اقدام و الہانہ کا صلہ انہیں حکومت کی جانب سے ملا تو یہ ملا کہ بیکباشی[1] کے عہدے سے کسی کو ایک لمحہ کے لئے بھی ترقی نہ میسّر آئی۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ یہ جان توڑ کوششیں اور انتہائی جد و جہد اِس امر کی بھی متکفل نہ ہوئی کہ چھوٹے اور ادنیٰ عہدیداروں کو وظائف و مشاہرے بر وقت مل جاتے۔
حالانکہ اِن لوگوں کے افلاس کا یہ حال تھا کہ اگر انہیں پورا وظیفہ دیا جاتا جب بھی بوجہ قلت مشاہرہ اُن کی ضروریات کے لئے کافی نہ تھا۔
ایک طرف تو یہ لوگ وظائف و قلت مشاہرہ کے شکنجوں میں دبے ہوئے تھے۔ دوسری طرف حقوق طبعی کا مطالبہ کرنے والوں کی شورش سے ناک میں دم تھا۔ موقع ملتے ہی اُن بھیڑیوں کی طرح جنکو ہفتوں سے غذا نہ میسّر آئی ہو۔ اور یکایک بکریوں کا لاوارث گلہ سامنے آگیا۔ چیرا۔ پھاڑا کچھ نہیں تو سینکڑوں کو زخمی و نیم جان ہی کر دیا۔ ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔ جیل خانوں کی تاریک کوٹھڑیوں میں بند کیا۔ سینکڑوں کو جلا وطن کر دیا۔ اور بہت سے نفوس تھے۔ جن کو نہایت بے دردی بے جگر ہو کر پٹوایا۔
بلغاریین نے بھی اپنی جمعیت کے کیل و پرزے بالکل درست کر رکھے تھے فوراً بعض ایسے محکمے قائم کر دیئے جن کے ذریعہ مختلف دعویداروں کے خیالات اور اختلاف آرا ر کا پتہ لگتا رہے۔
بلغاریین نے گو اپنی جمعیت کا نظام اپنے زعم میں درست کر لیا تھا اور دیگر محکمجات بھی قائم کر لئے تھے۔ لیکن عمل کار اور نفاذ احکام کے لئے و نیز دیگر عناصر اقوام سے اور حکومت کے تعرض سے بچنے کے لئے یہ قوت کافی نہ تھی۔ بلکہ ایک زبردست مسلح قوت کی ضرورت تھی۔

---

[1] بیکباشی۔ میجر جو ایک ہزاری فوج کا افسر ہوا کرتا ہے۔

بلغاریین بھی اِس حقیقت کو سمجھے۔ اور فوجی استحکام شروع کر دیا۔ اور قری ودیہات کے آدمیوں کو جو اپنے اعمال ذاتیہ میں مصروف تھے۔ اسلحہ وغیرہ دیکر بالکل ایسا تیار کر دیا کہ جب ضرورت ہو۔ میدان میں آن موجود ہوں۔

بلغاریین کی اِن تشکیلات وطیاریوں نے حکومت کو بھی جگایا چنانچہ تیسری ہتھیاری پلٹن یہاں بھی طیار ہو گئی۔ حالات نے اِس امر پر بھی مجبور کیا کہ وہ افسران فوج جو جسم وسن عقل ودماغ اخلاق وغیرہ کی کمزوریوں سے بالکل معطل وساقط ہو چکے تھے۔ اِنہیں دوبارہ اپنی اپنی جگہوں پر مامور کیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اُن کا تبادلہ کر کے دوسری خدمات اُنکے سپرد کیجائیں۔

دوسری ترتیب فوجی یہ ہوئی کہ جو نوجوان افسران فوج مدارس کے تعلیم یافتہ تھے۔ اُن کی تنظیم وجود میں آگئی۔ ساتھ ہی یہ نظام بھی شروع ہو گیا۔ کہ جس طرح ردیف افواج کے افسران رجمنٹوں کی تفتیش کے لئے ہر تیسرے ماہ نکلتے اہل قری اور دیہات سے ملکر جذبات کا اندازہ کرتے اور رشتۂ الفت مستحکم کرتے۔ اِسی طرح افواج انتظامیہ کے افسران پولیس نے بھی چالیس پچاس قواعد کرنے والے سپاہیوں کی معیت میں قری ودیہات کے لوگوں سے ملنا رشتۂ الفت قائم کرنا اور جذبات کی ٹوہ لگانا شروع کر دیا۔[1]

میں اِن تمام نشیب وفراز تغیرات وتطورات کو دیکھتا تھا اور غور کرتا رہتا تھا۔ اور آخری فیصلہ جو میرا دماغ اِن حوادث سے کرتا تھا وہ یہ تھا کہ ایک نہ ایک دن مسلمانوں اور ترکوں کو ایک عظیم الشان شورش کے لئے مجبور ہونا پڑیگا۔ لہذا آج ہی سے اُس کی تیاریاں شروع ہو جانی چاہئیں۔

میں اپنے برادران ملت افراد قوم سے اِس تیاری کی درخواست کرتا رہا اور بار بار اِس طرف توجہ دلاتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ میں ایک بندوقچیوں کے دستہ

---

[1] اِس نظام کا یہ اثر ہوا کہ صرف رومیلیہ کے اندر ایک لاکھ ہتیار اور دو سو فوجی نوجوان تیار ہو گئے۔

کو ہمراہ لیکر عصاۃ ملک مجرمان وطن کی گرفتاری کے لئے گشت لگا رہا تھا۔ اِس کام کو میں سنہ ۱۳۲۰ھ سے لے کر ۱۳۲۴ھ تک انجام دیتا رہا۔ اور الحمدللہ کہ میں اِس میں خاطر خواہ کامیاب ہوتا رہا۔

جن مجرموں کو ہم گرفتار کر کے لاتے تھے۔ اُن کے پاس نہب و غارت اور قتل و بربادی کے سارے اسباب و سامان موجود ہوتے تھے۔ اور پھر اُن کے پاس کاغذی سندیں بھی ہوا کرتی تھیں۔

لیکن افسوس کہ باب عالی کی جانب سے اُنہیں بالکل رہا کر دیا جاتا تھا۔ اور جرم بالکل معاف ہو جاتا تھا۔

جب اِن بدمعاشوں کے ساتھ یہ سلوک ہوتا تھا تو وہ اور جری ہو جاتے وہ افسران پولیس و فوج جو ان شوریدہ سروں بدمعاشوں کی گرفتاری کے لئے مامور تھے۔ حد درجہ مایوس و نا اُمید ہو جاتے تھے۔ یہ مراعات صرف افسروں ہی کو مایوس نہ کرتی بلکہ ملک کے اِس سرے سے اُس سرے تک عوام و خواص کے قلوب میں یہ امر جاگزین ہو گیا۔ کہ اِن دشمنان وطن قتل و غارت کے اجنۃ کا انتظام نہایت دشوار ہے۔ سینکڑوں تدابیر اہل عصیان کی سرکوبی کے متعلق سوچی جاتی تھیں۔ لیکن کسی پر عمل نہیں کیا جاتا تھا۔ اِس لئے ساری تدابیر بیکار محض ثابت ہوتی تھیں۔

منجملہ اور تدابیر کے ایک یہ تدبیر بھی سوچی گئی کہ قوت عسکری و طاقت فوجی کا استحکام کافی طور پر کیا جائے۔ اور قیادہ فوجی اُن ارکان حرب و افسران فوج کے متعلق کی جائے۔ جو ارباب تدابیر صاحب تجربہ ہوں۔ اور اہل جرم کو جزاء اعمال و سزاء بدکرداری پورے طور پر دے سکیں۔

لیکن یہ تدبیر بھی مثل اُن دیگر تدابیر کے صفحۂ قرطاس کے نقوش تھی اور لبس نظام ادارہ کی بدعملیوں کی وجہ سے وہ ارباب دسوس جو سزاء موت دوام حبس وغیرہ کی سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے وہ بھی ہراسان نہ ہوتے۔ کیونکہ وہ

اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے۔ کہ نظام ادارۃ کا تو یہ حال ہے کہ آج گرفتاری عمل میں آتی ہے اور کل رہا کر دیئے جاتے ہیں[۱]۔

حکومت کی یہ رفتار ایسی خطرناک تھی کہ اہل وسیسہ ارباب جراثیم کیلئے شوخ نڈر بدعمل بدکردار بنا دینے کے لئے اس سے بڑھکر کوئی شئے نہیں ہو سکتی تھی۔

دائرۂ عسکریہ (نظارۃ حربیہ) اِن جراثیم مومله ومخربہ سے ایک لمحہ کے لئے متاثر نہ ہوتے۔ عدل وانصاف اور حقوق عسکریہ کی صریح توہین سے ایک سکنڈ کے لئے باز نہ آتے۔ بس ہر شخص خود غرضیوں کا بھوت بنا ہوا تھا۔ کھانا پینا مناصب ودرجات وظائف جلیلہ حاصل کرنا۔ اور عشرت کدون میں بیٹھ کر آرام وراحت کی زندگی بسر کرنا اور بس۔

فدائیں اور ارباب حق وصداقت حق کوش حق کیش اور مستحقین کی طرف ادنی سے ادنی توجہ بھی نہیں۔ معمولی سے معمولی ترقی سے بھی محروم تھے۔ بس ترقی تھی تو داماد وخسر۔ سالہ۔ بہنوئی۔ بھائی۔ بھتیجہ۔ جواسیس ملک اہل نفاق وشقاق کے لئے اور بس۔

اور حکم قانون کی مہمیز اگر تیز کیجاتی تو اُس بیچاری قلیل سے قلیل مشاہرون کے صلہ میں جانوں تک قربان کر دینے والی جماعت کے لئے اِس بیچاری مفلوک الحال جماعت نے ہمیشہ اپنے حقوق کا مطالبہ کیا۔ ترقی کی خواہاں ہوئی۔ لیکن افسوس کہ نقار خانہ میں طوطی کی کون سنتا ہے۔؟

بہرحال! یہ امور ایسے نہ تھے۔ جن سے ملک کو آرام میسر آتا۔ اور ارکان فوج خاموشی اختیار کرتے۔ تمام لشکر میں ایک شور برپا ہو گیا۔ ہر دماغ میں ایک عظیم الشان

---

[۱] خدام قونصلیات اور جمعیت قوسویہ کے ارکان سیاسی عصاۃ ومجرمین کو اس طرح ورغلاتے کہ جیل خانون کے اسیر صد درجہ شوخ اور نڈر بن گئے۔

شورش کے خیالات پیدا ہوگئے اور حکومت کے جراثیم ہر دماغ میں چکر لگانے لگے۔
(**جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ**) نے بھی اس حقیقت کو محسوس کیا۔ اور یہ امر اچھی طرح روشن ہوگیا کہ لوگوں کی خرابی و بدحالی اور بدترین زندگی کا سرچشمہ اشخاص و قائدین اور مفتیشین و افسران فوج اور صدر اعظم کی بدعنوانیاں و بدنظمیاں نہیں، ورنہ ان کے اخلاق ذمیمہ اور اوصاف خبیثہ ہیں۔ بلکہ ان تمام بدنظمیوں و بدعنوانیوں و بدحالیوں اور بے اعتدالیوں کا منبع صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ ادارۂ حکومت کی بدنظمیاں۔ ان ملکی و عسکری بدنظمیوں نے ملک و وطن کے بچہ بچہ کو باخبر کردیا اور اب ہر شخص اس کی تصدیق کرنے لگا کہ احرار قوم جو کوششیں کررہے ہیں۔ بالکل درست و ٹھیک اور بالکل صحیح اصول پر ہے۔

ھمۃ جمعیۃ الاتحاد و الترقی العثمانیۃ

رفتار حکومت نظام دولت۔ سرتاپا جراثیم کا مجسمہ بن گیا شورشوں کا حال تم اوپر پڑھ چکے قومی مصائب و آلام کا اندازہ بھی تم کرچکے۔ یہ امور تھے جس نے قوم و ملت کو چین و آرام کی زندگی سے محروم کردیا۔

آخر اس کارساز حقیقی نے مظلوموں کی دستگیری کی۔ زمانہ کا پانسہ پلٹا۔ اور ایک عظیم الشان قوت کا ظہور ہوا۔ یعنی (انجمن اتحاد و ترقی عثمانیہ) کیلئے قلوب کا انشراح کردیا جمعیت مذکور نے بہترین طریق پر خدمات ملک و ملت کا بیڑا اٹھا۔

یقیناً یہ جمعیت خدمات ملیہ و اصلاح ملک و وطن کا سرچشمہ تھا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے مقاصد معمولی مقاصد نہیں تھے بلکہ کل عالم کی اصلاح اور عالمگیر تغیر و انقلاب کے اسباب فراہم کرنا اس کے مقاصد کا اولین فرض تھا۔

جمعیت نے اپنی اصلاحی کارروائی اس حسن اسلوبی سے شروع کی کہ اس سے بہتر و انسب طریق اصلاح ہونا ناممکن تھا۔ قری و دیہات کے وہ اشخاص جنہیں حکومت ادنی سے ادنی عہدہ بھی نہیں دیتی تھی اور ترقی کی امید میں عمر عزیز کے سارے دن ختم

کر دیتے تھے۔ اِنہیں آج جمعیت نے حسب قابلیت ولیاقت کپتان "جو ئینٹ" میجر" لفٹنٹ" وغیرہ کے عہدوں پر مامور کر دیا۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ احکام و اوامر کا نفوذ جیوش و افواج کی حیات و بقار کا مدار اِنہیں پر تھا۔

اِس مراعات و قدر دانی اور اہل استحقاق کی قدر شناشی کے وہ برکات وخیرات ظہور میں آئے کہ اس سے پیشتر کبھی اس کی اُمید نہیں کی جا سکتی تھی۔ افسران فوجی ارکان کا یہ حال تھا کہ ہر شخص امانت و دیانت اسرار خفیہ کا رازدار۔ اخوت اسلامی کا ایک مقدس پیکر وثوق و اعتماد کا مجسمہ نظر آتا تھا۔ روز بروز وثوق و اعتماد امانت و دیانت کی زنجیریں مضبوط و مستحکم ہوتی چلی گئیں۔ وہ شخصیتیں جنہیں مقاصد جمعیت سے ہجر و بعد تھا۔ اور جن کے وجود سے خطرات و مفاسد کی اُمید کی جاتی تھی۔ اُن سے اسرار جمعیت اور رازہائے خفیہ بالکل محفوظ و مصون رکھے جاتے تھے۔

جب جمعیت نے اپنے وجود کی بنیادیں مستحکم کر لیں۔ اور حکومت کی وہ طاقت جس سے احکام و اوامر کا نفاذ ہو سکتا تھا۔ جمعیت کی حلقہ بگوش ہو گئی۔ تو ارکان جمعیت احرار وطن تو ار حریت لیکر کھڑے ہوئے اور اعلان حق کی صدائیں بلند کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ اخلاص و دیانت کی قہار طاقت لیکر اقدام کیا۔ قری دیہات شہروں قصبوں میں دعوت جمعیت کے وعظ شروع کر دیئے۔ اور ایک مسلح قوۃ کے تمام کیل پرزے درست کر لئے اور ایک عظیم الشان انقلاب کا تہیہ کر لیا۔

اِس موقع پر اس امر کا پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ایسے نازک ترین زمانہ میں جس مقدس ہستی نے ضباط و افسران اور ارکان حرب کے جذبات کی قیادۃ و نگرانی کی وہ "بیکباشی" انور بک کی مقدس شخصیت تھی۔ یہی ہستی تھی جس نے فضار مقدونیہ میں ھمت و جرأت عزم و ارادہ ثبات و استقلال کی روح پھونکی اور مفسدین متفرنجین کو اپنی قوت اصلاح وصداقت سے شکست دی۔ اور خلق اللہ کو مکارم اخلاق و حکمت و موعظت کی تلقین سے محاسن اخلاق کا مجموعہ بنا دیا۔

سنہ ۱۳۲۳ھ سے لیکر ۱۳۲۶ھ تک سرزمین رومیلیہ میں مختلف مواقع و مقامات

پر فوجی اشخاص کے مظاہرے جلسے اور بڑے بڑے اجتماعات حقوق قانون کے مطالبہ کی غرض سے منعقد ہوتے رہے۔ ہمارے اخلاص اور حسن نیت کا یہ حال تھا کہ اس قدر مظاہرے اور جلسے ہوئے۔ لیکن ایک قدم بھی اغراض ذاتیہ و عصیان و طغیان کی راہ میں آگے نہ بڑھا۔ بلکہ تمام لشکری دنیا کو حمایت جمعیت اور اُصول جمعیت کے محاسن فوائد وغیرہ سے آگاہ و خبردار کیا گیا۔ مطالبات و حقوق کی حفاظت و نگرانی کی روح پھونکی اور حکومت کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے جمعیت نے اپنے اخلاص عمل و طریق صداقت کو بطور نمونہ پیش کیا۔ اور ساتھ ہی ساتھ جمعیت نے اپنی خداداد طاقت کا اظہار کیا۔

جبوقت بعض حمقاء عرب نے حجاز ریلوے لائن کی مخالفت کی اور طرح طرح کی ریشہ دوانیاں شروع کردیں۔ راتب پاشا اور شریف مکہ حاکم مدینہ نے بھی اس خدمت کو ہاتھ میں نہ لیا۔ وقت امتحان آیا تو زرڈ فوج کی پلٹنوں نے بھی آنکھیں چرائیں۔ اور تمام ارباب حکومت نے اِن ارباب جرائم و جراثیم کے مقابلہ سے کنی کاٹی۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی کسی نے ساتھ نہ دیا۔ اب تو مخلوق کی آنکھیں کھلیں اور جمعیت اتحاد و ترقی کی قدر و قیمت اور عظمت و شان کا اندازہ معلوم ہوا۔

آج تک جمعیت کی عملی کارروائی خفیہ طور پر ایک حکومت کی طرح ہوتی رہی۔ تمام ملازمین حکومت اندرونی طور پر جمعیت کے حلقہ بگوش تھے گو لوگ اِس سے بالکل بیخبر تھے۔ درحقیقت جمعیت کی حرکت و سکون اُن کی سچی ہمدردی و خدمات صادقہ ہی کا اثر تھا

جب بیداری کا یہ حال تھا تو نظام حکومت کے سطحی کیل پرزے کب تک کام دیتے۔ مفتشین ومابین وزراء حکومت کی حکمرانی خاک میں مل گئی۔ اُنکے تصرف عمل کا تعزیہ بداقبالی کی کربلا میں مدفون ہوگیا۔ اور ہونا بھی چاہئے۔ کہ تمام ارباب صداقت ; منار دولت اہل حل و عقد جمعیت کی حمیت کے دلدادہ تھے۔

جمعیت کو اب سابق کی طرح تستر و اختفار کی کوئی ضرورت نہ رہی۔ میدانِ عمل میں بغیر کسی خطرے کے اقدام شروع کردیا۔ جمعیت کی عظمت و شان کا سکہ ہر قلب

پچ ہضم گیا۔

اس طرف جمعیت کے استحکام کا یہ حال تھا۔ اُدھر ارباب حکومت ارباب وسوس اہل نفاق وشقاق جو ملک و وطن کے خزانے ناجائز طور پہ ہضم کر جاتے تھے۔ اُن کی مکر و فریب کی ساری بنیادیں کھوکھلی ہوگئیں۔ ناکامیوں نامرادیوں کا لق و دق میدان اُن کے سامنے آگیا۔ ارباب حکومت کے سامنے یہ چیز بھی روشن تھی کہ جمعیت کی قہار طاقت کے مقابلہ میں بازی لیجانا بہت دشوار ہے۔ نہ اُن کے پاس یہ طاقت تھی نہ اپنے دعاوی پیش کر سکیں۔ اگر پیش کریں تو بغیر دلائل و براہین ایک متنفس بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اُن کی بے مائیگی کا تو یہ حال تھا۔ کہ ثبوت دعاوی کاذبہ کے لئے دلیل تو کیا۔ ایک معمولی سے معمولی مغالطہ دینے والا قضیہ بھی اُنکے کیسہ میں موجود نہ تھا۔ فللہ الحمد وللہ الشکر۔

حکومت کا جمعیت سے تعرض اور جمعیت کا اعلان حریت

اِن تحو ایت عظیمہ اور انقلاب عالمگیر نے سب سے پہلے جس کے قلب و دماغ میں وفور ہیجان کے شعلے مشتعل کر دیئے اور غیظ و غضب کا آتشکدہ روشن کر دیا وہ قائم مقام ناظم بیک شاہی محافظ واڈیکانگ و قائد مرکز سالونیکا تھا۔ اِس نے دیکھا کہ فوائد ذاتیہ اغراض نفسانیہ کا جنازہ احرار قوم کے ہاتھوں مدفون ہو رہا ہے۔ اس کی سیاسی زندگی موت کے پنجوں میں گرفتار ہے۔ یکایک اُٹھا اور قوت سبعی کی فراہمی میں مصروف ہوگیا۔ تاکہ جمعیت کی قہار طاقت سے اپنے کو نجات دلائے۔

ناظم بیک کی بدعملیوں کا یہ حال تھا کہ جوئے بازی کی دکانیں لگا رکھی تھیں۔ طوائف اور رنڈیوں کو بازار ٹھیکہ پہ دیدیا تھا۔ شراب نوشی کی بھٹیاں۔ شراب خانے

ملک میں عام کر رکھے تھے۔ اور ان محرمات شرعیہ کے ذریعہ اپنے خزانہ کی رقم بڑھاتا تھا۔ آج جمعیت کی مساعی جلیلہ نے ان تمام امور کو خاک میں ملا دیا۔

(ناظم بیک) ان خطرات کو دیکھتا اور خاموش رہتا یہ کیونکر ممکن تھا؟ جواسیس وخائنین کی جستجو شروع کر دی۔ ناظم پاشا کو ہزاروں نہیں تو صدہا افراد کی ضرور امید ہوگی۔ لیکن اس حرمان نصیب ناظم کو ایک ہستی بھی ساتھ دینے والی نہ میسر آئی۔

ایک قدم بھی ایسا نہ نکلا جو اُس کی طرف اقدام کرتا۔ کیونکہ تمام ارباب حل و عقد اصحاب قیاس وراے جمعیت کے خفیہ طور پر حامی و مددگار بن چکے تھے۔

آج جمعیت نے اپنا رنگ دکھایا۔ امت و قوم کی عظمت و رفعت اور بیداری نے اپنی شان دکھائی کہ تمام بدعملیوں۔ بدعنوانیوں۔ بدکرداریوں کا دائرہ تنگ کر دیا۔

ناظم کی سعی وکوشش بالکل اس کے خلاف تھی وہ جور و استبداد طغیان و تمرد عصیان و بدعملیوں کی گندگی سے ملک و وطن کو ملوث کرنا چاہتا تھا۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ اپنے ارادوں میں وہ کامیاب ہوتا۔ آخر ناکام و نامراد آتشکدۂ غیظ وغضب کا ایندھن بن کر رہ گیا۔

جب ناظم اس جماعت سے مایوس ہوا۔ تو اس جیسی ایک اور جماعت کی تیاری میں مصروف ہوا تاکہ اس کے ذریعہ جمعیت کا استیصال کر دیوے۔ حالانکہ یہ خیال بھی خیال تھا۔ جس کا وقوع میں آنا جمعیت کے ہوتے ہوئے۔ ایک ناممکن امر تھا۔

لیکن نامراد ناظم اُٹھا اور اپنی موہوم طاقت کے اعتماد پر قانون استبداد وظلم وستم کی تاریکیاں لے کر نکلا اور افسران فوج تلامذۂ مدارس اہل قری و دیہات کو گرفتار کرنا شروع کر دیا اور جیل خانوں کی تاریک کوٹھریاں ان سے بھر دیں۔

ناظم پاشا کی یہ سخت ترین غلطی تھی۔ جو ایسا کر بیٹھا۔ کیونکہ جمعیت کی طاقت اب ایسی نہ تھی کہ ان استبدادی کارروائیوں سے شکست کھا کر قہقری واپس لوٹتی جمعیت تو اس سے مدتوں پیشتر ہی اپنی سطوت و جبروت کی دھاک ہر محکمہ و ہر دفتر ملکی و مالی فوجی غیر فوجی پر بٹھا چکی تھی۔ اور ہر محکمہ میں اپنی اصلاحات کی تجاویز باحسن طریق تسلیم کرا چکی تھی،

جب ناظم پاشا کو اس میدان میں بھی ہزیمت اُٹھانی پڑی اور ہر طرف سے مایوس ہوا تو ماہین و وزرا کی طرف اپنی غضب آلود نگاہ کو پھیرا۔ اور سب سے پہلے یہ ارادہ کیا کہ نائب فیلڈ مارشل جنرل انچیف اسعد پاشا بریگیڈیر جنرل ارکان حرب "علی پاشا" حاکم صوبہ علی پاشا۔ و نیز اُن تمام اہل شرف کو جو ادارہ عسکریہ کے ممتاز عہدوں پر مامور تھے مواخذہ کیا جائے۔ اور لاپروائیوں کی سزا دیجائے کہ یہ ساری صعوبتیں انہی کی غفلتوں کا نتیجہ ہے۔

ناظم پاشاہ کو اس تدبیر میں کچھ کامیابی نظر آنے لگی۔ خیالات عامہ بھی ایک گونہ متاثر ہوئے اور سمیت استبداد قوم میں سرایت کرنے لگی۔ جمعیت اس جور و استبداد ظلم و ستم سفالت و دنارٹ کو دیکھکر کب تک خاموشی اختیار کرتی۔

جمعیت نے بھی اپنی رفتار تیز کی اور اولین فرض یہ قرار پایا کہ مجسمہ لعنۃ ناظم پاشا کا فیصلہ کر دیا جائے۔ کہ طریق جمعیت میں یہ سخت ترین روڑا ہے اور فوراً ہی ناظم پاشا کے قتل کے احکام جاری کر دیئے گئے۔

قتل کا بیڑا ناظم پاشا کے ایک عزیز رشتہ دار ہی نے اُٹھایا۔

ناظم کی ہستی ایک زبردست ہستی تھی۔ اس کو فنا کرنا معمولی کام نہ تھا۔ حالت یہ تھی کہ آج یا تو ناظم کا وجود دنیا میں نہیں تھا یا جمعیت کا۔ آج ہی کا دن ہے ایک عظیم الشان امتحان و ابتلاء کا آج ہی کا دن ہے استعداد امت اور جذبات انقلاب کے امتحان کا اگر جمعیت نے آج ناظم پاشا کو فنا کر دیا تو سمجھ لینا چاہئے کہ حکومت کی استبدادیت فنا ہو گئی۔ اگر آج کامیابی نہ ہوئی تو ہمیشہ کے لئے جور و استبداد ظلم و افساد کے پیچھے گڑ جائیں گے۔ آج ہی کا دن ہے۔ اہل صدق و اخلاص و حق کوش حق کیش احرار ملک و وطن کے فنا و بقا اور فتح و شکست کا۔

آج وہ پر محن خطرناک دن ہے کہ اس سے پیشتر کبھی جمعیت نے نہیں دیکھا تھا۔ علانیہ طور پر اہل وسوس و خائنین ملک و وطن کے مقابلہ میں اسلحہ استعمال کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ آج ہی کا دن تھا۔ جو اہل شجاعت ملک و ملت کے لئے

جانیں قربان کرتے اور خوشی خوشی جام شہادت نوش کرتے۔

یہ ہیں حق و باطل کی ٹکریں۔ جس نے ملک کے اندر ایک ہیجان پیدا کر دیا یہ قانون الہی ہے کہ میدان جنگ کی معرکہ آرائی ختم ہوتے ہی عامۃ الناس اور کمزور افراد اپنے کو مستبدین و متمردین کے حوالے کر دیتے ہیں۔ یہ بھی ایک عظیم الشان معرکہ آرائی تھی۔ اِس معرکہ آرائی میں قوم کا فرض یہ تھا کہ حکومت کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دیتی۔ بلکہ جمعیت اتحاد و ترقی کا ساتھ دیتی۔ یقیناً جن کے پاس دماغ تھا اور جن کے قلوب حریت و آزادی کی برکتوں سے مامور تھے۔ وہ جمعیت کی حمایت میں داخل ہو گئے اور ہر قسم کی قربانیوں کے لئے طیار ہو گئے۔

جو ئنٹ میجر....... صاحب اور افسر رجمنٹ....... صاحب اور ضمیمہ رجمنٹ کے افسر....... صاحب اِس امر پر تُل گئے کہ جمعیت کی عظمت و رفعت کو خاک میں ملا دیں۔

اس کے بالمقابل ایک فوجی افسر جس کو قوم و جمعیت سے عشق تھا۔ بحیثیت ایک ترکی ہونے کے کھڑا ہو گیا۔ اور افسران فوج کو اقدام علی الموت اور ہر طرح کی قربانیوں کے لئے طیار کر دیا۔ اور فدا کاران جمعیت میں شامل ہو کر اس یوم امتحان میں سب سے پہلے سب سے آگے میدان قربان گاہ میں آموجود ہوا۔

حکومت نے ہر ممکن ذرائع اُس کی گرفتاری کیلئے اختیار کئے۔ لیکن بجز ناکامیوں کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ جب دوسرے افسروں نے توفیق خداوندی کی برکات کا اندازہ کیا تو تمام افسران فوج کے قلوب ہمت و شجاعت کے سرچشمے بن گئے۔

یہ بہادر افسر تھا۔ کہ وطن پرستی کے جذبات لے کر اُن افسران فوج کے سامنے آکھڑا ہوتا اور شہدائے ملک و وطن اور حکومت کے جور و استبداد و پسماندگان شہدائے وطن۔ ضعفائے ملک۔ بوڑھوں اور بڑھیوں بے کس اور یتیموں کی بیچارگی کو اُن کے سامنے پیش کرتا۔ اور باواز بلند پکارتا کہ

خیر الموت ما کان فی الدنیا ما اختیر فی سبیل الحق — دنیا میں بہترین موت وہ ہے جو راہ حق میں ہوئی ہو۔

اِدہر حکومت نے بھی طرح طرح کی تدابیر سے کام لینا شروع کردیا اور (سلانیک) میں اپنے جواسیس روانہ کردئے تاکہ جمعیت کی طاقت کو ہر ممکن ذریعہ سے شکست دے۔ اس کام کے لئے فوجی دستہ کے امیر اسمعیل ماہر پاشا کو مقرر کیا۔ اور اُس کی سرپرستی میں ایک جمعیت بنائی گئی، جس کے ارکان یوسف پاشا ترکی فوج کے افسر اور رجب پاشا منتخب کئے گئے اِس اثناء میں ناظم پاشا زخمی ہوچکا تھا۔ اِس لئے یہ تو آستانہ کی طرف مفرور ہوا۔ اِس شورش کو دیکھکر بعض وہ ہستیان جو شرافت نفس کی برکتوں سے محروم تھین، حکومت سے سازو باز کرنے لگین۔ کرنل نظمی بک۔ مفتی فوج مصطفیٰ آفندی نے مناستر میں بیٹھکر یہ سوچا کہ ایسا نہ ہو ہماری وہ چوری جس میں ہم کو مجلس تحقیقات نے پہلے آزاد کردیا ہے وقت کی نزاکت کہیں پھر راز فاش کردے۔ اور گرفتار ہو جائیں۔

چنانچہ یہ ایمان فروش تو حکومت کی طرف بڑھے اور جواسیس سلانیک کے ہاتھ تو کجا وزراء اور دولت کے دروازوں پہ پہونچے اور دراہم باخس کے عوض اپنا ضمیر فروخت کردیا۔ حکومت نے بھی موقع دیکھکر انہیں درجات و مراتب عطا کئے۔ اور بڑے بڑے عہدوں پر مامور کردیا۔

(پرپلہ) میں اِس جمعیت جائرہ مذکورہ کے ارکان شوکت بک اور جنجلی حسین آفندی جوئینٹ میجر سواران اور ندائی آفندی جوئینٹ میجر اور اسمعیل آفندی منتخب ہوئے۔

اب کیا تھا جمعیت اتحاد و ترقی خطرات عظیمہ کا شکار بن گئی۔ کیونکہ ان جواسیس ملک کو نہ کسی واقعہ کی تحقیق سے غرض تھی نہ دلائل و براہین سے بحث، لیکن جسکو

دیکھا کہ یہ شریف آدمی ہے اور ملک و وطن کی ادنی سے ادنی خدمت بھی اپنے دل میں کھتا ہی جمعیت اتحاد و ترقی کا اوسے رکن قرار دیا اور گرفتار کرلیا - اور سلانیک اور آستانہ حکومت کے روبرو پیش کردیا وقت ایمان کی کسوٹی کا تھا بہت سے افراد تھے جنہوں نے ایک ادنی دھمکی میں اپنا ضمیر فروخت کردیا -

حکومت اپنے کام میں سرگرم کار تھی ادہر جمعیت اتحاد و ترقی نے یہ تہیہ کرلیا کہ اوس انسپکٹر پولیس کو جس نے اپنی جان کو اسلئے وقف کر رکھا تھا کہ رئیس جمعیت اتحاد و ترقی اور اسکے ارکان کے حالات کا سراغ لگائے اور حکومت کو مطلع کرے اوسے قتل کردیا جائے -

شوکت بک ڈپٹی کمشنر دیربلیا کی سعی یہ تھی کہ ارکان جمعیت کا پتہ چلائے اور گرفتار کرکے حکومت کے سپرد کردیوے اتفاق کی بات ہے کہ انسپکٹر پولیس کسی ضرورت سے دفروشوہ کیطرف جارہا تھا احرار نے راستہ ہی کے اندر اسکا خاتمہ کردیا شوکت پاشا باوجودیکہ بعض جمعیات البانیہ کی امداد کرتا تھا مگر بعض مصالح کے بنا پر اوسکے قتل سے احتراز کیا گیا بہرحال! یہ تمام خبریں میرے پاس اوسیطرح پہونچ رہی تھیں جسطرح جمعیت کے سکون و اطمینان کیوقت پہونچ رہی تھیں بہت سے وجوہات تھے جنکی بنا پر میں درسنہ کے ایک مقام میں مقیم تھا - اور جمعیت کے لئے بھی میرا یہاں انکا قیام مفید تھا - یہاں ہادی پاشا قائد مناستر سے بھی بہت سے فوائد کی امیدیں تھیں -

درسنہ میری پیدائش کا مقام ہے اور میری زندگی کے ابتدائی ایام درسنہ (اوخری) اور اسکے قرب وجوار میں بسر ہوئے ہیں اسلئے میں اس صوبہ کے اخلاق و اطوار سے اچھی طرح واقف تھا اس صوبہ کے باشندے وطن پرستی و شجاعت و بہادری میں ضرب المثل ہیں اور ہر ملت و مذہب والے ان محاسن کے مجسمے ہیں - اور یہ صرف خدائے قدوس کی جانب سے موہبت و عطیہ ہے -

(اوخری) کی رجمنٹ اور رزروڈ فوج میں ایک خاص شجاعت و حمیت موجود ہے دنیا پر روشن ہے کہ محاربہ جبل اسود جنگ روس و یونان کے موقع پر کس قدر شان و شجاعت دکھلائی خصوصًا جنگ یونان میں جبکہ میں ایک سپہ سالار کی حیثیت سے مردانہ وار اقدام

کر رہا تھا۔ اُسوقت میرے ابناء وطن نے کس خلوص وایثار کے ساتھ میرا ساتھ دیا۔
یہہ وثوق وتجربہ مجھے اوسوقت بھی ہوا۔ جب میں ۱۳۱۵ھ سے لیکر ۱۳۱۹ھ تک فوجی میگزین پر مامور تھا اور اوسوقت جبکہ میں رسنہ میں فرائض سپہ سالاری انجام دے رہا تھا۔ اور دشمنان اسلام اہل تمرد وطغیان کی سرکوبی اور حقوق اہل اسلام کی حفاظت میں سرگرم تھا۔

چنانچہ اس وقت میرے در رسنہ کے قیام سے ایسی ایسی عظیم الشان کامیابیاں ہوئیں کہ اہل بلغار کی ساری کوششیں اور ساری جمعیتیں جو اسلام کے مقابلہ میں اسلام کو مٹانے کی غرض سے وجود میں آرہی تھیں خاک میں مل گئیں۔ میں رسنہ کی سپہ سالاری کے زمانہ میں بھی خدمات جمعیت اتحاد وترقی سے غافل نہ تھا۔ بلکہ حکومت مستبدہ کی جس قدر خدمات انجام دیا کرتا تھا اوس سے زائد جمعیت کی خدمات انجام دے رہا تھا۔ اور صرف میں ہی نہیں بلکہ ایجوٹنٹ میجر ایوب آفندی بھی جمعیت کی خدمات میں بڑا حصہ لے رہے تھے۔ اور چونکہ (اوخری) میں وہ رجمنٹ اور رزرڈ فوج کے افسر تھے اسلئے پوری طرح خدمات جمعیت میں میرا ہاتھ بٹاتے تھے۔ اس وقت ایک قلیل جماعت من جانب جمعیت ملک میں اس غرض سے بھی دورہ کر رہی تھی کہ بلغاریین کی اوس تعدی چیرہ دستی اور ظلم وستم سے جو محض حکومت کی غفلت سے ہو رہا تھا۔ تمام ابناء وطن کو بغیر اختلاف مذہب وجنس نجات دلائے۔ اور اوراہل بلغار کی ساری استبدادی طاقتوں کو شکست دیدے۔

انہیں خدمات کا نتیجہ تھا کہ اہل البانیہ جو (دبرہ) وغیرہ میں مقیم تھے ہمارے ساتھ حسن ظن رکھنے لگے۔ اور (اوخری) (رسنہ) (مناستر) وغیرہ کے سارے البانی جو فوج کے ملازم تھے۔ جمعیت کے حلقہ میں داخل ہونے کے لئے طیار ہو گئے۔ اس وقت جمعیت نے بعض مصلحتوں کی بناء پر ہر خاص وعام کو رکن جمعیت کے لئے قبول نہ کیا صرف اہل دماغ کو ہی اصول جمعیت کے مطابق منتخب کیا جس وقت جمعیت نے البانیین کی خدمات سے استغنا ظاہر کیا تو اُن کے قلوب میں جمعیت کی عظمت وشان اور وقیع ہو گئی اسوقت تک جمعیت کو اپنے ارادوں کے اظہار کا وقت نہ ملا تھا۔ بلکہ سارے ارادوں کو

مستور رکھنا چاہتی تھی۔ بنا بریں دنیا کے سامنے دلائل و براہین پیش کرنے کا موقعہ بھی
آج تک جمعیت کو نہ ملا تھا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو دنیا کے سامنے ایک ایک کرکے اپنے
اصول راست بازی حق و صداقت کے دلائل و براہین پیش کر دیتی اور بتلا دیتی۔ کہ
جمعیت صرف اس لئے ہے کہ جبر و استبداد سے ملک و وطن کو نجات دلائے۔

بہرحال ایسی حالت میں کہ ملک میں علم کی کساد بازاری تھی دلائل و براہین پیش کرنے کا
موقع نہیں ملا تھا۔ اور بوجہ علمی ناقابلیتوں کے ملک اصول راستبازی کے سمجھنے سے
قاصر تھا تاہم جو کامیابی جمعیت کو حاصل ہوئی وہ بہت امید افزا بلکہ ایک زبردست
کامیابی تھی۔

بہرصورت ان حالات کی بنا پر ملک میں تزلزل و قلاقل کے سیلاب امنڈ آئے۔
وقت کی نزاکت نے مجھے اب یہی فیصلہ دیا کہ قلم رانی سے ..... کام نہیں بنے گا شمشیر
بکف ہو کر میدان عمل میں کود پڑو اور اہل بلغاریہ کی ساری استبدادی طاقتوں کو فنا کر دو

ناظرین کرام! جبکہ جواسیس حکومت اور ارباب وسوس نے (سلانیک) میں استبداد
کی تاریکیاں پھیلا دیں اور جمعیت اتحاد و ترقی سے سکون و طمانیت کی برکتیں سلب کرلیں
تو صوبہ (رسنہ) کی کیا ہستی و حقیقت تھی۔ جمعیت نے صرف اپنی قوت بازو پر انقلاب کا
بیڑا اٹھایا تھا۔ اور یکہ و تنہا بے یار و مددگار فوجی تنظیم و تنسیق میں مصروف تھی۔ صوبہ (رسنہ)
بھی دوسرے صوبوں کی طرح تزلزل و قلاقل کا مرکز بن گیا تھا۔ خصوصاً جبکہ بلغاریہ کی فوجی
جمعیت معہ جنگی موٹروں کے (پرسپہ) اور (داوخری) میں جرنیل رئیس اعظم افواج البانیہ
سے .... متحد ہو گئی۔ ان کے اتحاد نے بڑے بڑے ارباب تدبر و رائے کو حیرت و
پریشانی میں ڈال دیا۔ چنانچہ اتحاد کی پہلی قسط یہ تھی کہ (بتروس) اور (دوبان) (قریبتہ) کے
فوجی دستے (داوخری) (رسنہ) اور (پرپلہ) کی سرزمین میں پھیل گئے۔ اور بلغاریہ کی جمعیت
فوجی نے ہر جانب ہر گوشہ اور مقامات مہمہ اور قریوں میں اپنا استحکام شروع کر دیا
اور پوری قوت سے کام لیا۔ یہانتک کہ حکومت کے کیل و پرزے بھی ڈھیلے کر دیئے
اور صرف حکومت ہی کے نہیں بلکہ اہل اسلام کی حریت صادقہ کا امنڈتا ہوا سیلاب

بھی ایک خاص حلقۂ عمل میں بند کر دیا گیا۔

جب نوبت اس حد تک پہونچ گئی تو جمعیت نے میری طرف نظر اُٹھائی کیونکہ جمعیت کو یہ اچھی طرح معلوم تھا کہ ملکی حالات اور معلومات ارضی کا میرے پاس ایک بڑا ذخیرہ موجود ہے اور میرے جذبات سابقہ نے اہل تمرد و طغیان سے کبھی شکست نہیں کھائی اور اسکا بھی یقین تھا کہ فوجی جمعیت پر بھی میرا کافی اثر ہے۔ اور میدان عمل میں بالکل بے خوف و خطر اقدام کرنے والا شخص ہوں۔ تو جمعیت نے یہ رائے قرار دی کہ میں (رسنہ) میں فوجی دستہ کا قائد مقرر کیا جاؤں چونکہ (رسنہ) میں بکباشی (میجر) کا عہدہ خالی تھا اس لئے اس کی میں نے کوشش کی اور کوشش کا ثمرہ بھی مل گیا کہ اس عہدے پر میں مامور ہوگیا۔ اس وقت پیچیدگیاں حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھیں۔ تاہم میں خدمات فوجی کو انجام دیتا ہوا آگے بڑھا۔ اور قلیل سے قلیل عرصہ میں فوجی اشخاص کے حرکات و سکنات اخلاق و اطوار اور جذبات کے متعلق بے شمار معلومات حاصل کر لئے۔ اور اسکی بڑی وجہ یہ تھی کہ اہل (رسنہ) مجھپر کافی اعتماد رکھتے تھے اور نہایت خلوص و محبت سے پیش آتے تھے۔

اوس وقت جبکہ قائد داوخری سے فوجی اعمال کا اور فوج کی عملی کارگذاری کا سوال کیا جا رہا تھا۔ میرا اولین فرض اور وظیفۂ اساسی یہ تھا کہ وہ مقامات اور کمین گاہیں جہاں اہل افساد ارباب وسیسہ اپنے قلعے تعمیر کر رہے ہیں اُسکا استکشاف کر دوں کیونکہ یہہ لوگ ان قلعوں کے ذریعے ارباب حق و صداقت اصحاب حریت و آزادی کو پامال و برباد کرنے کی کوششیں کرتے تھے۔

دوسرا کام یہ تھا کہ (قرسیتہ) اور دپترو) کو قابو میں لانے کی کوشش اور ان کی جمعیتوں کو پراگندہ کرنا۔ اور ان کے طریق عمل کو مسدود کرنے میں ہر طرح کے اسباب فراہم کرنا۔

ایک طویل غور و خوض بحث و تنقیب اور تفتیش و تلاش کے بعد اس امر کا پتہ چلا کہ قریۂ (فروشیہ) میں قرسیتہ کے دو رفیق معہ قرسیتہ کے چھپے ہوئے ہیں۔

ہم نے فوراً (فروشیہ) کا محاصرہ کرلیا اور اسلحہ لے کر آگے بڑھے۔ اور مقام مخصوص تک پہونچ گئے۔ اور شمشیر بکف ہوکر (قریستہ) اور اوس کے رفیقوں پر ٹوٹ پڑے۔ جب (قریستہ) کا ایک رفیق شمشیر اجل کے نذر ہوگیا تو یہ خوف وہراس کے مارے بھاگ نکلا اور (درسنہ) کی طرف فرار ہوا۔ فروشیہ کی جنگ تو یہیں ختم ہوگئی۔ اسکے فرار کے بعد ہمنے اس امر کی جستجو کی کہ ان ارباب وسوس نے یہاں سامان حرب کہاں کہاں اور کس قدر جمع کر رکھا ہے؟ تلاشی سے سات بندوقیں رائفل والی۔ دو قنبل اور ایک گٹھری جس کے اندر بہت سے کارتوس گولیاں وغیرہ بندھا ہوا تھا برآمد ہوئیں؟ یہ سامان درحقیقت اون مسلمانوں کا تھا جن کو ان خونخواروں نے بے گناہ قتل کرڈالا تھا۔ اور جس کی داد وفریاد سوائے خدا کے کسی نے بھی نہ سنی تھی۔ دوسری کمینگاہ ان کے لئے قریۂ (لوارنہ) تھا۔ فوراً اس کا بھی محاصرہ کرلیا اور تلاشی لی گئی۔

ہمیں اس امر کا پتہ چل چکا تھا کہ (قریستہ) کی جماعت کے کیل وپرزے پندرہ آدمی ہیں اور فرار کے بعد ان لوگوں نے یہ طے کیا ہے کہ قری دیہات وغیرہ میں ایک ایک دو دو آدمی منتشر ہوجائیں اور موسم سرما ختم ہوتے تک خفیہ اور خاموش رہیں اس موسم کے ختم ہونے کے بعد کوئی راہ اختیار کی جائے گی۔

اس خبر کے ملنے سے ہم کو معلوم ہوا کہ یہہ لوگ ضرور یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ فوراً حکم دیا کہ محاصرہ کرلو اور گرفتار کرکے ان کی قسمتوں کا فیصلہ کردو۔ حکم صادر ہوتے ہی احرار وطن نے محاصرہ کرلیا اور تلاشی شروع کردی۔ دو باغیوں کو زندہ گرفتار کرلیا۔ ایک کا نام خریستو طونتف تھا۔ اور یہ بلغاریہ کی فوجی پلٹن کا آدمی تھا۔ دوسرے کا نام وانغول تھا جو (درسنہ) کا باشندہ اور قریستہ کا جگر سوز رفیق تھا۔ جب رات ہوئی موقعہ پاکر یہہ دونوں نکل کھڑے ہوئے اور فرار کی راہ لی ہم بھی غافل نہ تھے سامنے چراغ جل رہا تھا کافی اُجالا تھا فوراً نظر پڑی ایک دم تعاقب کیا اور پھر گرفتار کرلیا۔ ہاں وانغول تو پھر بھی بھاگ نکلا۔ اس قریہ کی

تلاشی لی گئی تو یہاں سے بھی بہت سا سامان برآمد ہوا۔ کارتوس آٹھ بندوقیں بہت سی فوجی وردیاں برآمد ہوئیں۔ یہ سامان درحقیقت اُس جاندارمہ کا تھا جس کو حکومت نے ڈاکخانہ جات وغیرہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے مقرر کیا تھا۔

میں نے ان ہر دو مقامات کا حال مع جرائیم و اسباب جرم وغیرہ۔ معہ دلائل و ثبوت کے مرتب کیا۔ اور تمام حالات ارباب مفاسد کے قلم بند کر لئے۔ و جو آلات و اسلحہ قنبل وردیاں وغیرہ برآمد ہوئی تھیں اوسکو ایک کاغذ پر مرتب کر کے ایک مثل تیار کی اور تمام اسلحہ آلات معہ کاغذات اور مثل کے مقامی حکومت کے سپرد کر دیئے۔

جب قریستہ کی عزت و طاقت خاک میں مل گئی تو میں درسنہ کی طرف بڑھا۔ وہاں پہونچکر سراغ رسانی شروع کر دی۔ آہستہ آہستہ اوس کمینگاہ کا پتہ چلا جہاں ان بدبختان وطن و اہل جور و جفا کا رئیس اعظم اور اوسکے قریبی مددگار اوس کے پیشکار خزانچی اور اوس کے تمام اہل و عیال چھپے ہوئے تھے۔ میں تیار رہا۔ اور بجلی کی طرح مقام کمینگاہ تک پہونچ گیا۔ سب سے پہلے رئیس سامنے آیا اوس سے بحث و گفتگو ہونے لگی۔ طویل گفتگو کے بعد یہ نتیجہ نکلا کہ تقریباً ایک سو آلات حرب اور بہت سے قنبل کاغذات وغیرہ یہاں سے برآمد ہوئے۔ ان پر میں نے فوراً قبضہ کیا اور اہل جرم کو گرفتار کر لیا۔ جن پر جرم ثابت ہوا۔ اون کو معہ تمام اسلحہ و آلات و کیفیت جرم ثبوت جرم وغیرہ کے مقامی حکومت کے حوالہ کیا۔

جب حکومت کے سامنے تمام ارباب مفاسد و جرائیم کو معہ دلائل جرم و اسباب جرائم میں نے پیش کیا تو حکومت کو اس امر کا اعتراف کرنا پڑا کہ یہ تمام جرائیم عظیمہ حکومت کی بدعنوانیوں کے برگ و بار ہیں۔ گو زبان سے اقرار نہ تھا۔ لیکن انکار بھی ناممکن تھا۔

اس وقت حکومت کا اولین فرض یہ تھا کہ جن ارباب وسوس کو ہم نے گرفتار کر کے اوسکے سپرد کیا تھا ان کو کافی سزا دیتی اور نتیجہ اعمال ان کے سامنے رکھدیتی

تاکہ آئندہ جرائیم کا سدباب ہوجاتا۔ لیکن افسوس کہ حکومت نے یہ نہ کیا بلکہ اپنے اغراض فاسدہ کو پیش نظر رکھ کر وہ طریق اختیار کیا جسکو ایک ادنی شخص بھی بنظر استحسان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نہ تو کسی کو سزا دی نہ کسی پر سختی کی نہ کسی کو دھمکی دی بالکل آزاد کردیا۔ خیر۔

ان گرفتاریوں کے بعد فوراً ہی میں نے عثمان آفندی اور یوسف آفندی کو (لسقوفچہ اور دنیرمیشہ) کی طرف روانہ کردیا۔ وہ منٹوں اور لمحوں میں وہاں پہونچے۔ تقریباً گیارہ بارہ اونس ڈائینامیٹ اور پچیس تیس اسلحہ برآمد کئے۔ میں نے فوراً ہی یہ چیزیں حکومت کے پاس ایک جری و بہادر کے ہاتھ روانہ کردیں۔

ان جرأت وعجلت کے کارناموں نے بلغارین کو وہ زک دی کہ رسنہ کے میدانوں میں بھی نہ دی تھی۔

باوجود ان زبردست کامیابیوں کے بھی میں اس قدر مایوس و متوحش تھا کہ غالباً بلغارین بھی اس قدر مایوس و متوحش نہ ہونگے۔ مایوسی کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ میں ایک ایسی بدنصیب قوم کا راہنما تھا جو راہ حریت میں استبداد و حکومت کے مقابلہ میں قربانی کرنا اور ہتھیار اوٹھانا غیر ممکن سمجھتی تھی۔ ایسی حالت میں میرا طریق میرا نصب العین کیا ہونا چاہیئے؟ وہ اظہر من الشمس ہے۔

ابناء وطن و ملت کو میدان ارتقاء میں لے جانا میرا اولین فرض اور میری زندگی کا مقصد وحید تھا لیکن جب بدنصیب قوم کی یہ حالت تھی تو پھر کیا کرتا؟ مجبوراً ایک دوسرا طریق عمل اختیار کیا۔ لیکن حکومت کی غفلت شعاریوں اور چیرہ دستیوں نے اس طریق میں بھی روڑے اٹکائے آخر ایک تیسری راہ اختیار کی۔ اور وہ یہ کہ طریق عمل میں مسیحین کو بھی شامل کرلیا جائے چنانچہ اطراف وجوانب سے ان کو مجتمع کیا گیا۔ کیونکہ انفرادی طاقت سے اجتماعی طاقت بدرجہا بارآور ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے تھا کہ وہ بلغارین سے سبق حاصل کرتے کہ وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے اوس وقت تک تیار رہیں جب تک ان کا آخری بچہ بھی نذر شمشیر ہوجائے۔

میری عملی زندگی سے بھی مسلمان عبرت و نصیحت حاصل کر سکتے تھے۔ اس پر غور کرنے کہ آخر مایوسی کی وجہ کیا ہے۔ مایوسی کی کوئی وجہ نہیں تھی اس وقت تو حکومت کے دشمن مسیحی اقوام سے زیادہ مسلمان تھے۔ اور مسیحیین سے زیادہ مسلمانوں سے ضرر پہونچ رہا تھا۔ اس وقت تو اتحاد و اتفاق اور مواخاۃ کی ضرورت تھی۔

بہر حال اس جدید طریق عمل میں بھی لوگوں نے شرکت و ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور فوراً ہی شہروں قصبوں قری دیہات میں مبلغین روانہ کر دیئے۔ لیکن بالکل سطحی طور پر۔ چند ہی دن تبلیغ کے گزرے تھے کہ اطراف و جوانب سے تین تین چار چار اسلحہ لا لا کر لوگ پیش کرنے لگے اور سمجھے کہ یہ بڑی زبردست کامیابی ہو رہی ہے۔ اور اب نیازی کو خوب دھوکہ دے سکیں گے۔ یہ طریق عمل اور اسکا سطحی اور نمائشی اقدام سابق طریق سے بھی زیادہ غیر مفید ثابت ہوا۔

اب تو میں حیران و پریشان تھا کہ کیا طریق عمل اختیار کیا جائے؟ سابق سے زیادہ غور و فکر و بحث و تنقیب میں مصروفیت ہوئی۔ اور ہر پہلو پر نظر کے گھوڑے دوڑانے لگا۔

چونکہ (درسنہ) میں بلغارین کی فوجی سیاست اور طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ گوشہ تو توجہ کا محتاج ہی نہ تھا۔ (دبرسپہ) وغیرہ کی طرف توجہ کی گئی۔ کپتان فوج مختار آفندی کی سیاسی غلطیوں نے (دبرسپہ) کی حالت کو حد درجہ نازک بنا دیا تھا۔ حالانکہ مختار آفندی (دبرسپہ) میں ایک مدید عرصہ تک مقیم رہے۔ بلکہ جس قدر زمانہ میں نے (درسنہ) میں کاٹا اوس سے زیادہ زمانہ انہوں نے (دبرسپہ) میں صرف کیا۔ باوجود اس کے کوئی مفید کام انجام نہ دے سکے گو فنون عسکریہ و معلومات حربیہ میں وہ مجھ سے بہت ہی آگے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اس طریق عمل کے مرد میدان نہیں تھے۔ یہاں تو اس امر کی ضرورت تھی کہ مقامی لوگوں کے حالات اور اخلاق و عادات طبائع وغیرہ کا اندازہ کرتے اور حسب لیاقت و قابلیت سب کو اپنا بنانے کی کوشش کرتے۔ اور طریق عمل

میں سب کو اپنا شریک کر لیتے۔ وثوق واعتماد کے مراسم مضبوط کرتے۔ خصوصًا مامورین حکومت سے۔

بہرحال مختار آفندی کی سیاسی غلطیوں نے دیرسپہ، وغیرہ میں طرح طرح کی الجھنیں پیدا کر دیں۔

میں نے صوبہ رسنہ میں ایک قلیل سے قلیل زمانہ میں آلات واسلحہ کے بڑے بڑے ذخائر برآمد کئے تھے۔ اور بلغارین کی تقریبًا ستر اسی جمعیتوں کو صفحہ ہستی سے نیست ونابود کر چکا تھا۔ مختار آفندی میری ان کامیابیوں کو دیکھ دیکھ کر رشک کرتے تھے چنانچہ اپنے کارنامے نمایاں کرنے کی غرض سے ذہن کو جولانی دی اور کامیابی کی جو صورت بھی ان کے ذہن میں آئی اوس پر عمل شروع کر دیا قریہ و دیہات کو پامال کیا اون کو ذلیل کیا۔ طرح طرح کی تکالیف پہونچائیں اور اس حد تک زد و کوب کیا۔ کہ بہت سی زندگیاں تو نذر اجل ہوگئیں۔ حالانکہ یہ ساری باتیں ایک زبردست سیاسی غلطی تھی۔ نہ تو سیاست اس کی اجازت دیتی تھی۔ نہ شریعت غرا مصطفویہ بلکہ انسانیت بھی اسکی اجازت نہیں دیتی تھی۔

ان لغزشوں کی خبریں سفراء دول وغیرہ کو پہونچ رہی تھیں۔ سفراء دول کے آگے حکومت کا جو حال تھا وہ روشن ہے۔ سفراء نے ان واقعات سے حکومت کو تنبیہ کی۔ اور دھکیوں پر دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ پھر کیا تھا۔ حکومت کے ہوش اُڑ گئے۔ فورًا مختار آفندی اور کپتان فوج شکری آفندی کو بلایا۔ اور جیل کے سپرد کر دیا۔ اور مقدمہ چلانے کی تجویز شروع ہوگئی۔

جب بلغارین نے دیکھا کہ مختار آفندی اور شکری آفندی کے مقابلہ میں سفراء دول کے ذریعہ کچھ کامیابی حاصل ہوئی تو میرے لئے بھی کوششیں شروع کر دیں۔

چونکہ حکومت ترکی میں غیر ملکی افراد کے تسلط نے بلغارین کو نہایت شوخ بنا دیا تھا۔ بنا بریں وہ اسی دفتر کونسل میں پہونچے۔ اور مجھے رسنہ سے برطرف کرنیکی

درخواست پیش کردی۔ پھر کیا تھا حکومت کی جانب سے سپرنٹنڈنٹ نے ایڑی چوٹی کا زور خرچ کردیا۔ اسعد پاشا وکیل مشیر کو لکھا کر (رسنہ) سے ان کا تبادلہ کردو۔ اور تحقیقات کرکے اُنپر مقدمہ چلاؤ۔ چنانچہ (رسنہ) میں ایک تحقیقاتی کمیٹی بھیج دی گئی۔ تحقیقاتی کمیٹی نے مجھے بالکل بری کردیا۔ اور تبادلہ وغیرہ کے احکام جو میرے متعلق صادر ہوچکے تھے۔ منسوخ کردیئے (اسعد پاشا اس وقت (سلانیک) میں تھے۔ مجھے انہوں نے بلایا۔ اور چند ضروری ہدایات اور نصیحتیں کرکے پھر مجھے (رسنہ) بھیجدیا۔ اس اثنا میں (کسریہ) کی فوج نے ایک ہنگامے میں (مسترہ کرمانی) کو زخمی کردیا تھا۔ اور ایک دوسرا رئیس جو کرمانی کے قائم مقام تھا وہ بھی گرفتار کرکے لایا گیا تھا۔ مسترہ کرمانی اور اسحق باشندۂ رسنہ جو اس سے پیشتر گرفتار ہوکر آیا تھا۔ دونوں کو بلایا اور تمام خطائیں ان کی حکومت نے معاف کردیں۔ اور محکمہ فوج میں مامور کردیا۔ کہ خبر رسانی وغیرہ کی خدمات انجام دیوے۔ مسترہ کرمانی کے ذریعہ تقریباً بیس کرمانیوں کا اور پتہ چلا۔ جنہوں نے قریہ (دراقوہ) کو جلانے میں حصہ لیا تھا۔ اور قتل عام کی تاریکیاں پھیلادی تھیں۔ اور جا و بےجا مظالم کئے تھے۔ گرفتار کرلئے گئے۔ ان لوگوں نے جرم کا اقبال بھی کرلیا۔ عدالت کے سامنے پیش کئے گئے حکومت (دراقوہ) کے مسئلہ میں نہایت حیران و پریشان تھی۔ خصوصاً اسلئے کہ جرائد یورپ نے اس پر نہایت نکتہ چینیاں اور چہ مےگوئیاں شروع کردی تھیں۔ ان گرفتاریوں نے ایک حد تک پریشانیوں میں کچھ کمی کردی۔

(مسترہ) مذکور کے ذریعہ (مالوویشتہ کے) (صاری قاچان) کے قبیلہ کے پندرہ مقتولین کے قاتلوں کو بھی گرفتار کیا گیا۔ سال بھر تک قاتلین کا پتہ نہ لگا تھا۔ مسترہ مذکور کے ذریعہ سراغ لگا۔ اور گرفتاریاں بھی وقوع میں آئیں۔ حکومت ان واقعات سے نہایت پریشان تھی۔ ان گرفتاریوں نے حکومت کے

قالب مردہ میں روح پھونک دی جمعیت بلغاریہ کو ان گرفتاریوں سے نہایت صدمہ پہنچا فوراً حکومت سے چال بازی شروع کر دی۔ اور انتقام کی تدبیریں سوچنے لگے چونکہ حکومت روسی سیاست سے میدان سے آگے قدم بڑھانا حرام سمجھتی تھی اسلئے۔ بلغارین کی چال بازیوں میں آ گئی۔ بلغارین نے درستن اور متترہ کے نقائص اور طرح طرح کی خود ساختہ بد معاشیاں حکومت کے آگے پیش کیں۔ حکومت اس سے غافل تھی کہ بلغارین اس طریقہ سے انتقام لے رہے ہیں اور متترہ اور رستن کہ جسکو پہلے حکومت نے امن دیا تھا آج قتل کا حکم دیدیا۔ میرے پاس بھی فرمان پہونچا کہ متترہ کو مناستر روانہ کر دو۔ اسکے قتل کا حکم دیا گیا ہے۔

اس حکم کے پہونچتے ہی میرے اندر نفرت و ہیجان کے شعلے بھڑک اٹھے کہ یہ کیا کوتاہ نظری ہے۔ کہ جس نے ایسی ایسی خدمات انجام دیں کہ جس سے حکومت بالکل قاصر تھی آج اسکو قتل کا حکم دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ حکومت نے امن کا وعدہ بھی کر لیا ہے۔ قوم و ملت آل عثمان کے لئے اور خصوصاً میرے لئے یہ چیز نہایت ننگ و عار کا باعث اور حکومت کے وقار کے لئے بہت ہی خطرناک شے تھی۔

میں آمادہ ہوا۔ اور ارادہ کر لیا کہ پندرہ سالہ خدمات کی انجام دہی سے مجھے جو عہدہ ملا ہے اس کے ترک کرنے کی ہی نوبت آئے گی تو پروا نہیں۔ مگر متترہ کی جان کی حفاظت کروں گا بلکہ اگر جان تک کی ضرورت ہوگی دے دوں گا مگر اس حماقت کو کامیاب نہ ہونے دوں گا۔ درسنہ میں میرے بہت سے غیور اخوان جمعیت موجود تھے اس رائے میں وہ بھی میرے ساتھ تھے۔ (مناستر) کی مرکزی سوسائٹی سے بھی اس بارے میں مشورہ کیا (متترہ) کو میں نے دورہ پر روانہ کر دیا۔ کہ وہ اہل شر و فساد کی خفیہ و سیسہ کاریوں کا پتہ چلائے۔ اور میں (مناستر) پہونچا۔ ہر صاحب رائے اور ذمہ دار اشخاص سے مشورہ کیا تمام نے میری رائے سے اتفاق کیا۔ ایک میرے قدیم دوست مجد الدین آفندی جو کیل مشیر خاص جو کے کاتب تھے۔

ان سے بھی مشورہ کیا وہ بھی میرے رائے سے متفق تھے۔ اور صرف متفق ہی نہیں بلکہ بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ شرف اسلامی کے لئے یہ حرکت نہایت نامناسب ہے۔ اور رائے دی کہ مترہ کو اب کسی طرح بھی ہو یہاں سے بھاگ نکلنا چاہیئے۔ اور اپنے مکان پر پہونچ جانا چاہیئے۔ اور مجھ سے کہنے لگے۔

پیارے نیازی! کیا تم اسپر راضی ہو۔ کہ حکومت تمہیں مترہ کی حمایت کے صلہ میں طرح طرح کے مصائب و آلام کا نشانہ بنائے۔ اور تمھاری تمام خدمات ماضیہ پر پانی پھیر دے؟ تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ یہ حمایت تم کو زندگی سے بھی محروم کر دیگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ احرار امت اور ارکان جمعیت بھی طرح طرح کی مشکلات کا نشانہ بن جائیں گے۔ پیارے نیازی! یہ حمایت معمولی کام نہیں بلکہ حکومت کے مقابلہ میں اعلان جنگ ہے۔ پس آؤ۔ اور سوچو۔ غور کرو۔ کیا اس مسئلہ میں جمعیت بھی تمھاری امداد کر سکتی ہے یا نہیں؟ یہ کوئی سطحی مسئلہ نہیں جو روا روی میں طے ہو جائے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر مترہ کو یہاں سے مفرور کر دیا گیا تو ایک حد تک مشکلات میں کمی ضرور ہو گی۔ اس بارے میں جو رائے کپتان مجد الدین آفندی نے دی وہی رائے اکثر (مناستر) کے ارباب حل و عقد نے بھی دی۔ اور چونکہ وہ ارکان جمعیت سے تھے اس لئے اس معاملہ میں نہایت غور و فکر کے بعد رائے دی تھی۔

یقیناً حکومت کی اس فاش غلطی کو ارکان جمعیت اور مسلمانان وطن کسی طرح بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ اب جمعیت کا فرض تھا کہ اپنے فرائض پیش نظر رکھ کر اپنے قوت بازو پر اعتماد و وثوق کرے۔ اور حکومت کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے۔

بس میں یہاں سے اوٹھا اور (رسنہ) پہونچا پہونچتے ہی قلم ہاتھ میں لیا۔ اور فرمان خاص کا جواب لکھا کہ (مترہ) اسوقت یہاں موجود نہیں خائنین وطن متمردین ملک کی سرکوبی کے لئے دیہات کے دورے پر ہے۔ بس اتنا لکھکر بھیجدیا۔ کچھ دیر ہوئی تھی کہ ادہر مترہ (رسنا) پہونچا میں نے اسکو فرمان قاضی سے مطلع کیا۔ اور کہا گھبراؤ مت تمھاری جان بخشی کا وعدہ اسلام اور آل عثمان نے کیا ہے۔ تمھاری جان کے لئے میں

اپنی جان بھی دیدوں گا۔ اب تم نہایت اطمینان سے اپنے وطن پہونچو اور وہاں قیام کرو۔ تمھاری راہ داری کا کافی انتظام کر دیتا ہوں۔

بہرحال دمترہ، کو قوۃ اسلحہ سے آراستہ کیا اور ارکان جمعیت اہل اخلاص کی ایک جماعت اسکے ساتھ کی اور قائد دمناستر کی طرف روانہ کیا اور نہایت باقاعدہ بھگا کر اوسکو اوس کے مکان تک پہونچا دیا۔ گو مترہ کا درسنہ، سے بھگانا جمعیت بلغارین کے نزدیک عظیم الشان کام تھا اور حکومت کے نزدیک بھی یہ مسئلہ بڑا عظیم الشان مسئلہ تھا۔ حکومت کی تلوار سے دمترہ، کا بچنا کارے دارو کا مضمون تھا۔

میری اس رفتار نے حکومت اور جمعیت بلغاریہ پہ ایک سخت ضرب لگائی حکومت اپنی طاقت کے زعم باطل میں مست و مغرور تھی اور جمعیت بلغاریہ اپنی ریشہ دوانیوں کی داد سے خوش تھی۔ حکومت اپنی سفالت و ناوانی کی وجہ سے پیچ و تاب کھا رہی تھی اور جمعیت بلغاریہ اپنی کمزوری کی وجہ سے۔

بلغارین میرے ارادوں سے بے خبر نہ تھے۔ اس سے بھی بے خبر نہ تھے۔ کہ سبیل شرف حمیت وطن خدمت امت و قوم میں عزم و ثبات کا میں ایک مجسمہ ہوں۔ اور سیاست قبیحہ جس سے اسلام کو ادنیٰ سے ادنیٰ خطرہ کا بھی احتمال ہو میں برداشت نہیں کرسکتا۔

میں نے صاف صاف ان سے کہدیا کہ اب مسلمان اتحاد و اتفاق کی طاقت سے کام لیں گے۔ اور اس سفالت کو جو بلغاریہ کی بھکاؤنسو کر رہی ہے۔ ایک لمحہ کے لئے گوارا نہیں کریں گے۔

دمترہ) کے ساتھ بدعہدی کوئی معمولی کام نہیں۔ شریعت غرا اسلام مقدس اور آل عثمان کے لئے باعث ننگ و عار ہے۔

یہ پیغام بھی انہیں پہونچا دیا۔ کہ آج سے ہماری فوجی طاقت حکومت جائرہ کا ساتھ نہ دے گی بلکہ جمعیت اتحاد و ترقی کا ساتھ دے گی۔ اب آیندہ سے ہوشیار ہو جاؤ۔ اور جمعیت کی طاقتوں کا اندازہ کرو۔

میری اس جرأت نے بلغارین کے قلوب میں ایک ہیجان پیدا کر دیا خصوصاً اسلئے کہ چار برس سے میں ان کے کیل وپرزوں کو ڈھیلا کر رہا تھا۔

اس حادثہ نے ملک میں ایک عجیب وغریب محیرالعقول بیداری پیدا کر دی بلغار کے اطراف وجوانب سے لوگ جمعیت کی خدمات کے لئے تیار ہو گئے اور میرے مقاصد کی راہ میں ہر طرح کی قربانیوں کے لئے آمادہ ہو گئے اس بیداری کو میں نے اپنے اور جمعیت کے لئے ایک بشارۃ عظمیٰ سمجھا اور ان کے جذبات وتاثرات سے فوراً کام لینا شروع کر دیا۔ اور سب کو اس امر کی تلقین شروع کر دی کہ صرف انفرادی طاقت سے کام نہ ہو گا۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ترک اور البانین بلغارین رومی اہل فلاخ وصرب وغیرہ متفق ہو جائیں۔ اور عدل وانصاف اور مساوات کی راہ میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔

میرے اس خطاب وتلقین نے لوگوں کے قلوب میں عجیب وغریب اثرات پیدا کر دیئے۔ لیکن افسوس کہ یہ تاثرات بالکل بے سود تھے۔ کیونکہ حکومت کی دسیسہ کاریوں نے اور شیاطین حکومت نے ان تاثرات کو بیخ وبن سے اُکھاڑ کر پھینک دینے کی صورتیں بہم پہونچا رکھی تھیں۔ معلوم ہے کہ اس سے پہلے کئی سو مفسدین معہ اسلحہ وکارتوس اور قنبلوں وغیرہ کے اور معہ ثبوت جرم حکومت کے حوالہ کر چکا تھا۔ مگر بغیر تعرض کے حکومت نے ان کو رہا کر دیا۔

حکومت کی اس غفلت سے جمعیت بلغارین نے بہت جلد اور بہت بڑا فائدہ اُٹھایا۔ کئی سال کی جد وجہد اور مساعی جمیلہ سے حکومت کے کیل وپرزے درست ہوئے تھے۔ اُسے کمزور کر دیا۔ اور حرب یونان کے موقع پر جس قدر فتح وعزت حاصل ہوئی تھی اُس سے عمداً اس وقت ذلت گوارا کرنے کی نوبت آئی۔ میں بار بار حکومت کی غفلتوں کو یاد کرتا تھا اور پیچ وتاب کھاتا تھا۔ اور سوائے اضطراب کوئی چارۂ کار نظر نہ آتا تھا

بہرحال اس وقت بلغارین اور حکومت کی شرانگیزیوں نے اخوان جمعیت کو نہایت پریشان اور مبہوت بنا دیا۔ اور خصوصاً ان جراثیم نے جو (مناستر اور سلانیک) کے میدانوں میں ظاہر ہوئے۔ لہذا وقت آ گیا کہ ان پریشان کن جراثیم سے دنیا کو پاک کر دیا جائے۔

اس وقت سب سے پہلے جو سوال پیدا ہوتا تھا وہ یہ تھا کہ اس معرکہ آرائی کے لئے ارکان جمعیت کونسا میدان تجویز کریں؟ اس کا جواب حالات و تجربہ نے یہ دیا کہ اس کے لئے مرکز صرف (رسنہ) ہی ہو سکتا ہے اور بس۔

جبکہ تمام ملک میں حکومت کی دسیسہ کاریاں اور شرانگیزیاں ساری و طاری ہوگئیں تو اب بجز اس کے چارہ نہ تھا کہ مسیحین کو بھی اپنے مقاصد مقدسہ کی طرف دعوت دی جائے۔ مگر اس میں بھی ایک سخت ترین وقت پیش تھی وہ یہ کہ ہم جیسے افسران فوجی اس کام کو انجام نہیں دے سکتے تھے۔ کیونکہ ارکان حکومت سے لوگ نہایت بدظن اور غیر مطمئن تھے۔ اور ہر کام کو اغراض خبیثہ کا پیش خیمہ سمجھتے تھے۔

یہ کام جمعیت کے سپرد کیا کہ ملک کے ہر ہر گوشہ میں اس مقصد کی اشاعت کے لئے مبلغ روانہ کرے۔ اور حریت و مساوات کی تبلیغ نہایت زور و شور سے شروع کر دے۔

ارکان جمعیت کے سامنے صرف اسوقت دو ہی چیزیں تھیں۔ یا تو غلامی سے آزاد ہوں۔ یا خود مٹیں۔ قوم کے سامنے بھی اب بھی دو چیزیں تھیں۔

اس موقع پر ایک اہم ترین سوال سامنے آتا تھا وہ یہ کہ البانیین بلغارین اہل روم باشندگان صرب و فلاخ بعض ایسے مطالبات پیش کر رہے تھے۔ جنکو آل عثمان کسی طرح بھی منظور نہیں کر سکتی تھی۔ یہ مسئلہ جس طرح عظیم الشان تھا اسی طرح خطرناک بھی تھا۔ مگر اب سوائے صبر و استقلال کے چارہ کیا تھا؟

جمعیت کے سامنے ایک ضروری مسئلہ یہی تھا کہ ایک قرارداد پر تمام متفق ہو جائیں

اور یورپ کے سامنے اپنی نیک نیتی اور نیک ارادوں کو پیش کرے تا کہ جن خطرات کا آگے تو ہم ہو سکتا ہے اُسکا سد باب ہو جائے۔ چنانچہ ہیں نے بواسطہ سفراء و قونصلات دول عظمیٰ کو مندرجہ ذیل مراسلت روانہ کی۔

جمعیت اتحاد و ترقی کا خطِ حریت وُکلاء دول کے نام

مکمیٰ و عظمیٰ ! (مسکدونیہ) جو ہمارا اصلی وطن ہے اوسکی اصلاح و ترقی اور بہترین مستقبل کے متعلق ہم تمام ابناء وطن یعنی ترکی رعایا آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل سطور پیش کرنا چاہتے ہیں اُمید ہے کہ آپ اس طرف اپنی توجہ مبذول فرمائیں گے۔
جس چیز نے ہمیں عرض حال پر مجبور کیا وہ مادر وطن کا عشق اور اصلاح قوم کی سچی ہمدردی ہے۔ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ یورپ ہمارے اصلی حالات سے بالکل ناواقف ہے۔ اور صرف چند اہل اغراض کی جھوٹی افواہوں کی بنا پر ہمیں نالائق اور نااہل سمجھ رہا ہے۔
پس تحریر ہذا سے ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ مسئلہ مکدونیہ کے متعلق ایک صحیح راہ پیش کی جائے تا کہ جو زحمتیں اس مسئلہ کی وجہ سے بے فائدہ بے نتیجہ یورپ برداشت کر رہا ہے اوس سے نجات مل جائے۔
جو پروگرام اس وقت ہماری سامنے ہے وہ نہایت زبردست اور عجیب و غریب اور ملک کے لئے نہایت مفید ہے۔
اجنبی طاقتیں اپنے عشرتکدوں میں بیٹھ کر ایسی ناممکن العمل تجاویز ہمارے سامنے پیش کرتی ہیں جسے ہم بالکل تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اور پھر اسپر بار بار احسان و منت کا بار علیحدہ۔
یا للعجب! آل عثمان اس امر کا بھی حق نہیں رکھتی کہ ان کی حکومتوں اور طرز حکومت کے متعلق ایک جملہ تک منہ سے نکالے۔ اور یہ ہماری حکومت کے داخلی امور میں بھی مداخلت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یقیناً ہم اپنے وطن کے معاملات و حالات سے اجنبی طاقتوں کی بنسبت بہت زیادہ واقف ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس عریضے کو بغور ملاحظہ فرمائیں گے اور جو حقائق و دقائق پیش کئے گئے ہیں بنظر انصاف دیکھیں گے۔
آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ یورپ کی کوششوں نے آج تک مسئلہ مکدونیہ کے متعلق کوئی صحیح حل نہیں پیش کیا۔ بلکہ ان کی کوششوں نے اس مسئلہ کو اور زیادہ پیچیدہ بنا دیا۔

ان کی کوششوں کا نتیجہ سامنے ہے کہ آج صرف مکدونیہ ہی نہیں بلکہ تمام ملک زلزلے و قلاقل اور پیچ در پیچ مشکلات کا مرکز بنا ہوا ہے۔ وہاں یورپ کو اس کا اعتراف ہوگا کہ ان کی چار سالہ کوششوں نے اس گتھی کو سلجھایا نہیں بلکہ سخت الجھا دیا۔ باوجود اس اعتراف کے بھی یورپ دست اندازی سے باز نہیں آتا۔ پس اس سے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ یورپ سرزمین مکدونیہ کو مصائب و آلام کا مرکز اور کشت و خون کا میدان بنانا چاہتا ہے۔

آجکل ایک نئی خبر ہیں اور ملی ہے جس نے ہم کو حیرت میں ڈالدیا ہے وہ یہ کہ ناظر خارجہ انگلستان (امیراد وارغراے) یہ رائے دے رہے ہیں کہ مکدونیہ کی شورش اُس وقت فرو ہو سکتی ہے کہ اُسے ایک مستقل آزاد حکومت بنا دیا جائے۔ اور (بتر سبورغ) یہ رائے دے رہے ہیں کہ مسئلہ مکدونیہ کا آسان ترین حل یہ ہے کہ مکدونیہ کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا جائے۔

پس اس وقت میں ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا ہوں اور نہایت وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ یہ دونوں تدبیریں آل عثمان سے مکدونیہ سلب کرنے کے لئے سوچی گئی ہیں۔ ملحوظ خاطر رہے کہ اس وقت ہم سارے ابنائے وطن بغیر افتراق و مذہب و ملت خواہ مسلمان ہوں یا اقوام مسیحی اجنبی اغراض و اجنبی مداخلت سے وطن کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں اور حکومت موجودہ کی سیاست شخصیہ مستبدہ سے آزادی حاصل کرنا اولین فرض سمجھتے ہیں۔ گو بعض افراد یورپ کی صدا پر لبیک کہتے ہوں لیکن تمام ملک جو اس وقت جمعیت اتحاد و ترقی کے سایہ عاطفت میں داخل ہو چکا ہے ایک لمحہ کے لئے بھی اس سے خوش نہیں۔ ہمارا مقصد ملک و ملت کی حفاظت اور بیرونی طاقت و اثر کا دفاع ہے۔

لہذا آپ کی خدمت عالی میں گذارش ہے کہ اجنبی طاقتوں کی اسکیمیں ہم کسی وقت بھی منظور کرنے کے لئے تیار نہیں اور پوری طاقت سے ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔

ہم سے کہا جاتا ہے کہ یورپ کا مقصد صرف یہ ہے کہ مکدونیہ کی اصلاح ہو جائے۔ ہم کہتے ہیں کہ آج تک یورپ کی کوششوں نے کونسی اصلاح کر لی؟ جو آج پھر اپنا قدم خادع آگے بڑھا رہا ہے۔ اس وقت تک یورپ کی کوششیں جو ناکام رہیں اس کے بہت سے اسباب ہیں۔

منجملہ ایک یہ کہ یورپ نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ مکدونیہ یا تو ایک مستقل حکومت

بنا دیجائے یا ایک مستقل ولایت رمنشا دونوں کا ایک ہی ہے۔)

یہ ایک کھلی ہوئی بات ہے کہ مکدونیہ آج سے دو ہزار برس پیشتر ایک زبردست حکومت تھی۔ لیکن دو ہزار برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اس کا خاتمہ بھی ہوچکا ہے۔ آج دنیا میں قدیم مکدونین کا کوئی تاریخی اثر تک باقی نہیں اگر ہو تو صرف تذکار تاریخ اور بس۔ آج مکدونیہ سلطنت عثمانیہ کا ایک جزو اعظم ہے اور ظاہر ہے کہ جزو کل سے جدا ہو کر اپنی ہستی باقی نہیں رکھ سکتا۔ یقیناً مکدونیہ کی حیات و ممات سلطنت عثمانیہ کی حیات و ممات سے وابستہ ہے۔ یورپ کہتا ہے کہ رومیلی کے تین صوبے اور دو سو ستائیس آبادیوں کا الحاق مکدونیہ سے کر دیا جائے اور اُس کی گذشتہ عظمت کو از سر نو زندہ کیا جائے اور براہِ راست مکدونیہ حکومت عثمانیہ کا قوت بازو رہے۔ فیا للعجب! یورپ ایک قدیم ویرانہ کو آباد اور پرانے مردے کو زندہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ایک نیا مردہ جوان کے سامنے پڑا ہوا ہے اُسے زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا کیا وجہ ہے کہ پولونیا) کی حکومت کو زندہ کرنیکی کوشش نہیں کرتا؟ اور اجنبی حکومت کے متعلق خیالی پلاؤ پکا رہا ہے؟

اس مسئلہ پر ہم دوسرے پہلو سے نظر ڈالتے ہیں۔ اخبارات وغیرہ کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مسئلہ مکدونیہ میں یورپ اس لئے مداخلت کر رہا ہے کہ مکدونیہ کی مسیحی اقوام حکومت عثمانیہ کے زیر سایہ نہایت ذلت و نکبت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ روزانہ قتل و غارت کا بازار گرم رہا کرتا ہے ساری دنیا میں مسیحی اقوام کو چین ہے لیکن سلطنت عثمانیہ میں نہایت خوار و ذلیل ہیں۔ اور مثال کی طرح پر روس کے عیسائیوں کو پیش کیا جاتا ہے۔

پس براہِ کرم اس بارے میں میری عرض گوش گذار کیجئے۔ یورپ کو مسئلہ مکدونیہ میں مداخلت کا موقع اس وقت ملا جبکہ جمعیات صوفیا نے معمولی اور جزئی ہنگامہ کا اعلان کیا۔ یہ وہ وقت تھا کہ بلغاریین کی اصلی جنگ کا جو منشا تھا سرمین ہوئی وہم و گمان تک نہ تھا۔ بل جزئی ہنگامہ کو یورپ نے اپنی مداخلت کا ذریعہ بنا لیا اور کھلے طور پر دولت عثمانیہ کی کمزوری و استبداد وغیرہ کے گیت گانا شروع کر دیئے اور آئے دن جھوٹے قصے تراش تراش کر ترکی کو بدنام کرنا شروع کر دیا اگر اس معمولی ہنگامہ (صوفیا) میں بلغاریین مداخلت نہ کرتے اور تعصب مذہبی کے جنون میں بیجا طور

پر اسلحہ کا استعمال نہ کرتے اور قریٰ دیہات میں آگ نہ لگاتے تو مسلمانوں کا مال و متاع ضائع
نہ کرتے اور جس آگ کو مسلمان بجھانا چاہتے تھے اس پر تیل نہ چھڑکتے تو کیا آج یورپ کو اس مسئلہ
میں مداخلت کا موقع ملتا؟ اور کیا آجتک مسئلہ مکدونیہ طول پکڑتا؟ جناب من ان واقعات کو
پیش نظر رکھئے اور فرمایئے کہ وکلاء یورپ و سفراء دول جو بڑے بڑے مناصب عالیہ کے مالک
بنے بیٹھے ہیں ایک لمحہ کے لئے بھی انصاف سے کام لیتے ہیں؟ کیا ان میں کسی اہلیت بھی ہے کہ
صلح و اتفاق پیدا کرائیں؟

یورپ کی نادانیوں کی داستانیں ابھی ختم نہیں ہوئیں اس سے ذرا آگے قدم بڑھائیے تو یورپ کو بڑے
بڑے جراثیم کا مجسمہ پائینگے۔ لیکن ہم اس وقت صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ یورپ کی ساری تدابیر
جو مسئلہ مکدونیہ کے متعلق وقوع میں آرہی ہیں مکڑی کے جال سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔
مکدونیہ اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ یورپ نے اب تک اصل مرض کی شناخت نہیں کی اور
نہ شناخت کرنے کی کوشش کی محض چند سطحی حالات کو حقیقی واقعات سمجھ لیا اور چند غلط مقدمات کو
ترتیب دیکر غلط نتائج پیدا کر لئے اور معاملات کو سلجھانے کے بجائے سخت الجھا دیا۔ یورپ نے صرف
یہ سمجھ رکھا ہے کہ مکدونیہ میں دو فریق آباد ہیں۔ ایک مسلمان جو صرف تلوار کے مالک ہیں اور تلوار
سے کام لیتے ہیں۔ دوسرا عیسائی و مسیحین اور یہ سراپا مظلوم ہے۔ بس اپنے عشرتکدوں میں
بیٹھے بیٹھے دور سے فیصلے صادر کر دیتے ہیں کہ مسئلہ مکدونیہ طے کیا جائے اور مسیحی اقوام (بلغاریین)
کو وحشی متعصب مسلمانوں سے نجات دلائی جائے۔

اس وقت میں یہ امر پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یورپ مردم شماری کے بارے میں ایک فاش
غلطی میں مبتلا ہوکر مسلمانوں سے زیادہ تعداد عیسائیوں کی بتلا رہا ہے۔ میں نہایت وثوق کے
ساتھ کہہ رہا ہوں کہ بلغاریین کی مردم شماری مکدونیہ میں صرف ۲۵ ہزار ہے۔ اس کے مقابلہ میں
مسلمانوں کی مردم شماری ۵۵ ہزار ہے۔ اب بتلاؤ یورپ مردم شماری کے متعلق کس قدر فاش غلطی
کر رہا ہے؟ کیا اس فاش غلطی کے بعد بھی یورپ جہل و عناد سے کام لے رہا ہے اور مکدونیہ
کے امراض کے علاج کا سودا ان کے دماغوں میں سما رہا ہے؟

اس بیان کے بعد ایک صاحب عقل و رائے و منصف مزاج کے سامنے دو حقیقتیں

آئی ہیں ایک یہ کہ مسئلہ مکدونیہ کوئی خاص مسئلہ نہیں. دوسری یہ کہ مسئلہ مکدونیہ تعصب اسلامی سے بالکل پاک ہے۔

اب ہم متفقہ طور پر بغیر امتیاز مذہب ملت یہ عرض کر رہے ہیں کہ اس امر میں تو ہم یورپ کے ہمخیال ہیں کہ مکدونیہ کو جس ترقی کی ضرورت ہے وہ نہیں ہے۔ لیکن اسباب غدر میں ہم یورپ کے ہمنوا نہیں ہیں۔ جب یہ بات ہے تو غدر فرو کرنے کے اسباب بھی مختلف ہوں گے۔ یورپ کے نزدیک اس کے فرو کرنے کے ذرائع اور ہوں گے اور ہمارے نزدیک اور۔

پس اب ظاہر ہے کہ مکدونیہ کی شورش کا سبب مکدونیہ نہیں اور نہ ہی یہ زلازل و قلاقل صرف مکدونیہ میں موجود ہیں اس کا سبب تو صرف موجودہ حکومت کا ظلم و استبداد ہے کہ تمام رعایا کو بلا امتیاز مذہب وجنس حریت و ساوات اور سیاست ملکیہ سے محروم کر رکھا ہے یہی استبداد ہے جس نے مملکت عثمانیہ کے طول و عرض میں نتائج مہلکہ کا جال بچھا رکھا ہے۔ بلاد عرب طرابلس الغرب وغیرہ میں بھی آج وہی زلازل و قلاقل موجود ہیں جو مکدونیہ میں ہیں پس اس وقت تمام قومیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا عیسائی ترک ہوں یا عرب ایشیائی ہوں یا چرکسی کردی ہوں یا ارمنی اہل فلاخ ہوں یا یہودی اہل صرب اہل روم ہوں یا بلغاری حکومت عثمانیہ کی تمام رعایا ان زلازل کا گہوارا بنی ہوئی ہے اور استبداد کے شکنجوں میں جکڑی ہوئی ہے۔

پس اگر یورپ مکدونیہ کی اصلاح چاہتا ہے اور حق و صداقت کا پیرو کار ہے تو اس پر لازم ہے کہ حکومت موجودہ کی عمارۃ استبداد کو گرانے میں ہمارا ساتھ دے تاکہ تمام مملکت عثمانیہ استبداد سے نجات حاصل کرے اور ساتھ ہی ساتھ مکدونیہ بھی۔

اگر یورپ ہمارا ساتھ دینے کے لئے اس صورت سے آمادہ ہے تو ہم اس کی رائے منظور کر سکتے ہیں۔ اور اگر صرف مکدونیہ کے حالات و واقعات کے متعلق نقد و تنقید چاہتا ہے تو ایک لمحہ کے لئے بھی ہم اس طرف متوجہ نہوں گے وہ اپنی گائے بجائے ہم اپنا کام کریں

یورپ نے جو تعصب مذہبی کے قصے تراشے ہیں بالکل لغو و بے اصل ہیں مسلمان خواہ مکدونیہ کے باشندے ہوں یا دوسرے صوبوں کے عقل و ادراک سے کورے نہیں جو اپنی طاقتوں کو اپنے ابناء وطن عیسائیوں وغیرہ کے مقابلہ میں صرف کریں بلکہ تمام ابناء وطن بلا اختلاف مذہب

جنس آپس میں برادرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مسلمان اس امر کو اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ اصلاح ملک و وطن اتفاق و تنظیم و استحکام بغیر اتحاد ابنائے وطن ناممکن ہے۔

پس یقین کیجئے کہ تمام ابنائے وطن خواہ وہ عیسائی ہوں یا یہودی ہمارے بھائی ہیں، وہ فوائد و نقصانات میں ایک دوسرے کے شریک و سہیم ہیں۔

گو بعض بلغاریین اور اروام وغیرہ نے یورپ سے یہ درخواست کی ہے کہ مکدونیہ کا الحاق یا تو بلغاریہ اور صربیہ سے کر دیا جائے یا یونان سے مگر یورپ کو اس طرف توجہ نہ کرنی چاہیئے جن مسلمانوں کو آج سرزمین مکدونیہ میں ذلیل اور قلیل سمجھا جاتا ہے یاد رہے کہ یہ آجکل یہاں آکر آباد نہیں ہوئے بلکہ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ بہت سے قبائل تُرکی اُس وقت یہاں آکر آباد ہوئے ہیں جبکہ سلاطین عثمانیہ نے اس ملک کو فتح بھی نہ کیا تھا اُس وقت سے لیکر آج تک مسلمان اور عیسائی برادرانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مسلمان تمام عالم میں اس بارے میں مشہور ہیں کہ دوسرے مذہب کی حرمت اپنا فرض سمجھتے ہیں بلکہ عمل سے بھی ثابت کر دکھایا ہے دنیا اس بارے میں اُن کا نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ بہت سے مسلمان ہیں جنھوں نے مسیحی کنیسے بنانے میں مدد دی ہے ایک مسلمان نفس ایسا نہیں جو دوسرے مذہب والے کو اپنا ہم مذہب بنانے میں اور اپنی زبان بولنے میں کسی کو مجبور کرے۔

یہ حالات ہیں جن سے صاف پتہ چل سکتا ہے کہ مکدونیہ میں دو مختلف طاقتیں برسرپیکار نہیں اور نہ تعصب مذہبی ہے۔ پھر یہ کیا تعصب ہے کہ خود ساختہ الزامات تراشے جاتے ہیں؟

چار سال کا عرصہ ہوتا ہے یورپ یہاں کی اصلاح کی داستانیں دہرا رہا ہے اور سنا رہا ہے کیا اس چار سال کی مدت میں ایک مثال بھی تعصب کی پیش کر سکتا ہے؟ اگر پیش کر سکتا ہے تو آئے اور دنیا کے سامنے پیش کرے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانوں نے اپنے حقوق کی حفاظت کے خیال سے ہنگامہ میں شرکت کی لیکن اس کی مدت بہت ہی قلیل ہے

آپ کو معلوم ہے کہ مکدونیہ میں مسلم آبادی عیسائی آبادی سے بہت زیادہ ہے مسلمان ۵۵ ہزار ہیں اور عیسائی صرف ۲۵ ہزار۔ باوجود اس فزیت کے مسلمان اس چیز کو ایک لمحہ کے لیے بھی اپنے ذہن میں جگہ نہیں دیتے کیوں اسلئے کہ یہاں تو مساوات کی زندگی بسر ہو رہی ہے قلت و کثرت

سے بحث ہی نہیں۔

آج محض چند شورش پسند شورہ پشت بلغاریں کے بہکانے سے یورپ مداخلت کیلئے کھڑا ہوگیا۔ یورپ ذرا دیکھے کہ آجتک اُس نے کونسی اصلاح کی جو آیندہ کریگا ؟ بلکہ یورپ کی مداخلت ایک عظیم الشان طوائف الملوکی اور بدامنی کا پیش خیمہ بن گیا ہے ؟

اب میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ کیا یہ بھی انصاف اور حق و صداقت اور انسانیت کا اقتضا ہے کہ یورپ ایک قلیل جماعت کی حمایت کرے اور ایک بڑی جماعت کے حقوق کی پروانہ کرے ! اور پھر ایسی صورت میں کہ تمام اقوام مسیحی بھی مسلمانوں کے ساتھ ہوں !

تیسرا سبب یہ ہی کہ یورپ مسئلہ مکدونیہ کو کسی طرح بھی نہیں سلجھا سکتا بلکہ مصائب و آلام اور بڑھادیگا اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ یورپ کا ایک متنفس بھی مکدونیہ کی سلامتی کا خواہاں نہیں ہی۔ بلکہ ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ مکدونیہ زلازل و قلاقل کا مرکز بنا رہے۔

واقعات ماضیہ و حالات حاضرہ شہادت دے رہے ہیں کہ دولت عثمانیہ اور مکدونیہ کی تمام مشکلات دول یورپ کی مداخلت کا نتیجہ ہے۔ بعض نظیریں میں اس بارے میں پیش کرتا لیکن بغرض اختصار ترک کردیتا ہوں۔ اگر یورپ ہمارا بہی خواہ ہوتا تو آج سلطنت روس دولت عثمانیہ کے ساتھ بے انصافی نہیں کرسکتی تھی۔

آپ کو معلوم ہے کہ روس کی عظیم الشان طاقت صرف مکدونیہ ہی کے لئے باعث خطرات نہیں بلکہ تمام ایشیا کے لئے باعث زلازل و قلاقل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ روس مدتوں سے مملکت عثمانیہ اور تمام ایشیا پر اپنا تسلط اور استعلاء چاہتا ہے اور طرح طرح کی تجاویز اس کے لئے سوچتا رہتا ہے۔ کیا تمہیں معلوم کہ تھوڑا عرصہ ہوا جزیرہ نما بلقان کو اپنی حکومت سے ملحق کر لینے کا ارادہ کرچکا تھا ؟ پس تاریخ سے بڑھکر کونسی فیصلہ کن شہادت ہوسکتی ہی۔

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ اس مسکین مشرق میں جس قدر معرکہ آرائیاں اور لڑائیاں شورشیں (بطرس) اکبر کے زمانہ سے لیکر آجتک ہوئیں وہ (بطرس سیورغ) کی تدابیر خبیثہ اور ریشہ دوانیوں ہی کا نتیجہ ہے۔ جب کبھی لوگوں نے یہ دیکھا کہ بلقانی آبادیوں میں کوئی حضرت مسیح کی تصویر اور صلیب لیکر راستے میں پھر رہا ہے فوراً یقین ہوگیا کہ اب روس آرہا ہے۔ اس قدر روسی شر انگیزیوں کے

خیالات عام ہو چکے تھے۔

پس یقین کیجئے کہ جس قدر بھی نقائص ملکی و سیاسی ہمارے اندر موجود ہیں سیاست روسیہ کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنی سلطنت کی توسیع کی غرض سے طرح طرح کے مکروزور انواع و اقسام کی تدابیر کرتا رہا اور کر رہا ہے۔ روزانہ تعصب مذہبی کی روح پھونکتا ہے اور لڑاتا ہے روسی ارکان قونصل اور افسران جاندارمہ حکومت عثمانیہ میں موجود ہیں اور تمام شورشوں کے بانی یہی ہیں۔ کبھی عیسائیوں کو عیسائیوں سے بھڑا دیتے ہیں کبھی مسلمان اور عیسائیوں میں تعصب مذہبی کی روح پھونک کر لڑائی کرا دیتے ہیں الغ کبھی کیا کبھی کیا؟

پس ان روایات کے بعد بھی یورپ مسئلہ مکدونیہ کی اصلاح کا دم بھرتا ہے تو ایک فاش غلطی اور سخت ترین گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔

آج یورپ اس امر کو نہیں دُہراتا کہ نصف صدی پیشتر جب روس کو تعمیری سیاست کے نفاذ کا وقت آیا تھا تو ترکی روس کے دوش بدوش ہو کر جنگ میں اس کا شریک ہوا تھا ان تعلقات کو یورپ انہیں دُہراتا اور روسی دسیسہ کاریوں کو سننے کے لئے تیار ہے۔

چوتھی وجہ یورپ کے سیاسی مغالطہ کی یہ ہے کہ دول یورپ مسئلہ مکدونیہ کے متعلق کوئی قطعی راہ اختیار نہیں کرتا۔ یورپ سمجھ رہا ہے کہ مسئلہ مکدونیہ کے متعلق مسلمانوں سے استصواب کرنا رائے لینا بالکل غیر ضروری ہے۔ حالانکہ یہ مسئلہ مسلمانوں کے بغیر طے ہی نہیں ہو سکتا۔

یورپ یہ بھی سمجھ رہا ہے کہ معرکہ آرائیاں اور شورشیں صرف انھیں مقامات میں ہیں جو ترکی کے متصل ہیں۔ مثلاً بلغاریہ۔ (صرب) وغیرہ نیز یہ بھی سمجھ رکھا ہے کہ افواج فوضویہ کی تیاریاں بھی ہمیشہ ان ہی مقامات سے ہوتی ہیں۔ اور یہ بھی سمجھ رکھا ہے کہ یہ فوجیں صوفیا آتینا بلغراد کے اشاروں پر کاربند ہوتی ہیں۔ حالانکہ یورپ اچھی طرح سمجھ رہا ہے کہ اگر مکدونیہ کو دولت عثمانیہ کا سایہ نہ ملتا تو وہ مدتوں کا صفحہ ہستی سے مٹ گیا ہوتا کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ (صوفیا) آتینا بلغراد سے دوستانہ مراسلت ہو اور مکدونیہ کی حمیت نہیں کی جاتی۔

مسئلہ مکدونیہ کے متعلق یورپ کی غلطیوں کے اسباب بیان کرتے ہوئے نتائج اور مسئلہ مکدونیہ کے متعلق ایک بالکل صحیح حل پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں جس سے گذشتہ بیان سے یہ نتائج

ل سوسیلزم

ہوگیا کہ مسئلہ مکدونیہ میں یورپ کی مداخلت بالکل بے سود بلکہ باعث تشویش ہے جس کا تجربہ
چار سالہ مداخلت سے ہوچکا ہے

مکدونیہ اور تمام سلطنت عثمانیہ کے زلازل و قلاقل یورپ کی مداخلت بیجا کا نتیجہ ہے اسی
مداخلت بیجا کا نتیجہ ہے جو آج تمام مملکت عثمانیہ سبعیت و بہمیت کا میدان نظر آرہا ہے۔

بس یورپ کا فرض ہے کہ مسئلہ مکدونیہ سے بالکل دست بردار ہوجائے جس وقت یورپ
دست بردار ہوجائیگا تو اہل مکدونیہ خود بخود متحد ہوجائیں گے اور ساری مشکلات جو یورپ کی
شرانگیزیوں سے پیدا ہوگئی ہیں خود بخود حل ہوجائیں گی۔ اور ساتھ ہی ساتھ موجودہ حکومت کے
استبداد کا بھی خاتمہ ہوجائیگا۔

بس بنابریں ہمارا اولین پروگرام یہ ہوگا کہ بغیر اختلاف جنس و مذہب تمام ابناء وطن خواہ
وہ مسلمان ہوں یا عیسائی جن پر بھی دولت عثمانیہ کے رعایا ہونیکا اطلاق ہوتا ہے متحد و متفق
ہوجائیں اور متحدہ طاقت سے استبداد حکومت کا مقابلہ کریں اور طوق سلطانی جو ہماری گردنوں
میں پڑا ہوا ہے اس سے آزاد ہوجائیں۔ اور غلامی کی بیڑیوں کو توڑ دیں۔ اور دنیا میں بالکل حریت
وآزادی تمدن صالح اور ترقی کی زندگی بسر کریں۔

ہمارا یہ پروگرام جس طرح حقائق امور پر حاوی اور ساری ہے دولت عثمانیہ کے لئے باعث
ارتقا بھی ہے اور صرف دولت عثمانیہ کے لئے نہیں بلکہ مسئلہ مکدونیہ کے لئے ایک حل جید
ہے کیونکہ مسئلہ مکدونیہ کوئی مستقل مسئلہ نہیں بلکہ مسئلہ ادارۂ عثمانیہ کی اور کڑیوں میں سے ایک
کڑی ہے۔

ہم مسئلہ مکدونیہ کو مستقل مسئلہ نہیں سمجھتے اور نہ اس کو حمایت یورپ کا محتاج سمجھتے ہیں یہ
ہمارا مسئلہ ہے ہماری مملکت کا مسئلہ ہے اس کو صرف ہم ہی ابناء وطن طے کرینگے۔

ہم چاہتے ہیں کہ مکدونیہ حقیقتاً فعلاً عملاً ممالک عثمانیہ کا ایک جز رہے اور ہمیشہ اس کا
تعلق جز و کل کا رہے اس کے سوا دوسری کوئی صورت قابل قبول نہیں۔ ہم سب کے سب استبداد
کثیف و ظلم و جور کی چادر میں لپٹے ہوئے ہیں اور ہم ہی اس کو چاک کرینگے ہمیں نہ یورپ کی مداخلت
کی ضرورت ہے نہ غیر طاقت کی امداد کی۔

اگر یورپ خواہ مخواہ ہی سلطنت عثمانیہ کا سلوک ترکی کے آمادہ ہے تو بہترین طریق سلوک یہ ہے کہ مسئلہ مکدونیہ سے بالکل سبکدوش ہو جائے اور حکومت (صوفیا) استینا بلغراد پر زور ڈال کے سرزمین مکدونیہ کو اپنے جراثیم خبیثہ سے پاک کرے اور مکدونیہ کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے اور ساتھ ہی ساتھ باب عالی کو بھی دیوے کہ استبداد کی بیڑیاں توڑ دو۔ بس یہی ایک طریق ہے جس سے مکدونیہ اور مملکت عثمانیہ کو استبداد سے نجات مل سکتی ہے اور بس۔

اگر یورپ ان اصلاحی تجاویز کو چھوڑ کر اب بھی ان باتوں پر زور دیتا ہے کہ مکدونیہ کا صوبہ دار رگورنر) وہ ہو جسے تمام یورپ منظور کرے اور ایک محکمہ تحقیقات جسکے ارکان ہر قوم کے افراد ہوں قائم کیا جائے اور مکدونیہ میں جیش عثمانی بالکل کم کر دیا جائے۔ تو خدمت عالی میں گذارش ہے کہ اس صورت میں زمام صبر ہمارے ہاتھ سے نکل جائیگی اور اس ذلت و نکبت کی زندگی پر ہم موت کو ترجیح دینگے

بس یہ چند جملے ہیں جو آپ کی گرامی خدمت میں پیش کئے گئے امید ہے کہ آپ ان کو شرف قبولیت بخشیں گے اور ہیں حریت و آزادی حاصل کرنے کا موقع دینگے۔

ہم نے اس پروگرام حریت کو تمام دول عظمیٰ کی وزارتوں کے سامنے پیش کر دیا ہے سوائے وزارت روس کے کہ اس کو یہ خط نہیں بھیجا۔ ہیں اس بات کا فخر ہے کہ آپ کی خدمت گرامی میں بھی ایک نقل ارسال کرنیکا موقع ملا۔ فقط

جمعیۃ الاتحاد والترقی العثمانیہ مرکز مناستر	ایک نقل ارسال کرنیکا موقع ملا۔ فقط و لیفیہ ہذا مئی ۱۹۰۶ء کو مناستر کی قونصلوں کو روانہ کیا گیا۔

اس تحریر نے قونصلوں پر کیا اثر کیا ہوگا؟ اس کا معلوم ہونا مشکل ہو مگر یہ ضرور ہے کہ اس خبر نے انھیں حد درجہ مبہوت بنا دیا ہوگا کہ جمعیت اتحاد و ترقی کیا چیز ہے؟ آجتک جسکے نام بھی ہم آشنا نہیں تھے آج وہ ایک زبردست طاقت کا اظہار کر رہی ہے آج جمعیت نے ان قطاع الطریق رہزنان ملک اور ارازل وطن کے مقابلہ میں جو اسلام اور عثمانیین کے نام کو بٹہ لگا رہے ہیں ایک زبردست صدائے احتجاج بلند کر دی اور یورپ کو بھی اعلان دیدیا کہ اس حکومت مستبدہ کو خالص جمہوری دستوری اسلامی عثمانی بنانے میں ہمارا ساتھ دے۔

ارکان جمعیت اپنے حیات کو لیکر کھڑے ہو گئے اور ابتدائی قدم بڑھانے کے لئے تیار ہو گئے

اس وقت تمام قلوب موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھے میرا بھی یہ حال تھا کہ اپنی جان پر قدرت حاصل کرنا قبضہ سے باہر تھا۔ اختیارات کی باگ ہاتھ سے بالکل نکل گئی تھی یکایک ہاتف غیبی نے ایک عجیب آواز میں کمال کا قول سنایا کہ خبردار ہو تیار آئندہ فدائین کا نام زندہ جاوید رہیگا۔ درحقیقت یہ صدائے ہاتف کمال کی منظر کی ترجمانی کر رہی تھی۔ میں اس حیات کی کشمکش میں مبتلا اور تھا تدابیر پر غور وفکر کر رہا تھا یکایک سامنے سے ایک (رووال) کی ملاقات ہوئی انگلستان اور روس نے جو قرار داد میں آس (رووال) کے ذریعہ پہنچائی تھی اس نے مجھے برابر تین شب روز بے چین رکھا اور اب سوائے موت کے کوئی چارہ کار نہ رہا اور قوم وملت کے لئے زندگی کی کوئی راہ نہ رہی۔

اس کشمکش کی حالت میں کبھی امید ہو جاتی تھی کہ ممکن ہو آرزوئیں پوری ہوں اور غلامی سے نجات ملے مگر یہ بھی سامنے دیکھ رہا تھا کہ صرف موت و تباہی میں ہی نجات ہے اور بس۔ اس وقت ارباب حمیت وغیرت کا ایک ایک سر موت کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ جمعیت کے تمام ارکان (رووال) کی قرار داد وں سے مطلع ہو چکے تھے۔

میرا کچھ عجیب عالم تھا کبھی تو فوجی جمعیت کی ترتیب وتنسیق سامنے آجاتی تھی اور کبھی خوف وہراس اور مایوسی کا بت سامنے آکر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اللہ اکبر وہ زمین مقدس جس کی گود میں میری پرورش ہوئی آج وہ موت کا گہوارہ بنا ہوا ہے آہ چند ساعتوں کے بعد یہاں حیات وسلامتی کی گھڑیاں ختم ہو جائیں گی۔ باوجودیکہ تمام امراء وزرساء ارباب دولت وسعادت حکومت کے استبداد سے نالاں تھے لیکن پھر بھی ہمارے طریق عمل کے ساتھ نہ تھے۔ بس ملک کی نظریں اٹھ رہی تھیں تو ہماری طرف ہم عاجز وناتوانوں کی ہمتوں کی طرف صرف ہماری ہمتیں وجود جمعیت کی محافظ ونگراں تھیں اور بس۔ ہم اس کو اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ جمعیت کی طاقتوں کا ملجا، اناطولیہ ارض روم جس کی گود میں رسنہ جیسی عزیز آبادی موجود ہے صرف ہماری ہی طاقتوں کی طرف نظر امید بڑھا رہی ہے باقی تمام طرف سے مایوس ہے۔

وطن محبوب کی یہ کس مپرسی تھی جس نے تین شبانہ روز مجھے بے چین رکھا بڑے غور وفکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ فلاح اسی وقت میسر آسکتی ہے جب ایک زبردست وقہار طاقت ہمارے ہاتھ میں آجائے اور حکومت کے تمام خزائن حرب اور میگزین پر قبضہ حاصل ہو جائے۔

پس ۱۵؍ جون ۱۹۲۲ء کو میں نے ارکان جمعیت جمال آفندی رئیس البلدیہ اور کمشنر پولیس طاہر آفندی سے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اپنی بیچارگی کی داستانیں سنائیں۔

چنانچہ پیر کے دن علی الصباح اس عاجز کے غریب خانہ پر فوج کی تیاری اور ترتیب افواج کی غرض سے پھر مجتمع ہوئے۔

اس جلسہ یوم میں ہم میں اور ہمارے اخوان صفا جمال آفندی اور طاہر آفندی وغیرہ میں عجیب و غریب پر لطف شیریں مباحثہ رہا میں نے کہا! ہم آج کیوں خاموش ہیں؟ کیا اپنے ناموس مسکنت کی حفاظت نہ کرینگے؟ معلوم ہے کہ اس سے پیشتر آسٹریا روس سے سازباز رکھتا تھا آج پھر انگلستان سے مل گیا ہے۔ اب وطن کے لئے موت و ہلاکت کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ (رروال) کی ملاقات اور اسکی قرار دادوں کا منشا کیا ہے؟

جمال آفندی اور طاہر آفندی نے جواب دیا اس گرداب ہلاکت سے نجات حاصل کرنا سوائے موت کے ناممکن ہو۔

میں نے کہا! موت ضروری ہے لیکن یہ تو کسی طرح صحیح نہیں کہ حماقت و بے وقوفی کی موت مریں ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام افراد جمعیت و ارکان ملت ایک متحدہ طاقت اور خلوص و نیک نیتی کی برکتیں لیکر کھڑے ہوں اور اقدام کریں آپ دونوں صاحب اور میں اس مقام سے اٹھیں اور تمام ارکان جمعیت اور ارکان فوجی اہل قری و دیہات کو اس مقام پر جمع کریں اور ڈیڑھ سو سے لیکر دو سو تک کا ایک فوجی دستہ تیار کرلیں۔ آج شام کو (حاج آغا) صاحب کے مکان پر ہم تمام ارکان جمعیت جمع ہوں اور اس بارہ میں مشورہ کریں دیکھیں وہ تمام کیا رائے دیتے ہیں؟ اگر تمام جمعیتیں ہماری رائے سے متفق ہوگئیں تو طریق عمل کا فوراً فیصلہ ہے۔ فیصلہ کے بعد پہلا شخص جو میدان میں آئیگا وہ میں ہوں۔ یقین کیجیے کہ اس قلیل عرصہ کے اندر میں نے بہت سا سامان فراہم کرلیا ہے۔ ۵۰۰ گنیاں موجود ہیں اور بہت سے درہم اس کے علاوہ۔ میگزین، کارتوس ترکش پوستینیں وردیاں لباس وغیرہ ایک کافی مقدار میں موجود ہیں بس میں تو آپ سے صرف ایک چیز کا طالب ہوں کہ آدمی لائیے اور فوجی نظام درست کیجئے اگر یہ ہوگیا تو شب و روز کے ۲۴ گھنٹے ہم میدان میں لڑسکیں گے جس وقت ہم ایک مرتبہ میدان میں آکھڑے ہوئے پھر تو تمام رعایا اٹھ کھڑی ہوگی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے

اہل پرسپا، اوخری، وغیرہ بھی کھڑے ہو جائینگے۔ جب یہ کھڑے ہو گئے تو اہل رودیرہ بھی کھڑے ہو جائینگے۔

جمال آفندی اور طاہر آفندی میری بات کے اختتام کا انتظار کر رہے تھے۔ فوراً بولے نیازی! ہم نہایت وثوق کے ساتھ آپ سے وعدہ کر رہے ہیں کہ جو حکم بھی آپ دینگے ہم سر جھکا دینگے ہم وطن کے لئے قربانی اور موت کی قسم کھاتے ہیں۔

میں نے کہا! اگر یہ فدائیت ہے تو آپ دونوں صاحب اخوان جمعیت کو آج شام حاج آغا کے مکان پر جمع کیجئے۔ سات بجے میں بھی آجاؤں گا۔ تمام ملکر غور و فکر کے بعد ایک قطعی راہ طے کرلینگے اس گفتگو کے بعد ہم ایک دوسرے سے رخصت ہوئے شام ہوئی تو یہ دونوں صاحب معہ چالیس پچاس اخوان جمعیت کے حاج آغا کے مکان پر پہنچے۔ میں نے بالکل خالی عن التکلف استقبال کیا اور یہ لوگ اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ نہایت مضطربانہ وا لہانہ گفتگو شروع کردی۔

بیٹھکا! بنار وطن احباب کرام! آپ لوگوں نے ہماری جمعیت سے (جس نے وطن کو استبداد کے پنجہ سے نجات دلانے کا بیڑہ اٹھایا ہے) یہ عہد کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ جمعیت کے لئے ہماری جانیں اور مال و دولت قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ پس میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا یہ حلف اور عہد صحیح ہے ؟ تمام آوازبلند بیک آواز بولے ہاں نیازی! یہ حلف اور عہد صحیح ہے۔

میں نے کہا! اگر صحیح ہے تو وفار عہد کا وقت سر پر آگیا۔ وطن اب ہمارے اخلاص و قربانیوں کا منتظر ہے۔ حکومت اب مسئلہ مکدونیہ کو طے کرنے سے قاصر ہے۔ عزیز سرزمین مکدونیہ کو اعدار وطن کے حوالہ کردینے کے لئے تیار ہے۔ روس اور انگلستان اس بارہ میں گفتگو کرچکی ہیں۔

پس ہمارے سامنے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ قوم اپنی گردنوں کی بھینٹ حکومت پر چڑھا دے اور وطن کی سرزمین پر خون کی ندیاں بہادیں۔ پس جمعیت کا بقا اسی میں ہے کہ اعدار دین اہل یورپ اور حکومت مستبدہ ساخطہ کا قاہرانہ مقابلہ کریں اور تمام رعایا بیک وقت یک آن ایک ارادہ حکومت کو چیلنج دیدے کہ آؤ یا دنیا میں تم نہیں یا ہم نہیں۔ حکومت مستبدہ نہیں یا ہماری صداقت نہیں ہم مرمٹیں گے یا تمہیں مٹاکر چھوڑینگے۔

میں آپ لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اعلان حق اور چیلنج کا وقت یہی ہے اس سے زیادہ

مناسب وقت نہ ملا اور نہ ملیگا اس لئے کہ آج استبداد حکومت سے بلا اختلاف جنس و مذہب تمام رعایا نالاں ہے۔

اس وقت ہمیں کھڑا ہو جانا چاہیئے اور سرزمین رسنہ سے معرکہ آرائی شروع کر دینی چاہیئے کیونکہ اسی سرزمین سے مصائب و آلام کے چشمے بلغاریین نے بہائے ہیں لہٰذا ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ علم جنگ سب سے اوّل ہم ہی بلند کریں۔

میں آپ لوگوں کو کافی اطمینان دلاتا ہوں کہ جنگ کا تمام سامان آلات اسلحہ وردیاں خوراک اور جو اسباب بھی فوج کے لئے ضروری ہے تمام میرے پاس موجود ہے۔ اگر محتاج ہوں تو صرف آدمیوں کا ان ارباب جمعیت فدائیین شیدائیین کا جو وطن کے لئے اہل و عیال لذائذ و نعائم اور تمام تعلقات جس سے حیات دنیوی وابستہ ہو وطن کی راہ میں قربان کر دیویں اور جب تک وطن آزاد نہیں ہوا انھیں عشق ہو تو وطن سے محبت ہو تو وطن سے غذا ہو تو عشق وطن اور بس۔

اے ارباب شرف اور اے میرے سردارو! مجھے آپکی حمیت و اخلاص پر کامل اعتماد و وثوق ہے۔ اور وثوق ہی کی بنا پر آپ کو مدعو کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہم میں سے ایک وجود بھی ایسا کمزور کم مایہ ثابت ہو گا جو اپنی قسم توڑ دے۔ میں اس امر کی معافی چاہتا ہوں کہ میں نے نہایت شوخ چشمی سے بغیر کسی قسم کی لگاوٹ کے صاف صاف طریق عمل و اخلاص کا اظہار کر دیا۔

آپ لوگوں کو اس کا علم ہے کہ ڈیڑھ سو برس سے ادارۂ عثمانیہ نے مسیحیین پر دانت تیز کر رکھے ہیں اور یورپ کو ہمارے داخلی امور میں مداخلت کا موقع دے رکھا ہے اور آج حکومت کی سفلہ روی نے دنیا کے سامنے ہمیں ذلیل اور محل تمسخر بنا رکھا ہے۔

پس آج ہمارا فرض ہے کہ سب سے پیشتر حکومت کا اور ان قراردادوں کا جو روال نے آکر حکومت سے منظور کرائی ہیں سختی سے سخت مقابلہ کریں اور اس معرکہ میں ہم ثابت کر دیں کہ اقوام مسیحی ہمارے لئے ویسی ہی ہیں جیسے ہمارے بھائی مسلمان ان کا خون ہمارا خون ان کی دولت ہماری دولت ان کی حریت ہماری حریت ان کی عزت ہماری عزت ان کی حیات ہماری حیات ان کی موت ہماری موت ان کا بقا ہمارا بقا ہے۔ ہماری معرکہ آرائی اشخاص و عناصر مذہب و قوم سے نہیں بلکہ ہماری جنگ ادارۂ حکومت سے ہے اور حریت و آزادی اور حصول مساوات

کے لئے ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ہم تمام اہل وطن کو ظلم و استبداد کی بیڑیوں سے نجات دلانا چاہتے ہیں اور جس قدر بھی مصائب برداشت کرنے پڑینگے جمعیت پر مجھے کامل اعتماد ہے جمعیت اپنے اندر اس عظیم الشان معرکہ کی طاقت رکھتی ہے۔

میرے دوستو! آج ہی میں اپنے اعزہ وغیرہ کو بلا کسی رفیق اور ساتھی کے دمناستر، روانہ کرتا ہوں اور ہمیشہ کے لئے انھیں رخصت اور الوداع کرتا ہوں اور اس اپنے راحت خانہ کو بھی اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہوں اور ہمیشہ کے لئے قفل لگاتا ہوں اور وطن محبوب کی آزادی کے لئے سب سے پیش پیش ہوں۔

میرے دوستو! میرے ارادے تو یہ ہیں۔ میری قرارداد تو یہ ہے پس کیا تم میں کوئی ہے جو میرا ساتھ دے؟ میری اتباع کرے۔ میرے قدم بقدم چل کھڑا ہو اور میرے رنج و راحت کا سہیم و شریک بنجائے؟

یہ سنکر تمام حاضرین بیک زبان بآواز بلند پکار اُٹھے کہ پیارے نیازی! ہم تیرے اشاروں پر مرنا شرف سعادۃ سمجھتے ہیں۔ جہاں جب امر کے لئے حکم ہو سر بکف حاضر ہیں یہ کہکر تمام میری طرف دوڑے اور گلے مل مل کر چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ دردِ دل کے چشمے قلوب سے بہکر آنکھوں سے ٹپکنے لگے۔

بس اس وقت نہ کوئی بحث باقی رہی نہ گفتگو۔ انتظار تھا تو صرف اس کا کہ میدانِ کارزار کی تاریخ اور مقام مقرر ہو جائے اور بس۔ اس کا فیصلہ بھی لمحوں میں ہو گیا تمام اخوان جمعیت نے بالاتفاق منظور کر لیا کہ بہترین وقت وقت جمعہ ہے ڈیڑھ سو اور دو سو آدمیوں کی فوجی جمعیت (رسنہ) کی فوجی چھاؤنی کے قریب تیار ہے اور وقت موعود کا انتظار کرے۔

تمام ارکان مجلس نے اس امر کا وعدہ کر لیا کہ اپنے اپنے مقام پر پہنچکر فدائیین کی بھرتی شروع کر دینگے اور قرار پایا کہ جمال آفندی رئیس البلدیہ دمناستر پہنچیں اور جمعیت کو اس قرارداد و عزائم و ارادوں سے مطلع کرے اور امداد و اعانت کی درخواست کرے۔

اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی نہایت شاداں و فرحاں مست و مگن ایک ایک دو دو اٹھے اور روانہ ہو گئے میں بھی اپنے خوب خانہ کی طرف روانہ ہو گیا مکان پہنچا تمام شب مسائل حاضرہ

پر غور و تدبر کرتا رہا میرے قلب و روح کی یہ کیفیت تھی کہ فرط و مسرت سے لبریز اور پر تھا اللہ اللہ تیری کرشمہ سازیاں بندہ نوازیاں بھی عجیب و غریب ہیں۔ تیری عنایتوں اور برکتوں کا فیضان عجیب و غریب ہے۔ تو نے آج ہماری راہ نمائی فرمائی اور طریق مستقیم کی ہدایت کی۔

جوں جوں رات گذرتی جاتی تھی اس اجتماع علیہ مجلس جمعیۃ کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آتا جاتا تھا اور خدائے قدوس کی عظمت و جلال اس کی کرم فرمائیاں قلب و روح پر عجیب و غریب کیفیتیں پیدا کر رہی تھیں۔ یقیناً دنیا میں ۱۵ جون ۱۹۲۴ء ایک یادگار اور تاریخی دن رہیگا۔ آج ہی کا دن ہے جہاں سے استبداد کے فنا کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر خدائے قدوس کی وحدانیت کے انوار قلب پر نازل ہوتے تھے اور ہدایت و راہ نمائی کی برکتوں سے دامن لبریز ہو رہے تھے۔ زبان سے بے ساختہ یہ صدا نکل رہی تھی کہ یارب ما ھذا التجلی؟ اے پروردگار یہ کیا برکات تجلی ہیں؟ تیری عظمت و جلال کی تجلی ہے جس نے قلوب کو حب وطن سے مامور کر دیا اتحاد و اتفاق کی برکتوں سے روح کو روشن کر دیا۔ تیری ہی عظمت و ہیبت ہے جس نے ارکان جمعیت کا انشراح صدر فرمایا۔

بہر حال اس تجلی عظمت و جلال کا ایک عجیب و غریب منظر تھا۔ میرا قلب و روح اس عطیہ ربانی موہبت سبحانی سے محو وجد تھا۔ دوستو! یہ جذبات دولولے اذواق اشواق تھے جو میں لیکر مکان پر پہنچا۔ اور جس چارپائی کو میں نے تین روز سے اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا اس پر جا کر آرام کیا۔ اللہ اللہ کر کے شب ہجر و حجاب نے کروٹ لی صبح امید طلوع ہوئی بستر و بالین سے اٹھا اور ترتیب اعمال کی طرف لپکا اور صبح ہوتے ہی جناب آفندی مناستر پہنچے۔ اور میں نے جوئنٹ میجر عثمان آفندی کو جو ایک معتمد ارباب شرف اخوان جمعیت تھے اور (رپرسپہ) کے فوجی افسر کو (رسنہ) میں مدعو کیا جمعیت کی قرار داد اور آخری فیصلہ سے انھیں مطلع کیا (رسنہ) اور (رپرسپہ) کے ان تمام اصحاب کے نام ان کے سامنے پیش کیے جن کی شرکت کی قلیل سے قلیل اور قریب سے قریب ایام میں امید کی جاتی تھی۔ عثمان آفندی نے فوراً شرکت کی درخواست پیش کی اور سنجیدہ ہو کر کہنے لگے اب میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا فرمائیے کونسا کام میرے سپرد ہے؟

آخری فیصلہ جو ہم میں اور آن میں ہوا وہ یہ تھا کہ قریۂ (لاچہ) میں یوم الموعود یوا الخروج کو

یعنی جس دن ہماری اور حکومت مستبدہ کی معرکہ آرائی اور قسمتوں کے فیصلے کا دن ہو۔ وہ ہم سے ملیں اور خفیہ مراسلت کے ذرائع و وسائل متعین ہوئے اور رخصت کیا۔

اس کے بعد جوئنٹ میجر سعدی آفندی افسر میگزین رسنہ کو بلایا اور تمام عزم و ارادوں سے انھیں مطلع کیا اور ہر پہلو سے سمجھایا۔ الحمد للہ کہ سعدی آفندی بھی اس خدمت ملی کے لئے تیار ہو گئے۔ اس قرارداد کے بعد دوسرے ہی دن فوجی رجمنٹ رسنہ پہنچ گئی۔

اس دن شام کو میں نے اپنے حبیب لبیب راز دار صادق فوجی دوستوں کے قاعد طیار آفندی اور سلیمان آفندی اور بطل شرف و حریت میجر ارکان حرب رمزی بک کو اپنے عزائم سے مطلع کیا روپیہ پیسہ یا اسلحہ و آلات فراہم کرنے کی درخواست تو ان سے تھی نہیں ان حضرات نے بلا جمعیت کا وعدہ کیا اور پوری ہمدردی کا اظہار کیا۔

اب رائے یہ قرار پائی کہ ارکان جمعیت کا عملی پروگرام یہ ہوگا کہ بلغاری ڈاکوؤں کی ایک جمعیت جو غالباً سو آدمیوں کی ہے اس کے حیلہ سے میں ایک فوجی دستہ لیکر نکلوں گا ارباب جمعیت یکایک اسلحہ لیکر نکلیں اور حملہ۔۔۔۔۔کر دیں اور نہایت حسن اسلوبی سے کہ فوجی ارکان پر یہ ظاہر ہو کہ بلغاریین کی سرکوبی کے لئے نکلے ہیں نہ کسی اور غرض سے۔ اور اس موقع پر حکومت کے تمام عسکری قوتیں منتشر کر دیئے جائیں سوائے میجر ارکان حرب رفیق بک کے جو تقریباً ۲۰ یوم سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور بیک باشی رمزی بک قائد محکمہ کارتوس اور جوئنٹ میجر اسعد آفندی اور بعض دیگر فوجی کپتانوں سے کچھ تعرض نہ کیا جائے۔ کہ ان سے زیادہ خطرہ کی امید نہیں ایک جماعت مقام واقعہ پر چھپی رہے اور بعض محافظین کو فوجی مورچوں پر مسلط کر دیا جائے اور لوگ جب نماز میں مصروف ہوں اخوان جمعیت محبان وطن اٹھیں اور فوجی چھاؤنی اور مورچوں پر حملہ کر دیں۔ غرض ان ترتیبات و تنظیمات میں ۱۶ جون ۱۳۲۲ھ کا دن بھی ختم ہوا شام ہوئی اپنے مکان پر پہنچتے ہی دیکھتا ہوں کہ میری شریک حیات سہیم رنج و راحت بی بی نہایت مضطرب و بے چین بیٹھی ہوئی ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے عزائم و ارادوں کی اس کو خبر ہو گئی ہے کبھی مسرور و خوش نظر آتی ہے اور کبھی مغموم و محزون

بہر حال!! اس رفیق حیات کو جب میں نے نہایت ہی مضطرب و بے چین پایا۔ مجبور ہو کر

اپنے تمام ارادوں سے مطلع کیا اور ہر پہلو سے سمجھایا اور یہ امر ذہن نشین کر دیا کہ غلامی کی زندگی کوئی زندگی نہیں لہذا اب یا تو موت ہوگی یا آزادی۔ چنانچہ وہ میری تمام باتیں سمجھ گئی اور اعتراف کیا کہ اب بجز قربانی کوئی چارۂ کار نہیں جب اس حقیقت تک وہ پہنچ گئی تو مسئلہ یہ پیش آیا کہ ان ایام کشمکش و اضطراب کے زمانہ معرکہ آرائی میں اس رفیقۂ حیات کا کیا حشر ہوگا؟ بہت غور و فکر بحث و تمحید کے بعد ہم دونوں اس امر پر متفق ہوئے کہ اس کو حتی بک قائم مقام ڈپٹی کمشنر ہرگز مناسب کے پاس بھیج دیا جائے تاکہ وہ اس کو اس کے والدین کے پاس پہنچا دیں۔

بہرحال! اب بی بی کے مسئلہ سے بھی کچھ فرصت ملی۔ شب بھر نہایت جی بھر کر سویا اور تمام دنوں کی نیند پوری کر لی صبح بیدار ہوا تو میری عجیب حالت تھی تمام قوائے بدنیہ درست ہو گئے دل و دماغ اعضاء و جوارح جو متواتر بے خوابی کی وجہ سے جواب دے چکے تھے تر و تازہ ہو گئے اور ایک محیر العقول طاقت میرے اندر پیدا ہو گئی۔ سرور قلب کی بھی ایک عجیب کیفیت تھی کہ دل و زبان سے بے ساختہ یہ جاری ہو جاتا تھا۔ اے پروردگار! یہ کیا عجیب و غریب انقلاب ہے؟ یہ کیسی حیرت انگیز تخیلات ہیں؟ یہ کیا کرم سازیاں بندہ نوازیاں ہیں؟ اور یہ کیا برکات و خیرات کا نزول ہے کہ کل جن کامیابیوں کا وہم و گمان بھی نہ تھا آج خود بخود استقبال کر رہی ہیں کل جو دنیا تاریک نظر آتی تھی آج نور و نورانیت سے معمور نظر آتی ہے کل جن لوگوں سے کچھ امید نہ تھی آج وہ حب وطن کے پیکر نظر آ رہے ہیں الحمد للہ آج زمین کے ذرے ذرے میں لمعات نور و نورانیت کی جھلک نظر آ رہی ہے کل میرا دماغ جس خدمت کو خدمت دنیا سمجھ رہا تھا آج وہ مجھے حیات ملک و ملت کی بشارت اور حیات روح کی برکات پہنچا رہا ہے۔ جلال و اعجاب کے نغمے سنا رہا ہے۔ شہر کی کشش اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور چھاؤنی کا مقناطیسی جذبہ اپنی طرف۔

بہرحال یہ سحر نور و ہجوم اٹھا اور شہر کی طرف بڑھا چھاؤنی کی طرف روانہ ہوا اور مورچہ بندی کے نظام میں گام زن ہوا۔ کمال الٰہی جلال خداوندی کا نشہ دل و دماغ پر طاری تھا زبان حمد و شکر میں نغمہ سنج تھی کہ اے پیارے خدا! بجود عجز خضوع مست خشوع توحید کی برکات و رحمت فرما جس ناچیز بندے کو تو نے یہ انوار و تجلیات بخشیں اُسے شکر و حمد کی برکتوں سے محروم نہ رکھ۔ اللّٰھم اجعلنی شکورا و سبأ توم بالشکر و اجعل بان اجعل نفسی فداءً للوطن۔

یہ گنہگار بندہ اس عجز و نیاز عبادۃ و شکر کے نشہ میں معبود حقیقی سے ہمکلام تھا کہ یکایک جمال آفندی اپنی مہم مناستر کو پورا کرکے یہاں پہنچے ملاقات ہوئی کہنے لگے جمعیت نے ترتیب عصابہ فوجی کی جو قرارداد منظور کی تھی اور جس کی خدمت میرے سپرد تھی الحمدللہ کہ وہ تیار ہوگئی اور اس حسن اسلوبی سے کہ جمعیت پر ذرا بھر بار تک نہ ہوگا۔ یہاں تک وقت گذرا تھا کہ رسنہ کے مشہور رئیس العصابات قرلیتہ نے جو بلغاریین کا سرگروہ تھا اتحاد کے لئے ہماری طرف ہاتھ بڑھایا قرلیتہ کی شرکت محض موہبت ربانی تھی اور ہماری نیات حسنہ کا بین ثبوت ہماری سچائی کی کھلی ہوئی دلیل تھی اس اثنا میں صربیہ کے فوجی دستہ نے رافیتہ بیوجوری کو گرفتار کرکے قتل کردیا اس کے قتل کے بعد ہی ایک عورت کے اکلوتے بیٹے جس کی عمر صرف دو برس کی تھی صربی لوگ گرفتار کرکے پہاڑوں کی طرف لے گئے یہ لوگ بلغاریین پر ایسے ایسے امور و مطالب پیش کرتے تھے جن کو وہ کسی طرح برداشت نہیں کرسکتے تھے

بیچاری یہ مظلوم عورت نہایت بیکسی و مظلومی کی حالت میں روتی تھی اور اپنے معصوم بچے کی رہائی کے لئے نہایت بے چین تھی میں نے اس سے وعدہ کیا کہ تم مطمئن رہو جس طرح بھی تمہارے جگر گوشہ کو تمہارے حوالہ کراؤنگا۔

میں نے اب رئیس جمعیت صربیہ اور اس کے تمام ارکان کی گرفتاری کا قصد کرلیا بیچاری یہ مظلومہ خاتون اپنے بچہ کے فراق میں ڈاڑیں مار مار کر روتی تھی اور سرد آہوں سے بڑے بڑے پتھر جگر والوں کے دل پگھلا دیتی تھی۔ ناظرین! ملک کی یہ کیفیت ہو اس مستبدہ حکومت کو ہم کیا کریں ہماری کوششیں حقوق بلغاریین کی حفاظت کے لئے باغی جمعیتوں کو شکست و ہزیمت دیتی چلی جاتی تھیں اور عام اہل صرب اہل غلاخ ظلم و استبداد کے پنجے تیز کرتے چلے جاتے تھے اور ہم بھی انھیں ظلم کا موقع دیتے چلے جاتے تھے۔ اس میدان کو جب ہم اوہام سے پاک کرتے تھے تو دوسروں کے لئے تختہ مشق بنجاتا تھا۔ کیا نہیں معلوم کہ ابھی ابھی قرلیتہ کو اس کے منصب سے میں نے علیحدہ کیا اور اس کے تمام اہل و عیال کی محافظت کا میں ذمہ دار اور کفیل ہوں۔ ادھر یہ عورت بیچاری اپنے معصوم بچے کے فراق میں آہ و زاری کررہی ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ صربیین کے ان مظالم کو میں دیکھوں اور صبر کروں۔ بلغاریین کی بیوی بچوں کی حفاظت بھی میرا فرض ہے۔

بہرحال منگل کا دن ۱۷ جون ۳۲۴ھ بھی اس حیص و بیص اور مختلف اعمال و دعوت میں گذرا

بدھ مورخہ ۸ جون ۱۳۲۸ھ کا آفتاب طلوع ہوا تو ہرشئے کو ہم نے اپنے ارادوں کے موافق پایا۔ لوگ تھے کہ وفور اذواق و اشواق میں نہایت بیخود سے تھے اور یوم مقدس یوم موعود کے استقبال و انتظار میں مضطرب و بیچین تھے۔

بدھ کا دن بھی عجیب و غریب دن تھا جمال خداوندی کے نظارے پیش کر رہا تھا۔ بدھ کی شام ہوئی تو میرے ایک رفیق صادق ضیا آفندی جونٹ سیکریٹری مناستر سے آگئے ہمارے عزائم کا انھیں علم ہوا تو فرح و مسرت کے ترانے گانے لگے اور حیات مستعار کو الوداع کہنے کے لئے تیار ہو گئے۔

اللہ اللہ اس دن کی صبح بھی عجیب و غریب انشراح صدر و نشاط و فرح کے سامان لیکر طلوع ہوئی تھی۔ ہر لمحہ ظفر و کامیابیوں کے آثار فتوحات و اقبال مندی کے انوار نظر آتے تھے شام ہوئی سکون و راحت کا کچھ موقعہ ملا اور بہت سے لمحوں میں شب نے بھی کروٹ بدلی صبح امید نمودار ہوئی اخوان جمعیت کے اخلاص و ایثار کا یہ حال تھا کہ ہر ایک کی پیشانی پر فرح و سرور کے آثار نظر آتے تھے جس وقت مجھے فدائین یکے بعد دیگرے یہ خبر دیتے کہ تمام شیدائی وطن عزیز کی آزادی کے لئے قربان ہونے کے لئے تیار ہیں تو مجھے عجیب فرحت و مسرت حاصل ہوتی تھی۔

ہم دیکھ رہے تھے کہ یوم موعود آرہا ہے اور رسنہ میں اس کی الوداعی یوم کی آفتاب بھی غروب ہونے کے لئے تیار ہے۔ بدھ کے دن میں اپنی عزیز بہنوں کو معہ ان کی اولاد بچوں کے رسنہ سے روانہ کر چکا تھا۔ آج جمعرات کے دن اپنی حیات و زندگی کی شریک فہیم بی بی کو بھی مناستر کی طرف روانہ کر دیا۔

اب مکان خوبت مقام رین بسیرا میں کوئی ہستی تھی تو صرف بچارے نیازی کی اور بچارے مغموم و متحسر نیازی کی۔ اللہ اللہ کیسا نازک مرحلہ تھا کہ میرے پیچھے میری دو بہنیں اور ایک بہن کے پانچ یتیم بچے تھے اور میرے بعد ان کا کوئی سہارا نہ تھا۔ پریشان حال ان غمزدوں کی پرورش و تربیت کا سہارا تھا تو صرف ایک نیازی کی جان اور بس۔ یقیناً ان بے سہارا بے یار و مددگار کی یاد مجھے چار چار آنسو رلا رہی تھی اور بیچین کر دیتی تھی لیکن کیا کرتا جو کام پیش نظر تھا اور جس کی محبت میں شب و روز بے چین رہتا ان تمام محبتوں سے مقدم تھا ساری محبتیں اس ایک محبت پر قربان ہیں بس خدائے قدوس کے اکرام و الطاف پر بھروسہ کیا اور اس کے سپرد کیا۔

میری رفیقہ بی بی کی بے کسی بھی مجھے بےچین کر رہی تھی سلئے کہ میرے یہاں آئے ہوئے اس کو صرف ۷ ماہ کا عرصہ ہوا تھا۔ دنیا کے نرم و گرم نشیب و فراز سے بالکل بے خبر تھی مگر کیا کرتا اس کو بھی خدا کے حوالہ کیا اور حتمی یک قائم مقام ھرکز قضا رسناستر کو اس بارے میں ایک رقعہ لکھکر بھیجدیا اور اپنے ارادوں سے بھی انھیں مطلع کر دیا۔ مشاغل وطن ایسے نہ تھے جو اس قسم کی مراسلتوں کیلئے زیادہ مہلت دیتے نہایت مختصر چند جملے لکھے اور بہتر یا مناسب ہو کہ اس خط کو یہاں نقل کر دیا جائے خط یہ ہے۔

سید المجل! میں نہایت ضروری کاموں میں مصروف ہوں امید ہے کہ آپ میرے اس مختصر وصیت نامہ پر عمل کرینگے؟ زیادہ طول کلام کی ضرورت نہیں اختصار کا سبب آپ کو معلوم ہے میں اب دنیا میں ذلت کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا۔ زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہوں۔ میں اس وقت اپنے دو سو فدائیین کی رفاقت میں جنگ کے بازار میں جا رہا ہوں ہمارے پاس اسلحہ بندوقیں وغیرہ موجود ہیں اب میں اپنی اہلیہ کو اور اپنی عزیز بہنوں کو اور بہن کے بچوں کو اس آخری وقت خدا کے حوالہ کرتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں۔ بس جس طرح بھی ممکن ہو میری کل کی تحریر کے بموجب میری اہلیہ کو میری بہن کے لڑکے کے ساتھ آستانہ بھیجدیں بس آخری جملہ میرا یہ ہے۔ اما الموت اما سلامة الوطن۔

۱۰ جون ۱۳۲۹ھ } میں ہوں
قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) احمد نیازی

اس خط کے بعد جو میری پہلی کوشش تھی وہ یہ تھی کہ ہموم و افکار کو دور کروں اس وقت میں بالکل یکہ و تن تنہا تھا اور جس طرح میں اپنے مکان میں ایک منفرد وجود تھا اسی طرح میرے قلب میں صرف ایک ہی جذبۂ ملی تھا اور بس میں تھا اور وحدانیت ربانی عدل اسلامی کا جذبہ تھا اور بس۔ یہ شب ہجر تھی جو میدان آرزوں کی دلربائیوں میں محو تماشا تھی۔ نیند کا نام نہ تھا۔ میں نے قلم اٹھایا اور رسناستر کے مابین و وزرار، "میجر"، "تومندان"، "جاندارمہ" اور رسنہ کے میجر اور مدبر اور بعض جماعت بلغاریین کے نام خط لکھنا شروع کر دیئے۔

میں اس کام میں نہایت مصروف اور محو تھا کہ یکایک طاہر آفندی میرے سامنے آکھڑے ہوئے

اور خبر دی کہ جونٹ میجر سواران ر اکا آفندی امناستر سے حاضر ہوئے ہیں اور نہایت عجلت سے آئے ہیں یہ کہہ ہی رہے تھے کہ اکا آفندی نہایت تیزی کے ساتھ گھر میں داخل ہوئے میں نے کہا آئیے آئیے مبارکباد کیئے کیا خیر ہیں ہیں خیریت تو ہے؟ کہنے لگے الحمدللہ میں صرف اس لیئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ سے اعلان ناص کا وقت دریافت کروں۔ مجھے تلغراف رمزی کے ذریعہ اُن لوگوں کو مطلع کرنا ہے۔ جناب عالی الثقیں فرمائیے وہ تمام لوگ قربانی کے لئے تیار ہیں اس تحریک کو نہایت عظمت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں جمال آفندی جس روز پہنچے اُسی روز ہمارا کام ہوگیا تھا۔

میں نے کہا الحمدللہ والشکر لہ کہ ہر کام ہمارا ہمارے ارادوں کے مطابق ہوتا چلا جا رہا ہے اُٹھئے اُٹھئے جلد جائیے اور اپنا کام انجام دیجیے۔

انھوں نے کہا آپ بالکل مطمئن رہیئے ہم کل اعلان حریت ضرور کردینگے مجھے افسوس ہے کہ میں اپنے ساتھ بہت سی کمزوریاں رکھتا ہوں اس لئے کھلی طور پر آپکا ساتھ دینے میں معذور ہی نہیں بلکہ بدنصیب ہوں۔ اندرونی خفیہ طور پر شریک ہوں اور جان توڑ کوشش کروں گا اب تو میں اوخری جا رہا ہوں جمعیت نے یہ طے کیا ہے کہ مصطفےٰ آفندی انسپکٹر عدلیہ کو جو حکومت نے آستانہ بلانیکا حکم دیدیا ہے اس حکم کو معطل کیا جائے اور فدائیین وطن کی حفاظت و قیادت اُن کے سپرد کی جائے لہذا میرا جلد سے جلد وہاں پہنچنا ضروری ہے۔ میں وہاں ابھی پہنچتا ہوں اور مصطفےٰ آفندی کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ پس اب رخصت چاہتا ہوں ہاں فرمائیے کہ آپ سے اسکے بعد ملاقات کہاں ہوگی؟ جلد بتلائیے۔

میں نے کہا (استارودہ) میں (رشاربک) کے مکان پر۔ اکا آفندی نے میرا یہ جواب سُنا فوراً مصافحہ کیا اور (اوخری) کی راہ لی۔

میں ان مشاغل میں مصروف تھا کہ آفتاب اپنی نورانی کرنیں لیکر پہاڑوں میدانوں کو منور کرتا ہوا نمودار ہوا میں نے سارے کام ختم کردیئے اور اصل کام میں مصروف ہوگیا قرار داد کے مطابق نفاذ پروگرام عمل کے لئے اٹھا۔ آج اُس عظیم الشان اعلان حریت کا بابرکت دن تھا صبح کی دسویں ساعت تھی (ترکی میں ساعت کا اندازہ مشرقی حساب سے ہوا کرتا ہے) میں نے اپنے ایک رفیق کو

بیک باشی (میجر) کے پاس بھیجا کہ جاؤ خبر دو کہ بلغاری ڈاکوؤں کی جمعیت جو تقریباً سو آدمیوں کی ہے (اسملوق) کے قرب و جوار میں پہنچ گئی ہے۔ بیکباشی کو خبر پہنچی فوراً چوکنے ہوئے اور (تابیوق) کی طرف روانہ ہوئے درسنہ کے اندر جو سو آدمی ہمارے موجود تھے بازار میں مقام واقعہ پر پہنچے۔ اسی طرح مکمل انداز رجمنٹ دوسرے راستہ سے نکلی تاکہ مقام خاص پر پہنچکر اس دستہ سے جاملے میری کارگذاری اس وقت یہ تھی کہ معمولی کپڑے زیب تن کئے تاکہ کسی کو کچھ شبہ نہ ہو اور آہستہ آہستہ فوجی چھاؤنی کی طرف بڑھا۔ راستہ میں ضیاء آفندی سے جو کل مناستر سے آئے تھے ملاقات ہوئی اُن کے چہرے سے کچھ بشاشت ٹپک رہی تھی اور کچھ پریشانی کے آثار بھی نظر آرہے تھے ان کی ملاقات سے مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔

وقت موعود وقت اعلان اب بہت ہی قریب آپہنچا تھا ارکان جمعیت ایک ایک دو دو آنے لگے اور چھاؤنی کے ارد گرد جمع ہونے شروع ہو گئے جس قدر وقت قریب ہوتا جاتا تھا انتہائی مسرت اور کیفیت قلبی میں ترقی ہو رہی تھی۔ مگر چونکہ بعض فوجی سپاہ رسنہ میں موجود تھے اسلئے کبھی کبھی قلق و بےچینی بھی دامنگیر ہو جاتی تھی۔ میں نے غور کیا اور انھیں رسنہ سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی فوراً سارجنٹ قانونی کو بلایا اور کہا بیٹا! بلغاری ڈاکوؤں کا معرکہ معمولی نہیں میرا ارادہ ہوتا ہے کہ میں خود بھی وہاں پہنچوں۔ لیکن بعض وجوہ سے میرا وہاں جانا غیر مناسب ہے جلد جاؤ اور میجر صاحب سے کہو تمام افسران فوج کو معہ سپاہ لیکر موقع معرکہ پر پہنچیں میں یہاں اور آدمی تیار کر رہا ہوں کیوں بھائی میری بات تم سمجھ گئے؟ لفظ بلفظ یہ پیغام میجر صاحب تک پہنچا دوگے نہ؟ جاؤ جاؤ جلد جاؤ

اس نے کہا بالراس والعین جو کچھ آپ نے فرمایا لفظ بلفظ پہنچا دوں گا یہ کہا اور وہ چلا اور شمال کی طرف قدم بڑھائے دوڑا اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔ دائرہ بلدیہ (محکمہ میونسپلٹی) میں جاکر بیکباشی (میجر) مذکور سے ملا اور نہایت تپاک سے میرا پیام پہنچایا۔
بیکباشی (میجر) مذکور کے ساتھ رفیق بک مخبری بک اور ضیا آفندی جو نئے میجر جاندارمہ بھی بیٹھے ہوئے تھے ان لوگوں نے بھی نہایت وثوق کے ساتھ اس خبر کی تصدیق کی اور فوراً اُٹھ اُٹھکر اپنے اپنے مکان کی طرف چلتے ہوئے

میں اُن کے جوش و خروش کو دیکھ رہا تھا اور نہایت خاموشی کے ساتھ اُن کا تماشہ دیکھ رہا تھا منتظر تھا کہ یہ حکومت کے غلام یہاں سے کب دفع ہوتے ہیں؟ تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ مصطفےٰ صاحب جنٹ واپس آیا اور خبر دی کہ تمام سرکاری عملہ ارمعرکہ (اسپیاؤ تھو) کی طرف روانہ ہو گئے صرف جونمنٹ میجر رمضان آغا شہر میں موجود ہیں۔

رمضان آغا کا بھی چھاؤنی سے دفع کرنا ضروری تھا میں نے پھر مصطفےٰ کو بلایا اور کہا جاؤ اور رمضان آغا سے جا کر کہو معرکہ بہت سخت درپیش ہے تم تھانہ پر پہنچو اور وہاں میرا انتظار کرو اور جب تک میں نہ پہنچوں ایک قدم بھی یہاں سے نہ ہٹنا۔

مصطفےٰ نے کہا: بسر و چشم یا سیدی! یہ کہکر روانہ ہوا اور رمضان آغا کو پیغام پہنچا دیا۔

اس تدبیر سے رمضان آغا کی مشکل بھی حل ہو گئی (مجھے بعد کو معلوم ہوا کہ بیچارہ رمضان آغا اُس روز تمام دن تھانہ ہی میں میرے انتظار میں بیٹھا رہا)

بہرحال جب دن کی چوتھی ساعت آئی تو راستہ سرکاری ملازمین سے بالکل خالی تھا صرف بعض ادنیٰ درجہ کے ملازم تھے جو چھاؤنی میں موجود تھے اور رمضان آغا تھانہ میں منتظر بیٹھے مسلمان شرفا خادمین اہل شہر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے، جب یہ لوگ نماز میں مصروف ہو گئے تو میں نے رومال ہلایا کہ ارباب حمیت و اخوان صفا نکلیں اور اپنا کام شروع کر دیں۔ چند اشاروں میں فدائین چھاؤنی میں پہنچے اور حملہ کر دیا۔ آلات و اسلحہ روپیہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا جو جو اسباب ہم نے یہاں سے لیا ایک رجسٹر میں اُس کو درج کر لیا۔ سب سے پہلے اسلحہ اور دراہم کے صندوقوں پر ہم نے قبضہ کیا جو خزانہ کا روپیہ ہم نے غصب کیا وہ ۵۵ ہزار قرش تھے اسلحہ وغیرہ کی فہرست بھی اس رجسٹر میں درج ہے یہ رجسٹر ایام انقلاب کا ایک بہترین وثوق نامہ اور یادگار ہے اس رجسٹر کو میں اب تک نہایت محبوب رکھتا ہوں۔

جس وقت ہم آلات و اسلحہ وغیرہ کے صندوقچے توڑ رہے تھے تو پہرہ دار ہماری طرف نہایت استعجاب و حیرت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟

میرے دوستو! یہ عجیب و غریب دن تھا یقیناً یہ دن ایک تذکار حریت اور نجات وطن کا مشہد عظیم و سلاسل استبداد کی قطع و برید کا یوم سعید تھا اس دن پر میں ہمیشہ فخر کرتا رہا اور کروں گا۔

میرے دوستو! یہ آلات و اسلحہ اور روپیوں کے صندوقچے نہ توڑے جاتے تھے بلکہ اسیر و غلامی کی بیڑیاں توڑی جا رہی تھیں، اعلان حریت کی بشارتوں کا سامان فراہم کیا جا رہا تھا۔

بہر حال! آلات و اسلحہ پر قبضہ کیا اور اس انداز سے ہم نکلے گویا ہم بھی اسی مصنوعی موہوم بغاوت والے ڈاکوؤں کی مہم پر جا رہے ہیں تمام اہل شہر بھی یہی سمجھ رہے تھے صرف اُن ہی لوگوں کو ہمارے ارادوں کا علم تھا جو ہمارے مشوروں میں شریک تھے۔ رمضان آغا جو تھانہ میں میرے منتظر تھے وہ بھی کچھ سمجھ گئے تھے۔

ہمیں اس وقت ایک بڑی تعداد میں لوگوں کی شرکت کی امید تھی مگر بمشکل ڈیڑھ سو آدمیوں تک تعداد پہنچی۔ اس قلت کو دیکھکر ہم نے یہ انتظام کیا کہ ہر شخص دو دو بندوقیں لیوے اور چونکہ میں نے جونئیر میجر عثمان آفندی سے ٹلغراف رمزی کے ذریعہ شب کو اطلاع دے چکا تھا کہ صبح دس بجے (لاچہ) میں تم سے ملاقات ہوگی اس لئے ہم جلد سے جلد (لاچہ) پہنچنے کی کوشش کر رہے تھے مگر معلوم ہوا کہ آفندی موصوف اب تک (پرسپہ) ہی میں ہیں وقت پر نہیں پہنچ سکیں گے انھوں نے خبر بھیجدی ہے کہ ظہر سے قبل وہ کسی طرح بھی فارغ نہیں ہو سکتے۔ اس خبر سے معلوم ہوا کہ عثمان آفندی اُس وقت نکلیں گے جس وقت میں یہاں سے نکلوں گا اور اب یا تو میں (لاچہ) پہنچکر آگے بڑھ چلوں اور (لاچہ) کو چھوڑ دوں یا وہاں پہنچکر بیکار وقت ضایع کروں مگر چونکہ عثمان آفندی سے ملاقات ضروری تھی اسلئے وقت سے پہلے نکلنا مناسب نہ سمجھا لہذا اقدام فی العمل میں سرعت و عجلت سے کام نہ لیا اور نہایت اطمینان و سکون تنظیم و تنسیق کے ساتھ چھاؤنی سے نکلے اور آہستہ آہستہ (لاچہ) کی طرف روانہ ہوئے۔

جونئیر میجر سعدی آفندی اس سے ایک دن پیشتر ہم سے شرکت فی العمل کا عہد کر چکے تھے مگر وقت سے پیشتر ہی عہد شکنی کر بیٹھے اور (لاچہ) میں کہیں روپوش ہو گئے لیکن پھر بھی سعدی آفندی قابل شکریہ ہیں کہ انھوں نے راز فاش نہ کیا۔ چھاؤنی میں داخل ہونے سے پیشتر میری زیر قیادہ ایک سو ساٹھ آدمی یعنی ۹ جماعتیں تھیں مگر اصل ارادوں سے تمام بے خبر تھے ہر ایک یہ سمجھ رہا تھا کہ بلغاریین کی مہم سر کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔

ان نو جماعتوں میں سے دو جماعتوں کو چھاؤنی سے کچھ فاصلہ پر ایک غرض خاص کی وجہ سے چھپا

رکھا تھا۔ جب چھاؤنی سے فراغت پا کر چلے تو راستہ میں ان جماعتوں سے ملاقات ہوئی اُن کے تمام اسلحہ ہم نے لے لئے اور انھیں چھاؤنی کی طرف بھیج دیا۔ اب ہم نہایت سرعت و تیزی کے ساتھ آگے بڑھے لمحوں میں ہم اس مقام پر پہنچے جہاں سے (رسنہ) (پرسپہ) (لاچہ) کے راستے جدا ہوتے ہیں یہاں پہنچتے ہی عجیب و غریب سرور پیدا ہوا دیکھتا ہوں کہ جوئنٹ میجر عثمان آفندی فوجی جمعیت لئے ہوئے دور سے دکھائی دے رہے ہیں اُنکے دوسری مرتبہ کے تلغراف سے تو یہ معلوم ہوا تھا کہ وقت مقررہ پر نہ پہنچ سکینگے اب دیکھا کہ وقت سے بہت ہی پیشتر آ پہنچے عثمان آفندی کا ورود ایک آسمانی بشارۃ تھی ہمارے قلوب و فور ازدواق ہوا شواق سے ماموِر ہوگئے۔ عثمان آفندی کی جمعیت جوئنٹ میجر صادق آفندی اور چار آدمی جیش عثمانی اور تیس اہل شہر سے مرکب تھی اور یہ جو سب غیور اور ارباب حمیت تھے۔

عثمان آفندی کا ورود ایک عجیب و غریب جوش و مسرت کا پیش خیمہ تھا باستثنار چند افراد عسکریہ تمام فدائین احساس وطن سے ماموِر تھے اس میدان میں پہنچتے ہی ایک دوسرے کی طرف لپکے اخوت و محبت جوش و مسرت کے معانقے مصافحے شروع ہوگئے کچھ دیر کیلئے یہاں استراحت کا انتظام کیا۔ چولھے جلائے گئے کھانا پکایا کھایا پانی پیا استراحت کی ساعتیں بھی ختم ہونے لگیں۔ تمام قلوب میں عجلت و سرعت اور جلدی کی روح دوڑ گئی۔ ہر شخص کہنے لگا چلئے چلئے طیاری کیجئے وقت بہت گذر گیا۔

میں نے فوجی افسر کو بلایا اور کہا ان لوگوں کو میں کچھ دیر کے لئے نصیحت کرنا چاہتا ہوں تمام کو یہاں جمع کردو یہ سنتے ہی تمام اخوان جمعیت دوڑے اور میرے گرد جمع ہوگئے میں نے فوراً خطبہ دینا شروع کر دیا خلاصہ تقریر یہ ہے۔

تقریر

ابنار وطن، رفقائی الاجلاء! میری ذمہ داریاں آج مجھے اس امر پر مجبور کر رہی ہیں کہ اس صحرائے زمردی میں اپنے عزائم و ارادے آپ اخوان ملی کے سامنے پیش کروں۔ اس میدان میں جہاں احرار (پرسپہ) ہم سے بغلگیر ہوئے حق و صداقت، فوز و فلاح

توفیق و نجاۃ حسن نیت حسن عقیدت کے چند کلمات پیش کروں کیا آپ حضرات سننے کے لئے تیار ہیں؟

تمام اخوان ملت نے باواز بلند کہا! جی ہاں حضور فرمایئے سننے کے لئے مشتاق ہیں میں نے کہا! میرے دوستو کیا تمہیں اپنا عہد میثاق یاد ہے؟ تم نے خدائے قدوس کی وحدانیت کی قسم کھا کر سلامت وطن کا وعدہ کیا ہے؟ آج وطن عزیز خطرے میں ہے اور وفائے عہد اور اخلاص عمل کا محتاج ہے قوم بھی تمہارے اخلاص و نیک نیتی کے کارنامے دیکھنے کی منتظر ہے تمہیں نمونہ عمل بنانے اور تمہاری اقتدا کرنے کے لئے بے قرار ہے۔ پس کیا اس وقت تک کہ ملک آزاد نہیں ہوا اور سلامتی میسر نہیں آئی تم بطیب نفس خوشی خوشی موت کے لئے تیار ہو؟

تمام بیک آواز پکار اٹھے بلا شک بلا شک اما الموت اما سلامۃ الوطن۔ یا موت ہوگی یا وطن آزاد ہوگا۔

میرے دوستو! میں جانتا ہوں اس وقت ہمارے اس اجتماع کے اندر ایک شخص بھی ایسا ضعیف القلب ضعیف الایمان نہ ہوگا جو اپنی زندگی اپنے پس ماندگوں کی محبت اور اپنے فوائد اپنے آرام و راحت کو سلامتی وطن پر ترجیح دیتا ہوگا۔ اگر کچھ لوگ باقتضاء بشریت ایسے ہوں اور طول مسافت طے کرنے سے قاصر و عاجز ہوں اور عطش و جوع حر و برد۔ گرمی و سردی کے مصائب برداشت کرنے کی اپنے اندر طاقت نہ پاتے ہوں اور پھر اس حیات مستعار کی آخری کشمکش کے نظارے کے لئے طیار نہ ہوں تو چاہیئے کہ وہ لوگ اپنے قلوب کی طرف متوجہ ہوں اور اپنے ضمیر سے آخری اور قطعی فیصلہ کریں جو لوگ اپنے اندر ان امور کی طاقت نہیں پاتے اور تم کمزوریوں کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں تو برائے کرم وہ نہایت انشراح صدر کے ساتھ اپنے مکانوں کو لوٹ جائیں اور اپنے مکانوں پر پہنچکر ہمارے لئے دعا کریں اور بس۔ میرے دوستو جو لوگ حیات دنیوی کو ملک و ملت پر قربان کرنا چاہتے ہیں اور اپنی حیاۃ مستعار کو الوداع کہنے کے لئے طیار ہیں انھیں بھی چند کلمات سنانا

چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم عنقریب حکومت مستبدہ کا مقابلہ کرنے والے ہیں اور مصائب و آلام کے پہاڑ ہم پر ٹوٹنے والے ہیں اور خائنین وطن مفسدین ملک اپنی ساری شرارتوں کے جال ہمارے سلئے بچھانے والے ہیں اور پھر یہ کہ موت کی آخری ساعتیں بھی سامنے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ہم ان تمام مصائب کا مقابلہ صبر و استقلال سے کرینگے۔ ہم میں سے ہر فرد حق صداقت کا مجسمہ اور علو ہمت کا پیکر ہو گا۔ ہمارا وظیفہ مقدس خدائے قدوس کی رضا جوئی اور اخلاص عمل ہو گا۔

تمام ابنار وطن اہل قری و دیہات کے ساتھ بغیر امتیاز جنس و مذہب صلح و سلامت کا برتاؤ کرینگے اور ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش کا بھی شکار نہ بنیں گے۔ ظلم و ستم سرقہ، چوری، غصب و غارت اور منہیات شرعیہ سے قطعی احتراز کرینگے اور شریعۃ مصطفویہ کی اتباع اپنا قانون اساسی سمجھیں گے۔ اور ہر حال میں شان عثمانیین کی عظمت و شرافت پیش نظر رکھیں گے۔ اور ملک کے لئے حریت و مساوات۔ عدل و انصاف حق و صداقت کے قدوہ اور پیشوا ثابت ہوں گے۔ رفقاء وطن میں امید کرتا ہوں کہ ہم میں سے ہر شخص مذکور امور کا پابند ہو گا۔ اور بہر حال ہر صورت میں ان انسانی اصول کی پابندی اور ان فضائل اعمال کی پیروکاری ضروری سمجھے گا۔ اگر اس راہ میں ادنیٰ سے ادنیٰ لغزش بھی ہوئی اور اس طریق مستقیم سے ایک قدم بھی ہٹا اور ظلم و طغیانی کی ادنیٰ سے ادنیٰ بھی جھلک نظر آئی تو یاد رہے کہ میں ایک سخت ترین محاسب ہوں۔ سخت ترین محاسبہ کروں گا اور سخت سے سخت سزا دینا میرا اولین فرض ہو گا۔ میرے دوستو! ناگوار نہ ہو یہ سزا معمولی سزا نہ ہو گی بلکہ یہ سزا سزائے موت ہو گی۔ کیونکہ ملک و وطن کی سلامتی و حفاظت کی راہ میں تعزیری اصول کی پابندی ایک ضروری فرض ہوتا ہے۔

عزیزان من! انہیں اصولوں کی پابندی اور طریق عمل کی اتباع کی غرض سے میں ہر مجاہد ملت کی ضروریات اور ما یحتاج کی کفالت کے لئے آمادہ ہوا ہوں تا کہ کسی کے پاس کوئی عذر باقی نہ رہے پس جو لوگ ان شرائط کے ساتھ

میرا ساتھ دینے کے لئے طیار رہوں وہی میرا ساتھ دیں اور بس۔ ہر شخص کو کفالت اہل و عیال کے لئے میں ماہوار تین پاؤنڈ دوں گا اور دو ریال (ایک ریال تقریباً ۱۳ کا ہوتا ہے) ماہوار سگریٹوں کی غرض کے لئے دونگا اور تمام حوائج ضروریہ اکل و شرب لباس وغیرہ... ضروریات کی میں کفالت کرونگا اور حتی الامکان کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دونگا۔

پس رفقاء وطن و ملت! کیا اس صورت کے ساتھ تمھیں میری شرائط پیش کردہ اور میری قیادہ و سرپرستی منظور ہے؟

تمام نے جواب دیا (نعم نعم) ہاں ہیں ہر طرح آپ کی پیروکاری و اتباع منظور ہے میں نے کہا! عزیزان من! اگر منظور ہے تو خدائے قدوس کی عظمت و جلالت کی قسم کھائیے کہ ایک سر مو آپ لوگ نہ ہٹیں گے۔ تمام نے حلف اٹھائے اور کہا واللہ باللہ ثم تاللہ ہم ان تمام شرائط کی منظوری کے ساتھ آپ کی اتباع کرینگے۔

میں نے کہا! کیا تم نے وطن و ملت کی راہ میں جانیں قربان کرنے کا عہد کرلیا اپنے خون حلال کر دئیے؟ تمام نے کہا! جی ہاں حضور ہماری جانیں وقف ہیں واللہ باللہ وقف ہیں جب میں نے اخوانِ جمعیت کی یہ آمادگی دیکھی تو مجھے بڑی مسرت ہوئی اور تمام کو مخاطب بناکر کہا۔ عزیزانِ من! مبارک ہو تمھیں یہ اخلاص۔ مبارک ہو تمھیں یہ ایثار و قربانی۔ سرفروشی۔ وطن پرستی۔ مبارک ہو تمھیں عزم و ثبات صبر و استقلال حمیت و غیرت کی برکتیں۔ میرے دوستو! آؤ آؤ دوڑو اور جلد سے جلد ایک دوسرے کے گلے ملو۔ معانقے مصافحے کرو۔ اور شاداں فرحاں چلنے کی طیاریاں کرو۔

یہ سنکر تمام ارکان عسکر دوڑے اور ایک دوسرے سے معانقے کئے گلے ملے اور قربان گاہ وطن کی طیاریاں کرنیں۔

میرا خطبہ جس وقت ختم ہوا ارسنہ (؟) کے ۹ آدمیوں میں سے چار آدمی کھڑے ہوئے اور مجھ سے واپسی کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے تمام اسلحہ لے لئے

اور رسنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ قوماندان رجمنٹ کے نام ایک خط لکھ کر انھیں دیا کہ یہ خط پہنچا دینا۔ خط میں یہ لکھا کہ یہ چار شخص ہماری شرکت سے قاصر ہیں۔ محض یہ سمجھ کر ہمارے ہمراہ ہوگئے تھے کہ ہم بلغاری ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے طیار ہوئے ہیں۔ یہاں پہنچکر جب اصل حالات سے واقفیت ہوئی تو معیت میں انھیں تامل ہوا۔ ان چار آدمیوں کے علاوہ اہالی کے ایک شخص نے بھی اپنے وعدے کو توڑ دیا۔ میں نے بہت سے خطوط لکھے اور ایک بڑے لفافے کے اندر بند کرکے اسے دیا کہ حاکم ضلع کو پہنچا دینا۔ حاکم ضلع کو لکھا کہ تمام خطوط نام بنام پہنچا دینا اگر نہ پہنچاؤ گے تو اچھا نہ کروگے۔ ملفوف خطوط مندرجہ ذیل حکام کے نام تھے مابین وزرا ء دولت انسپکٹران مناستر قوماندان جاندارما۔ (مناستر) قوماندان رجمنٹ اور رسنہ کے افسران فوجی وغیرہ۔

نقول خطوط بحسب ترتیب مراتب

میر منشی وزراء باب عالی۔ منشی عام روم ایلی۔ والئے گورنر صوبہ مناستر کے نام

۱۷ر خریران رومی ماہ مطابق جون ۱۳۲۴ھ یوم جمعہ

جناب من! افکار عامہ اور تمام ابنائے وطن حکومت کے قانون اساسی کی اصلاح کے خواستگار ہیں جو مظالم و مصائب سرزمین روم میں نمودار ہوئے ہیں اُس نے قوم کو نہایت خوفزدہ اور مبہوت بنا رکھا ہے اور غالب گمان ہے کہ یہ مظالم ملک میں ہیجان اور ابتری پیدا کردیں گے یقین فرمائیے کہ قوم خدمت سلطانی کے لئے ہمہ وقت مستعد ہے سلطانی لغزشوں سے تسامح اور چشم پوشی کے لئے بھی تیار ہے لیکن اصلاح ملک و ملت ہر حال میں مقدم ہے قوم کا مقصد وحید یہ ہے کہ جس طرح اقوام متمدنہ آج ترقی کر رہی ہیں اور ادارۂ حکومت کے اصول و ضوابط کی پابند ہیں اسی طرح ادارۂ دولت عثمانیہ کی بھی اصلاح ہو جائے اور اقوام متمدنہ کی رفتار اپنے سامنے رکھے کیا تعجب نہیں؟

سال سے جو تقسیم وانتظام ملک کے مسائل طے ہو رہے ہیں انھیں یک
لخت محو و منسوخ کر دیا جائے، ہمارا وطن مقدس جس کا ذرہ ذرہ ہمارے
قطرات خون سے سیراب ہو چکا ہے آج ہمیں ایک تیرہ و تار نظر آرہا ہو
احکام اساسی جن کی اصلاح کا مطالبہ بار بار ہو چکا ہے حکومت انھیں
بُری طرح ٹھکرا رہی ہے قوم آجتک ان دسیسہ کاریوں کو دیکھتی رہی
اور خاموش رہی۔ اسی خاموشی کا نتیجہ ہے کہ (سلانیک) میں اہل وسوس و
جواسیس کی ایک بڑی جماعت قتل وغارت کے لئے کھڑی ہو گئی ہے
اور بدامنی کی تاریکیاں ملک میں پھیلا رہی ہے

اس جماعت کی دسیسہ کاریاں اس قدر بار آور ہوئی ہیں کہ آج مادرِ
وطن پر اغیار نے شر انگیزیوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ یہ بے اعتدالیاں
ہیں جو قوم محسوس کر رہی ہے اور اس احساس ہی کا نتیجہ ہے جو آج قوم میدانِ
اصلاح میں گام زن ہے قوم کی بیداری کا پہلا قدم ہے کہ (رسنہ) سے
دوسو فدائیین ارکان جمعیت واتحاد و ترقی عثمانیہ معہ آلات واسلحہ میدانِ رزم
گاہ میں آرہے ہیں۔ اس وقت تین جمعیتیں جو مختلف ابناء وطن سے بلا اختلاف
جنس و مذہب مرتب ہیں اور مختلف افسروں کے زیر قیادت ہیں معرکہ
آرائی میں آکر کھڑی ہو گئی ہیں۔ ہمارا مقصد ان جواسیس و خائنین کی تادیب
و اصلاح ہے جنھوں نے جیوش اسلامیہ اصدقاء ملک اور فدا کارانِ وطن
و مخلصین ملت کو محل تمسخر و عابنا رکھا ہے اور دنیا کے سامنے انھیں بدنام کیا
جا رہا ہے۔ اس وقت سلانیک میں جو تین یا چار پاشا مختلف عہدوں پر
مامور ہو کر آئے ہیں سرتاپا دسیسہ کاریاں شر انگیزیوں کا مجسمہ بنے ہوئے
ہیں اُن کے بہت سے ہمخیال و ہمجنس وہم رنگ اور بھی مامور
ہو کر پہنچ گئے ہیں اور قوم کو ہلاک و بربادی کے گھاٹ اتار رہے ہیں
جیوش سلطانی کے لئے جو ریل بنائی گئی ہے وہ اُن کے دست و برد میں

لئے حقیقی جنبش کے حوالہ نہیں کرتے

ان وجوہات کی بنا پر آج ہم معرکہ آرائی کا اعلان کر رہے ہیں تمام ملک تمام اہل شرف و شرافت اس معرکہ آرائی میں ہمارے ساتھ ہیں اور متفقہ طور پر صدائے احتجاج بلند کی جارہی ہے کہ حکومت آج ہی قانون اساسی کو نافذ کرشے اگر حکومت ہماری آواز پر لبیک نہیں کہتی اور خوشی خوشی ہمارے مطالبات پورے کرنے کے لئے طیار نہیں ہے تو یاد رہے کہ ہم ایک زبردست حملہ کرینگے اور قوت بازو سے پورے کرائینگے۔

آج تمہارا اجتماع محض اس مقصد کے اکمال و اتمام کے لئے کوشش کر رہا ہے اس کے بعد وقت آئیگا۔ اعلان حریت و مساوات اور اظہار طاقت کا اور خدا نے چاہا تو عنقریب آپ اس اعلان صداقت کو اپنے کانوں سے سن بھی لینگے۔

اگر آج حکومت ہماری موافقت سے گریز کرتی ہے اور قوم بھی خدانخواستہ کچھ پیچھے رہنا چاہتی ہے تو یاد رہے کہ ملک میں بڑے بڑے ہنگامے عظیم الشان زلازل و قلاقل نمودار ہوجائینگے۔

بس آج حکومت کا فرض اولین یہ ہے مذکور ارباب وسوس مفسدین متمردین کو برطرف کردے اور فوراً مجلس مبعوثین (مجلس پارلیمنٹ) قائم کردے اگر حکومت یہ کر رہی ہے تو جمعیت کی قہار طاقت شاہی شرافت و عظمت ناموس سلطانی کی حفاظت و بقار کی ذمہ دار ہے۔ ہر طرح ظل ہمایوں کی خیر خواہی کے لئے آمادہ ہے اور اگر نہیں تو پھر معرکہ آرائی کا میدان گرم ہونا تو لازمی ہے اور اس کا وبال اور گناہ اولی الامر اور حکام پر ہے نہ جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ پر۔

قوماندان آلائی جاندارمہ رمناستر کے نام

اے خائن وطن! تمھیں معلوم ہے کہ رئیس الاشقیار رأس الجہل والسفالت

کابل بک کی خیانتوں، بدکاریوں، بدعملیوں سے وطن عزیز میں کس قدر زلازل وقلاقل نمودار ہو گئے ہیں۔ اس اخبث الناس کی خباثتوں سے اہل وطن اور رعایا تو کیا حکومت بھی نالاں ہے اسے معزول کرنا بھی حکومت کی بربادی کا پیش خیمہ بن گیا تھا۔ آج تم اس بدبخت بدنصیب کے پیرو کار بنے ہوئے ہو۔ یقین کرو جس وقت مجھے خبر ملی کہ تم جیسا صاحب فہم وادراک صاحب ذکاء وذہن اس عہدے پر مامور ہو کر آرہا ہے اور خصوصًا اس نازک ترین زمانہ میں نازک ترین حالات کے موقع پر تو مجھے حد درجہ فرحت ومسرت حاصل ہوئی اور صرف مجھے نہیں بلکہ تمام خلق خدا خوشیاں منا رہی تھی، لاکن وا اسفا وا حسرتاہ کہ تم بھی امید کے خلاف نفاق شقاق ونائت وسفالت رذالت وکمینگی کے بھوت اور خباثت وبدعملیوں کے جن ثابت ہوئے اور زمانہ کے عادات واطوار میں شرف ناموس کو گم کر دیا۔ افسوس صد افسوس تم نے شرافت عسکری اور شرف جیوش کو خاک میں ملا دیا اور کابل کی دسیسہ کاریوں کو اپنا طریق عمل بنالیا اس اخبث الناس نے شرف جیوش کو جس طرح پامال کیا وہ زمانہ پر روشن ہے حالانکہ یہ خبیث جیوش عثمانی کی قیادۃ کا مرکز اعظم تھا۔ لیکن افسوس کہ ملابس عسکری زیب تن کر کے شرافت عسکری کو پامال کر دیا۔ عدیم التربیت عدیم الفکر جاہل دنیا میں آیا اور تمام عسکری قوٰی کو درہم برہم کر دیا۔

لیکن اے عزیز! تم ایک شریف النسب صاحب حسب ونسب اور طبقہ شرفاء کے اعلیٰ خاندان کے فرد ہو تم سے یہ امیدیں نہ تھیں۔ تمہاری گردن پر امانت کا بار ہے آج تم جیوش اسلامی کے بہت بڑے افسر ہو اللہ نے تمہیں آج ایک سخت امتحان گاہ میں لاکر کھڑا کر دیا ہے۔

عزیز من! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ اس خداداد عقل وذکاء اور عطیہ ربانی

موہبت سبحانی کی قدر نہیں کرتے؟ اور سفالت ودنائت اور کمینگی کی راہ میں صرف کر رہے ہو؟ اتنا حیئہ شرافت کو چوکھٹ کمینگی پر جھکا رہے ہو؟ کیا تم میں احساس نہیں؟ حمیت وغیرت نہیں؟ ذرا دیکھو کہ وطن ایک شیر مجروح کی طرح بے چین نظر آرہا ہے۔

عزیز من! قبل اس کے کہ ارکان حرب تمھیں لعنت وملامت کا نشانہ بنائیں تمہاری چیرہ دستیوں سے نالاں ہوں تم قومی اتحاد واصلاح کی طرف بڑھو جذبات جوش کی صحیح قیادت کرو تاکہ کل بجائے لعنت وملامت ارکان حرب تمہاری شخصیت کو فخر ومباہات فرح مسرت کی یادگار بنائیں آج تمام فوج کو تم نے جسم بلا روح بنا رکھا ہے۔ تمھیں چاہیئے کہ اُسے زندہ کرو کیا تمہیں اس امر کا احساس نہیں کہ آج تم ایک ایسی بڑی عظیم الشان جنایت کے مرتکب ہو رہے ہو جس کی دنیا میں مثال نہیں مل سکتی آج تم عطیہ خداوندی موہبت سبحانی کا کفران کر رہے ہو۔

اس وقت میں نے ایک قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہارے صوبہ دار گورنر اور مفتش جن پر تم فخر کرتے ہو اُن کے مقابلہ میں سخت معرکہ آرائی شروع کروں۔ حکومت کے مقابلہ پر تو اعلان حرب کر دیا گیا ہے اور نیز اُن کے تمام قوت بازو اراذل وسفلہ کے مقابلہ میں بھی صرف میں نے ہی اعلان نہیں کیا بلکہ تمام قوم اعلان کر رہی ہے۔ آج تک تم جمعیت اتحاد وترقی کے وجود اور اُس کی عظیم الشان طاقتوں سے بے خبر ہو اور سفالت ودنائت کمینگی کی شراب میں مخمور ہو لیکن عنقریب تم پر حقیقت حال کا انکشاف ہو جائیگا پس اب تم ان شر انگیزیوں سے باز آجاؤ اور حکومت مستبدہ جائرہ کی سفاکیوں کا ساتھ نہ دو تم اپنے شایان شان طریق اختیار کرو نفس کی اصلاح کرو ورگرنہ پھر سوائے ندامت وخسران اور کچھ حاصل نہ ہوگا قسمتوں کے فیصلہ کا دن عنقریب آرہا ہے

حقوق وطن کو فراموش نہ کرو۔ ملک وطن کی خدمات انجام دو۔ جب تک موت نہیں آئی مشرف موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ فمت شریفاً والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط

قائد طابور۔ رسنوی
قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)
نیازی

رفیق بک رسنوی قوماندان رجمنٹ ثالث افسر و نمبر ۸۸ کے نام

تم نے مجھے ذلیل کمین وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ تم نے اور تمہارے افسران فوج نے مجھ پر لعنت و ملامت کی برسات برسائی ہے۔ پس میں اس وقت تجھے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر میں نے حق و صداقت کی غرض سے یہ کام نہیں کیا اور کسی خود غرضی سے کیا ہے تو خدائے قدوس مجھے اسی وقت سخت سخت ابتلاآت اور آفات میں مبتلا کر دے جو روپیہ میں نے سرکاری خزانوں سے لیا ہے وہ کوئی حکومت کی ملکیت نہیں بلکہ اہل وطن مساکین اور اہل ملک کا روپیہ ہے تمہارا مقصد بھی مالک وطن کی خدمت ہی ذاتی فائدہ پیش نظر نہیں اس کا حساب و کتاب خدائے ذوالجلال ذوالجبروت کی عدالت عالیہ میں ہو گا نہ اہل وسیلہ خائنین وطن کے درباروں میں حکومت کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ ہم سے حساب طلب کرے بلکہ خدا نے چاہا تو عنقریب ہم حکومت سے خزانوں کا حساب طلب کریں گے۔ اور اس کی تمام استبدادی طاقتوں کو خاک و خون میں ملا دینگے اور اگر اس دنیا میں حساب و کتاب کا موقع نہ ملا تو وہ یوم الدین یوم الحساب تو ضرور آنے والا ہے جس روز خدائے ذوالجلال ذرہ ذرہ کا حساب لیگا۔

بہر حال یہ روپیہ ہم نے فدائیین وطن افواج قومی کے حوائج ضروریہ

کے لئے لیا ہے اور اسی میں صرف ہوگا۔ بس اگر تم میرا تعاقب چاہتے ہو تو یاد رہے کہ میرا تعاقب آسان نہیں۔

تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں اور تمہارے تمام ارباب اختیارات کو میں نے دھوکہ دیا۔ میں نے ہی فرضی ڈاکوؤں کی جماعت کے حیلے سے سب کو دھوکہ دیا۔ فرضی مصنوعی معرکہ کی بھیانک اور خوفناک صورت پیش کی اور تمام کو ایک ایک کرکے چھاؤنی سے علیحدہ کیا۔ ہمارے پاس اسلحہ کا کافی سامان نہ تھا اور چھاؤنی کے بغیر کسی دوسرے مقام سے مل بھی نہیں سکتا تھا اس لئے بلطائف الحیل تمہیں چھاؤنی سے دفع کیا اور کافی مقدار میں آلات و اسلحہ اور نقد وصول کیا۔ چھاؤنی کے قریبی دستوں سے بھی بلغاری ڈاکوؤں کی معرکہ آرائی کے حیلہ سے اسلحہ وصول کئے اور چونکہ یہ لوگ ہمارے مقاصد سے ناواقف تھے ہمارے دھوکہ میں بھی آگئے۔ اگر حقیقت حال سے انہیں علم ہوتا تو وہ کبھی اسلحہ ہمارے سپرد نہ کرتے۔ بہرحال تمام کام میں نے ہی کئے ہیں اور تمام کارنامے میرے ہی ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اُن ہر دو فوجی دستوں پر اس کا الزام لگاتے ہو اور ان پر ظلم کرتے ہو۔ مگر میرے اوپر کے بیان سے تمہیں معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بالکل بے گناہ ہیں۔ اصل مجرم میں ہوں لہٰذا تم پر واجب ہے کہ ان ہر دو دستوں کو بالکل بیگناہ سمجھو اُن پر ظلم و تعدی نہ کرو جو روپے میں نے خزانے کے صندوقچوں سے لئے ہیں اس کی تعداد ۸۰ ہزار درہم اور چار سو چونسٹھ قرص ہیں جب تم خزانہ کا حساب کرنا چاہو تو مذکور رقم کو اس طور پر گن لینا۔ اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ملک و وطن کی خدمت کے لئے تھا اور میں نے بھی اسی کے لئے لیا ہے۔ بندوقیں وغیرہ جو چھاؤنی سے وصول کی گئی ہیں اس کی تعداد بھی عنقریب بتلا دوں گا گھبراؤ نہیں۔ ابھی اس کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہوئی ورنہ ابھی بتلا دیتا۔

یہ تو اسنداد کی سرگذشت بیان کی دیرسپہ ایمن بھی یہی ہوا ہے

وہاں کے جرائم کا مجرم بھی یہ نیازی ہی ہے۔ میجر صادق آفندی بھی اصل حقیقت سے بالکل ناواقف تھے لاعلمی ہی کی وجہ سے (ہر سپہ) آگئے تھے جب اصل حالات سے انھیں واقفیت ہوئی تو وہ واپس لوٹ گئے اور اپنی سابقہ خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہوگئے۔

میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ افسران فوجی میں سے کسی افسر کو ہمارے عزائم و ارادوں سے اب تک واقفیت نہیں ہے نہ انھیں اس کام میں کوئی مداخلت ہے یہ ساری کارروائی ہماری ہے اور ہم ہی اس کے مجرم ہیں۔

بہر حال اب میں تمہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا آخری پیغام یہ ہے کہ یا تو ہم مرمٹیں گے یا وطن عزیز کو غلامی سے نجات دلائیں گے۔ آخری جملے میرے یہ ہیں کہ میں تم سے اور تمام ارکان حرب سے خوش ہوں۔ تم میرے عزائم و ارادوں کو پیش نظر رکھو اور حقوق وطن کو سامنے رکھتے ہوئے ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرو۔ فقط

قائد رجمنٹ رسنہ الملی

۱۴ حزیران (جون) ۱۳۲۴ ہجری   قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

احمد نیازی

نوٹ:- تم سے اور تمام ارکان عسکریہ سے میری درخواست ہے کہ میری خطا کو معاف کریں گے کہ میں نے بیکار سمع خراشی کی۔ اگر تم میں حمیت و غیرت ہو تو میری لغزشیں ضرور معاف کر دوگے۔

بشار آفندی ملازم (جوٹنٹ میجر جاندارمہ (رسنہ) کے نام

یا خائن الوطن! تم جانتے ہو کہ آج قوم میرے ساتھ ہے اپنی تلواریں میرے اشاروں کے سپرد کر چکی ہے آج میں اور وطن کو ہلاکت و بربادی سے نجات دلانے کے لئے کھڑا ہوا ہوں اس وقت میری زیر قیادۃ دو سو فدا کار موجود ہیں

تم کو اور یوز باشی (کپتان) خالد اور تمہارے فوجی دستے کے افسر کو جب وہ ابتداً (مناستر) آئے تھے تو میں نہایت شریف صاحب حمیت و غیرت اور محب وطن سمجھتا تھا لیکن سوقت تمہارے اعمال نے ثابت کردکھایا کہ تم لوگ نہایت سفلہ اور کمینہ ہو۔ تم میں ایک شخص بھی شریف نہیں تمپر لازم ہو کہ اپنے نفوس خبیثہ کی اصلاح کروا پنی بند آنکھیں کھولو۔ کان کے ڈاٹ نکالو تم اچھی طرح سمجھہ لو کہ جو عنقریب دشمن وطن ہماری متحدہ طاقت کے مقابلہ کیلئے کہڑا ہوگا اوسکے سامنے صرف ایک ہی راہ ہوگی اور وہ موت ہی۔ تم اور تمہاری خباثت کا شریک حال افسر تلغراف (پرسپہ) اور کاتب تحریرات علی اور افسران سوار فوجی دہبی اور سلیمان اور یوز باشی (کپتان) جاندارمہ حقی تمام کے تمام جرائیم عظیمہ کے اجنہ ہیں اور منصب شرافت سے کوسوں دور ہیں لہذا تم سب پر لازم ہے کہ اپنے نفوس شریرہ کی اصلاح کرو۔ فقط۔

از جانب دو صد فدا کاران وطن ارکان جمعیت اتحاد ترقی وقول آغاسی نیازی۔

میرا یہ تہدید بہرا خط بشارا آفندی کو پہونچا افسر تلغراف (پرسپہ) شوقی کو میری تہدید سے اطلاع ہوئی تھا یکا یک وہ خوف وہراس سے پریشان ہوا اور کانپ اُٹھا نہ صرف شوقی بلکہ تمام ارکان استبداد اس تہدید آمیز خط سے لرزاں و ترساں نظر آنے لگے شمشی پاشا بھی اس بدبخت گروہ کا ایک رکن تھا شوقی تو بیچارہ چند ہی یوم گذرے تھے کہ مرض جنون کا شکار ہو گیا۔

حاکم تحصیل (رسنہ) کے نام

آپکے پاس چند مراسلتیں ارسال کیگئی ہیں تمام بنام ہر ایک کو پہونچا دیتا تاکہ ان وزراء و قوماندان جاندارمہ اور صوبہ داران وغیرہ ہمارے مقدس ارادوں سے باخبر ہو جائیں۔ آپ کی وطن پرستی اور حب ملکی سے اُمید ہی کہ جلد سے جلد آپ ان تمام خطوط کو اونکے اپنے مقامات پر پہونچا دینگے۔ اگر آپنے اسمیں ذرا بھی کوتاہی کی تو یاد رہے کہ اسکی سزا موت ہوگی۔ فقط

قائد رجمنٹ رسنہ الملی قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) احمد نیازی۔

اب نقول مراسلت کا سلسلہ ختم ہوتا ہی اصل سلسلہ مقاصد شروع ہوتا ہی مصافحہ معانقہ تقریر و بیان کا سلسلہ ختم ہوا عزم و ثبات کی برکت سے قلوب مامور ہوگئے فوراً کوچ کا حکم دیا

تمام اخوان جمعیت ذوق وشوق کے ترانے گاتے ہوئے اُٹھے آلات واسلحہ زیب تن کئے جوش وشجاعت کے قدم بڑھائے اور سفر طے کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑا ہی وقت گذرا تھا کہ ہماری فوج قریہ (لاچیہ) کے قریب پہونچ گئی تمام فدائین نے تکبیر وتہلیل کے نعرے بلند کئے تمام وادی (لاچیہ) تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھی تمام غافل کان خواب خرگوش سے چونکنے ہو گئے۔

قریہ مذکور میں داخل ہوتے ہی میں نے تمام اشیاخ قبائل اور ارکان قریہ کو جمع کیا۔ چونکہ اسوقت تمام لوگ اپنے اپنے مکانوں میں موجود تھے اس لئے تمام کو جمع کرنے کا موقع ملا۔ یہ قریہ نہایت بابرکت تھا کہ ایک متنفس بھی ہماری جمعیت کا مخالف نہ تھا کیونکہ ہر ایک کو اسکا علم تھا کہ سردست جمعیت کا مقصد حکومت کے قانون اساسی کی اصلاح ہے

(لاچیہ) کے لوگوں نے جب دیکھا کہ ہم اپنے مقاصد کو نہایت جرأت وہمت اور مسلح طاقت کے ذریعہ علی الاعلان درجہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو نہایت شادان وفرحاں جوق درجوق آنے لگے اور نہایت خلوص و محبت کے ساتھ مصافحے، معانقے کرنے لگے۔ قریہ مذکور کے سارجنٹ بحری بھی نہایت جوش مسرت سے پہونچے نہایت پرتپاک معانقہ کیا اس سے بیشتر ان کے بھائی بعض ڈکیتی کے معرکوں میں میرے ساتھ رہ چکے ہیں۔ سارجنٹ مذکور نہایت خلوص سے پیش آئے اور شرکت کی درخواست پیش کی اور نہایت پیارے الفاظ سے کہنے لگے یا نیازی آفندی! لاتحرمنی من ہذا الفخر! پیارے نیازی آفندی! اس معرکہ فخر وبہجت سے مجھے محروم نہ رکھنا۔ اس غزوہ میں یقیناً مرتبہ شہادۃ حاصل ہوگا۔ اس سے بڑھکر کونسی قابل فخر موت ہو سکتی ہے؟

میں نے کہا جاویش بحری! (سارجنٹ بحری) تم جیسی مقدس ہستیوں کا تو یہ قریہ خود محتاج ہے۔ بس اے بطل حریت! ایک دن آنے والا ہے کہ آپ اور آپکا یہ قریہ میرے لئے اعتماد ووثوق ہمدردی وہمت امیدوں اور آرزوں کا

مرکز ہوگا۔ یقیناً میرا دل یہ کہتا ہے کہ آپکو اپنے ہمراہ لے چلوں لیکن جب دیکھا کہ یہ قریہ تمھارے مقدس وجود سے محروم ہو جاتا ہے اور میرے اعتماد و وثوق امید و اور آرزوؤں کا ملجا و مرکز فنا کے گھاٹ اُتر جاتا ہے تو قوت و طاقت کی ساری امیدیں خاک مین ملجاتی ہیں۔

پس میں آپ سے بطور وصیت عرض کر رہا ہوں کہ آپ یہیں قیام کیجئے اور استعداد قومی کی قیادت و نگرانی کیجئے۔

بہرحال! ارکان جمعیت کو میں نے یہاں چھوڑا تاکہ کچھ آرام و استراحت کر لیا۔ ہم بازار پہونچے کھانے پینے کا سامان خرید لائے۔ تھوڑی ہی دیر میں مسئلہ اکل و شرب سے فراغت ہوگئی اور سفر کی طیاری کر لی۔ یہاں اب کوئی کام ایسا نہ تھا جس کے لئے ہمیں زیادہ قیام کرنا پڑتا۔ چند شیوخ قریہ اور سارجنٹ بحری کی موجودگی ان تمام مراحل کو طے کر دے گی جنکے لئے ہمیں یہاں قیام کرنا پڑتا۔

سارجنٹ بحری کا وجود ایک عجیب و غریب باغیرت و باحمیت وجود تھا۔ ایک بے مثال ہستی تھی۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ پیش کرتا ہوں اوس سے قارئین کرام اندازہ لگائین کہ سارجنٹ موصوف اپنے اندر کس قسم کا دل رکھتے تھے؟ اور حق و صداقت اور بیداری و حق پرستی کا کیا حال تھا؟

ایک شخص سارجنٹ مذکور کے بہنوئی کے یہاں بطور مہمان کے آیا ہوا تھا۔ اتفاقاً سارجنٹ مذکور کی ہمشیرہ نے اس مہمان کے آگے جمعیت کا راز ظاہر کر دیا کہ تمام اہل قریہ نے جمعیت کے آگے حلف اُٹھایا ہے اور مقاصد جمعیت کو پورا کرنے کی قسم کھائی ہے۔ اس مہمان نے فوراً تمام میں اس خبر کی تشہیر کر دی۔ اور حلف اٹھانے والوں کے نام تک مشہور کرنا شروع کر دیئے۔ حالانکہ اخفاء و کتمان کی سخت ضرورت تھی۔ فخریہ یہ بھی کہتا جاتا تھا کہ یہ خبر مجھے فلاں عورت ہمشیرہ فلاں سارجنٹ سے ملی ہے بالکل صحیح اور سچی ہے۔

چنانچہ سارجنٹ موصوف کے کانوں تک بھی یہ خبر جا پہونچی۔ افشاء راز سارجنٹ

موصوف کی ہمشیرہ سے ہوا ہے۔ مگر قوت ایمانی کا یہ حال تھا کہ وہ افشار راز سے آگ بگولا ہوگئے۔ فوراً اہل قریہ کو جمع کیا اور جلسہ مین یہ تجویز پیش کی کہ اس نالائق عورت نے چونکہ راز فاش کیا تھا لانکہ اسکے اخفا کی سخت ضرورت تھی۔ لہذا اسکی سزا یہ ہے کہ اسکا شوہر اسے طلاق دیدے۔ چنانچہ متفقہ طور پر یہ تجویز منظور ہوگئی۔

عورت کے شوہر کو ان حالات کی بالکل اطلاع نہ تھی وہ کہنے لگا گناہ ضرور ہوا مگر کسی بدنیتی سے نہیں ہوا۔ جماعت کے آگے عجز و انکساری کرنے لگا۔ اپنی بی بی کے ساتھ ساتھ اس نے بھی قوم کے آگے طلب عفو کا دامن پھیلا دیا۔ چنانچہ بڑی منت و سماجت کے بعد قصور معاف ہوا۔ قریہ کے اندر اس واقعہ سے ایک بے اطمینانی پھیل گئی تھی۔ پولیس کے ذریعہ فرو کیگئی۔

بہرحال! یہ ہے اس باغیرت و باحمیت قریہ کی زندگی اور یہ ہے اہل قریہ کی ایمانی طاقت اور یہ ہے حق و صداقت کی اتباع۔ یہ ہے وہ بابرکت قریہ جو اپنی گود مین سارجنٹ موصوف جیسی مقدس ہستیاں رکھتا ہے اور سارجنٹ موصوف جیسے جواہر بے بہا پیدا کرتا ہے۔

سارجنٹ موصوف کے اس منصفانہ صداقت شعاری نے تمام قریہ کو مرعوب کر دیا اور افشار راز کے تمام دروازے بند کردیئے۔

بہرحال ہماری جمعیت آج ایک کمینگاہ پر پہونچی اور ایک مقررہ مقام پر جاکر قیام کیا۔ ہر ایک فوجی سپاہی کو حسب قرار داد تین تین پونڈ اور دو دو ریال (ڈالر) مجیدی تقسیم کئے گئے حاضری کیلئے ایک افسر اٹھا حاضری لی گئی۔ افسر نے آکر کہا جونٹ میجر صادق آفندی غائب ہے۔ افسر کے کہنے پر مین نے اعتنا نہ کیا خود اٹھا اور تحقیق کی تو درحقیقت صادق آفندی غائب تھے۔

بہرحال! یہاں سے فوج نے تیاری کی افسران فوج جمعیت کو لیکر (استاروہ) کی طرف بڑھے اور پیچھے پیچھے میں بھی روانہ ہوا (استاروہ) کا راستہ نہایت عجیب و غریب تھا راستے کے دونوں طرف خوشگوار درخت لگے ہوئے۔ بلقانی پہاڑ کے اردگرد

چلاجاتا تھا۔ کبھی نشیب تھا تو کبھی فراز کبھی بلندی تھی تو کبھی وادی

بہرحال! ہم نہایت ذوق وشوق نشاط و فرح کے ساتھ والہانہ آگے بڑھے اور ایک بلند راستہ پر چڑھے۔ کبھی میدانوں کا منظر سامنے آتا تھا کبھی وادیوں کے نظارے غرض صحرا و بیابان کے پُر لطف نظارے دیکھتے ہوئے بلند چوٹیوں پر جا پہونچے۔ دُور سے (رسنہ) کی فوجی چھاؤنی کی طرف نظر کی کہ دیکھیں کیا حال ہے؟ (رسنہ) کے تھانہ کو بھی دیکھا کہ دیکھیں رست وخیز شور وغوغا پیچ وتاب اضطراب وبےچینی کا کیا عالم ہے؟

یہاں سے اور آگے بڑھے چند لمحوں میں ایک ایسے پُر لطف سرسبز وشاداب میدان میں پہونچے جہاں استراحت کا بہترین موقع تھا۔ یہ مقام (رایزدور) کے نام سے مشہور ہے۔ یہاں ہم اترے ہر ایک نے اکل وشرب کھانے پینے کا انتظام کیا سگریٹ جلائے دیکھتے ہی دیکھتے بادل گرجنے لگا اور بارش شروع ہوگئی استراحت کا خیال تھا لیکن موجودہ حالت نے کوچ کرنے پر مجبور کیا۔ ہم فوراً روانہ ہوگئے فوج کو حکم دیا کہ (استارودہ) کو چھوڑ دو اور (راوخری) کے راستہ چلو۔ مجھے علم تھا کہ کل دیرہ (صبار صالقیق) میں ایک زبردست میلہ ہے اور بڑا اژدھام ہوگا۔ یہ مقام ایسی جگہ واقع تھا کہ (استارودہ) کی راہ میں ایک عظیم الشان پہاڑ تھا۔ اگر ہم یہاں سے مرور کرتے تو ایک زبردست فوجی طاقت کی ضرورت تھی بغیر اس طاقت کے اس اجتماع عظیم کا عبور کرنا نہایت مشکل تھا مجبوراً ہم نے یہ راستہ ترک کردیا اور (راوخری) کی طرف بڑھے (راوخری) کی راہ بھی ہمارے لئے باعث صد مسرت ہوئی بہت سے نقائص اور احتیاج اس راستہ سے پورے ہوگئے۔ بارش نے اسقدر زور پکڑا کہ تمام صحرا اور وادیاں سیلاب سے پر ہوگئیں۔ نظام فوجی کے ساتھ عبور طریق ایک دشوار گذار مرحلہ ہوگیا۔

بہرحال! اس حالت رست وخیز و پراگندگی و پریشانی کے عالم میں ہم سفر طے کرتے رہے بمشکل مصائب و آلام کے مراحل طے ہوئے۔ اب (راوخری) تقریباً آدھ گھنٹے سے بھی کم مسافت پر رہ گیا۔ کھیت اور باغات تک پہونچ گئے۔ باغات

مین جا کر ایک مناسب مقام پر قیام کیا۔ یہاں کچھ استراحت کا موقع ملا۔ نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ آرام کیا۔ بارش نے بھی کچھ مہلت دی تھی اسلئے آج کی شب یہاں بسر کی اور خوب آرام سے سوئے۔

مین نے مناسب وقت دیکھکر شریف القوم محب صادق پیکر اخلاق عثمانیین (شازمان) آفندی کو ادارۂ قضا (ایوب آفندی) کی طرف بھیجا اور ہمارے آنے اور کیفیت ورود سے انھیں مطلع کیا۔

وہاں سے جواب آیا کہ موقع مناسب نہیں ہے اسلئے حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ اس جواب کے بعد مین نے مناسب موقع کا انتظار کیا۔ سنیچر کی صبح ہوئی مین خفیہ طور پر شہر کی طرف بڑھا اور چند لمحوں میں شہر کے احاطے میں جا داخل ہوا۔

مین اہل (اوخری) کے تمام ارکان جمعیت کا شکر گذار ہوں اور خصوصاً قول آغاسی۔ (ایجوٹنٹ میجر) (ایوب آفندی) کا کہ وہ نہایت اکرام و اخلاص سے میرے ساتھ پیش آئے۔

ایوب آفندی نے مجھے محمود آغا (اوخروی) کے مکان میں چھپایا۔ سب سے پہلے جن اخوان جمعیت کو ہماری آمد کی اطلاع ہوئی وہ قول آغاسی ایوب آفندی اور رفیق صادق (مرتضی) آفندی (جوٹنٹ میجر) اور افسر محکمہ قضا اوخروی تھے یہ لوگ جمعیت اتحاد وترقی کے رکن رکین اور قدیم مشیر کار تھے۔ ہم مین اون مین ایک نہایت پر لطف گفتگو ہوئی۔ بطور اختصار بقدر ضرورت درج ذیل ہے۔

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) ایوب آفندی! ماشاء اللہ مرحبا مرحبا آیئے آیئے غریب خانہ کو زینت بخشئے۔ آپکی ناگہانی تشریف آوری نے ہمیں ایک عجیب حیرت میں ڈالدیا۔ آپنے کل کے خطوط میں تو تحریر فرمایا تھا کہ سب سے پہلے قضاء (استاروہ) پر قبضہ ہوگا۔ تمام ارکان جمعیت بھی اس رائے سے متفق تھے مجھے بھی اس سے اتفاق تھا (استاروہ) نہایت مناسب مقام اور مقاصد کے لئے نہایت مناسب جگہ ہے (طوسقا) کی جمعیت کا مرکز بھی (استاروہ) ہے۔ معرکہ آرائی کا ادنین اور

بہترین مقام بھی یہی ہے خیال تھا کہ سب سے پہلے (استاروہ) اور (طوسقا) کے عناصر متحد ہو جاتے اور عدل عثمانی کا آفتاب (استاروہ) ہی کی سرزمین سے طلوع ہوتا (استاروہ) کی کامیابی سے بہت سے مراحل طے ہو جاتے (استاروہ) کی مہم کے بعد خیال تھا کہ آپ ہمیں مشرف فرمائینگے اور جن آرزوؤں اُمیدوں کے انتظار میں ہم مدتوں سے تڑپ رہے ہیں پوری ہونگی۔

میں نے کہا! ہمارا نصب العین وہی (استاروہ) ہی ہے کیوں؟ اس لئے کہ (جرجیس) کے ذریعہ عدل نشر عثمانی کی بڑی اُمید کیجاتی ہے (استاروہ) کی سرزمین ہمارے مقاصد کے لئے بہترین مرکز ہے۔ وہاں کی کامیابی سے بہت سی کامیابیاں وابستہ ہیں یہ تمام باتیں موجود ہیں۔ لیکن بہت سے امور تھے جسکی وجہ سے آج کا دن ہم یہاں بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔ ادہر تو بارش کا تلاطم تھا اودہر دیر (صاری صالتیق) کا سالانہ میلہ تھا اس سے راستہ کی تمام آسانیاں مفقود تھیں دوستوں کی کشش ہی یکجائی کا تقاضا کر رہی تھی۔ آپ لوگوں سے کچھ خیالات کی اصلاح اور مفید مشوروں کی بھی ضرورت تھی غرض یہ تمام باتیں تھیں جسکی بنا پر مجھے یہاں پہونچنا پڑا۔ یہاں سے خسرویک (استاروی) اور جرجیس رئیس جمعیت (طوسقا) البانی کے نام انفاذ احکام اور مقاصد پیش کرنے کا بھی اچھا اور بہترین موقع ہے

یہ سنکر صاحب خانہ اور تمام ارکان مجلس صدق و اخلاص کے لہجہ میں کہنے لگے حضرت! ہم آپکے نہایت شکر گذار ہیں کہ آپنے اپنے قدوم میمنت سے سرفراز فرمایا اور سعادۃ و افتخار کا موقع دیا ہم آپکے ایثار و قربانی شجاعت و بہادری جرأت و ہمت عزم و ثبات صدق و اخلاص کا اعتراف کرتے ہیں اور نہایت صمیم قلب و تہ دل سے ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں ہم ہرطرح آپکے ساتھ ہیں جمعیت کے عزائم و ارادوں کو نہایت وقعت و عظمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آرزومند ہیں کہ آپکے ساتھ آپکے اخوان صفا ارکان جمعیت سے بھی ملاقات کریں۔ اسوقت ہم ایوب آفندی کے ساتھ کسی کو بھیجدیتے ہیں آپکے لئے چند طیاروں کا انتظام

ہو جائیگا۔ اسوقت آپ اور آپکے رفقا مصائب سفر سے چور چور ہونگے۔ یہ استراحت کا بہترین موقع ہے کچھ آرام فرمایئے۔ اکل وشرب کا انتظام بقدر کفاف کر لیا گیا ہے تناول فرمایئے اور استراحت و آرام فرمایئے۔ کھانے پینے کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت ہے بلا تامل فرمایئے حاضر کرنے کی کوشش ہوگی۔

میں نے کہا! میری ضروریات کی فہرست یہ ہے کہ آپ لوگ اسوقت صرف ۱۵ مطرات بہم پہونچا دیجئے۔ سردست یہ تعداد کفایت کر سکتی ہے۔ جب زیادہ دستیاب ہوسکیں حسب موقع میرے پاس روانہ کرتے رہیں۔ بس اس سے زیادہ تکلیف دینا میں مناسب نہیں سمجھتا۔

اب میں آپ حضرات سے اس امر کی اجازت چاہتا ہوں کہ آپ حضرات نے جو میرے ساتھ اخلاص واکرام تلطف وترحم کا برتاؤ کیا ہے اس کے متعلق چند کلمات شکر ادا کروں۔

یہ سنکر تمام اہل مجلس بآواز بلند بول اُٹھے کہ استغفراللہ استغفراللہ آپ یہ کیا فرمارہے ہیں ہم تو آپ کے ہر طرح مرہون منت ہیں خود ہم پر یہ لازم ہے آپ کی خدمات ملیہ کا اعتراف کریں۔ آج ہم جسقدر بھی آپ کا احسان وامتنان مانیں اور جسقدر بھی ہم آپکی خدمت کریں کم ہے۔ اگر ہماری زبانیں بھی آپ کی شکر گذاری میں گھس جائیں تو حق شکر ادا نہیں ہوسکتا۔

میں نے کہا! دوستو! اگر یہ امر واقعی ہے تمہارے اخلاص واکرام کا یہ حال ہے تو میں آپ حضرات سے مراجعت کی رخصت چاہتا ہوں آپ حضرات جلد سے جلد مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اپنے رفقاء طریق مخلصان ملت ارکان جیش سے جاملوں اور انکی انتظاری ساعتوں کو ختم کردوں۔

ارباب مجلس نے کہا! پیارے نیازی! آپ اپنے جیش کی جانب سے ذرہ بھر فکر نہ کریں۔ آپکی فوج کا ہر ہر رکن ہمیں اپنی اولاد سے زیادہ عزیز ہے۔ انکی یاد تو ہمارے لئے باعث مسرت واستراحت ہے۔ استراحت وآرام کا تمام سامان تیار کر لیا گیا

ہے۔ آپ آرام فرمایئے انکے لئے روٹی پانی دودھ وغیرہ ان کی ضروریات کے بموجب بھیجدیا جائیگا۔

صاحب خانہ نے کہا! مجھے اُمید ہے کہ شام کو عاجز کے دسترخوان پر تشریف لاکر ماحضر تناول فرمائینگے اور ہم خاکساروں کو شرف اندوزی کا موقع دیں گے تمام سامان مطبخ میں جا چکا ہے۔ چند منٹ انتظار فرمایئے۔

صاحب خانہ کے اصرار والحاح نے اجازت نہ دی کہ اس درخواست کو مسترد کرتا خصوصاً اس لئے کہ (ایوب آفندی) نے میرے تمام اخوان جمعیت کی ضروریات کو پورا کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔

بہرحال! صاحب خانہ کی درخواست منظور کر لی گئی اور کھانا طیار ہونے تک میں نے قلم سنبھالا اور مراسلت کا سلسلہ شروع کر دیا (خسرو بک) اور (جرجیس) کے نام خطوط لکھے

خط بنام جرجیس

عزیزی جرجیس! اسوقت یہ آپ کا نیازی دوست فدا کار مسلح لیکر بلقان کیطرف گام زن ہے۔ وطن عزیز کو جور و استبداد سے نجات دلانا ہمارا نصب العین اور اولین فرض ہے یا تو ملک ان خطرات عظیمہ سے نجات حاصل کریگا یا پھر ہم حیات عزیز کو موت کے سپرد کرینگے۔

آپنے جو اس سے پیشتر وطن عزیز کے لئے جن خطرات کا دروازہ کھولا ہے اسپر نظر کرتے ہوئے تو میں ایک لمحہ کے لئے بھی آپ سے ملنے کیلئے طیار نہیں۔ لیکن پیارے جرجیس اسوقت میرے سامنے ایک بہترین طریق نجاۃ موجود ہے اسلئے میں اپنا ہاتھ آپکی طرف بڑھا رہا ہوں۔ ہمارے اور آپکے درمیان عہد و اتحاد ہونا چاہیئے اور متحدہ طاقت سے مادر وطن کو غلامی سے نجاۃ دلانی چاہیئے۔ آپ خوب سمجھتے ہیں کہ بکری کا بچہ جو گلے سے علیحدہ ہو جاتا ہے وہ شیر یا بھیڑیئے کا لقمہ بنجاتا ہے۔ آپ جہاں جس مقام پر جس صورت سے جن شرائط سے چاہیں میں آپسے آکر ملاقات کر سکتا ہوں۔ باہم ملکر

اور وطن کو نجات دلانے کے اسباب پر بحث و گفتگو کریں اور آزادی کی تدابیر سوچیں۔

بہرحال ! جرجیس کے نام خط لکھ ہی چکا تھا کہ کھانا طیار ہوگیا۔ دسترخوان بچھا۔ کھانے کے ساتھ ہی ساتھ کلام و گفتگو کا پر لطف سلسلہ بھی جاری رہا۔ کھانے سے فراغت ہوئی تو (سنان) آفندی اور (حاج آغا) (امین آفندی) پہونچے (سنان آفندی) نے اپنے مکان پر لیجانے کی درخواست پیش کی۔ سنان آفندی اوخری کے ایک غیور و باحمیت شخص ہیں۔ میرے انتظار میں عرصہ سے گھڑیاں گن رہے تھے۔

دوستو ! یہ مجلس بھی ایک عجیب و غریب پُر لطف و پر وجدان حظ و مسرت کی مجلس تھی۔ ایوب آفندی سے سلسلہ گفتگو جاری تھا۔ باتوں سے عجیب و غریب کیف و سرور حاصل ہورہا تھا ایوب آفندی نے کہا ! آپ اس امر کو تو ضرور تسلیم کرتے ہونگے کہ آپ کو سفر کی تکان اور کوفت کو دور کرنے کیلئے ایک کافی استراحت و آرام کی ضرورت ہے ؟ بغیر استراحت آپ کے قوی آپ کا ساتھ نہ دینگے اس سے بہتر آپ کو استراحت کا کونسا موقع ملیگا ؟ اس موقع کو غنیمت سمجھیے اور آج کی شب یہیں بسر کیجیے۔ آپ کو جیش کی فکر دامنگیر ہوگی ؟ لیکن آج کی تاریخ آپ کو فکر اخوان سے بالکل فارغ البال ہونا چاہیئے ان کیلئے بھی قیام و طعام آب و ہوا اسباب و فاع وغیرہ کا کافی طور پر اور بہت جلد انتظام ہو جائیگا۔ آپ کو ہر طرح خاطر جمع رکھنا چاہیئے۔ آج آپ کا اور ان کا رین بسیرا یہیں ہوگا۔

میں نے کہا ! آپ درست فرماتے ہیں لیکن آپ کو معلوم ہے کہ ایک قائد فوج رئیس جمعیت کا اپنی فوج سے اتنی دیر کیلئے علیحدہ رہنا کس قدر خطرناک ہے ؟ خصوصاً ایک ایسی جماعت سے جو محض وطن کیلئے فدا ہونا چاہتی ہو۔

یقین فرمائیے کہ اس وقت تک جو وقت میں نے ان سے علیحدہ ہوکر کاٹا ہے۔ مجھے کانٹے کی طرح چبھ رہا ہے میرا ضمیر اس غیر حاضری سے نہایت نادم ہے۔ فوجی جذبات و ولولوں کی قیادت اشواق و آرزوؤں کی نگرانی جوش مسرت کی حفاظت ایک قائد فوج اسی وقت کرسکتا ہے جب وہ ان کے ساتھ اور ان میں

موجود ہو۔ بنا بریں میں ان تمام سامان استراحت سے اعراض کرتا ہوں اور خواستگار رخصت ہوں

میں اس حیص وبیص رسمت وخیز اذن واجازت کے مسئلہ میں تھا کہ تو میسر (کمشنر) پولیس (طاہر) آفندی اور رئیس البلدیہ جمال آفندی کا ایک رقعہ پیش ہوا۔ میں نے فوراً دیکھا اس میں لکھا تھا کہ فوج میں سے دو آدمی فرار ہوگئے ہیں جن میں ایک بوق (بگل) بجانے والا ہے اور باقی جو ہیں ان پر بھی آپ کی دیری کی وجہ سے تشویش و پریشانی طاری ہو اور نہایت شاکی ہیں۔

ان دو آدمیوں کی فرار کی خبر نے میری تمام ارادوں کو منسوخ کر دیا اور سنان آفندی کے مکان پر پہونچا فوج سے غیر حاضری ایک سخت ترین غلطی تھی۔ اس غلطی سے جمعیت پر وہ سخت ضرب آئی جسکی تلافی نا ممکن ہو گئی۔

مفرورین نے جاکر ہمارے تمام حالات سے حکومت کو مطلع کر دیا۔ حکومت نے ہمارے تعاقب کا سامان بھی طیارہ کر لیا (رستہ) اور (اوخری) سے ایک بڑی جمعیت تعاقب کے لئے روانہ کر دی گئی۔

اسی اطلاع کے بعد تمام احباب کرام اور ارباب اخلاص میرے ارادے میں میرے ساتھ متفق ہو گئے اور مجھے اجازۃ دیدی اور فوراً رخصت کر دیا پڑوس کے مکان سے ہو کر مجھے ایک باغ کیطرف پہونچا دیا اور وہاں سے فوجی قیام گاہ تک پہونچا دیا۔ اسوقت دس گھڑی دن گذر چکا تھا۔ اخوان جمعیت نے مجھے رائے دی کہ ایسی حالت میں (اوخری) کو چھوڑنا قرین مصلحت نہیں۔ اگر ہمیں سلامتی مل سکتی ہے تو صرف (اوخری) میں لہذا رخت سفر یہیں کھول دیجئے۔

بہر حال باصد تفکرات و پریشانیوں مین دن گذرا اور غضب تار بھی لاکھوں تفکرات لیکر پہونچی۔ قلوب مطمئنہ رلاتدل تعلق کا نشانہ بن گئے۔ اب ہمارے لئے ان اطراف میں طریق عمل مسدود ہو گیا خصوصاً اس مایہ ناز قصبہ (اوخری) میں حالانکہ اوخری کی تمام آبادی جمعیت کی مطیع و منقاد ہو چکی تھی اور ہر ہر فرد

س آبادی کا جمعیت کے آگے حلف اٹھا چکا تھا اور ایوب آفندی جیسے مقدس افراد جس نے تمام آبادی کو منٹوں اور لمحوں میں جمعیت کا مطیع و منقاد بنا دیا تھا وہ بھی اس سرزمین (اوخری) ہی میں رہتے تھے باوجود اسکے اسوقت تشویشات و تفریعات نے ہمیں پریشانیوں کے لق و دق میدان میں ڈالدیا۔

صرف ایک ضرورت تھی جس نے (اوخری) کے قیام پر مجبور کیا اور وہ یہ کہ جیش جمعیت کو ایک کافی استراحت کی ضرورت تھی بغیر استراحت حرکت و سکون عمل و کار کے تمام دروازے مسدود تھے۔ لیکن افسوس حوادث نے اسکی بھی مہلت نہ دی۔ ہم نے ان لمحات استراحت کو قصداً خیرباد نہیں کہا بلکہ حکومت کی چیرہ دستیوں نے مجبور کیا۔ ان مغرورین نے تمام ارادوں میں انقلاب و تغیر پیدا کر دیا۔ ان طواغیت ملعنت نے فسخ عزائم پر مجبور کر دیا۔

بہرحال! جیش احرار نے نہایت متانت و مصائب تہیج و تفکر سے اس شب تیرو تار کو ختم کیا۔ مغرورین نے وہ نالائق حرکت کی کہ ہر شخص انپر لعنت و ملامت کر رہا تھا۔ یکے بعد دیگرے جوق جوق آدمی آتے تھے اور فرط غیظ و غضب سے کہتے تھے کہ اجازۃ دیجئے ان خائنین وطن کا خاتمہ کر آئیں اور وطن مقدس کو ان نجس ذرات سے پاک کر دیں۔ اس بارے میں حد سے زیادہ اصرار ہونے لگا۔ جوش انتقام میں آتے تھے اور اس کام کی اجازت طلب کرتے تھے۔

میں نے سوچا اگر یہ کام کیا گیا تو نظام جیش درہم برہم ہو جائے گا اور سخت ترین خرابی پھیل جائے گی۔ بڑے غور و تفکر کے بعد بطریق احسن نہایت خوش اسلوبی سے انہیں ٹالا اور کہا؟ دوستو! تم پریشان کیوں ہو؟ میں نے انکے قتل کا کافی انتظام کر دیا ہے۔ ادا ذۃ (رسنہ) ہی میں انکی قسمتوں کا فیصلہ ہو جائے گا ... (اوخری) کو میں نے اسکی خبر دیدی ہے انشاءاللہ عنقریب تم سنو گے کہ یہ خائنین وطن قتل کر دیئے گئے۔

میں نے یہ ایک حیلہ کیا مگر وقت پر کام کر گیا۔ اہل جیش کا ہیجان فرو ہو گیا

میرے دوستو! یہ واقعات معمولی نہ تھے مجھے بھی ٹھہر ٹھہر کر غصہ آتا تھا مگر کیا کرتا؟ پانی کا گھونٹ پیکر رہ جاتا تھا۔

دوستو! یہ اسباب تھے جس نے (استاروہ) کے سفر کو التوا میں ڈال دیا۔ تائید حق وعدل اظہار سطوت وعظمت کی ابتدا (استاروہ) ہی سے ہوتی مگر افسوس اس ایک ادنیٰ سی غلطی نے تمام کارخانہ درہم برہم کر دیا۔ صبح کو چارناچار (دبرہ) کی طرف کوچ کیا (دبرہ) کے سفر نے بھی ہماری جمعیت کو بہت فائدہ پہونچایا۔ تمام قریوں سے زیادہ امداد یہاں سے ملی۔ اور صرف دبرہ ہی سے نہیں بلکہ جسقدر قری دیہات راستہ میں ملے تمام کے تمام جمعیت کے مطیع و منقاد ہوتے گئے اس راستہ میں مواقع وحفاظت کے بھی بہت سے ایسے مقامات تھے کہ بلغانی پہاڑوں نے انہیں ملجاء وماوٰی بنا رکھا تھا۔

بہرحال! اب ہم نے وہ راستہ اختیار کیا جو (دولینہ) سے گذرتا ہوا (فروشیشتا) پہونچتا ہے۔ (فروشیشتا) ایک خالص اسلامی آبادی ہے۔ ہماری کوشش اب اس وقت یہ رہی کہ جس طرح ممکن ہو (اوخری) سے ہم دور نکل جائیں اور (دبرہ) سے جہیں کثیر التعداد مسلمان بستے ہیں قریب تر ہو جائیں۔

بہرحال چھٹی ساعت تھی جو ہم قریہ (فروشیشتا) کے قریب جا پہونچے۔ مقدمۃ الجیش اور راہ نمایان طریق نے بہتر سے بہتر محفوظ قیام گاہ کا انتظام کیا اور شب بسر کرنے کا نہایت عمدہ سامان طیار کیا۔ جیش احرار پہونچا تھا کہ خواہ آرام کے سامان و کیا کہ فرح و مسرت سے لبریز ہو گیا۔ اس قریہ میں جمعیت کی سطوت و عظمت طاقت و قوت میں ایک عظیم الشان ترقی نظر آنے لگی۔ یہ قریہ خالص اسلامی قریہ تھا ہر متنفس اس کا جمعیت کا مطیع و منقاد و گرویدہ تھا ہم نے نہایت سکون واطمینان سے بغیر کسی قسم کے خطرے اور کھٹکے کے یہاں آرام کیا۔ اس بیفکری سے سوئے کہ تمام شب استغراق نوم میں گذر گئی اس وقت بیدار ہوئے جب

امین اور قور طیش کو بھی بلا یا کہ اپنی اپنی جماعتوں کو لیکر پہونچیں۔

ظہر کا وقت آنے سے پیشتر ہی میں نے اس غلط فہمی کے دور کرنے میں سعی و کوشش شروع کر دی چنانچہ مجھے بڑی کامیابی ہوئی بہت جلد خیالات میں تبدیلی ہوگئی ہر ایک اس حقیقت کو سمجھ گیا کہ ہماری جمعیت خالص عثمانی جمعیت ہے۔ حکومت کا لشکر نہیں ہے۔

اب لوگ ہم سے نہایت محبت و خلوص سے ملنے لگے اور بہت سی مشکلات خود بخود حل ہو گئیں۔ اتنے میں ظہر کا وقت آن پہونچا دیکھتے ہی دیکھتے جامع مسجد کے اندر ایک بڑا ہجوم اور اژدہام ہوگیا ہماری جمعیت کا نہایت شاندار پر اخلاص استقبال کیا۔ میں کھڑا ہوا اور ایک مختصر مگر ضروری خطبہ دیا۔ وطن کی مظلومیت قوم کی بے چارگی حکومت حاضرہ کی استبدادیت وغیرہ کی طرف توجہ ولائی اسطرف بھی توجہ دلائی کہ اس نازک ترین زمانہ میں آپس میں جنگ و فساد و سفک دماء ایک بدترین سفالت و دنائت اور خطرناک چیز ہے۔ یہ زمانہ باہمی جنگ کا نہیں آج تو وہ زمانہ ہے کہ اتحاد و اتفاق کی طاقتوں سے وطن عزیز کو غلامی سے آزاد کرائیں تمہاری یہ لڑائیاں تمہیں امن کی برکتیں نہیں دے سکتیں۔ امن اس میں ہے کہ بغیر اختلاف جنس و مذہب متحدہ طاقت سے حکومت مستبدہ کا مقابلہ کرو۔ عزیزو! میں تمہاری خانہ جنگیوں سے کبھی خوش نہیں نہ انہیں شرکت کر سکتا ہوں۔

بہرحال! میری اس تقریر نے قلوب کو حق و صداقت کی طرف مائل کر دیا۔ اور غل و غش کی تمام نجاستیں دھل گئیں منٹوں اور لمحوں میں تمام مصالحت کی طرف لپکے ذوق و شوق محبت و اخلاص سے ہر ایک اٹھا اور ایک دوسرے کے گلے مل کر نفاق و شقاق کی گندگیاں دلوں سے دھو ڈالیں۔ رؤسا قوم اور سرگروہ بھی اٹھے اور ایک دوسرے سے معانقہ مصافحہ کرنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے تمام اختلافات و نزاعات کی دیواریں گر پڑیں اور اتحاد و اتفاق کی عمارت طیار ہونے لگی۔

میں نے موقع سنبھالا اور علی الاعلان جمعیت کے متعلق حلف لینا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر میں تمام اجتماع جمعیت کا قوت بازو بن گیا۔ یہاں اس قدر عظیم الشان کامیابی ہوئی کہ اسکو جمعیت کا ایک مرکز بنا لیا۔ عملی کارروائی ختم ہوئی رؤسا و شیوخ سے درخواست کی کہ ہماری جمعیت کی سپاہ کا کھانا شام کو تیار کرائیں۔ یہ کہکر میں اپنی آرام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ قیام گاہ پر پہونچکر قریہ کے تمام شیوخ اور نمایندوں کو پھر بلایا اور دریافت کیا کہ جمعیت کے کھانے پینے میں کسقدر صرف ہو گا جلد بتلایئے تاکہ میں آپکی خدمت میں پیش کر دوں۔

یہ سُنکر تمام نے کہا ہم ایک پیسہ نہیں لینگے۔ میں نے اور زیادہ اصرار کیا تو وہ بھی باصرار انکار کرنے لگے۔

میں نے ان سے کہا! میرے سردار و میرے سرتاج! میرے بزرگو! ہماری جمعیت کا مطمح نظر عدل و انصاف حق و صداقت ہے۔ ظلم و ستم جور و جفا نہیں۔ ہم آپکی آبادی میں یہ پہلی مرتبہ حاضر ہوئے ہیں اصول جمعیت کی پابندی ہم اپنا اولین غرض سمجھتے ہیں۔ اگر آپ ہم سے مصارف نہیں لیتے تو دوسری صورت منظور کیجئے میں آپ کو مصارف کی ایک چک لکھ دیتا ہوں آپ ارکان حکومت کے آگے اسے پیش کریں اور محصول میں اس رقم کو وصول کریں لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دیں فقراء و غرباء پر تعدی نہ کریں۔ محصلین آئیں تو انکے کھانے پینے میں جو صرف ہو اسے بھی حساب میں وضع کرلیں۔ میرے محترم بزرگو! اگر آپ میرے اس فیصلہ پر راضی ہیں تو میں آپکی دعوت منظور کرونگا ورنہ ناممکن ہے۔

میرے سرتاج! آج تک ہم نے محصول وصول کر کرکے حکومت کے خزانے پر کئے صرف ایک قسم کا نہیں بلکہ صدہا قسم کے محصول خزانے کے سپرد کئے ہیں اور معلوم نہیں کہ حکومت یہ روپیہ کہاں صرف کرتی ہے؟ نہیں تو وہ انسان بھی نہیں سمجھتی پھر حساب کیونکر بتا سکتی ہے؟

مگر الحمد للہ کہ اب ہم حقیقت عدل و انصاف کو اچھی طرح سمجھ گئے ہیں اور اس حقیقت سے بھی باخبر ہوگئے ہیں کہ ہم انسان ہیں جانور نہیں جیسے کہ ہمیں حکومت سمجھ رہی ہے یہ کہکر میں نے چک لکھی اور خدمت شیوخ میں پیش کی۔

(سند وثوق شیوخ قروشیشہ کیلئے)

ابناء الوطن و اشراف القرو مین! آپکو معلوم ہے کہ جن سفہاء احلام کمینہ روزگار عبدالدراہم والدنانیر غلامان القاب خطابات کو آپ محصول دیا کرتے ہیں اسلئے نہیں دیتے کہ وہ اپنا شکم پر کریں عیش و آرام کریں اور عشرتکدوں میں بیٹھ کر گلچھرے اڑائیں بلکہ اسلئے دیتے ہیں کہ تمہارے حقوق شرعیہ کی حفاظت اور وطن عزیز کی اصلاح کیجائے۔ یہ بدبخت تم سے روپیہ وصول کرتے ہیں۔ تمہارے روپیوں سے زندگی بسر کرتے ہیں مگر افسوس کہ تمھیں وہ انسان تک نہیں سمجھتے۔ تمہارا کھاتے ہیں اور تمہیں پر مظالم کے پہاڑ توڑتے ہیں وہ مظالم تم پر ہوتے ہیں کہ دشمنوں پر بھی نہیں ہوتے وہ وہ سفاکیاں کرتے ہیں کہ درندے بھی نہیں کرسکتے۔ یاد رہے کہ تم انکے محتاج نہیں بلکہ حکومت اور ارکان حکومت تمہارے محتاج ہیں۔ تمہارے دشمن بہت ہیں اور دوست کم تمہارا بڑا اور پہلا دشمن حکومت ہے اور دوسرا دشمن اجانب اور اغیار اور تیسرا دشمن بندگان مسیح ہیں جو حکومت اور ارباب دسوس اور راہزنان ملک کو پامالی وطن کی جرأت دلاتے ہیں

آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ آئندہ سے قری و دیہات پر حکومت جمعیت شیوخ کی ہوگی جب تک ہماری جمعیت نے حکومت کو شرعی جمہوری دستوری نہیں بنا لیا اسوقت تک شیوخ کی حکمرانی لازمی ہے۔ ....

جمعیت شیوخ! آج سے ہم تمہاری قوت عسکریہ میں اہل جور و اعتداء کے دست برد سے بچانا جلد اولین فرض ہوگا جسکی وجہ سے تم ہمارے مصارف برداشت کررہے ہو جسقدر روپیہ ہمارے مصارف میں خرچ ہوا ہو محصول میں سے وضع کرلیں۔ یہ میری جانب سے پہلی سندی جو آپ لوگونکو دے رہا ہوں حکومت کے سلئے پیش کریں فقط

(چک بنام حکومت (استروغہ) اور اوخری)

قریہ قروشیشتہ کی جمعیت شیوخ کو ہماری جانب سے یہ چک دیا گیا ہے۔

تین سو اسی قرش (۱) کا چک ہے یہ قرش جیش جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ رسنہ ملیہ کے مصارف اکل و شرب میں صرف ہوتے ہیں حکومت کو چاہیئے کہ یہ نقد فورًا دیدے۔ ملازمین حکومت میں سے اگر کوئی شخص اس رقم کے دینے سے انکار کریگا تو یاد رہے کہ جمعیت اتحاد ترقی اُسے سخت سے سخت سزا دیگی۔ ارباب جمعیت کی ذات سے اُمید ہے کہ چک ہذا کو حکومت کے سامنے پیش کریں۔ فقط۔

منجانب ذو ولسو فدا ئیین محبان وطن

قول آغاسی اور دایجوٹنٹ) نیازی

چک مذکور لکھکر شیوخ کے حوالہ کیا اور جمعیت مرکزیہ (مناستر) کے نام مندرجہ ذیل خط لکھا اور بختیار آغا کو لیکر مناستر روانہ کردیا وہو ہذا۔

الی حضور الہیئۃ المرکزیۃ العالی (بمناستر)

اخوانی الاجلاء! خداے قدوس کی توفیق فرمائی سے ہماری جمعیت کی تمام طاقتیں بہت ہو گئی ہیں ۲۰ تاریخ ماہ حال کو خروج و اعلان کے فرائض بطریق احسن انجام دیے گئے تقریبًا دو سو شخصوں نے مقاصد جمعیت پورا کرنے کی قسمیں کھائی ہیں اور جان و مال کی قربانی کا عہد کرلیا ہے۔ چنانچہ وقت معہود پر بعد صلوٰۃ جمعہ کے یہ تمام [illegible] کی چھاونی پر آ کر جمع ہو گئے۔ چھاونی سے بہت سے آلات حربیہ تبدیل و تفنگ وغیرہ لیے گئے تقریبًا چھ سو گنیاں بھی وصول کی گئی ہیں۔ یہ روپیہ جمعیت کے ان [illegible] کا روزینہ صرف ہوگا جنہوں نے اپنے اہل و عیال عزیز و اقارب گھربار کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہدیا ہو۔ ہمیں اجتماع و خروج میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی و [illegible]

(۱) قرش (پیاسٹر) ایک ترکی سکہ ہے جسا دو پیسے کا ہوتا ہے۔ (مترجم)

وارادے تھے توفیق خداوندی سے باحسن طریق اور بآسانی پورے ہوئے۔

بیکباشی (میجر) ارکان حرب رمزی بک یوزباشی (کپتان) سلیمان آفندی۔ اور طیار آفندی وغیرہ نے ہماری بہت سی مشکلات میں ہاتھ بٹایا۔ ہم نے بیکباشی (میجر) رفیق بک اور اسکے تمام رفقاء کو عجیب وغریب دھوکہ دیکر چھاؤنی سے دور پھینکدیا۔ انہیں یہ کہکر چھاؤنی سے نکالا کہ بلغارین کی جمعیت قریب آگئی ہے تقریباً سو آدمیوں کی جمعیت ہے اور ملک میں طوفان بدامنی پھیلانا چاہتی ہے جلد جاؤ اور اس مہم کو سرکرو ایسے مقام کا انہیں پتہ بتلایا جو ہمارے راستہ سے بالکل دوسری جانب تھا تاکہ سفر میں ہمیں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ تمام افسران فوج کو بھی اس حیلہ سے یکے بعد دیگرے رخصت کیا۔ صرف جوئنٹ میجر رمضان آفندی چھاؤنی میں رہ گئے تھے انہیں بھی باحسن طریق شہر کیطرف رخصت کردیا۔ نہایت خوش اسلوبی اور آسانی سے بہت تیزی کے ساتھ ہم نے چھاؤنی پر حملہ کیا اور کام پورا کیا۔ اہل شہر میں سے جنہیں ہمارے مقاصد کا علم ہوا نہایت خوش ہوئے اور ہمارے لئے دعائیں کرنے لگے اور ہر طرف سے لوگ آآکر جمعیت میں بھرتی ہونے لگے۔ صرف عیسائی تھے کہ انجام کو سوچ رہے تھے اور نہایت حیرت سے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔ لیکن اُمید ہے کہ عیسائیوں کے تمام خطرات وشبہات بہت جلد دُور ہو جائینگے۔ میں نے عیسائیوں کے امراء کو خطوط لکھدیئے ہیں انہیں اشتراک عمل اتحاد واتفاق کی دعوت دی گئی ہے۔ بلغاری زبان میں ان خطوط کا ترجمہ کراکر عام طور پر شائع کرانے کا انتظام بھی کرلیا گیا ہے جہاں تک خیال ہے بہت جلد شائع ہو جائینگے۔

آپکی مراسلت مرکز (اوخری) کے پتہ سے وصول ہوئی تھی۔ باشندگان اوخری ہر طرح ہمارا ساتھ دینے کے لئے طیار ہیں۔

لیکن میرا خیال ہے قربانی کے لئے یہ لوگ بہت جلد آمادہ نہ ہونگے کیونکہ (اوخری) میں بعض خائنین موجود ہیں اور وہ جمعیت کے سخت ترین مخالف ہیں اور ہر پہلو سے جمعیت کے وجود کو پامال کرنا چاہتے ہیں انکا اثر بھی بہت ہے۔

لیکن کچھہ پروا نہیں میں آپکو نہایت اعتماد ووثوق کے ساتھ اطمینان دلاتا ہوں

کہ باشندگان (اوخری) میں ہم سے زیادہ قربانی دینے والا کوئی نہیں مل سکتا۔ وقت
پر آپ دیکھ لینگے۔ اگر (مناستر) میں ہماری ضرورت ہو فوراً مطلع کریں۔ ہم وہاں بھی
پہونچ جائینگے اور جہاں ضرورت ہوگی پہونچیں گے۔ اب ہمارے سامنے سوائے
فکر وطن سلامتی وطن نہ کوئی خوف ہے نہ خطرہ۔ نہ ہمارے سامنے اس حیات مستعار
کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ اب ہمارے لئے یہ چیز بھی کوئی اہمیت نہیں رکھتی کہ دائرہ
حکومت کا محاصرہ کرلیں اور ان ظلم و ستم کے شعلوں کو ایک ہی شب میں ٹھنڈا
کردیں اور اس طرح کردیں کہ کسی کو خبر تک نہ ہو اور انشاء اللہ یہ ہو کر رہے گا۔
کیونکہ ہمارا مقصد وحید اسی سے پورا ہوگا۔ اور فوز و فلاح نصرت و ظفر عظمت و طاقت
رفعت و بلندی حریت و آزادی عدل و مساوات کا یہی ایک ذریعہ ہے آپ جسوقت
چاہیں ہم مناستر پہونچنے کے لئے طیار ہیں۔ چند لمحوں میں وہاں کا کام تمام کردینگے
اور بغیر کسی قسم کی شورش اور حادثے کے کام انجام پائے گا ادنی سے ادنی بھی
حادثہ نہ ہونے پائیگا۔ اور پھر اسی وقت ہم واپس ہوکر اپنے مقاصد کی انجام دہی
میں مصروف بھی ہوجائینگے۔ امید کہ آپ اس عریضۂ عجز و نیاز کو شرف قبولیت
بخشیں گے۔ فقط

میں ہوں

قائد کتیبۂ (رسنہ) ملیہ

۲۴۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

قول آغاسی (کپتان) نیازی

زعیم (لیڈر چودھری) (حریہ) وغیرہ کو بھی بلغاری زبان میں مندرجہ ذیل خطوط لکھے اور
تمام مسیحی اقوام سے خطاب کیا۔ مسیحی آبادیوں کو میں نے پانچ حصوں میں منقسم کیا۔ اور
ان پانچ مقامات کو ان پانچ حصوں کا مرکز قرار دیا ہے (قوم چہ) (زیرسیم) (استروغہ) (رسنہ)
(اوخری) خطوط لکھکر مذکورہ مقامات کی مجالس جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے نام روانہ
کردیئے۔ تاکہ وہ مسیحی مرکزوں تک پہونچادیں۔ تمام خطوط ایک ہی مضمون کے ہیں۔

۲۲ر حزیران (جون) سنہ ۱۹۰ء

نقل خط

ہمیں اس بات کا شرف و فخر ہے کہ آج ہم اپنے ان مسیحی بھائیوں کے سامنے جو سلطنت عثمانیہ کی رعایا ہیں اتحاد و اتفاق کی درخواست پیش کر رہے ہیں اب ہمارے لئے وہ وقت قریب آگیا ہے کہ مادر وطن کو استبداد کی نجاستوں سے پاک کردیں۔ زمانہ مدید سے جو زلازل و فلافل حادثات و واقعات اس سرزمین وطن میں نمودار ہورہے ہیں انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکیں اور ہمیشہ کے لئے انکا خاتمہ کردیں۔

آج یہ مصائب آلام اور زلازل مولمہ قلاقل محزنہ ہم پر کیوں نازل ہورہے ہیں؟ اسکی وجہ اسکے سوا کچھ نہیں کہ ہم چھوٹی چھوٹی قرب جوار کی حکومتوں کے اشارہ پر نادیدہ و ناوانستہ چل کھڑے ہوتے ہیں مثلاً بلغاریہ صربیہ یونان وغیرہ کہ جو کچھ ان حکومتوں نے کہا بغیر غور و فکر قبول کرلیا اور انکے کہنے پر عمل شروع کردیا۔ اور یہ حکومتیں دول عظمیٰ کے اشاروں پر ناچتی ہیں۔

آپکو معلوم ہے کہ تقریباً نصف صدی سے یہ ریاستیں ان دسیسہ کاریوں شر انگیز یوں میں گامزن ہیں اور باشندگان مکدونیہ کو کسقدر پریشان کر رہا ہے۔ حریت موہومہ کی آڑ لیکر کسقدر دھوکے دے رہے ہیں اور کیسے کیسے بے بنیاد وعدے ہورہے ہیں۔

عزیزان من! ان سے کیا ہوسکتا ہے؟ یہ کیا کرسکتی ہیں؟ وہ اظہر من الشمس ہے۔ باوجود اسکے ہم بے غور و فکر بغیر سوچے سمجھے انکے پیچھے ہو لیتے ہیں آپکو معلوم ہو کہ انکی ریشہ دوانیوں کی بدولت ملک وطن جور و جفا ظلم و فساد شور و شر کا مرکز بن گیا ہے بے بنیاد تقریریں کرکے سرزمین وطن میں خون کے دریا بہا دیئے۔

اخوان وطن! مسیحی بھائیو! تم نے کبھی غور کیا کہ یہ ریاستیں تمہارے لئے تمہارے مفاد کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا رہیں سفک دما اور خون کی آبشاریں تمہارے لئے نہیں بہا رہیں بلکہ محض اسلئے کہ تمھیں غلام بنایا جائے

ہمیشہ کے لئے غلامی کے طوق تمہاری گردنوں میں کس دیئے جائیں تم ایک مرتبہ نہیں
بلکہ بار بار تجربہ کر چکے مجھے بتاؤ کبھی تمہارے اندر اتفاق پیدا کرنیکی کوشش کی
تم سب مادر وطن کے فرزند ہو ایک دوسرے کے بھائی ہو مگر بتاؤ کبھی تمہیں
بھائیوں کی طرح گلے ملانیکی کوشش کی؟ کیا ابتک تم پر یہ حقیقت آشکارا نہیں
ہوئی کہ یہ ارباب دسیسہ ہماری نااتفاقی سے اپنا کام نکال رہے ہیں اپنے ہی
مفاد کے لئے فوجیں ترتیب دے رہے ہیں اور فوجیں ترتیب دینے کا منشاء محض یہ ہے
کہ وہ مادر وطن جسپر ہم آباد ہیں جسمیں ہم پیدا ہوئے جسمیں ہمارے بزرگوں کی ہڈیاں
مدفون ہیں اُسے حصے بخرے کر کے ہضم کر جائیں اور بس۔ مدتیں گذر گئیں جو یہ ارباب
دسوس اس مقصد کے لئے کوشاں اور سرگرداں ہیں۔ اگر خدانخواستہ اپنے
ارادوں میں یہ کامیاب ہوئے تو پھر بجز اسر و غلامی ہمارے لئے کوئی چارہ نہیں
ابناء وطن! بلغاری بھائیو! بلغاریہ صربیہ یونان برابر تیس سال سے
اس مقصد کے لئے پیچ و تاب کھارہے ہیں مگر میں کہتا ہوں تیس سال نہیں صدیوں
کوشش کریں مگر ناممکن ہے کہ یہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں وطن ہمارا ہی
ملک ہمارا ہے زمین ہماری ہے۔ ہم ہی اسپر بسینگے رہینگے آباد ہونگے جئینگے مرینگے۔
اور ہم ہی مالک و مختار رہینگے۔

اگر آپ لوگ اس چیرہ دست بیکر ظلم و ستم حکومت کی خدمت گذاری
کرنا چاہتے ہیں تو یاد رہے اس کا انجام بجز حسرت و ندامت خسران و ذلت
اور کچھ نہ ہوگا ہم نے اب موت کو زندگی پر ترجیح دیدی ہے پشت زمین سے
زیادہ شکم زمین کی آرزو ہے۔ اور ہمارا آخری سانس بھی وطن عزیز کی آزادی کے لئے
وقف ہے۔

پس میں کہتا ہوں کہ تم لوگ ان مقاصد خبیثہ کا نیشہ اپنے دماغوں سے نکال دو
تمہاری تمام کوششیں اس راہ میں بیکار ہونگی ... بیسود ثابت ہونگی
عزیزان وطن! میں یہ نہیں کہتا کہ صرف دول عظمیٰ دو دول ...

کی وجہ سے مادر وطن زلازل و تلاقل شر و فساد ظلم و جور کا مرکز بن گیا ہے بلکہ اس کی بڑی وجہ اور بڑا سبب ایک یہ بھی ہے کہ ہماری حکومت عثمانیہ کی نوکر شاہی دفتر استبداد کی شر انگیزیوں اور اصول ارادہ کی بے عقلانہ حرکتوں نے دول یورپ اور ریاستہائے بلقان و یونان صربیہ کو حرص و آز جور و جفا ظلم و افساد کا موقع دے رکھا ہے۔

اس معنی کر کے ان تمام جنایات عظیمہ و تمائع مولمہ فجائع محزنہ کی ذمہ داری ادارۂ حکومت پر عائد ہوتی ہے اور حکومت ہی اسکی جوابدہ ہے۔

میرے مسیحی بھائیو! اگر تم ادارۂ حکومت سے کبیدہ خاطر ہو تو یقین کرو کہ تم سے زیادہ ہم ناراض ہیں۔ صرف تم ہی مظلوم نہیں بلکہ ہم بھی مظلومیت کے شکار ہیں اب ہم مسکین رعایا کی مظلومیت کو نہیں دیکھ سکتے۔ ذلت و غلامی کا بار بالکل نہیں اُٹھا سکتے۔

یورپ بے جا مداخلت کر رہا ہے لیکن ہم ایک لمحہ کے لئے یورپ کی مداخلت گوارا نہیں کر سکتے ہمارا وطن ہے ہماری حکومت ہے ہم اہل وطن ہی اسکی اصلاح کرینگے۔

عزیز ہم وطن! جب ہم نے روز بروز جور و استبداد کی ملک میں ترقی دیکھی تمام ابنائے وطن ترک بلغاری رومانی رومی البانی وغیرہ کو آئے دن ہلاکت بربادی قتل و غارت کا نشانہ دیکھا تو ہمارے قلوب زخمی اور چور چور ہو گئے۔ لہٰذا اب ہم نے اصلاح ملک کا بیڑا اٹھایا ہے۔

آج تمام ترک یہ سمجھ گئے ہیں کہ انکی سعادت و شرف عزت و عظمت یہی ہے کہ تمام ملت عثمانی کی رعایا بلا اختلاف جنس و مذہب متفق ہو کر اتحاد کی طاقت سے ادارۂ حکومت کی اصلاح کی طرف اقدام کرے اور اس مقصد وحید کی غرض سے ہم نے جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ جمعیت کے ارکان اکثر امرائے عسکر افسران فوج ملازمین حکومت ہیں اور صرف یہی نہیں کہ صرف چند افراد شریک ہیں۔

بلکہ تمام قری دیہات قصبات وغیرہ کے حکام افسران فوج بھی جمعیت کے ساتھ ہیں اور ہر طرح کی قربانی کر رہے ہیں اور کرنے کے لیئے طیار ہیں جمعیت کا مقصد وحید یہ ہے کہ حریت و آزادی حاصل کیجائے اور تمام ابناء وطن کو بلا اختلاف جنس و مذہب غلامی سے نجاۃ دلائی جائے اور تمام اہل ملک کو اخوت و صداقت اور انسانیت حقیقیہ کی زندگی بسر کرنے کے لیے چھوڑ دیا جائے۔

یہ تمام مقاصد اسیوقت پورے ہو سکتے ہیں کہ حریت مساوات عدل و اخوت کا اعلان کر دیا جائے۔

ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ ارباب دسوس اہل جرائم وجرائیم پر تیر برسائیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم ان خرابیوں کو اپنا نشانہ بنائیں جن سے ملک پامال ہو رہا ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں کہ ہم ان ارباب دسوس کو فنا کریں بلکہ مقصد جرائم جرائیم کا معدوم کرنا ہے اور بس۔ اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ ادارۂ حکومت کو تبدیل کر دیا جائے اور جمہوریت و شوری ریارلیمنٹ) کی بنیاد ڈالی جائے۔

جب سے میں نے (رسنہ) چھوڑا دو سو آدمیوں کی جمعیت میرے ساتھ ہے۔ شہروں قصبوں قری دیہات میں ہم جاتے ہیں اور مقاصد جمعیت کی تبلیغ کرتے ہیں بلا اختلاف جنس مذہب تمام کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دیتے ہیں اور جرائم وجرائیم کا قلع و قمع کرتے ہیں۔ اور شب و روز تکمیل و مقاصد کے لیے والہانہ مضطربانہ دیوانہ وار پھرتے ہیں۔

ارباب دسوس ہر ممکن ذریعہ سے ہمیں چھیڑ کر فتنہ و فساد کا آتش کدہ تیز کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ حرمان نصیب ناکام ہی رہتے ہیں۔

پس اے ابناء وطن! ہم آپ ایک ہیں۔ ہم تم آپ میں نہ کوئی مفارقت ہے ومغایرت نہ ہجر و حجاب ہے نہ دوئی۔ ہم تمام عثمانی خاندان ہیں اور ایک دوسرے کی قسمت کے سہیم و شریک۔ ہمیں کوئی شک نہیں کہ ہمارا آپکا مذہب دین بالکل جدا ہے مگر مادر وطن کے فرزند ہونے کی حیثیت سے ایک ہیں۔

آپ اون قری و دیہات سے معلوم کر سکتے ہیں جہاں ہم دورہ کر چکے ہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے؟ ہم کیا چاہتے ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ ہماری تعلیم حریت و آزادی عدل ومساوات ہے اور بس۔

پس آپ سے درخواست ہے کہ آپ مذہبی عصبیت کو چھوڑ دیجئے اور اپنی فوجی جمعیتوں کو منتشر کر دیجئے اور ہماری جمعیت سے آملئے۔

آپ چونکہ وطن عزیز کے ایک وطنی بھائی ہیں اسلئے آپ کو دعوت دے رہا ہوں کہ آپ ہمارے مقاصد سے اتفاق کر لیجئے اور اسکی تبلیغ و اعلان میں قدم بڑھائیے اور جو لوگ اس مقصد کے اندر امداد دے سکتے ہیں ان تک بھی ہمارے یہ پیغام پہونچائیے پرانے دقیانوسی خیالات کو خیرباد کہتے ہوئے عدل و انصاف حریت ومساوات کی دعوت دیتے ہوئے عرض پرواز ہوں کہ آپ تمام لوگوں کو جمع کیجئے اور میرا یہ عریضہ تمام کے روبرو پڑھ کر سنا دیجئے اور اسپر عمل پیرا ہونے کی نصیحت کیجئے اور اپنی فوجی جمعیتوں کو اس طرف توجہ دلائے کہ ہماری رفاقت کریں اور ریاست بلغاریہ اور دیگر ریاستوں کی خدمات سے احتراز کریں۔

جب تک حکومت اسلامیہ کی اصلاح نہیں ہوئی مملکت عثمانیہ کی تکالیف دور نہیں ہوسکتی حکومت عثمانیہ کی اصلاح ہی سے مملکت عثمانیہ کی رعایا حریت ومساوات عدل و انصاف کی برکتوں سے اپنے دامن بھر سکتی ہے بلکہ بلغاری صربی رومانیہ وغیرہ کی اصلاح بھی حکومت اسلامیہ کی اصلاح سے وابستہ ہے۔

آج مجھے یہ فخر ہے کہ میں آپکو اور آپکی جمعیتوں کو اتحاد و اتفاق کی دعوت دے رہا ہوں پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ جلد سے جلد اپنے فرائض کو محسوس کریں اور جلد سے جلد تبلیغ اتحاد کی طرف اقدام کریں تاکہ حریت و آزادی عدل ومساوات کی منزل قریب تر ہو جائے۔

اب میری آخری قابل توجہ گذارش یہ ہے کہ اس مراسلت کے بعد میں ملک کا دورہ شروع کرونگا دیکھونگا جہاں اس مراسلت کے بموجب عمل نہیں ہو رہا

اوس آبادی کو بالکل پامال کر دونگا۔ اگر کسی قریہ یا آبادی میں اہل جرائم کی جمعیت پہونچ جائے تو وہاں کے باشندوں کا فرض ہے کہ جلد سے جلد ہمیں مطلع کریں۔ اگر اطلاع نہ دیگی تو ہمارا فرض یہ ہوگا کہ اوس آبادی کے سربرآوردہ اشخاص کو تہ تیغ کرینگے

عزیزان من! ہمارا طریق عمل یہ ہے ہماری راہ یہ ہے پس آپ پر لازم ہے کہ آپ اون پرانے دقیانوسی استبدادی خیالات کو دماغوں سے علیحدہ کر دیں اور جمہوریت و شورحی کی سدا پر لبیک کہیں۔

جو شخص ہمارے اس طریق عمل میں مزاحم ہوگا خواہ وہ مسلمان ہو یا عیسائی یا کوئی اور۔ اوسکی پہلی سزا موت ہوگی۔ ہماری شمشیر کا پہلا کام ایسے نفوس شریرہ کا استیصال ہوگا اور بس۔

میری اس مراسلت نے بلغارین کے قلوب پر عجیب و غریب اثر کیا خصوصاً اسلئے کہ میرے جیسا ایک ادنیٰ فوجی افسر انھیں ایک زبردست اعلان دے رہا ہے اور ایسی حالت میں کہ چار سالہ معرکہ آرائیوں میں تمام فوجی قوی پاش پاش ہو چکے ہیں اور پھر یہ کہ ایک چھوٹی سی جمعیت ان طاقتور اشخاص کو اتحاد و اتفاق حریت و مساوات جمہوریت و دستوریت کی دعوت دے رہی ہے۔

بہرحال! اس مراسلت نے انکے قلوب پر جمعیت کی عظمت و جلال کا سکہ بٹھا دیا اور رعب و اجلال کی زبردست دہاک بٹھا دی۔ بلغاریہ اور یورپ کے تمام مجلات و اخبارات نے اس مراسلت کو شائع کیا اور نہایت زور و شور سے تعریف زبان شروع کر دیں۔ جمعیت کی مدح و توصیف میں بڑے بڑے مضامین لکھے جانے لگے اخبارات و مجلات کی رائے زنیوں نے ہمارے مقاصد کی انجام دہی میں ہمیں بڑی امداد پہونچائی خود بخود عمل کی راہیں صاف ہوتی چلی گئیں۔

بہرحال! اس مضمون کے میں نے پانچ خط لکھے اور فروشیشتہ کے شیوخ کے حوالہ کئے کہ وہ تمام بنام پہونچا دیں۔

مراسلت سے فراغت ہوئی دیکھا تمام ارکان جیش اکل وشرب سے فراغت حاصل کر چکے ہیں اور سفر کے لئے طیار بیٹھے ہیں صرف حکم کی دیر ہے قروشیشنہ کے چودہری کے ساتھ بیٹھکر میں نے کھانا کھایا۔ اور ۲۳ کی شب کو ہم نے ڈیرہ اٹھایا اور قریہ (دہ لافوز دہ) پہونچے۔ یہ قریہ یہاں سے بہت ہی قریب تھا۔ کوئی آدھ گھنٹہ کا راستہ تھا ہم یہاں پہونچے دیکھا کہ تمام اہل قریہ چھوٹے بڑے ہمارے انتظار میں گھڑیاں گن رہے ہیں میں تمام سے ملا اور ہر ایک سے مقاصد جمعیت کا حلف وبیعت لینا شروع کر دیا جیش جمعیت نے یہاں ڈیرے ڈالدیئے اور یہ شب یہیں بسر کی۔ بہت سے وجوہات تھے جنکی بنا پر ہمیں معمول سے زیادہ یہاں قیام کرنا پڑا تقریباً ۴۸ گھنٹے یہاں رہنا پڑا۔

دہ لافوز دہ کے اردگرد بہت سی اسلامی آبادیاں تہیں جن سے حلف وبیعت لینا ضروری تھا۔ اتحاد واتفاق مقامی حالات کی اصلاح وغیرہ کی بھی ضرورت تھی دہ لافوز دہ میں بیٹھے بیٹھے تمام اردگرد کے باشندوں کو بلایا اور انسے حلف لئے گئے۔ اور ایک بڑی عظیم الشان مہم فتح کیگئی۔

جو لوگ فوج سے فرار ہوئے تھے انہیں اور وہ لوگ جو بعض جرائم کی وجہ سے جیلخانوں میں تھے ان سب کو بلایا بہت سی نصیحتیں کیں صدق واخلاص کی تلقین کی توبہ وانابت کی تعلیم دی یہ لوگ باشندگان قری ودیہات کو آئے دن پریشان کیا کرتے تھے اسلئے انھیں سمجھایا کہ عزیزو! یہ نہایت دنائت وسفالت اور کمینگی ہے۔ تمام بدعملیاں چھوڑ دو۔

غرض میں نے ان تمام کو رہا کر دیا تمام کے خطا وقصور سے درگذر اور معافی کی۔ اور جمعیت کی فوج میں انھیں بھرتی کر لیا اور اسطرح انکی شر انگیزیوں سے نجات ملگئی۔

جو لوگ فوج سے مفرور ہوئے تھے مثلاً امین قرطیش توفیق بک وغیرہ۔ عرصہ تک یہ لوگ ملک ووطن کی پامالی میں مصروف رہے آج اس حکمت عملی نے ان شریروں سے بھی نجات دلائی اور جیش جمعیت کو بھی تقویت پہونچائی۔

اہل قریہ ہر وقت میرے سامنے جمع رہتے تھے پند وموعظت خطابات وکلام

سنتے تھے اور نہایت متاثر ہوتے تھے جگہ نہایت اطمینان کی تھی سطح جبل پر واقع تھی اسلئے جمعیت کے سپاہ بھی بلا تکلف آبادی میں پھرتے تھے گشت لگاتے تھے۔ ہر ایک سے ملتے تھے حکومت کی چیرہ دستیوں شرانگیزیوں اور استبدادیہ سے متنبہ کرتے تھے اہل قریہ ہمارے ساتھ نہایت مانوس ہوگئے ہمیں بھی نہایت وثوق واعتماد حاصل ہوگیا۔ اس قدر پر اطمینان مقام تھا کہ اگر کوئی شدید ترین مصائب وآلام کا زمانہ آجائے تو سپاہ کے لئے بہترین ملجا و مامن تھا۔

لوگوں کو اچھی طرح تربیت دی اور عیسائیوں سے اتحاد و اتفاق پیدا کرنیکی ترغیب دی۔

بہرحال! ہمیں اس مقام پر عجیب وغریب کامیابی حاصل ہوئی مسلمانوں کے لئے یہ کامیابی ایک زبردست بشارۃ تھی۔

اس طرف ہم نہایت کامیاب ہو رہے تھے اور قری دیہات کے بلغاری نہایت پریشان نظر آرہے تھے انکے چہروں پر مردنی چھائی ہوئی تھی خصوصاً اس چیز نے انہیں اور بھی مبہوت بنا دیا تھا کہ جو لوگ مدتوں سے انکے پنجۂ استبداد کے شکار رہتے آج حریت وآزادی عدل وانصاف کے نشہ سے مخمور ومست شادان وفرحان نظر آرہے ہیں۔ طمانیۃ وسکون اور انوار بشاشت ہر ایک کے چہرے سے ٹپک رہے ہیں۔

بہرحال! مسلمانوں کو ہر طرح اپنا بنالیا ان میں باہمی اتحاد واتفاق پیدا کرا چکے تو اب غیر مسلم اقوام کے ساتھ اتحاد کرانے کی کوشش کی۔ بقدر ضرورت اس کام کو بھی انجام تک پہونچایا۔ مراسلت وخطوط کا بھی یہاں نہایت عمدہ موقع ملا یہاں بیٹھکر رسنہ اوخری کو خطوط روانہ کئے تمام حالات سے انہیں اطلاع دی بہت سے وجوہات کی بنا پر صربیہ کے چودہری اور آورخاں آغا فروشیشتوی کا اپنے قابو میں رکھنا ضروری تھا اسلئے انھیں بھی بلایا اور گفتگو کی۔

میں نے کہا! ایہا العمید چودہری صاحب! میں تمہیں اپنے ساتھ کیں سے لئے

رکھتا ہوں اور کیوں رسنہ لے جا رہا ہوں معلوم ہے؟ محض اس لئے کہ جمعیت کے بعض مقاصد تمہاری ذات سے وابستہ ہیں تم جانتے ہو کہ صربیہ کی جمعیت نے کہ جسکے تم چودھری ہو کچھ دن ہوئے ایک دو سالہ بچے کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں اُسے آزاد نہیں کرتے تم جانتے ہو کہ ہمارا مقصد اتحاد و اتفاق حق و صداقت کی حمایت اور استبداد کا قلع و قمع ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں اہل صربیہ کے ایسے مظالم دیکھوں اور خاموش رہوں۔

جمعیت کا اولین فرض مسلمان بلغاری رومی صربی اور تمام عثمانی رعایا کی حمایت اور انکے حقوق کی نگرانی ہے اہل صربیہ اس معصوم بچے کو آزاد کرنے کیلئے طیار نہیں اسلئے آج میں تمہیں گرفتار کر رہا ہوں ممکن ہے تمہاری گرفتاری سے متاثر ہو کر اہل صربیہ اس لڑکے کو آزاد کر دیں جب تک وہ لڑکا آزاد نہیں ہوگا تم ہمارے اسیر اور قیدی ہو۔ تمہاری گرفتاری کا اثر اہل بلغاریہ پر اچھا پڑے گا اور باسانی اتحاد و اتفاق کی بہترین شکل نکل آئے گی۔ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم قیدی ہو بلکہ اس مصلحت کی بناء پر تمہیں اسیر کیا گیا ہے اور اُمید ہے کہ تمہاری اسیری کا زمانہ طویل نہ ہوگا اب میں تمہیں آورخان آغا کے سپرد کرتا ہوں یہ تمھیں قرو شیشتہ پہونچا دینگے اور تمہاری ہر طرح کی حفاظت کریں گے۔ جب بلغاری لڑکا آزاد ہوگا تم بھی نہایت عزت و احترام کے ساتھ آزاد کر دیئے جاؤ گے تم سمجھ گئے کہ تمہاری آزادی اسیوقت ہوگی جب بلغاری بچے کو اہل صربیہ آزاد کرینگے؟

لو یہ تین ریال (ڈالر) لے جاؤ سردست اپنی ضروریات میں صرف کر دو۔

آورخان آغا تم نے میری تمام باتیں سُن لیں؟ چودھری صاحب ہمارے محترم مہمان ہیں نہایت تعظیم و تکریم سے انہیں لے جانا نہایت شرافت کا برتاؤ کرنا۔ لیکن ایک منٹ کے لئے انہیں علیحدہ نہ ہونے دینا۔

اگر ان امور کی یہ پابندی نہ کریں اور خلاف ورزی کریں تو پھر تمہیں اپنے برتاؤ میں تغیر کرنے کا پورا حق حاصل ہے ان کو فوراً ہتھکڑیاں چڑھا دینا۔ مگر

رکھنا نہایت تعظیم سے کیوں آور خان آغا سمجھ گئے ؟ چودہری صاحب آپ بھی سمجھ گئے ؟ بسم اللہ اٹھیئے جائیے۔

دونوں صاحب اُٹھے اور روانہ ہوگئے ہم نے بھی کوچ کیا اور قریہ قاتس اور دلاویز کی طرف قدم بڑھائے۔ یہاں پہونچتے ہی تمام کو جمع کیا۔ اتحاد و اتفاق اور مقاصد جمعیت کی تلقین کی۔ تمام سے حلف اور بیعت لی اور فوراً دہ یشتہ پہونچے۔ شب کا وقت تھا قریہ کے تمام شرفاء وعمائد اور رجال آفندی معہ اپنے تمام ماتحتوں کے تشریف لائے نہایت تپاک سے ملے۔

یہ قریہ نہایت مظلومیت ومحرومی کے پنجوں میں تھا۔ راہزنوں سے زیادہ حکومت کی استبدادیت اور چیرہ دستیوں نے پامال کر رکھا تھا حکومت کی دسیسہ کاریوں نے تمام اہل قری کے اندر نفاق وشقاق تحزب وتفرق اور عصبیت مذہبی کی تاریکیاں پھیلا رکھی تھیں۔ یہاں کے باشندے استعداد وقابلیت کے لحاظ سے فرد اور یگانہ تھے اگر انہیں راستہ تبلا دیا جائے تو بلغارین اور رومیوں وغیرہ کے استبداد اور چیرہ دستیوں سے خود بخود اپنے قوت بازو سے نجاۃ حاصل کرسکتے تھے۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ نفاق وشقاق باہمی تزاعات واختلافات کا مرض مہلک ان میں عام ہوچکا ہے اور پھر حکومت نے بھی عدل وانصاف سے بالکل احتراض کر رکھا ہے ان وجوہات کی بنا پر یہاں کے باشندے ہلاکت وبربادی کے صدمات سے پاش پاش ہیں اور عدل وانصاف کے لئے ترس رہے ہیں۔

تمام خائنین وطن راہزنان ملک اشرار وطن ان اطراف میں آکر رہتے ہیں اور ہمیشہ قتل وغارت اور خونریزی کا بازار گرم رہتا ہے۔ شرفاء وعمائدین بھی تخریب وپامالی کے درندے بن گئے ہیں اور اہل شر وفساد کی پوری امداد کرتے رہتے ہیں۔

بہرحال! ان مظالم کی بنا پر ہمارا اولین فرض تھا کہ یہاں کے باشندوں کو شر وفساد ظلم وستم جور وجفا قتل وغارت نہب وبربادی سے نجاۃ دلائیں اور اہل بلغاریہ اور رومیوں کے پنجہ استبداد سے آزاد کرائیں۔

جس طرح ہم نے تاشقی اور (زیرد) اور (بالا) میں لوگوں کو جامع مسجد میں جمع کیا تھا یہاں بھی جامع مسجد میں جمع کیا۔ سب سے پہلے مجمع نے بآواز بلند کلمہ توحید پڑھا اسکے بعد سورۃ انا فتحنا لک فتحا مبینا کی ابتدائی دس آیتوں کی نہایت خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کی گئی۔ تلاوت کے بعد میں نے ایک پر زور تقریر کی حالات و فرائض اور ذمہ داریوں وغیرہ سے آگاہ کیا۔

میری تقریر نے ان پر وہ اثر کیا کہ تمام مجمع صدق و اخلاص عزم و ثبات توحید و اجلال کا چمنستان بن گیا۔ تمام نے مقاصد جمعیت پر لبیک کہی۔ تیس چالیس سال سے جو غل و غش نفاق و شقاق کینہ و کدورتوں کی تاریکیاں قلوب پر چھا گئی تھیں لمحوں میں دھل گئیں۔ اپنی گذشتہ بد کرداریوں بدعملیوں حرمان نصیبیوں پر زار زار رونے لگے اور اٹھ اٹھ کر ایک دوسرے کے گلے مل مل کر آنسوؤں کی ندیاں بہادیں اور اتحاد و اتفاق کی برکتیں سمٹیں حریت و ازادی کے انوار و برکات سے دامن پر کرلئے۔ تمام اہل شر و فساد راہزن ڈاکو جنکا کام قتل و غارت ہلاکت و بربادی سفک و مار کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ بھی حق و صداقت صدق و اخلاص کے پیکر بن گئے۔ جو اسلحہ چند لمحوں پیشتر مساکین وطن پس ماندگان طریق حریت کی جانیں فنا کر رہے تھے اب وہ خائنین وطن استبداد حکومت کی تباہی و بربادی کے لئے وقف ہوگئے۔

بہر حال! یہاں ہمیں نہایت عظیم الشان کامیابی ہوئی۔ والحمد للہ والشکر لہ علی ذالک ہم نے نہایت فرح و مسرت کے ساتھ یہاں شب بسر کی۔ صبح کو نہایت شاداں فرحاں اٹھے یہ صبح ۲۴۔ جون ۱۳۳۲ھ کی صبح تھی۔ بستر سمیٹنے نہ پائے تھے کہ سامنے سے نجتیار آغا رمنا گرا سے وارد ہوئے اور جمعیت مرکزیہ منا ستر اور ریوبر ہاشمی محیالدین آفندی کا خط پیش کیا۔ میں نے خط کھولا پڑھا اور تمام ارکان جیش کو بلاکر سنایا۔

خط

اخانا المبجل رئیس الاحرار القول آغاسی نیازی آفندی! ادام اللہ اجلالک!

السلام علیکم۔ آپکا نامہ اجلال وارد ہوا خدا کے قدوس ہر حال میں آپ کا

معین و مددگار اور روح نبوی مصاحب حال رہے۔ آپ نے مناستر آنے کی اور جن مقاصد کے انجام دہی کی رغبت ظاہر کی ہے۔ نہایت درست ہے آپکا قدوم میمنت باعث صد تشکر و تفخر ہے لیکن گذارش یہ ہے کہ فوجی جمعیت لیکر آنا نہ اسوقت مفید ہوگا نہ آئندہ بلکہ باعث صد خطرات و مہالک ثابت ہوگا آپ نے مسیحی اقوام کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے نہایت درست ہے تمام قلوب کو بغیر اختلاف مذہب و جنس مسخر کرنا اور اپنے مقاصد کی تبلیغ کرنا ضروری اور فرض ہے۔

ہمیں نہایت وثوق سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت کی جانب سے ایک وفد قری و دیہات کے دورے کے لئے بھیجا جارہا ہے تاکہ وہ آپکے خلاف تقریریں کرے اور ورغلائے کہ جو لوگ قانون اساسی کی تبدیلی اور جمہوریت و دستوریتہ کی تلقین کرتے پھرتے ہیں۔ نہایت بد سمجھ بد عقل ہیں اگر دستوریتہ کا نفاذ ہوگیا تو اسکے معنی یہ ہونگے کہ آج جسطرح مہ جبینان یورپ نقاب چاک کئے ہوئے بے باکانہ بے حیا بانہ سیر و چمن اور تفریح گاہوں میں نظارہ بازیاں کرتی پھرتی ہیں اسیطرح ہماری عورتیں بھی پھرنے لگیں۔

غرض حکومت کے ان بیجا اعتراضات کا جواب دینا آپکا پہلا فرض ہوگا آپ لوگ انکو سمجھائیں کہ دستوریتہ اور قانون اساسی کی اصلاح صرف چند ہوا خواہوں کی تجویز نہیں ہے بلکہ علماء کرام کا اسپر فتوی ہو چکا ہے۔ ۲۲ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مملکت عثمانی کے ہر گوشہ کے علماء اور نمائندے آستانہ شاہی میں مجتمع ہوئے تھے اور ایک عظیم الشان مجلس کا انعقاد ہوا تھا اور بالاتفاق قانون اساسی کی اصلاح اور دستوریتہ کی تجویز پاس ہوئی تھی مگر افسوس یہ کہ ابتک دفتری حکومت نے اسپر کافی توجہ نہ کی اور زبانی اسکا اعتراف کرتی رہی آخر مجلس نے اپنے مقاصد کی تبلیغ شروع کی ہر سال سالانہ رپورٹ میں قانون اساسی اور دستوریتہ پر مفصل بحث ہوتی رہی۔

بہر حال! جہاں جائیں بطور حفظ ماتقدم مذکورۂ بالا امور کی تلقین ضرور کریں تاکہ وفد حکومت کامیاب نہ ہونے پائے۔

اس کے بعد ایک اہم ترین نصیحت یہ ہے کہ سردست آپ اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے اگر قوم کی طرف محتاج ہیں۔ تو صرف رومانیہ کے دیہات اور مسلمانوں سے وصول کریں اور کسی سے نہیں۔

درسنہ کی طرف دو رجمنٹیں بھیجی گئی ہیں ان کی قیادۃ امیر اللواء بریگیڈیر جنرل ناظمی پاشا کے ہاتھ میں ہے ساس میں کی ایک رجمنٹ تو بالکل ہماری ہے کیونکہ اُسکا قائد ہمارا ہی آدمی ہے۔ اس کے چھوٹے بڑے تمام افسر ہمارے حکم کے تابع ہیں۔

بہر حال! حکومت اب پوری طاقت کے ساتھ جمعیت کو منتشر کرنے کے لئے تل گئی ہے۔ لہذا نہایت حزم واحتیاط اور تدبر سے کام لینا چاہیئے۔

آپ کا فرض ہے کہ عفت اور حفظ ناموس کا ہر وقت خیال رکھیں کسی کے مال واسباب سے کسی قسم کا تعرض نہ ہونا چاہیئے۔ اسلئے کہ ہمارے دشمن ہر طرف پھیلے پڑے ہیں۔ اور ہر بات پر نکتہ چینی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہر ممکن ذریعہ سے ہمیں بدنام کرنے کے فکر میں لگے ہوئے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان خیالات کو اپنے تمام ارکان جندیہ ارباب جیش کے کانوں تک پہنچا دیں گے۔ عنقریب ایک طبیب اور ضروری روزمرہ کی استعمال کی ادویات روانہ کرتا ہوں۔ تاکہ آپ کو آپ کے رفقاء سفر کو علاج معالجہ میں زحمت نہ ہو

عنقریب دس پندرہ یوم میں دو خطرناک آدمیوں کو آپ کی طرف روانہ کرتا ہوں موقع پاکر انہیں فوراً گرفتار کر لینا۔ کسی حیلہ سے میں انہیں دقرانی اکی اس جانب جہاں مناستر کی سڑک ملتی ہے بھیجوں گا۔ وہ اس سڑک کی داہنی جانب ایک مکان کی جستجو کریں گے۔ اور مسمی حیدر کا وہاں نام دریافت کریں گے۔ آپ کے سپاہی پہلے سے وہاں چھپے رہیں۔ جب یہ دونوں پہونچیں اور حیدر کا نام ان کی زبان سے سنیں فوراً گرفتار کرلیں اور آپ کے پاس پہونچادیں۔

آپ کی تحریر جو ہمارے پاس پہونچی ہے انشاء اللہ عنقریب ہم یورپ کے مجلات واخبارات میں شائع کرادیں گے۔ آپ نے جو چک قری دیہات کے لوگوں کو دی ہے

اُس سے ہم مطلع ہوتے۔ جہاں تک ممکن ہو اسلحہ کے استعمال سے احتراز لازمی ہے۔
ہاں اگر سخت ترین دشمن کا مقابلہ ہو اور بغیر استعمال اسلحہ چارہ نہ رہے تو ہتیار اٹھایئے
مگر جہانتک ممکن ہو معرکہ آرائی سخت نہ ہونے پائے۔
تمام اہل قریٰ قصبات اور اہل شہر حکومت کا قافیہ تنگ کرنے کے لئے آمادہ ہو گئے
ہیں۔ امید قوی تر ہے کہ انور بک بھی عنقریب پہونچ جائیں گے آپ اکثر رمز اور معمہ کی
صورت میں خطوط لکھا کریں۔ آپ نے جو کچھ ہماری شان میں لکھا ہے۔ درحقیقت ہم اُسکے
مستحق نہیں اس کا استحقاق آپ ہی کو ہے کہ آپ قوم کو زندہ کر رہے ہیں اور قوم
وطن کے اندر زندگی کی روح پھونکی۔ آپ ہی کی ذات نے وطن پرستی کے فداکار
اہل جمیعت کو حیات بخشی وہبکم اللہ السلامتہ والعافیہ علی کل حال۔ فقط

الجمعیتہ المرکزیہ مناستر

۲۳۔ حزیران (جون ۱۳۲۴ھ)

اس خط کے پڑھتے ہی جیش جمیعت میں فرحت و مسرت کے چمن کھل گئے خوشی و
شادمانی کے نشہ میں ہر شخص مخمور ہو گیا خصوصاً اس چیز نے اور بھی خوشی میں اضافہ کیا
کہ انور بک جیسا بہادر کہ جس نے جمیعت کے مقاصد کی کافی طور پر تبلیغ کی ہے اور مکدونیہ
کی حفاظت میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے اور ایک فوج کا افسر جس کی شجاعت
وبہادری نے قلوب پر سکہ جما دیا ہے وہ ہمارے پاس ہماری امداد کے لئے آ رہا ہے
میرا قلب بھی فرح و مسرت سے باغ باغ تھا۔ کیونکہ انور بک ہی نے مجھے جمیعت میں شامل
کیا تھا۔ اور اُس وقت جبکہ مناستر میں جمیعت کی شروع بنیاد پڑی تھی۔ اور صرف مجھے نہیں
بلکہ اور بہت سے نوجوان افسران فوج کو بھی داخل کیا تھا۔ انور بک کے مقدس وجود
نے یاس وقنوط کے زمانہ میں یقین و امید کی برکتیں دیں۔ مردہ جانوں میں روح پھونکی
تقاریر و بیان کے ذریعہ قلوب میں شجاعت وبہادری جرأت وہمت کے ولولے پیدا
کر دیئے ہیں۔
بہرحال جمیعت کی تبلیغ ملک میں ہوا کی طرح پھیل گئی مسلمان عیسائی تمام اس کے گرویدہ

ہوگئے۔ بڑی جماعت باغیوں اور ڈاکوؤں کی وہ لیشتہ یت تھی وہ بھی ہمارے ساتھ آملی بلقانی پہاڑوں اور دبرہ وغیرہ میں جو جماعتیں ڈاکہ زنیاں کرتی پھرتی تھیں۔ وہ بھی اتحاد و اتفاق اخوت و مودت کے رشتہ سے منسلک ہوگئیں۔

ان کامیابیوں نے وہ وہ امیدیں دلائیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ بہرحال! اس آبادی میں ایک مستقل جمعیت قائم کی گئی دوسرے دن کی صبح کو قریہ کے لوگوں سے حلف لئے گئے۔ حکومت کے دفتر کو اپنے منشاء کے مطابق متغیر و متبدل کردیا اور حکومت کی حمایت سے بالکل مستغنی و بے پرواکردیا۔

جن جن قری دیہات میں میرا دورہ ہوا ہر قریہ سے آلات و اسلحہ دستیاب ہوئے چھوٹے سے چھوٹے قریہ سے بھی کم از کم سو اسلحہ ضرور دستیاب ہوئے۔

بہرحال! اب مجھے پورا اعتماد اور وثوق ہوگیا کہ جب اور جس وقت مجھے ایک زبردست طاقت کی ضرورت ہوگی یہ آبادیاں میری امداد کرسکیں گی۔ پیچھے کی طرف البانیوں کی آبادیاں امداد کے لئے طیار ہیں۔ آگے کی طرف دبرہ اور مالیسائی کی آبادیاں۔

اتفاق کی بات ہے کہ عاکف آغا دبرہ وی سے یہاں ملاقات ہوگئی۔ ان سے میں نے کہا! جناب اب ہم دبرہ جانے کا ارادہ کررہے ہیں۔ کیونکہ ہماری جمعیت کی یہاں بھی ایک شاخ ہے۔ ان سے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ دبرجہ استروغہ۔ پرسپہ۔ اوخری۔ رسنہ وغیرہ کے بلغارین کی جانب سے ایک اطلاع پہونچی کہ وہ ہر طرح ہمارا ساتھ دینے کے لئے طیار ہیں اور جمعیت اتحاد و ترقی سے پوری ہمدردی ظاہر کررہے ہیں۔ جان مال سے ہر طرح افواج احرار کے ساتھ ہیں۔

ادھر یہ خبر بھی ملی کہ جرجیس بھی خدام جمعیت رستہ کے توسط سے ہمارے ساتھ اتحاد کا ہاتھ بڑھانے کے لئے طیار ہیں۔

دوستو! ۲۴ جون کی تاریخ ایک عجیب و غریب بے شمار برکتوں کی تاریخ تھی۔ ہر طرف سے فرحت بخش پیام پہونچ رہے تھے۔ فرح و مسرت سے دل چمنستان بن رہا تھا اب مجھے ضرورت تھی تو صرف یہ کہ اسباب فراہم کروں۔

بہر حال! اب ہم نے حصول مقاصد کی راہ میں قدم تیز کئے۔ حکومت نے ہماری مقاومت کے لئے ناظم پاشا اور بکر آغا کو مسلط کر رکھا تھا۔ الحمدللہ کہ آج میں ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوں۔ اُن کی طاقتوں کے مقابلہ کے لئے کافی طاقت میرے پاس موجود ہے۔ فالحمد والشکر للہ العلی الکبیر۔

میں نے اس وقت قلم اُٹھایا۔ اور دو خط لکھے ایک والی (گورنر) مناستر کے نام۔ دوسرا مفتش عام کے نام اور حقیقت حال سے انہیں مطلع کیا۔ اور لکھا مہربانی کر کے مظلوم مسلمانوں کی جانیں ضائع نہ کرو۔ ان کی جانیں بڑی قیمتی ہیں خاک و خون میں مت ملاؤ۔ خونریزی سے باز آؤ۔ زیادہ ظلم اچھا نہیں۔

دوستو! ان عظیم الشان کامیابیوں نے ان اطراف و جوانب میں ایک مستقل حکومت مشروط بشرائط قائم کر دی۔ نظام جمعیت کو ایک زبردست طاقت بہم پہنچ گئی روزانہ جیش جمعیت ترقی کر رہا تھا۔ حکومت قومی کا دائرہ وسیع ہوتا چلا اور اب تو پایہ تخت کو تزلزل کرنے کے خیالات دماغوں میں چکر لگانے لگے

لیکن چونکہ مادر وطن کو رزمگاہ کشت و خون اور قری و دیہات کو مفلوکیت کے قعر ذلت میں ڈالنا مقصود نہ تھا اس لئے حزم و احتیاط اور نہایت باقاعدگی سے قدم بڑھانا چاہا۔ یہاں سے ایک خط اوخری کے ڈپٹی کمشنر کے نام لکھا کہ مجلس شیدرخ نے روپیہ ہمارے فوج کی جانداری میں صرف کیا ہے وہ انہیں دیدیا جائے۔ چند خطوط اور لکھے اور مفتش عام صوبہ دار (گورنر) اور ڈپٹی کمشنر اور حاکم تحصیل کے نام روانہ کئے۔

نقل تلغرات جو سپرنٹنڈنٹ سلانیک اور صوبہ دار (گورنر) مناستر کو دیا گیا

آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ (توفیق الاصوا تلی) (احمد امین دالبوجانلی) اور (قوطش النوہ سیلی) جو آج تک صحرا، دبیابانوں میں جنگلوں اور پہاڑوں میں درندوں کی طرح زندگی کاٹا کرتے تھے۔ شرفا، و امرا، وغیرہ کو آگے دن ستایا کرتے تھے آج انہوں نے ہمارے آگے توبہ نصوح کر لی ہے۔ اصلاح نفس کا مصمم عزم و ارادہ کر لیا ہے اور صدا نیت خداوندی کی قسم کھالی ہے کہ آیندہ سے وہ جمعیت

اتحاد و ترقی کے سچے خادم رہیں گے۔ اور ملک و وطن کو نجات دلانے میں آخری قطرات خون بھی وقف کریں گے۔ ہم نے بھی انہیں امن دیدیا ہے اور گذشتہ تمام لغزشوں کو معاف کر دیا اور آج وہ ہر طرح ہمارے ساتھ ہیں و تمام مسلمانان قری بھی ہمارے ساتھ ہیں۔

نظمی پاشا کو دو رجمنٹیں لیکر بھیجنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ہمارے مقاصد کو آپ بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔ فدائیین احرار اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ اہل استبداد ان کے مکانوں کو برباد و پامال کریں گے۔ لیکن یاد رہے کہ انہیں اسکی ذرا بھی پروا نہیں۔ ان کا معین و مددگار خدائے ذوالجلال ذوالجبروت ہے ان کی پشت و پناہ تمام قوم ان کا امیر جمعیت اتحاد و ترقی ہے۔

آج حکومت استبدادیہ جائرہ غیر شرعیہ کے قوت بازو شل ہو چکے ہیں۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس امر سے آگاہ کر دوں کہ آج فدائیین و احرار کی آنکھیں نور عدل و انوار آلہی سے روشن ہو چکی ہیں۔ نظمی پاشا جیسی ہستیوں سے ایک لمحہ کے لئے خائف و حراساں نہیں۔

کیا آپ ان چیرہ دستیوں سے وطن و ملت کو خطرات میں ڈالنا چاہتے ہیں؟ ذرا سوچئے۔ اور انصاف کیجئے اور بتلائیے کہ ہمارا جرم کیا ہے؟ ہم میں نہ تو کوئی قاتل ہے نہ راہزن نہ ڈاکو نہ چور اور نہ ہی محکوم۔ ہمارا لشکر شرفا وطن کا ایک مجموعہ ہے او وطن و ملک کو آزاد کرانے کے لئے ہے۔ آپکی یہ سخت ترین غلطی ہے کہ ہم کو آپ جانچتے۔ او غلی پر قیاس کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد تو عدل و انصاف حق و صداقت حریت و مساوات اور آزادی ہے۔

آپ کا فرض ہے کہ انہیں ان چیرہ دستیوں سے روکیں مظلوم مسلمانوں کی جانیں خاک و خون میں نہ ملائیے۔ استبداد و ستمرانی اچھی نہیں۔ یاد رہے کہ ہم تو حتی الامکان معرکہ آرائی سے اجتناب و احتراز کریں گے۔

یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ اگر کوئی طاقت وطن و ملک کو غلامی سے آزادی اور نجات

دلا سکتی ہے تو وہ جمعیت واتحاد و ترقی اور تاسیس دستوریۃ وشوری کی طاقت ہے۔
اور بس۔ پس اس راہ میں جس قدر بھی خطرات و مہالک پیش آئیں گے ہم برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خائنین وطن کا ہم پوری طاقت کے ساتھ مقابلہ کریں گے آج تمام ملک تمام شرفا قوم تمام امت اور تمام فوجیں ہمارے ساتھ ہیں۔
جو لوگ ہم سے نبرد آزما ہیں محض جاہل احمق بے عقل بے وقوف حکومت مبتدہ کے غلام اور باشاوات وخطابات کے بندے ہیں نہ ان میں شرافت ہے نہ انسانیت اور نہ ہی ان میں سیادۃ وقیادۃ کا مادہ ان کی سرکوبی تو ہمارے لئے بازیچہ طفلاں ہیں۔
آپ حکومت مبتدہ جائرہ اور حق وصداقت جمہوریت و دستوریۃ کی طاقت میں کچھ فرق و امتیاز نہیں کرتے۔ جمہوریت وجمعیت کی طاقت بڑی زبردست ہے۔ جس وقت یہ دونوں طاقتیں ٹکرائینگی نتیجہ کیا ہوگا معلوم ہے ؟
امید ہے کہ آپ ان امور پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کریں گے اور امت کی مفلوکیت پر رحم کریں گے۔ اور اپنی تمام تر قوتوں کو شرف وانسانیہ اور مقاصد جمعیت الاتحاد والاتفاق قانون اساسی جمہوریت و دستوریت کی حمایت میں صرف کریں گے اور مادر وطن کو غلامی سے نجات دلانے میں سعی کریں گے۔
اگر آپ یہ نہیں کرتے۔ یا اس کے خلاف کرتے ہیں تو یاد رہے کہ میدان حشر میں دیوان الٰہی ہوگا اور امت کا داد طلب ہاتھ آپ کی گردن پر سوار ہوں گے اور خدائے ذو الجلال ذو الجبروت کے آگے طالب انصاف کا دامن پھیلائیں گے لہذا آپ کی غیرت اور باحمیت شخصیت سے امید ہے کہ آپ جمعیت واتحاد و ترقی کی تائید میں قدم بڑھائیں گے۔ اور خدا سے قدوس سے اجر جزیل کے مستحق بنیں گے امید کہ عریضہ ہذا کا جواب ہماری موافقت میں ہوگا۔ فقط

ہم ہیں
تواسو فدائیین اور
نون آغا سی نیازی

حاکم ناحیہ رسنہ اور قائم مقام ڈپٹی کمشنر اوخری کے نام

آج وطن جن مصائب و آلام زلازل و قلاقل میں مبتلا ہے وہ اظہر من الشمس ہے حکومت موجودہ مستبدہ کی چیرہ دستیوں ستمرانیوں کا نتیجہ ہے۔ ان مصائب و آلام کا خاتمہ اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ حکومت موجودہ کے دفتری اقتدار کا خاتمہ نہیں ہو اور حکومت شرعیہ دستوریہ کی بنیاد نہیں ڈالی گئی اور ادارۂ حکومت کے اصول اساسی میں تبدیل نہیں ہوتی۔

آپ کو معلوم ہے کہ حکومت موجودہ ہر سال اپنے سال نامہ دسالانہ رپورٹ میں حکومت دستوری شرعی کا اعتراف کرتی چلی آرہی ہے۔ لیکن آج تک اسپر عمل نہیں کیا جاتا۔

جو امور ارکان جمعیت آپ کے سامنے مکرر سہ کرر پیش کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں ان پر غور کیجئے۔ آج یہ حامیان وطن فدا کاران ملک جمعیت اتحاد و ترقی کے احکام کی تعمیل و تکمیل کے لئے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھر رہے ہیں۔ اور نہایت جانفروشانہ اقدام کر رہے ہیں۔ عدل و انصاف ان کا شیوہ ہے حق و صداقت ان کا شعار آزادی ان کا مطمح نظر اور جمہوریت و دستوریت ان کا منتہائے سفر۔ پس کیا ارکان جمعیت کا یہ فرض نہیں ہے کہ ظلم و ستم جور و جفا استبداد و استبدادیت قتل و غارت سفک دماء کی تاریکیاں ملک سے دور کریں۔ ملک کا ہر متنفس اس امر کا اعتراف کر رہا ہے کہ ہمارا مقصد حق و صداقت اور عدل و انصاف ہے۔

آج تمام ملک ہمارے ساتھ ہے اور ہمارے امداد کے لئے تیار ہے۔ آپ نے بھی بہت سی مرتبہ حمیت و نصرت کا وعدہ کیا ہے اور بسا اوقات امداد بھی کی ہے۔ آپ ہمارے دونوں تلغراف مفتش عام کے پاس پہونچا دیں۔ اور ہمارے مقصد کی تائید بھی کر دیں۔ اور جو وہاں سے جواب آئے اُس سے بھی جلد مطلع کریں۔

جن جن قری و دیہات میں ہم نے دورہ کیا ہے وہاں حکومت دستوری قائم کر دی گئی ہے۔ اور حکمرانی کی باگ جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے ہاتھ میں ہے۔ آپکے ہاتھ سے نکل چکی ہے۔ یہ قری نہایت زور وشور کے ساتھ فوجی تیاریوں میں حصہ لیتے ہیں ہم جن جن

آبادیوں میں جاتے ہیں وہاں کے فوجی مصارف کی ایک چک لکھ دیتے ہیں تاکہ محصول ادا کرتے
وقت حکومت مستبدہ سے یہ رقم وضع کرلی جائے اور چک کا منشاء محض یہ ہے کہ بچارے مظلوم
اہل وطن مسئلہ محصول میں دو دو مرتبہ زحمت نہ اُٹھائیں میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ان چکوں کو
دیکھیں گے اور جو رقمیں ان میں درج ہیں اُسے وضع کردیں گے. اگر معمورین حکومت میں سے
کوئی ان چکوں کے قبول کرنے سے انکار کرے گا اور رعایا پر ظلم کا ارادہ کریگا تو اسکی جزاو سزا
اوراسکا بدلہ یہ ہوگا کہ بغیر کسی قسم کی معذرت کے شمشیر اجل کے نذر کردیا جائیگا. امید کہ آپ ہمارے
کارناموں کو عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھیں گے. فقط.

۲۴ -حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

ہم ہیں
ذوالنو فدائیین وطن
ارکان جمعیت اتحاد وترقی عثمانیہ

اور

نیازی

جب مجھے ان مراسلتوں سے فرصت ملی جمعیت کے اعمال وافعال اور پروگرام پر غور کرنے لگا اور
گذشتہ کارروائیوں کے نتائج وثمرات کا انتظار کرنے لگا. قلب پر عجیب وغریب سرور وکیف تھا اہل
قری بھی تقریر وبیان سے مست وبے خود بن گئے تھے۔
اسعن جونٹ منیجر شوقی آفندی خان مرسینی بک میں آکر ہمارے ساتھ مل گئے ان کے ساتھ دو
آدمی اور بھی تھے. شوقی آفندی کو ایک فوجی دستہ کی قیادۃ سپرد کی اور نہایت وثوق اعتماد کے
کے ساتھ ان سے حلف لیا۔

بہر حال! اس دن یعنی ۲۴ تاریخ کو ہم نے دولیشتہ کو چھوڑا اور لابونیشتہ کی طرف بڑھے دولیشتہ
کچھ ایسا پر لطف وپر فضا مقام تھا کہ ہمیں بار بار یاد آتا تھا اور بار بار مڑمڑ کر گردنیں اُٹھا اٹھا کر اسکی طرف دیکھتے
تھے جس سڑک پر ہم جا رہے تھے وہ ملبقانی پہاڑ کے گرد اگرد جا رہی تھی. اور دونوں طرف خوشنما خوشگوار
درخت لگے ہوئے تھے. دولیشتہ کی صاف شفاف سفید پتھر کی عمارتیں اسکے خوشنما تالاب اونچی اونچی
عمارتیں اور مختلف مناظر قدرت نے ہمیں محو حیرت بنا رکھا تھا۔

پھر جاں ایک گھڑی رات گذر چکی تھی کہ ہم نا بونیشتہ پہونچے، یہ قریہ بھی نہایت پُرلطف و پُر فضا تھا۔
ہر طرف خوشنما خوشگوار سبزہ و شاداب گھنے درخت لگے ہوئے پانی شیریں منظر نہایت دلکش ہوا نہایت
صاف خوشگوار اور فرحت بخش۔ تقریباً تین سو مکانوں کی آبادی اس قریہ کی ہے۔ مختلف جنس و مذہب کے
لوگ یہاں آباد ہیں۔ ہمارے پہونچنے سے پیشتر یہاں کے باشندے ہمارا انتظار کر رہے تھے۔
ہم پہونچے اور ایک وسیع میدان میں انہیں جمع کیا۔ اتحاد و اتفاق اخوت مساوات کی انہیں تلقین کی
اور یہاں ایک مؤتمر (کانفرنس) بھی اس غرض سے منعقد کی گئی کہ قانون اساسی کی ضرورت اور مخالفین
کے دلائل کے متعلق بحث کی جائے۔ کانفرنس میں بھی تائید خداوندی ہماری رفیق حال رہی۔
یہاں کے باشندے حیرت میں تھے کہ جیش جمعیت نے اسقدر کامیابی حاصل کرلی کہ تمام قریہ
و دیہات میں حکومت دستوری قائم کرلی۔ مگر نہ تو کوئی معرکہ آرائی ہوئی اور نہ کوئی کشت و خون کا واقعہ
سننے میں آیا۔ اطوار و حرکات میں معمولی سے معمولی اور ادنی سے ادنی لغزش بھی نہیں ہونے پائی۔
یہاں کے باشندوں میں بعض رسمی اور عادتی امور کی وجہ سے بہت سے نزاعات اور جھگڑے تھے
لوگوں نے محسوس کیا کہ ان جھگڑوں کا دور کرنا ضروری ہے ورنہ مقاصد جمعیت کو بہت سے نقصانات
پہونچیں گے چنانچہ حکومت جمعیت نے تمام نزاعات دور کردیئے۔ اور تمام معاملات صاف کرادیئے
لوگ آپس میں معانقہ کرنے لگے اور ایک دوسرے سے گلے مل مل کر ساری کدورتیں دھوڈالیں۔ میں نے
اور بہت سی ضروری باتوں کی انہیں تلقین کی اور جمعیت کے لئے حلف اور بیعت لی گئی۔
میں انہیں امور میں مصروف تھا کہ یکایک جمعیت کے کارناموں کی خوشخبری پہونچی باشندگان
دیہات نے خبر دی کہ ۲۳۔ حزیران (جون) ۱۳۴۴ھ کو جمعیت کی جانب سے مناستر کے بازاروں
میں اعلانات چسپاں ہوگئے ہیں اور وہ بیان بھی اعلان کی صورت میں چسپاں ہوگیا ہے۔ جو
میں نے صوبہ دار (گورنر) کے نام بھیجا تھا میں نے ارادہ کیا کہ یہ اعلان اور بیان یہاں کے
لوگوں کے سامنے بھی پیش کروں۔

(وہ بیان جو ۲۳ حزیران (جون) کو من جانب جمعیت شائع کیا گیا

والی مناستر کو بتوسط جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ اور مجلس اجتماعیہ کی دھمکی

آج تمہاری حکومت بالکل خلاف شرع خلاف قانون ہے۔ استبداد و بہیمیت کا مجسمہ ہے
قوانین حکومت کو دستوریۃ میں لانے کی ضمانت کرتے ہوئے ادارۂ حکومت نے آج تک اس
طرف توجہ نہیں کی۔ ادارۂ حکومت کی بے اعتنائی کی وجہ سے ہزاروں نفوس شمشیر ستم کی نذر
ہو گئے۔ ہزاروں مظلوم بلا وجہ زندگی سے محروم کر دیئے گئے۔ آج انسانیۃ کا یہی تقاضا ہے
کہ ادارۂ حکومت کی فوراً تبدیلی کر دی جائے۔ حکومت آج کل کرتے ہوئے تین سال سے
ادارۂ حکومت کی تبدیل و تغییر کے متعلق کذب و دروغ بافیوں سے کام لے رہی۔
حکومت آج تک جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کی حقیقت سے بے خبر ہے اور اپنے غرور کے نشہ میں
اسکی کچھ ہستی نہ سمجھی۔ لیکن آج جمعیت کے وجود کا حکومت اعتراف کر رہی ہے۔
تمہیں معلوم ہے کہ جمعیت کا مقصد کسی خاص شخصیت سے تعرض و پرخاش نہیں بلکہ اس کا
مقصد وحید تو یہ ہے کہ حق و صداقت اخوت و مساوات حریت و آزادی کی حمایت اور اوامر
مدنیۃ جو ۱۲۹۳ھ میں مرتب ہوا ہے اُس کے پورا کرنے کی ضمانت ہے اور زمانۂ موجودہ جس قسم
کی اصلاحات کا طالب ہے اس کے مطابق اصلاح اور اہل جور و استبداد کی چیرہ دستیوں
کی حدبندی کہ اُس سے آگے یہ قدم نہ بڑھا سکیں۔
تمہیں معلوم ہے کہ ہر شخص کا حق طبعی ہے کہ اپنی حیات و زندگی کی حفاظت کرے اور
حفاظت کی راہ میں جسقدر بھی ذرائع دفاع ممکن ہو اختیار کرے اگر اس میں جبر و تشدد کی بھی ضرورت
پیش آئے تو عقل اوسے اجازت دیتی ہے۔ قانون طبعی بیرونی اثرات سے ٹوٹ نہیں سکتا۔ اگر
کوئی طاقت اسکے توڑنے کی غرض سے کھڑی ہو تو قانون طبعی مداخلت اور مقاومت کی بھی
اجازت دیتا ہے۔ لہذا میں اس قانون طبعی کے اقتضاء کے بموجب یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں
کہ آج حکومت اور ارکین دولت جو اپنی سفالت و کمینگی کا ثبوت دے رہے ہیں اور جمعیت
اتحاد و ترقی کے مقابلہ میں جور و اعتداء کی راہیں اختیار کر رکھی ہیں اور شہوات و خواہشات اور
جاہ پرستی کی راہ میں گامزن ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی شمشیر ستم خود انہیں کی گردنوں
کا فیصلہ کرے گی۔
اے سفہار ملک حمقار وطن کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ حکومت عثمانیہ دو چیزوں سے مرکب ہے

اس کے دو جز ہیں۔ ایک امت و قوم اور رعایا ہے دوسرا ذات سلطانی۔ حکومت کے بھی دو جزو ہیں نہ ان میں سے کوئی غلام ہے نہ محکوم۔ پس ان سفہاء وطن کو چاہیئے کہ یا تو وہ ظلم و ستم سے باز آجائیں یا قوم کی فہرست سے اپنا نام خارج کر دیں۔

بہر حال! قوم اور سلطان۔ سلطان اور قوم ایک جسم کے دو ہاتھ ایک سر کی دو آنکھیں ہیں اور خدا نے چاہا تو عنقریب یہ دونوں بچھڑے ہوتے بازو آپس میں ہاتھ سے ہاتھ سینہ سے سینہ ملائیں گے اور متحد ہو جائیں گے۔ اور بلا کسی واسطہ کے متحد ہو جائیں گے کسی غیر کی مداخلت کی ضرورت ہی نہ ہو گی۔

جمعیت اتحاد و ترقی نے یہ طے کر لیا ہے کہ جو آدمی شر انگیزیوں کے لئے سالونیکا بھیجے گئے ہیں انہیں اپنے کیفر کردار تک پہونچا دیا جائے۔ لہذا ان خائنین وطن کو چاہیئے کہ اپنی شر انگیزیوں سے باز آجائیں اور مناستر سالونیکا اسکوب وغیرہ میں داخل ہونے کے ارادے کو منسوخ کر دیں۔

ہماری جمعیت صرف ان خائنین وطن کو تنبیہ نہیں کرتی بلکہ تمام فریب دہ ہستیوں کو تمام جہلاء وطن اہل شر و فساد راشی و رشوت خواران ملک اہل وسوس کو جو خزانہ ملکی کو تباہ و برباد کر رہے ہیں چیلنج دے رہی ہے کہ یا تو ان جرائم ظلم و استبداد و ستم رانیوں سے باز آجائیں یا جزاء اعمال کے بھگتنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

بہر حال! اب حکومت کا فرض ہے کہ اصلاح قانون اساسی اور دستوریۃ کا جلد سے جلد اعلان کر دے۔

اے وکیل نائب سلطنت! تجھ پر بھی لازم ہے کہ وکالت اور قائمقامی کا حق ادا کرو اور ولایت مناستر کے حقوق پیش نظر رکھو۔ اور ہر صاحب حق کو حق دو۔ اور یہ تمہارا اولین فرض ہو ظلم و ستم کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ملازمین شاہی دفتری غلاموں کو جور و جور ظلم اور ستم رانیوں سے روکو خدا کے لئے حقوق قوم کو پامال نہ کرو۔ نہیں جانتے کہ قوم ہی نے تو تمہیں وکیل و نائب بنایا ہے اور قومی حقوق کی باگ تمہارے ہاتھ میں دی ہے۔ اور آج قوم ہی تمہارے مظالم کا شکار ہو رہی ہے۔ ماموریں حکومت قومی خزانوں سے شکم پُر کر رہے ہیں اور قوم ہی کو

اپنی طاقتوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ تمہارا فرض ہے کہ انہیں ظلم سے روکو۔

قوم آپ کو سینکڑوں اور ہزاروں لیرات و پونڈ اور روپیہ دے رہی ہے اس لئے نہیں دیتی کہ تم کھاؤ پیو اور عشرتکدوں میں پڑے پڑے ستم رانیوں کا تماشا دیکھا کرو۔ قوم تمہاری خدمات کا ان روپیوں سے مقابلہ کرے گی۔ اور کوڑی کوڑی کا تم سے حساب لیگی۔

پس حضرات من! انسانیت کا جامہ پہنو اور اپنے فرائض و ذمہ داریوں کو محسوس کرو فرائض انسانی بھی تو ایک چیز ہے۔

جو لوگ شر و فساد کی تاریکیاں پھیلاتے پھر رہے ہیں۔ وہ تمہارے ملازم اور مامور ہیں۔ لہذا تمہارا فرض ہے کہ ان کے کانوں تک ہمارا پیغام پہونچا دو اور ستم ظریفیوں سے انہیں روکو۔

ہم خونریزی اور سفاکیت کے طالب نہیں اور تم ہی جو سفاکیاں کر رہے ہو وہ کیا کم ہے۔ جو ہم بھی اپنے دامن عفت کو ملوث کریں۔

اے وکیل اور نائب مناستر! تم سے اسوقت ہمارا خطاب اسلئے ہے کہ تم ہمارے پیغام کو حکام بالا تک پہونچا دوگے۔ اور کہدو کہ قانون طبعی ہر جگہ یکساں ہوا کرتا ہے۔ اسکا لحاظ رکھو۔ ورنہ پھر پشیمانیوں کا وقت قریب ہے تمام ساز و سامان اور جاہ و حشمت کے کیل و پرزے ڈھیلے ہو جائیں گے۔

اے نائب مناستر! تمہارا اولین فرض ہے کہ تم ان ظلم و ستم کی بھیڑیوں کو بلاؤ اور ان سے استصواب کرو جواب طلب کرو اور اعمال بد کی سزا دو۔

اے وکیل! تم جن لوگوں کو باغی اور اہل شر و فساد سمجھتے ہو وہ باغی نہیں بلکہ ملک اور قوم مملکت عثمانی و دولت ہمایونی حضرت سلطان ظل اللہ کے سچے ہمدرد و بہی خواہ ہیں جن لوگوں پر تمہارا اور تمہاری حکومت جائرہ کا اتہام ہے ان کا فیصلہ تم اپنے جذبات خبیثہ سے نہ کرو اسکا فیصلہ محکمہ عدل و انصاف سے کرو۔

یاد رہے کہ ہمارا فیصلہ ہم آپ کریں گے متفرجین سلطنت کے ہاتھ سے نہ ہوگا۔ اب وہ وقت قریب ہے کہ حکومت کے سامنے ہاتھ پھیلا کر کاغذوں کے پرزوں سے اپنے مطالبات نہ چاہیں گے بلکہ عمل اور قوت بازو سے پورا کرائیں گے۔ ہم خوب اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ

درخواستوں سے مطالبات پورے نہیں ہو سکتے قوت بازو سے ہو سکتے ہیں۔

حکومت یہ خیال کر رہی ہے کہ احرار قوم کو جبر و استبداد کی طاقت سے فنا کر دے گی لیکن یہ ایک نہایت لغو اور باطل خیال ہے جس قدر جبر و تشدد بڑھتا جائے گا منزل مقصود سے ہم قریب تر ہوتے جائیں گے۔ ہمارے عزم و ثبات میں اور ترقی ہوگی۔ طریق عدل و مساوات پر ہمارے خون کے آخری قطرات بھی وقف ہیں۔ یقیناً فتح حق کی ہوگی نہ باطل کی۔ الحق یعلو ولا یعلی۔

حکومت جابرہ کے اراکین اور ملازمین نے ولایت مناستر کے ہنگاموں کا الزام احرار قوم پہ لگایا ہے لیکن جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کا اس بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ اسکا ذمہ دار والی مناستر ہے اور کوئی نہیں۔

جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ مرکز مناستر کا خط نیازی بے کے نام

۲۴۔ حزیران (جون ۱۳۲۴) یوم جمعہ۔

اخانا المبجل! السلام علیکم! ۱۔ ہمیں نہایت قوی امید ہے کہ آپ بلغارین میں سے یا کسی مسیحی اقوام میں سے ایک شخص کو بھی جبراً فوج میں بھرتی نہ کریں۔ نہایت حزم و احتیاط اور صبر و ثبات سے کام لیں۔

۲۔ جس طرح بھی ممکن ہو وہ تمام خطوط جو آپ نے وزراء دولت اور گورنروں وغیرہ کو لکھے ہیں جلد سے جلد یہاں بھیجدیں اپنے جرائد میں ہم انہیں شائع کریں گے اور ترجمہ کرا کر جرائد یورپ میں بھی شائع کرائیں گے۔ آیندہ بھی جسقدر خطوط و بیانات لکھیں ارسال فرماتے رہیں۔

(۳) شمسی شاہ پاشا قتل کر دیئے گئے ہیں۔

(۴) اصلاح الدین بک اور حسن بک قرچوہ کی طرف آرہے ہیں تاکہ جمعیت سے جا ملیں۔

خدائے قدوس سے توفیق و ہدایت کے خواستگار ہیں۔ یقین فرمائے کہ ہمیں آپ سے اور آپ کے تمام رفقاء سے نہایت ہی محبت ہے۔ وہ وقت خدا جلد لائے کہ دست بوسی کا موقع ملے۔

پیارے بھائی! ایک ضروری عرض یہ ہے کہ آپ اپنے عصابہ ملیہ کے تمام اراکین

اور افسروں کے نام معہ ان کے درجات ومراتب تحریر فرمائیں۔
اور ممکن ہو تو اُن کا فوٹو کھچوا کر روانہ کر دیں۔

ایک گزارش یہ بھی ہے کہ آپ اپنی روزانہ کی کارگذاری کسی رجسٹر میں درج کرتے جائیں۔ تاریخ حریت لکھتے وقت یہ ایک خاص چیز ہو گی۔ اہم ترین امور کی ہمیں اطلاع دیتے رہیں۔

ہمیں ایک نہایت قابل وثوق ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مفتی آلائی سالونیکا میں قتل کر دیئے گئے۔ اور والی دگورنر) مناستر نے ہمارے قتل کے خفیہ احکام نافذ کر دیئے ہیں۔ حاکم ضلع نے اس کا بیڑا اُٹھایا ہے اسکی تجویز یہ ہے کہ کسی نہ کسی ذریعہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی کو بہکا کر اس کام کو انجام دیا جائے۔ گورنر نے اس سے بڑے بڑے وعدے کئے ہیں۔ لہذا آپ کا فرض ہے کہ نہایت حزم واحتیاط تیقظ وبیداری سے کام لیں۔ اور ہر وقت ہوشیار رہیں۔ فقط۔

جمعیت اتحاد وترقی عثمانیہ
مرکز مناستر

اے خدائے قدوس! یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں؟ شمسی پاشا علانیہ طور پر قتل کر دیئے گئے؟ مفتی آلائی اور اس کے ہم جنس ارباب وسوس کو نیست ونابود کرنے کی خبریں سن رہا ہوں۔ صلاح الدین بک حسن بک کی عصابۂ ملیہ سے آملنے کی اطلاع ہے۔ انور بک عرصہ سے تیکوس کے قرب وجوار میں گشت لگا رہے ہیں۔ یہ خبریں ایسی نہ تھیں جو مجھے مسرور نہ کرتیں۔ میرے عزائم وارادوں میں عظیم الشان انقلاب پیدا ہو گیا۔ رہ رہ کر مجھے تعجب ہوتا تھا کہ صلاح الدین ڈپٹی کمشنر بھی ہمارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ حسن بک جیسے غیور محب وطن بھی ہم آوارہ گردان ملک

کے ساتھ آوارہ بننے کے لئے تیار ہیں۔ حسن بک وہ مقدس شخص ہے جن کی تدابیر سے میں نے چار سال تک بڑے بڑے معرکے فتح کئے ہیں۔ انہیں کی حمیت و ہمت نے میرا کام بنایا ہے۔ حسن بک اور انور بک کی قدر و منزلت اورعظمت و وقعت لوگوں کے دلوں میں بہت زیادہ ہے۔ ان کی مقبولیت عامہ کا یہ حال ہے کہ حکومت جابرہ کے بڑے بڑے اراکین ان کے ذکر سے کانپتے ہیں۔

میں ہر وقت یہ سوچتا رہتا تھا کہ انور بک اور حسن بک کب آئیں گے۔؟ ان کی شرکت سے تو جمعیت کا چاردانگ عالم میں ڈنکا بج جائے گا۔ جس وقت میرا ذہن اس طرف متوجہ ہوتا تھا۔ تو میں بالکل مطمئن اور بے پروا ہو جاتا تھا۔ دبرہ اور مایسیا۔ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے کو بھی جی نہیں چاہتا تھا۔ ظلم و ستم کے بندوں کی بھی چنداں پروا اور اہمیت نہ ہوتی تھی۔ اس سے بھی اب تو مطمئن ہو گیا کہ حکومت اور اراکین حکومت مجھے کچھ ضرر پہونچا سکتے ہیں۔ اور خصوصاً شمسی پاشا کے ہم طبقہ قائدین کی جانب سے تو بالکل ہی مطمئن ہو گیا۔

آج کی برکتیں بھی عجیب وغریب ہیں۔ قریۂ لابونیشہ میں لوگ جمعیت کے آگے حلف اُٹھا رہے تھے۔ بیعت کر رہے تھے۔ چرمنیقہ کے پانچ چھ رئیس بھی مثلاً بہلول آغا وغیرہ جمعیت اتحاد وترقی کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اب میرا خیال تھا کہ اس نواح میں یہ رؤسا۔ اپنی سطوت واثر سے اہالیان چرمنیقہ اور مایلیا کو درست کرلیں تو ہم مایسیہ دبرہ کی طرف بڑھیں۔ اور وہاں پہونچکر پہاڑی کمینگاہوں سے حکومت کی طاقتوں کا مقابلہ کریں۔ اور ہر ممکن طریق سے حکومت کی چیرہ دستیوں کی مدافعت کریں۔ لیکن اس امر نے کہ ناظم اور سامی جو اسرار جمعیت کی ٹوہ میں سرگرداں ہے۔ ان کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور مجسمہ جرائم مفتی آلای اور شوکت کا بھی صفایا ہو گیا ہے۔ امیر لوانطی اس کام سے باز آ گئے اور واپس چلے گئے شمسی پاشا جس کا ہر وقت خوف تھا کہ باوجود سات فوجی دستے ساتھ ہوتے

ہوئے پر رزین پرستنہ یا قوہ وغیرہ سے فوجیں جمع کر رہا تھا۔ اناطولیہ سے بڑی بڑی فوجیں مہیا کرنے کا ارادہ کر چکا تھا۔ مگر آج یہ خطرناک وجود بھی خاک و خون میں ملا دیا گیا اور انور بک صلاح الدین بک حسن بک عنقریب ہماری جماعت سے آ ملتے ہیں۔ یہ تمام امور تھے جس نے فرح و مسرت سے باغ باغ کر دیا اور میرے اندر حریت و آزادی۔ خود مختاری۔ خود اعتمادی۔ خود داری۔ خود آرائی کی روح پڑ گئی اور مالیسہ و برہ وغیرہ مقامات کے ارادوں سے بے پروا کر دیا۔

خدائے قدوس! تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ شمسی کے خطرناک وجود سے ہمیں بے فکر کر دیا۔ اور ایسے وجود سے جو امت و قوم کے لئے باعث تباہی و بربادی باعث قتل و غارت باعث زلازل و قلاقل و مصائب و آلام تھا اس سے نجات دے دی۔

بہرحال! یہ کامیابیاں تھیں کہ قوم اور جمعیت کے لئے عظمت و وقعت ہیبت و جلالت کی عظیم الشان بشارتیں تھیں شمسی پاشا ایک خبیث النفس۔ جری اور جہل و غرور اور وساوس و شر انگیزیوں کا مجسمہ اور شر و فساد کا منبع تھا اس کے قتل نے احرار کے لئے کامیابیوں اور فتحمندیوں کے دروازے کھول دیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ شمسی پاشا کی خبیث طاقتیں ہمارے لئے اٹل روڑا تھیں۔ اور کام کے دروازے بالکل بند تھے نہیں۔ بلکہ اس ذات سے جن خطرات کا خوف تھا وہ یہ کہ قوم میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ ملک میں باہمی جنگ و جدال۔ طوائف الملوکی۔ انارکی سفک دماء اور خونریزیوں کے بازار گرم ہو جائیں گے شمسی پاشا ایک وہ بدنصیب محروم القسمت فوجی قائد تھا کہ نہ تو اس کے پاس علم تھا نہ تربیت۔ نہ عدل و انصاف۔ نہ حمیت و غیرت۔ طمع و حرص۔ شہوت و غضب۔ جہل و غرور کا ایک مجسمہ تھا۔ اور بس۔ انہیں وجوہات کی بنا پر اسکا وجود سخت خطرناک

سمجھا جاتا تھا شمسی کا وجود شمالی البانیہ میں وہ وہ خطرات پیدا کر رہا تھا جس سے ہم نہایت پریشان تھے اسکی خباثت و بد باطنی کا اندازہ اس مراسلت سے ہو سکتا ہے جو تلغرات کے ذریعہ مابین وزراء دولت اور شمسی پاشا کے درمیان ہوئی ہے۔ یہ مراسلت اوسوقت ہوئی ہے جسوقت ہم نے رسنہ کی چھاؤنی سے کوچ کیا تھا اور یہ اسوقت متروبچہ میں تھا۔ تلغراف یہ ہے۔

تلغراف ۱

از یلدیز۔ حضرت شمسی پاشا فریق اول (جنرل انجیف یا میجر جنرل)

گذارش آنکہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ایک شخص لعین جسکا نام نیازی ہے جو رسنہ میں اٹھائیس نمبر کے دستہ کا ایجوٹنٹ میجر تھا اور خواجہ جمال الدین آفندی رئیس البلدیۃ (افسر میونسپلٹی) رسنہ اور تحسین آفندی منشی مالگذاری طاہر آفندی کمشنر پولیس اور جوٹنٹ میجر یوسف آفندی اور تقریباً سو آدمی اہل عسکر اور اہالیان رسنہ ان تمام نے ملکی میگزین پر حملہ کرکے تقریباً سو بندوقیں غصب کر لی ہیں اور صندوق توڑ کر تمام روپیہ بھی قبضے میں کر لیا ہے۔ اور اب وہ استینہ کی طرف جا رہے ہیں اس رجمنٹ کے دو افسر اسوقت پر سپہ میں ہیں اور قریۂ آصوماں کی طرف جا رہے ہیں ان دونوں کے پاس تقریباً ستر بندوقیں اور تمام ضروری سامان بھی موجود ہے ان بندوقوں سے بہت سے قری دیہات کے مسلمانوں کو آراستہ کیا گیا ہے اور اب وہ رسنہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں معلوم ہوا ہے کہ چار آدمی اور ایک جوٹنٹ میجر نے انکا ساتھ دینے سے انکار کر دیا ہے اور اب وہ واپس آگئے ہیں۔

میں جناب کو مطلع کرتا ہوں کہ اسوقت آپ کا اہم ترین فرض یہ ہے۔ کہ جسطرح بھی ممکن ہو نیازی مذکور کو سخت سے سخت سزا دیجئے یہ نہایت احسان فراموش اور ناشکر ناسپاس ہے۔ نیازی کے تمام رفقا اور ہم خیال لوگوں کو بھی کافی اور سخت سے سخت سزا دیجئے اور ملک کو ان ملاعنہ وطن اہل شر و فساد کے

پاک کر دیجئے۔ آپکی صداقت و دیانت پر باب عالی کو کامل اعتماد ہے اور اُمید ہے
کہ آپ مولانا ولی النعمت سُلطان الاسلام کی کماحقہ خدمات انجام دینگے۔
حضرت ظل اللٰہی نے اس امر کا قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ جلد سے جلد اناطولیہ
سے فوجی دستہ آپکی طرف روانہ کیا جائے اُمید ہے کہ بغیر انتظار مدد یا امداد
آپکو پہونچ جائے گی۔ آپکو یہ مہم بہت جلد فتح کرنی چاہیئے۔ جہاں جہاں
آپ پہونچیں اور جن جن امور کو آپ انجام دیں، اور ان امور کے متعلق آپکی
کیا رائے ہے ؟ جلد سے جلد ہمیں مطلع کریں۔ جواب کا انتظار ہے تلغراف
کے ذریعہ جواب دیجئے۔ فقط

۲۰۔ حزیران (جون) رئیس کتاب حضرت سُلطانیہ
تحسین

تلغراف ۲

از یلدیز۔ حضرت شمسی پاشا فریق اول (جنرل انخیف یا میجر جنرل
ایک تلغراف آپکو پہونچ چکا ہے یہ دوسرا تلغراف ہے۔ گذارش یہ ہے کہ
متردیجہ کی رجمنٹوں میں سے جسقدر سپاہ کی ضرورت ہو لیجئے اناطولیہ کی
کمک عنقریب پہونچتی ہے نیازی اور اسکے زیر قیادہ جسقدر افسر اور سپاہ ہیں
جلد سے جلد انہیں اپنے اعمال بد کی سزا دیجئے۔ رجمنٹوں میں انہیں آدمیوں
کو ہمراہ لیجئے جو قوی ہیکل شجاع جری اور بہادر ہوں۔ تمام کو فوجی لباس
میں نکلنا چاہیئے تاکہ لوگوں پر رعب و دبدبہ پڑے تمام وہ ذرائع اختیار کیجئے
جن سے لوگوں کو عبرت حاصل ہو۔ اہل شر و فساد کی ہمتیں جلد سے جلد توڑ دیجئے۔
امید کہ آپ تیسری پنج ہزاری پلٹن کے مشیر (فیلڈ مارشل) ہونے کی حیثیت
سے خدمات ہمایونی نہایت مستعدی کے ساتھ انجام دینگے۔ حضرت ہمایونی ظل اللہ
کی جانب سے سلام پہنچے فقط۔ ۲۰۔ حزیران ۱۳۲۴ھ۔ رئیس کتاب حضرت شہریاریہ۔ تحسین

باب عالی کے تلغراف نے شمسی پاشا کے اندر عجیب و غریب سرور پیدا کر دیا۔ ذاتی اغراض و فوائد کا بندہ تھا۔ باب عالی کے تلغرافات نے بڑی بڑی اُمیدیں پیدا کر دیں جوش و خروش کے نشہ میں مست و بے خود اٹھا اور اپنے دسیسہ کاریوں میں گامزن ہوا۔ فوج کو دس حصّوں میں تقسیم کیا۔ تین دستے اپنے ہمراہ لئے اور ۲۲۔ حزیران (جون) کو اسپیشل ٹرین پر سوار ہوا۔ اور ۲۳۔ حزیران (جون) کو مناستر پہونچا پر زرین پشتہ فیروزویک سے تقریباً تیس مقرر لکچرار اپنے ساتھ لئے تاکہ انکی تقریروں کی پناہ میں کچھ کام کر سکے بہت سے لوگوں کو تار گھروں پر مسلط کیا کہ یہاں بیٹھے بیٹھے ہر طرف اپنی دسیسہ کاریوں کی خبریں پہونچاتے رہیں اور اطلاعیں حاصل کرتے رہیں۔

بہرحال! شمسی پاشا نے قدم بڑھائے اور پبلک میں اس امر کی اشاعت شروع کر دی کہ سرزمین مناستر خطرات عظیمہ کا نشانہ بن گیا ہے عیسائی لوگ مسلمانوں کو قتل و غارت کے گھاٹ اتار رہے ہیں قتل و غارت کے بازار گرم ہو رہے ہیں خلافت اسلامی کی حفاظت کرو اور ناموس شرافت کو بچاؤ!

بہرحال! شمسی پاشا نے امید و رجا کے ولولوں میں اپنی تحریک شروع کر دی اس تحریک کا اثر قوم پر کتنا پڑا اس کا پتہ اُس گفتگو سے چل سکتا ہے جو ایک رکن جمعیت اور شمسی پاشا کے ایک ہواخواہ میں ہوئی ہے اور وہ یہ ہے۔

رکن جمعیت۔ مادر وطن کے پیارے فرزند! مبارک ہو تمہیں یہاں کی آمد کیا آپ فوج کے ہمراہ آئے ہیں؟ ردیف (رزرو) فوج میں ہیں یا ملحق ہیں؟

ہواخواہ۔ نہ میں ردیف میں ہوں نہ ملحق ہوں بھائی ہم تو بالکل اجنبی ہیں۔ محض اس غرض سے آئے ہیں کہ آپ لوگوں کی حمیت غیرت اور اخلاص . . . . سے فائدہ اٹھائیں۔

رکن۔ مہربانی کر کے اپنی امیدوں کا دفتر یہاں سے تو سمیٹ لیجئے اگر ضرورت ہی ہے تو فوج بہت ہے یہاں تو نہ حمیت ہے نہ اخلاص نہ ہوئے ہمدردی ہے۔

نہ غیرت تم لوگ عجب احمق اور بد شعور ہو! شمسی پاشا کے دہوکے میں آگئے۔ شمسی پاشا نے اصلاح کے نام سے مسلمانوں میں باہمی اختلاف و تفریق کے سامان کئے ہیں اور تم اسلیئے آئے ہو کہ اس خائن کی امداد کرو اور احرار وطن فدائین ملک اور پرستاران صدق و اخلاص کو دنیا سے مٹا دو۔

تمہیں معلوم ہے کہ احرار قوم کے مقاصد کیا ہیں؟ اور وہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ان کا مقصد وحید حکومت موجودہ کے استبداد کو خاک و خون میں ملانا اور اس حکومت کا جو یورپ کے آگے سربسجود ہو کر ملک انکے سپرد کر رہی ہے اور ملک کے حصے بخرے کر کے ہضم کر جانے کی یورپ کو اجازت دے رہی ہے۔ صفحہ ہستی سے خاتمہ کر دیا جائے۔

یاد رکھو! احرار وطن مٹی کے کھلونے نہیں جو تمہارے قابو میں آجائینگے۔ یہ اہل حمیت و غیرت شجاع بہادر نوجوان نونہال اور شریف شریف زادے ہیں اہل دماغ صاحب بصیرت و فہم اور اہل شرف و بصیرۃ کے فرزند و سپوت ہیں ایک لمحہ کے لئے تمہارے دام تزویر میں نہ پہنچیں گے۔ تمہاری فیلق ربع ہزاری پلٹن) نے اس امر کی قسمیں کھائی ہیں کہ وہ احرار وطن کو ضرور شمشیر اجل کے نذر کر دینگے۔

ہوا خواہ۔ ہاں کیا واقعی یہی بات ہے؟ اگر یہ صحیح ہے تو ہم بھی احرار کے ساتھ ہیں ہمیں قطعی اسکا علم نہیں کہ انکے یہ ارادے ہیں! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنے تمام رفقا کو اس حقیقت سے متنبہ کر دوں تاکہ وہ بھی اس مسئلہ پر غور کریں۔

رکن۔ بلا خوف و خطر آپ اسکا اظہار کیجئے جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ تو اپنے ان مقاصد کا اعلان کر چکی ہے۔ جمعیت اب بالکل بے غم ہے آپ جیسے افراد اور فوجی طاقتوں کے کچلنے کا انکے پاس کافی سامان ہے اور انشاء اللہ عنقریب آپ دیکھ لیں گے۔ کہ زمانہ کیا گل کھلاتا ہے؟

میں آپکو ایک مفید اور صحیح رائے دے رہا ہوں کہ تمام اہل وطن کے مشورے سے ایک مؤتمر (کانفرنس) منعقد کیجئے اور اس مسئلہ پر کافی غور و تدبر کیجئے اور اس خائن ملک و ملت شمسی پاشا کی اطاعت و پیرو کاری سے باز آجایئے۔

شمسی پاشا جسوقت مناستر پہونچے تو مغربی البانیہ کے معزز ترین اشخاص کو کمشنریتہ ایلبصان کے ذریعہ مندرجہ ذیل تار بھیجا گیا۔

تلغراف

عاکف پاشا "شوکت" اور درویش آفندی وغیرہ آپ حضرات کو معلوم ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد نے کس صداقت اور اخلاص کے ساتھ دولت عثمانیہ اور مادر وطن کی خدمات انجام دی ہیں؟ میں امید کرتا ہوں کہ آج آپ حضرات بھی اپنی خدمات حسنہ کی دنیا کے سامنے نظر پیش کرینگے۔ آج میں ایک عظیم الشان کشمکش میں ہوں۔ میں آپ حضرات کی حمیت وغیرت شجاعت وجرأت ہمت وطن پرستی کی بنا پر درخواست کرتا ہوں کہ میری امداد کیجئے امید ہے کہ میری درخواست منظور ہوگی؟ آپ حضرات کو اس کا علم تو ضرور ہوگا کہ بہت سے مقامات میں اس وقت زلازل و قلاقل کے شعلے بھڑک اُٹھے ہیں امید ہے کہ آپ حضرات ان شورشوں کے اسباب سے مجھے مطلع فرمائینگے اور جسطرح ممکن ہو میرا ساتھ دینگے۔

فریق اول (جنرل انچیف) میجر جنرل
شمسی

شمسی پاشا جسوقت مناستر پہونچے تھے تو انکے خسر ڈپٹی کمشنر ثرانداز مہ رفعت بک کے ذریعہ جو اس وقت جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے ایک زبردست رکن تھے، ہمیں اطلاع موصول ہوئی تھی کہ مناستر اور رسنہ اور ان دونوں علاقوں کے تمام دیہات وقری کی شاہی فوجیں شمسی پاشا کا ساتھ نہیں دینگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شمسی پاشا یہاں ناکام رہے اور مجبوراً روم ایلی سے فوجی امداد کے طالب ہوئے اور خاص موقعہ پر کغہ اور طوسقہ کی کمک کی امید میں تمام شب بسر کرنی پڑی اسے خیال تھا کہ یہاں سے تو ضرور امداد پہونچے گی۔

اسے کیا معلوم تھا کہ ملک کا رنگ اسوقت کیا ہے؟۔ کسی سفر میں قریہ

یاقوہ اور مایسیاسی کے قبیلہ غانس کے سردار نے شمسی پاشا کو تار دیا تھا اس تار کی بنا پر تمام شمالی البانیہ کی جانب سے کافی امداد اور کمک کا امیدوار ہو کر انتظار کی گھڑیاں گن رہا تھا۔ مذکور تار یہ ہے۔

تلغراف

از یاقوۃ حضرت شمسی پاشا فریق اول مقام فیروز ویک۔

عساکر سلطانیہ جس مقصد کے لئے طریق فیروز ویک سے گام زن ہے اسکا ہمیں علم ہوا ہے حضرت ظل ہمایونی کی خدمات کے لئے ہم اپنی جانیں وقف کر چکے ہیں ہر طرح طیار ہیں ہمارے قبیلہ کے کئی ہزار بہادر وفاء عہد کے لئے طیار ہیں اور ایک مقام پر مجتمع ہیں حکم کا انتظار ہے فرمان عالی سے جلد مطلع فرمایئے۔

رئیس قبیلہ غانس نجل رستم آغا

۲۲۔ حزیران رجون ۱۳۲۴ھ

سلیم

شمسی پاشا کی جن لوگوں سے یہ امیدیں وابستہ تھیں کہ احرار وطن و فدا کاران ملت کے سر کچلنے میں انکی امداد کرینگے وہ تمام خفیہ طور پر جمعیت اتحاد و ترقی کے ارکین خاص تھے اور مادر وطن کو غلامی سے آزاد کرانے میں تمام سے آگے۔

رفعت بک نے شمسی پاشا کو بہت ہی سمجھایا کہ ان ارادوں سے باز آجاؤ۔ معاملہ دیگر گوں ہے جمعیت کے مقاصد و مطالبات بالکل صحیح و درست ہیں۔ رفعت بک نے اس عمدہ طریق سے سمجھایا کہ شمسی پاشا کو یہ بھی پتہ نہ چلا کہ رفعت بک کا جمعیت سے کچھ تعلق بھی ہے۔ حالانکہ رفعت بک جمعیت کے خاص رکن تھے۔

مگر افسوس شمسی پاشا کچھ ایسے بدقسمت تھے کہ رفعت بک کی ایک نہ سُنی اور بعض مراسلتوں پر اعتماد کر کے اپنی کج روی پہ اڑا رہا اسکی بدعقلی کا ثبوت اسکی مندرجہ ذیل مراسلتوں سے لگ سکتا ہے۔

پہلی مراسلۃ

بعالی خدمت وزرا، دولت اور سردار عسکر اور فیلڈ مارشل

عرض یہ ہے کہ میں آج صبح معہ دو رجمنٹوں کے مناستر پہونچا ۶۹ ویں رجمنٹ یا قوہ میں طیار ہے۔ چوتھا دستہ ریل میں سوار ہوکر روانہ ہوگیا ہے تاکہ جلد سے جلد میرے پاس پہونچ جائے۔

میں نے ہر چند سعی کی مگر جمعیت اتحاد و ترقی کا کسی سے پتہ نہیں چلا۔ خفیہ تحقیقات کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ انور بک انعامات و نوازشات سلطانی کی ناشکری کرکے جمعیت اتحاد و ترقی سے کہ جسکا ولین مقصد شر و فساد کا پھیلانا ہے جا ملے ہیں اور اسکی طرف روانہ بھی ہوگئے ہیں۔

۲۴۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

فریق اول (جنرل انجیف میجر جنرل) شمسی

دوسری مراسلت وزراء ہمایونی کے نام

میری سابق مراسلت کے ذریعہ جناب کو اطلاع ہوگئی ہوگی۔ میں آج صبح مناستر پہونچ گیا معہ ایک رجمنٹ کے یہاں ظل ہمایونی میں پڑا ہوں۔

میں اپنے قدیم احباب سے سالونیکا میں ملا انسے معلوم ہوا کہ ان اطراف میں اکثر لوگوں کے خیالات فاسد ہو چکے ہیں۔ اس امر کا نہایت افسوس ہے کہ مناستر کی تمام فوجیں جمعیت کے قابو میں جا چکی ہیں۔ آجتک جمعیت کے صحیح حالات کا پتہ نہیں چلا۔ معلوم ہوا ہے کہ جمعیت اپنے وجود کا بڑے زبردست پیمانہ پر اعلان کر رہی ہے۔ ۲۳۔ حزیران (جون) کو بہت سے نشورات و اعلانات دیواروں پر چسپاں دیکھے جسمیں اپنی طاقتوں کے گھنٹ کے گیت گاتے ہیں ان اعلانات کو پڑھنے پڑا ہے نہایت لغو اور بے معنی ہیں۔

مجھے بعض لوگوں نے کہا کہ جمعیت آجکل ایک زبردست طاقت بنگئی ہے بڑے بڑے افسران فوج اور امراء ورؤسا اسکے ساتھ ہیں لیکن جناب عالی میں قسم کھاکر عرض کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یہ باتیں کچھ اہمیت نہیں رکھتیں۔ ظل ہمایونی کی برکات ہم پر دیرپا ہے۔ چند یوم میں جمعیت کے سارے کیل پرزے ڈھیلے کردونگا جڑ بن سے اکھاڑ کر پھینک دونگا۔

۶۹ ویں رجمنٹ یاقوہ میں ہے اور چوتھی رجمنٹ جوریل میں ہے عنقریب یہاں پہونچے گی۔ ایک یاقوہ برانہ وغیرہ سے بہت سے تلغرافات موصول ہوئے ہیں یہاں کے باشندے ہر طرح تیار ہیں مجھے یہاں کے باشندوں نے پوری امید دلائی ہے لکھا ہے کہ کئی ہزار آدمی تیار ہیں اور دولت ہمایونی کی حفاظت کے لئے بالکل مستعد ہیں۔ ہر طرف سے درخواستیں پہونچ رہی ہیں کہ ہماری خدمات قبول فرمائیے۔ جان نثاری کا موقع دیجئے۔

پس اگر ان چند سفلہ اور بیوقوف دین فروش ناشکر افسروں نے غدر و بغاوت اور نافرمانی کی ہے تو کوئی پروا کی بات نہیں۔ ایک حکم میں البانیہ کے میدانوں میں ہزاروں آدمی جمع کرلونگا۔ سایۂ ہمایونی ہمارے سر پر سلامت رہے۔ چند یوم میں ان غداروں نمک حراموں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا ہوں۔

تیسری مراسلت

بجناب امین ہمایونی!

عرض یہ ہے کہ امیر لوا، (بریگیڈیر جنرل) نظمی پاشا کو میں نے محکمہ تار پر مسلط کردیا ہے۔ نظمی پاشا ابتدا ہی سے ان غداروں کے تعاقب میں جانفروشانہ خدمات انجام دے رہے ہیں وہ مجھے اطلاع دیتے ہیں کہ میں نہایت عزم ثبات سے ان غداروں کا تعاقب کررہا ہوں مگر اسوقت تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

نیازی اور اسکے اعوان و انصار تین جماعتوں میں منقسم ہیں ایک جماعت تو

استانبول کی طرف گشت لگا رہی ہے دوسری جو منقبہ کے قرب جوار میں پھر رہی ہے تیسری گروہ جو تقریباً ستر آدمیوں کی ہے قریہ لغوشتہ علاقہ اوخری میں ڈیرہ اور توجہ جق ہو کر پہونچی ہے۔ آج کی شب انہوں نے ملوشتہ ہی کے اندر بسر کی ہے۔ بہرحال زنجیر بالکل موثوق ہے اب میرا ادوسنہ پہونچنا بہت ضروری ہے۔ رجمنٹیں جو میرے ہمراہ تھیں انھیں تو پہلے ہی روانہ کر چکا ہوں۔

فریق اوّل

شمسی

بغرض اختصار شمسی پاشا کی بعض مراسلتیں یہاں نقل کردیں ان مراسلتوں کو پڑھکر ایک صاحب بصیرۃ رائے قائم کرسکتا ہے کہ شمسی پاشا اور ریلیہ بزکی نیتون کا کیا حال تھا؟ اور جمعیت کو کسقدر خطرناک مشکلات کا سامنا تھا۔

ان مراسلتوں کے بعد ۲۴ تاریخ سے شمسی پاشا نے شہر قار وطن پر طرح طرح کی سختیاں شروع کردیں۔ ارباب جمعیت کو ایک ایک کرکے سالونیکا وغیرہ سے علیحدہ کرنے کی کوششیں شروع کردیں۔ ڈپٹی کمشنر صلاح الدین بک ارکان حرب اور بیکباشی (میجر) حسن طوسون بک رئیس ارکانِ حرب منطقہ مناستر کو پوری کوشش کے ساتھ اپنی اپنی جگہوں سے علیحدہ ہونے پر مجبور کیا اور کامل سعی کی کہ صلاح الدین بک اور حسن طوسون بک کو کسی نہ کسی طرح ریل میں سوار کرکے آستانہ بھیجدے۔ شمسی پاشا ہر وقت انکی نسبت یہ کہا کرتے تھے کہ یہ ملعون میں خائن ہیں دین فروش ہیں انہیں آستانہ پہونچانا ضروری اور نہایت ضروری ہے۔

۲۳۔ حزیران (جون) کے اعلان جمعیت کے شائع اور مشتہر ہوجانے کے بعد ان شہسواروں کا سالونیکا سے علیحدہ کرنا اور آستانہ بھیجنا معمولی کام نہ تھا۔ نہایت سخت دشوار گذار مرحلہ تھا۔ اس اہم ترین مسئلہ کا طے کرنا یوزباشی (کپتان) مجد الدین آفندی کے ذمہ ہوا یہ خدمت انکے سپرد ہوئی کہ ان دونوں حضرات کو خفیہ طور پر نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ فوجی دستے کے ہمراہ فرچہ پہونچا دیں۔

۴۴ ہ۔ کی شب کو شمسی پاشا کی فوج مناستر سے روانہ ہوگئی تاکہ اوس عصابتہ ملیہ
کو جسے میں نے اوخری رسنہ کسریدے سے رسنہ روانہ کی تھی اوسے منتشر کردے جمعیت نے
بھی یہ طے کر لیا تھا کہ پوری طاقت کے ساتھ حکومت کا مقابلہ کرے۔ کپتان عثمان
آفندی رسنوی کو لکھا کہ آپ فیلورینہ کی طرف سے بڑہیں۔ بیکباشی (میجر) جاندارمہ
ناشد بک کو حکم دیا کہ سرفیجہ کی جانب سے بڑہیں ایوب آفندی کو اوخری کیطرف سے
آنے کا حکم دیا غرض ہر ایک کو حکم دیا گیا کہ اپنی اپنی فوجی طاقتیں لیکر پہونچیں اور رسنہ
پہونچکر اس سخت تریں وقت کا انتظار کریں جو عنقریب آنے والا ہے۔

مگر الحمد للہ والشکر لہ کہ اس سخت تریں وقت کے آنے سے پیشتر ہی شمسی پاشا
کی عمر نے شمسی کا ساتھ چھوڑ دیا۔ قدرت خداوندی کو یہی منظور تھا کہ سطح زمین پر خون
کی ندیاں نہ بہیں اور مظلوم اہل ملک کے قطرات خون سے سرزمین روم ایلی کے ذرات
پیاس نہ بجھائیں اور جس عظیم الشان معرکہ آرائی کی طیاریاں ہو رہی تھیں اس سے
نجات مل جائے۔

آج شمسی تلغراف گھر سے نکلا اپنی گاڑی پر سوار ہوا تاکہ رسنہ کی طرف جن
دو رجمنٹوں کو بھیج چکا ہے ان سے جا ملے فوراً ایک بطل حریت میرا رفیق صادق ایک جگہ
سے اٹھا اور راستہ کی طرف بڑہا اور شمسی کا فوراً فیصلہ کر دیا اور حکومت استبدادیہ کی
ساری آرزوئیں خاک میں ملا دیں۔ اللہ اکبر علم استبداد آج سرنگوں ہوگیا اور جمعیت
کی طاقت سے ایک عظیم الشان مہم مار لی۔

دنیا نے اعتراف کر لیا کہ یقیناً حکومت جائرہ کی افواج کی قیادۃ کہ جسکی قیادۃ
شمسی پاشا کر رہا تھا ایک سخت خطرناک امر ہے۔

شمسی پاشا کے محافظ جو شمالی البانیہ سے آئے تھے اس حادثہ کے بعد
اپنے اپنے وطن لوٹ گئے اور تمام شمالی البانیہ میں جمعیت کی عظمت و طاقت
کا شور مچ گیا۔

شمسی پاشا اور اسکے تمام دسیسہ کار رفقا جمعیت کے سخت ترین دشمن تھے

صرف چند امراء اس بارے میں شمسی کے خلاف تھے اور بس۔

اس عظیم الشان کامیابی نے جو ملٹوں اور لمحوں میں ہوئی مجھے اور جمعیت اور تمام قوم کو اسقدر مسرور کیا کہ ساری زحمتیں فراموش ہوگئیں قلوب باغ باغ اور چمنستان ارم بن گئے اس سے بیشتر جن جن سے صلح و اتحاد کرنے میں بڑی بڑی رکاوٹیں پیش آرہی تھیں شمسی کے ساتھ ہی ساتھ یہ تمام رکاوٹیں اور مشکلات رفع ہوگئیں یکایک تمام ملک میں شمسی سے قتل کی خبر مشہور ہوگئی۔ حکومت بھی شمسی کے قتل سے بہت حیران ہوگئی۔ اور موت کی گھڑیاں گننے لگی۔

اللہ اللہ شان خداوندی بھی ایک عجیب شان ہے کہ امت و ملت کی اصلاح کے خود بخود سامان کر دیتا ہے۔ شمسی کا قتل بھی عجیب غریب طریق پر ہوا۔ ایک فدائے ملت یکہ و تنہا ۱۵۰۰۔آدمیوں میں گھس گیا۔ شمسی کے تمام اعوان و انصار محافظین اہل حراسہ موجود تھے مگر گھس گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے شمسی کا فیصلہ کر دیا اور پھر اس خدمت کو انجام دیکر صاف نکل گیا۔

بہرحال شمسی کے قتل کے بعد ہم نے لا بونیشتہ چھوڑنے کا قصد کر لیا اور مقام مقصود تک پہونچنے کا ارادہ کر لیا۔ تاکہ لوگوں کو اس کامیابی پر مبارکباد کا ہدیہ پیش کریں۔

۲۶۔ حزیران (جون) کو چھ سات گھڑی دن چڑھے اپنی فوجی جمعیت ہمراہ لی اور روانہ ہوگیا۔ بلقانی پہاڑی راستوں کو طے کرتا ہوا تقریباً آدھ گھنٹہ کے اندر اندر قریہ پودوغوریچہ پہونچا قریہ کی آبادی خالص مسلم آبادی تھی۔ لوگ نہایت قیمتی بہادر۔ غیور اہل حمیت تھے۔ مکانوں کی کل آبادی بھی مگر ڈیڑھ سو سے کم مجاہد یہاں سے نہیں مل سکتے تھے۔ یہ آبادی آیندہ کے لئے ایک زبردست حسن حصین کا کام دے سکتی تھی۔ ہم نے یہاں اپنا ایک دفتر قائم کیا۔ تمام کو اپنا ہم خیال بنایا۔ اور قریہ اوقتس جو یہاں سے بہت ہی قریب تھا پہونچے اوقتس بھی پودوغوریچہ کی ایک نظیر تھا۔ یہاں بھی تمام کو ہم خیال بنایا اور ایک دفتر قائم کیا اور جلدی جلد

کوچ کیا۔ آدہ گھنٹے کے اندر اندر قریہ وہجان پہونچے یہاں کے باشندے تمام بلغاری تھے۔ ۳۵۰ مکان کی آبادی تھی یہاں کی زمین نہایت عمدہ ہے قریہ کی عقب کی جانب بلقانی آبادیاں ہیں یہ قریہ ایک تاریخی مقام ہے بلغاری افواج کا ہمیشہ ملجاء و مامن رہا ہے۔ ہمیشہ متمردین اور سرکش لوگوں کو اس نے پناہ دی ہے۔

جس وقت ہم یہاں پہونچے یہاں کے باشندوں پر ایک خوف و دہشت طاری ہوگئی ہر ایک نے اپنی دکانیں مقفل کرکے مکانوں میں جا چھپا اور مکانوں کو بھی مقفل کردیا ہم حیران تھے کہ کیا کریں؟ حریت و مساوات حق و صداقت کی روح ان میں کیونکر پھونکیں؟ بڑے غور و فکر کے بعد شیوخ قریہ کو بلایا اور نہایت شرافت و ذمہ داری کے ساتھ ان سے پیچ و شرارتین دین کے معاملات کئے ہمارے صداقت شعارانہ طرز و عمل نے ایک حد تک انہیں مطمئن کردیا اور خوف و ہراس کچھ دور ہوا۔ شیوخ و قسیسیوں اور باشندگان قریہ نے دیکھا کہ ہماری فوجی جمعیت عدل و انصاف کی تمثال ہے۔ اور عصبیت مذہبی کا نام نہیں نہایت باقاعدہ منتظم فوج ہے تمام طاقتیں موجود ہیں مگر پھر بھی ہر ایک تواضع و انکساری کا پیکر ہے ہو لڑے سے ہیں مگر دفاتر حکومت پر قابض ہیں۔ یہ دیکھکر نہایت متعجب ہوئے اور اتحاد کا ہاتھ بڑھایا۔ انجیل سامنے رکھی اور سپر ہاتھ رکھکر ہر ایک نے صدق و اخلاص عہد و میثاق کا رشتہ مستحکم کیا اور وعدہ کیا کہ جس وقت ہماری ضرورت ہوگی امداد کے لئے طیار ہیں۔

بہرحال قیام کا وقت تھا آفتاب اپنی روشنی سمیت کو دنیا کو تاریک کرتا ہوا تہ زمین بنگے اندر رہا چھپا ادہر آفتاب عدل و مساوات عفو ما ہتاب حریت آزادی طلوع ہوا خوف و ہراس اجنبیت و غیرت کی تاریکیاں معدوم ہوگئیں اور ہر طرف سے فتح و ظفر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

بغرض اصل کار سے فراغت ہوئی اور قریہ دولیشتہ کیطرف جو جبل بلقان کے سطح پر واقع ہے بڑہے۔ ایک گھنٹے بعد ہم قریہ دولیشتہ کے قریب پہونچ گئے دولیشتہ کی آبادی تقریباً تین سو مکان کی ہے۔ دولیشتہ سے کچھ فاصلہ پر

ہم نے قیام کیا حسب معمول ہم نے استراحت و آرام اور شب بسر کرنے کی طیاریاں کیں۔ سونے کی طیاری تھی کہ یکایک یہ سنسنی خیز اطلاع پہونچی کہ راودلیتنہ کے تمام باشندے مسلح ہو کر غیظ و غضب ہیجان و نفرت کے شعلے لیکر میدان جامع کے اندر مجتمع ہوگئے ہیں اور ہمارے مقابلہ کے لئے تل گئے ہیں ہماری اطاعت انہیں کسیطرح منظور نہیں چونکہ ہماری فوج میں بعض ایسے اشخاص موجود تھے جنکا قدیم ایام سے اس قریہ کے باشندوں سے گہرا تعلق تھا اور یہاں کے باشندے انپر نہایت اعتماد اور بھروسہ رکھتے تھے۔ بنا برین قائد طلیعہ سے میں نے کہا! کیا یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ہم کیوں یہاں آئے ہیں؟ اور کیوں انسے ملاقات کرنا چاہتے ہیں؟

قائد نے کہا! ہم نے انھیں ہر طرح سمجھایا لیکن بے سود ثابت ہوا۔ ان جہلاء و متعصبین کو مقاصد اور اصل حقیقت کا سمجھانا نہایت دشوار ہے نہ تو یہ سمجھتے ہیں نہ سمجھانے کی مہلت دیتے ہیں۔

میں نے کہا! یہ لوگ میدان میں مجتمع ہو رہے ہیں پہلے تو صرف چھ سات آدمی تھے مگر اب سنا ہے ۷۰۰۰ آدمی جمع ہوگئے ہیں اور معہ آلات و اسلحہ موجود ہیں اور نہایت چیختے چلاتے ہیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر کچھ سمجھ میں آتا ہے تو یہ کہ مارو ٹکالو اور گالیاں دیتے ہیں آوازے کستے ہیں اور بس۔

قائد! اگر ایسا ہے تو ہم بھی حاضر ہیں حکم دیجئے۔ تمام کو موت کی گھاٹ اتار دیں۔ آخر وجہ کیا ہے کہ اتحاد و اتفاق سلامتی وطن کی راہ میں مزاحمت کر رہے ہیں؟

کلام یہاں تک پہونچا تھا کہ اوخری کے راستہ میں ایک قریہ واقع ہے وہاں کا ایک باشندہ پہونچا اور ایک وحشت انگیز خبر سنائی کہنے لگا ایجوٹنٹ میجر بکر آغا جو آپکے تعاقب کے لئے نکلے ہیں آپکے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں۔ کل جن قریوں کو آپ نے چھوڑا ہے وہاں پر یہ پہونچ گئے ہیں اور لوگوں کو مخالفت

کے لئے ورغلا رہے ہیں۔

جس وقت میں نے یہ خبر سُنی۔ صبر و سکون کی باگ میرے ہاتھ سے نکل گئی کہ یا اللہ یہ کیا ہوگیا کہ ایک نشدد و شدا ابھی یہاں کا مسئلہ تو طے نہیں ہوا اور دوسری طرف سے مشکلات کے دروازے کھل گئے۔ یہاں کا مسئلہ یہیں چھوڑا اور خائن وطن بکر آغا کی سرکوبی کا ارادہ کر لیا یا اللہ یہ کیا مصیبت ہے کہ احرار وطن کا جامہ پہنکر لوگوں کو ورغلاتا اور بہکاتا پھرتا ہے۔

میں نے اُن پندرہ جرار فدا کاروں کو جو خوب گولی چلانا جانتے تھے ساتھ لیا اور اوس کمینگاہ کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا جہاں سے ہم اپنے کام انجام دے سکتے تھے اور ان کے نشانہ سے محفوظ رہ سکتے تھے۔ غرض میں ان طیاریوں میں تھا کہ ایک دوسرا دیہاتی پہونچا کہنے لگا حضرت یہ خبر بالکل غلط ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا بکر آغا نہیں بلکہ ایجوٹنٹ میجر بوشناق ہیں حکومت کی جانب سے نہیں بلکہ اپنی ذاتی اغراض و مقاصد کے لئے لوگوں کو ورغلا رہا ہے اور یہ شمسی پاشا کے قتل کی خبر سُنکر اوخری کی طرف جارہا ہے تاکہ جمعیت اتحاد و ترقی کے روبرو اپنے معاملات کی درخواست پیش کرے۔ بہرحال یہ سُنکر اس جانب سے اطمینان ہوگیا اور قیام گاہ پر واپس لوٹ آئے اور قائد طلیعہ سے گفتگو شروع کی میں نے کہا! بھائی! اس قریہ کے تمام معزز نمایندوں سے میں واقف ہوں تمام میرے دوست ہیں مجھ سے تو یہ لوگ بڑی محبت کرتے ہیں۔ تور طلیش اور چودھری علی آغا وغیرہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں اس قریہ کے نمایندوں کو میرے پاس رسنہ آئے ہوئے بیس یوم بھی تو نہیں گذرے اور اسقدر جلد فراموش کر گئے؟ آپ پھر جائیے میری جانب سے جاکر مقاصد جمعیت سمجھائیے اور کہئے اسلئے یہ نہیں آئے ہیں کہ یہاں ظلم و ستم جور و جفا کے پہاڑ توڑیں بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ملک کو غلامی سے نجات دلائیں؟ اور زمانہ دراز سے جو ملک زلازل و قلاقل کا گہوارہ بنا ہوا ہے اوسے عدل و انصاف حریت و آزادی طمانیت و سکون کی برکتیں بخشیں رہا تھ دینا ہے

دو۔ وگرنہ پھر ندامت و پریشانی کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا۔ جائیے اور جاکر سمجھائیے۔ اسطورسے سمجھائیے کچھ رجا و امید کی جھلک ہو اور کچھ وعید اور دھمکی بھی ہو۔ ایک مرتبہ اور کوشش کیجئے۔ دیکھیے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

قائد طلیعہ: حضرت گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ اسوقت یہ لوگ غیظ وغضب کے آتش کدے میں بہہ رہے ہیں ایسے وقت میں انھیں کچھ فہمائش کرنی نہایت دشوار بلکہ محال ہے۔ بہرحال! میں جناب کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں اور جاتا ہوں یہ کہکر وہ اٹھے اور نہایت تیزی کے ساتھ ایک تنگ ترین راہ سے جو قریہ کی طرف جارہا تھی روانہ ہوگئے۔ قائد کے جانے کے بعد وس نیدرہ منٹ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ فوج کا ایک بڑا حصہ لیکر عقب سے میں روانہ ہوا ہم آہستہ آہستہ جارہے تھے کہ یکایک قریہ سے ایک خاص قسم کے بوق کی آواز بلند ہوئی غالباً اسکا یہ مقصد ہو۔ کہ اہل قریہ اپنے مورچوں اور کمینگاہوں پر مستعد ہوکر معرکہ آرائی کی طیاریاں کرلیں بس اس بوق کے سنتے ہی میرے اندر غیظ وغضب کے شعلے بھڑک اُٹھے اور نہایت عجلت کے ساتھ قریہ کے محاصرہ کا حکم دیدیا چند لمحوں میں فوجی محاصرہ ہوگیا۔ میں قریب پہونچا اور جن جن لوگوں سے واقف تھا انکے نام لے لیکر پکارنے لگا کہ شاید یہ لوگ حسب وعدہ امداد کریں مگر اس اژدہام عام میں ان تک آواز کیسے پہونچ سکتی تھی؟ اور اگر آواز پہونچتی بھی تو عام لوگوں کی روکے مقابلہ میں یہ کیا کرسکتے تھے؟

بہرحال! بڑی جانفشانی کے بعد قریہ کے بعض اہل حیثیت شریف اور شیوخ کچھ سامنے آئے خصوصاً شیخ علی بویقو اور چند ایسی باتیں کیں جن سے کچھ امید ہونے لگی۔

بہرحال! شیوخ سے گفتگو کرنے کے بعد رائے یہ قرار پائی کہ شب کا وقت ہے کسی ایسے مقام پر رات بسر کرو جو نہ تو اس قریہ سے دور ہو اور نہ ہی ایسا ہو کہ اہل قریہ کا لقمہ بنجائیں۔ بہرکیف مقام طواحین میں آکر بھوکے پیاسے سو رہے۔ تمام شب گذر گئی مگر اس نیازی کی آنکھ سکنڈ بھر کے لئے بھی نہ جھپکی ساری رات فکرات میں بسر

ہوئی۔ بچارے رفقاء سفر نے گذشتہ شب تو بصد تعب و مشقت سفر میں کاٹی تھی۔ آج بھی یہ وقت آیا کہ بھوکے پیاسے سو رہے اور وہ بھی نہایت بے اطمینانی کی حالت میں۔

مقام طواحین جہاں ہم نے قیام کیا تھا راد و بیشتہ سے تقریباً آدھ گھنٹے کی مسافت پر واقع تھا۔ ۲۷ کی شب کو کوئی چھ سات گھڑی شب گذرے یہاں پہونچے تھے جس وقت یہاں پہونچے تھے تو ایک آقا صاحب کبر و غرور کا بت بنے کھڑے تھے (یہ شخص قریہ میشلہ دوڑ وہ کا رہنے والا تھا) اخوان جمعیت کے لئے سد راہ ہوا۔ خوب پاؤں پھیلائے۔ مگر ایک گھر تھا کس بل بوتے پر کودتا؟ اور سیاہ کا مقابلہ مذاق نہیں ہے آخر قہر درویش بر جان درویش۔ کچھ ہاتھ پاؤں مار کر بیٹھ گیا

۲۸۔ کی صبح ہوئی میں نے مرکز اوخری اور استروغہ کو خطوط لکھے۔ روٹی پانی اور زاد سفر کی احتیاج ظاہر کی۔ مرکز مناستر کو بھی ایک خط لکھا۔ وہو ہذا۔

بحضور مجلس مرکزیہ مناستر

میرے محترم بزرگو! مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ شمسی پاشا جو ہمارے تعاقب کے لئے سرگرداں پھرا کرتا تھا میرے فدا کار .... آفندی نے اسے قتل کر دیا ہے۔ آخر نظمی پاشا کیوں زندہ چھوڑ دیئے گئے؟ آپکا خط بالکل غیر مختوم بلا مہر شدہ ہے اس سے ہمیں نہایت صدمہ پہونچا معلوم ہوتا ہے آپ ہماری جانفشانیوں کو بالکل اہمیت نہیں دیتے ورنہ اس بے احتیاطی سے خط روانہ فرماتے۔

آپ نے پانچ دس فدا کار رسنہ میں طلب کئے تھے مگر چونکہ خط غیر مختوم ہے اسلئے خیال کیا مطالبہ کچھ اہم نہیں یہ ضروری امر ہے کہ جمعیت کی جسقدر مراسلتیں ہوں مختوم اور مہر شدہ ہوں۔ نہایت تعجب ہے کہ حادثات و واقعات اور اعلانات و بیانات وغیرہ کو مفصل تحریر کرنے کی آپ نے زحمت گوارا نہیں فرمائی قریشتہ کی ہمشیرہ کے لڑکے کی رہائی وغیرہ سے اطلاع دیں۔

بہر حال ! جمعیت کے اصول و قانون کے بموجب میں اپنے فرائض انجام
دے رہا ہوں۔ اگر باقتضاء بشریت کوئی لغزش دیکھیں فوراً تنبیہہ کریں۔ چودہری
صربیہ اور بلغاری بچے کی رہائی اعلانات و بیانات وغیرہ کے متعلق معلومات کا
بہم پہونچانا نہایت ضروری ہے یہ امور مستقبل میں طریق عمل کے لئے شاہراہ کا کام
دینگے۔ امید ہے کہ جمعیت کے جرائد مجلات جو اندرون ملک اور بیرون ملک میں
شائع ہوتے ہیں ہمیشہ میرے پاس علاقہ استروغہ اوخری کے تمام قری تحریک
جمعیت میں بہت پیچھے ہیں نفاق و شقاق اور قرین اہل طغیان کا بڑا زور تھا
اصلاح کر کے اتحاد و اتفاق پیدا کرا دیا ہے اور بطریق احسن تمام اہل جور کو اپنے
ساتھ ملا لیا ہے انکے تمام آلات و اسلحہ بھی جمعیت کے قبضے میں آ گئے ہیں۔
میرے ایک خاص طریق عمل نے جمعیت کو ایک عظیم الشان طاقت بنا دیا ہے۔
راہ و کیشتہ اسوقت جمعیت کے اثر سے بالکل علیحدہ ہے نہایت سخت اظہار نفرت
کر رہا ہے جمعیت کے مقابلہ میں آلات و اسلحہ لیکر برسر پیکار رہے ممکن ہو کہ مجبوراً
سخت ترین وسائل و ذرائع اس بارے میں اختیار کرنے پڑیں جبتک چند سرکشوں
کو انکی بدعملیوں کی سزا نہیں ملی لوگو نکو عبرت نہیں ہو سکتی۔ اوخری، رسنہ، پرسپہ
استروغہ کے عیسائیوں نے مقاصد جمعیت کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ ہر طرح
ہمارا ساتھ دینے کے لئے طیار ہیں۔ بلغاری بھی شامل ہوتے ہیں حلف اٹھا
اُٹھا کر جمعیت کے حلقہ بگوش ہو رہے ہیں۔

بہر حال میرا طریق عمل یہ ہے اگر طریق عمل میں ترمیم و تنظیم کی ضرورت
سمجھیں جلد مطلع فرما دیں۔ فقط۔

قولی آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

نیازی

استروغہ نے میرے خط کے پہونچنے سے روٹی پانی کا کافی انتظام کیا۔ اور
دو روز کفایت کرے اتنی روٹیاں بھیجدیں۔ ہماری قیامگاہ سے قریہ زاغرچیان

بہت ہی قریب تھا تمام باشندگان زاغرچان کو بلایا سمجھایا اور ان سے حلف لئے گئے بیعت لی اور ایک مجلس ادارہ قائم کی۔ باشندگان استروغہ راد ولیشتہ کے طریق عمل سے نہایت متاثر ہوئے کچھ لوگ وہاں سے آئے اور باشندگان راد ولیشتہ کو اچھی طرح سمجھایا۔ خدائے قدوس کا ہزار ہزار شکر ہے کہ قلوب مردہ مین کچھ جان پڑی کچھ سیکھے خون میں حرارت پیدا ہوئی۔ اب تو یہ جاہل اکھڑ لوگ کچھ کچھ ہماری باتیں سننے لگے پاس آکر بیٹھنے لگے خدا تیرا شکر ہے جوش حمیت کی برکات نازل ہونے لگیں اب تو ہمارے اکل و شرب کی بھی فکر کرنے لگے۔ دو روز کفایت کرے اتنی روٹیاں اور پنیر لاکر سامنے رکھدیا۔ راد ولیشتہ کا رنگ یکا یک بدل گیا ہر ایک آتا تھا اپنی غلطی کا اعتراف کرتا تھا عذر و معذرت کرتا تھا اور حلف اٹھا اٹھا کر جمعیت کا حلقہ بگوش ہو جاتا تھا۔

راد ولیشتہ کے قریب ایک اور قریہ تھا وہاں کے اکثر باشندے بھی یہاں مجتمع تھے حلف اٹھا اٹھا کر یہ لوگ بھی جمعیت کے حلقہ میں داخل ہو گئے تمام کو مسئلہ اصلاح قانون اساسی دستوریتہ و جمہوریتہ وغیرہ سے آگاہ کر دیا گیا کمشنر ایلبصان اور دبرہ کے نام تلغراف کیا گیا تمام حالات سے انھیں مطلع کیا گیا۔ مجلس ادارہ زاغرچان سے کہا گیا کہ اسکا جواب آجائے تو ہم تک پہونچا دینا۔

چونکہ یہاں تمام کام ختم ہو چکا تھا زیادہ قیام مناسب نہ سمجھا تقریباً نو دس بجے ہونگے کہ ہم نے دبرچہ کی طرف کوچ کیا۔ ہم راستے ہی کے اندر تھے کہ جمعیت اوخری کا خط پہونچا کہ چند امور میں مشورے اور گفتگو کی ضرورت ہے۔ فوراً آیئے۔

اوخری کا شہر زراستہ نہایت طویل اور عام تھا خفیہ طور پر اس راستہ سے جانا نہایت مشکل تھا آخر ہم نے استروغہ کے راستے سے چلنے کی طیاری کی اور فوراً روانہ ہو گئے۔ سنیچر کا دن تھا ۸ ۔ تاریخ تھی نہایت شادان فرحاں استروغہ پہونچے جوٹنٹ میجر ملازم آفندی اور عثمان آفندی سے ملاقات ہوئی سابق کی طرح انہیں حمیت وطنیت میں الجھا ہوا نہ پایا۔

بہر حال نہایت خاموشی اور آسانی کے ساتھ ہم یہاں پہونچے خوب اچھی طرح

آرام کیا۔ تھکن و ماندگی تمام دُور ہوگئی اور چلنے کی طیاری کی۔ فوج کو دو حصّوں میں منقسم کیا اور کوچ کیا جو لفٹننٹ میجر عثمان آفندی نے پچاس سپاہی لئے اور موضع کوکس اور برزشتہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بقیہ تمام سپاہ لیکر میں داہنے طرف روانہ ہوا۔ دو گھڑی وقت بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ قریہ غوریچہ پہونچے۔ غوریچہ کے تمام باشندے مسلمان تھے ہم نے شب بسر کرنے کا یہاں تہیہ کیا ہمارا اور عثمان آفندی کا یہ مشورہ ہوا تھا کہ استاروہ کے قریب قریہ چرنوہ میں ہم جمع ہونگے۔

بہرحال ۸-۷-۱ کی شب یہاں نہایت استراحت و آرام سے گذری نہایت خلوص و مروت اعزاز و اکرام کے ساتھ یہاں کے باشندے پیش آئے۔ ضیافت و مہمانی کے تمام سامان فراہم کرکے سامنے رکھدیئے انکے اس ایثار و قربانی خلوص و نیک نیتی کو دیکھکر ہم نے اپنا کام شروع کر دیا تمام سے حلف لئے بیعت لی اور حلقہ جمعیت میں داخل کرلیا کچھ ایسے تھے جنھوں نے بوجہ قریہ میں موجود نہ ہونے کے بیعت نہ کی تھی اسوقت صبح کو ان سے بھی حلف لیا گیا اور الحمد للہ کہ یہ قریہ بھی نفاق و شقاق تمرد و سرکشی کی نجاستوں سے پاک ہوگیا اور جمعیت اتحاد و ترقی کے ولولے حریت و آزادی کی روح ہر متنفس کے اندر پیدا ہوگئی۔

بہرحال ۹-۷ تاریخ اتوار کا دن بھی ایک عجیب و غریب کامیابیوں فرح و مسرت کا دن تھا ضیافت و مہمانی صدق و اخلاص جوش و مسرت کی شادمانیاں دلوں کو باغ باغ کررہی تھیں لیکن وظیفۂ عمل کا تقاضا یہ تھا کہ جلد چلو۔

بہرحال باشندگان قریہ کو نہایت محبت و خلوص کے ساتھ الوداع کہا اور الفراق کہتے ہوئے اوخری کی طرف بڑھے راستہ طے کرتے ہوئے جلد سے جلد اوخری کے میدانوں میں جا پہونچے۔ تمام اراکین جمعیت ہمارے استقبال کے انتظار کی گھڑیاں گن رہے تھے ہمارے پہونچتے ہی تمام احباب کرام لپکے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے معانقہ کئے خلوص و مودت کا اظہار کیا قلوب پر اسوقت ایسی مسرت طاری تھی کہ مارے خوشی کے جوش و مسرت میں چیخیں مار مار کر رونے لگے اور آنکھوں

کی آبشاروں نے سمندر بہا دیئے عجیب و غریب اجتماع تھا ایک طرف پیران کہن سال کی سفید ریشیں نظر آرہی ہیں دوسری طرف نوجوانان اوخری کا شباب شجاعت و بہادری کی بشارتیں دے رہا تھا اگر ایک طرف بہت سے قوی ہیکل نظر آرہے تھے تو بہت سے ضعیف و ناتواں بھی جوش و مسرت سے شاداں فرحاں نظر آرہے تھے

بہر حال آج کی شب ہم نے منازل اوخری میں بسر کی۔ آرام ایسا ملا کہ تمام ایام ماضیہ کی تکان و ماندگی رفع ہوگئی۔ ۳۰۔ تاریخ پیر کا دن نہایت استراحت و مسرت میں گذرا۔ فوجی سپاہ میزبانوں کے مکانوں میں استراحت و آرام کر رہے تھے۔ میں اور بہت سے افسران فوج ایوب آفندی اور اراکین مجلس ادارہ ایک مقام پر لیٹے ہوئے ایک پر لطف مذاکرہ و بحث میں مصروف ہوئے حکومت مستبدہ عام رعایا اہل قری مسلمان عیسائی البانی بلغاری صربیہ روم وغیرہ کے مسائل پر بحث و تنقید ہوتی رہی اسی بحث و گفتگو میں مصروف تھے کہ بواسطہ جمعیت اوخری جمعیت مناستر کا ایک خط موصول ہوا۔ خط کھولا پڑھا۔ خط مذکور یہ ہے۔

اخواننا الاجلاء! آپ کا عنایت نامہ پہونچا باعث مسرت ہوا۔

میری بعض لغزشوں نے آپ کو صدمہ ضرور پہونچایا ہے خواستگار عفو ہوں آپکی گذشتہ مراسلت کا جواب بطور اختصار عرض ہے۔

۱۔ آپنے جس فدا کار کا نام پیش کیا ہے درحقیقت قاتل شمسی وہ نہیں ہے اور ہے اور اسوقت میں اسکا نام بتلانا مناسب نہیں سمجھتا آپسے بھی امید ہے کہ کسی تحریر میں اسکا نام نہ آنے دیں۔

۲۔ مراسلت غیر مختوم کی شکایت بالکل درست اور بجا ہے لیکن عذر معقول یہ ہے کہ جس مقام سے میں نے یہ خط لکھا تھا وہاں مہر کا پہونچنا نہایت دشوار تھا۔ اس لئے مجبوراً غیر مختوم بلا مہر ثبت کے ہوئے ارسال کرنا پڑا

۳۔ صربیہ کے چودہری کو بلغاری نیکے کے عوض قید کیا گیا ہے۔

اسکا نہایت ہی اچھا اثر پڑ رہا ہے خصوصًا بلغاریوں پر۔ نتیجہ انشاء اللہ اچھا
نکلے گا۔ قونصل کے ذریعہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ مجلس ادارۂ بلغاریہ نے تمام
قری وغیرہ میں یہ ہدایات بھیجدی ہیں کہ اہل قری ہر طرح مسلمانوں کا ساتھ
دیں اور ہر طرح کی امداد کریں مگر جبتک اس تحریک کا آخری نتیجہ نہیں معلوم
ہو اتلوار اٹھانے سے احتراز کریں۔ ان ہدایات کی بنا پر اکثر اہل قونصل زور
دیکر کہہ رہے ہیں کہ آپ نہایت عزم و استقلال کے ساتھ اپنے عمل و کار میں
مصروف رہیں اور عدل و انصاف حریت و آزادی کی تبلیغ زور و شور سے
کرتے رہیں نتائج نہایت عمدہ نکلیں گے ۔

چودھری صربیہ کے مخصوص حالات سے میں بے خبر ہوں یلیدیز کا اضطرا
حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ فریق اول دجنرل انچیف۔ میجر جنرل ا شکری باشا
کل شام کو سالونیکا سے آتے ہیں آج انہوں نے چھاونیاں اور مورچے دیکھے
ہر مقام پر پہونچے تمام اہل افواج سے کہا کہ سلطان المعظم افسران فوج اور
سپاہ پر اوسیطرح اعتماد و وثوق رکھتے ہیں جس طرح اس سے بیشتر رکھتے تھے۔
امید ہے کہ افسران فوج بھی اپنی صداقت و وفاداری کا ثبوت دینگے ۔

۴۔ گذشتہ صبح کو سالونیکا میں مصطفیٰ آفندی افسر توپخانہ میجر
ہوٹل کو ان لوگوں نے قتل کر دیا ہے اور عثمان کو مناستر اور نواح مناستر
کا غیر معمولی قائد بنا دیا ہے۔

۵۔ بوجہ کثرت مشاغل ان ایام میں جریدۂ داخلیہ شائع نہیں
ہو سکا بیرونی جرائد جنمیں آپکے اور آپکے رفقاء سفر کے متعلق کچھ بحث ہو وہ
ہیں ابتک موصول نہیں ہوئے آپکے مفصل حالات آپکے کارنامے کامیاب
اور وہ چکیں جو آپ نے اہل قری کو دی ہیں جرائد یورپ میں بھیجدیئے گئے
ہیں انشاء اللہ اس ہفتہ میں آپ کے متعلق یورپ کے اخبارات میں بہت
سی خبریں دیکھینگے ۔

آپکو اس وقت خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ اہل قری اور رعایا کے ساتھ نہایت عدل و انصاف رحمت و رافت کا برتاو کریں۔ بلا تفریق جنس و مذہب تمام سے اچھا سلوک کریں سیاست حاضرہ اسکی مقتضی ہے۔

۶۔ میں مسئلہ رادولیشتہ میں بالکل آپ کا ہم خیال ہوں۔ لیکن گذارش یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو حلم و رافت اور حکمت علی سے کام لیجئے۔

۷۔ جن بیانات کو آپ حکومت اور قری و دیہات کو بھیجنا چاہتے ہیں اور جو آجتک بھیج چکے ہیں جلد سے جلد ہمارے پاس روانہ کر دیجئے تاکہ اپنے جرائد میں انہیں شائع کر دوں اور ان کا ترجمہ کرا کر جرائد یورپ کو بھی بھیجدوں۔

۸۔ آپکو معلوم ہے کہ ہماری جمعیت کا مقصد وحید یہ ہے کہ بلا تفریق جنس و مذہب تمام کو اپنا بنا لیا جائے اور تمام میں اتحاد و اتفاق کی روح پھونکی جائے لہذا ضروری ہے کہ بلغارین کو ہر ممکن ذریعہ سے اپنے ساتھ لینے کی کوشش کیجئے۔ اور انکی رضاجوئی و رضامندی کو ہر وقت ملحوظ خاطر رکھئے۔

۹۔ عنقریب میں بہت سے بیانات و اعلانات اپنے بھائی عیسائی بلغاری رومی اہل صربیہ فلاخ اور فرانسیسیوں کے لئے شائع کرونگا اور ایک کافی مقدار میں آپ کے پاس بھی روانہ کروں گا آپ ان لوگوں کو جیلا کر پڑھکر سنادیں۔

۱۰۔ انشاء اللہ العزیز آپکے اور آپکی فوج کے کل حالات اور مقاصد وغیرہ ہر ایک تو نصل میں بھیجدونگا۔

۱۱۔ ایک خط سلطان المعظم کے نام بوساطت شکری پاشا جنرل انچیف روانہ کر رہا ہوں اسکی نقل عنقریب آپکے پاس بھیجدی جائے گی۔

۱۲۔ آجکل لوگ آپکی اور آپکی فوج کی خدمات جلیلہ کو نہایت دلچسپی

کی نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں واقعات کا ہر وقت انتظار کرتے رہتے ہیں۔ ہم اپنے تمام ارکان فوج کو ہدیۂ سلام پیش کرتے ہیں۔ ہماری بڑی نصیحت یہ ہے کہ صلاح الدین بیک اور حسن بیک جو آجکل فرچہ وغیرہ کی طرف فوجی دستہ لیکر دورہ کر رہے ہیں ان سے سلسلۂ خط و کتابت ضرور جاری رکھئے تاکہ تمام اخوان جمعیت ایک دوسرے کے حالات سے مطلع ہوتے رہیں اور استنباط نتائج کا موقع ملے۔ اب میں آپ لوگوں کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور رخصت ہوتا ہوں

جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ

مرکز مناستر

بہرحال خط پڑھنے کے بعد پھر ایوب آفندی سے سلسلۂ مذاکرہ و بحث شروع ہوا۔ بحث کا ماحصل اور موضوع اتحاد عمل اور مساوات تھا سلسلہ بحث ختم ہوا تو یہ لوگ مجھے رفیق صادق جوٹنٹ میجر مرتضیٰ آفندی (جو ایوب آفندی کی رجمنٹ کے ایک رکن تھے) کے مکان پر لے گئے اور نہایت احتیاط سے خفیہ طور پر لے گئے۔ جب راستے کی جانب کے دروازے سے مکان کے اندر داخل ہوا یکایک مجھپر ایک کیفیت طاری ہوئی میں نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں؟ ایسی بے خودی و کمزوری طاری ہوئی کہ زینے پر چڑھنا میرے لئے دشوار ہو گیا بمشکل تمام زینے کے آخری درجے تک پہونچا۔ مرتضیٰ آفندی جھٹ صحن کے داہنی طرف کے کمرے کی طرف بڑھے اور نہایت آہستگی سے دروازہ کھولا اور مجھے اندر لے گئے اور عین دروازے کے سامنے ایک پلنگ بچھا ہوا تھا اسکے پاس لیجا کر مجھے کھڑا کر دیا اور سوئے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرکے کہا جناب عالی! یہ وہ بطل حریت فداے ملک و ملت ہیں جنہوں نے امت مظلومہ کو شمسی پاشا کے نحس وجود سے نجاۃ دلائی ہے یعنی بطل حریت جوٹنٹ میجر ...... آفندی۔ اس بطل حریت نے میری طرف نگاہ اٹھائی اور کہنے لگے بھائی نیازی! بڑے فخر کی بات ہے کہ آپ یہاں آئے اور آپ سے ملاقات ہوگئی۔ اللہ اکبر اسوقت میں ایک ایسے شخص کے سامنے کھڑا تھا جس نے قوم کو

مہالک وخطرات کی وادیوں سے نجات دلائی ہے اور وہ زلازل و قلاقل اور مظالم ومخاطر کے پہاڑ جو عنقریب شمسی پاشا کے ذریعہ ٹوٹنے والے تھے ہمیشہ کے لئے اس سے بے غم کر دیا۔ دُنیا کے سامنے اپنی جلالت حیدری جرأت اسلامی کی نظیر و تمثال پیش کی ہے۔ اس بطل حریت نے وہ خدمت انجام دی ہے جو میرے لئے نہیں بلکہ تمام قوم کے لئے باعث حیات و زندگی ہے میں اس بطل حریت کی طرف دیکھتا تھا اور عظمت خداوندی اور جلال کبریائی کو یاد کرتا تھا۔

بطل محترم جو آج فرش مجروحین پر لیٹا ہوا تھا کوئی مجہول اور غیر معروف شخص نہ تھا میرے قدیم رفقا میں سے تھا میرا صدیق حمیم جگر سوز دوست تھا۔ اسکے شباب وجوانی اور اسکے اس ضعف علالت کیطرف دیکھتا تھا تو میرا قلب درد سے بھر آتا تھا۔

میں نے اس سے کہا بطل محترم رفیق صادق فدائے قوم کچھ فکر نہ کیجئے۔ خدائے قدوس بہت جلد شفا عطا فرمائے گا یہ سُنکر میری طرف اس طرح نظر اُٹھائی گویا انہیں زخموں کی بالکل پروا نہیں اور کہنے لگے بھائی نیازی! مجھے تو کچھ بھی نہیں ہوا زخم تمام بھر گئے ہیں کچھ تھوڑا اثر باقی ہے وہ بھی انشاء اللہ رفع ہو جائیگا یہ کہکر انھوں نے اپنی جگہ سے کچھ حرکت کی تاکہ میرے ساتھ معانقہ کریں۔ میں نے کہا! تکلیف نہ فرمایئے یہ کہکر فوراً میں انکی طرف جھکا تاکہ انہیں کسی قسم کی زحمت نہ ہو اور معانقہ کیا اور اسکے مبارک ہاتھ چومنے کے لئے آگے بڑھا انہوں نے فوراً ہاتھ کھینچ لیا اور کہنے لگے استغفر اللہ استغفر اللہ یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ مجھے اجازت دیجئے کہ میں خود آپ کے ہاتھ چوموں۔

بہرحال! اس مصافحہ سے مراد دلی بر آئی کئی کئی دفعہ معانقہ کیا۔ گلے سے گلے ملائے اس روحانی ملاقات نے ایسا محو کر لیا کہ کلام و گفتگو کا موقع تک نہ ملا۔ آخر بڑی دیر کے بعد فدائے ملت نے اپنے کو سنبھالا اور مجھے مخاطب بنا کر کہا نیازی! بھائی نیازی! بہت اچھا ہوا آپ تشریف لائے یہاں بیٹھ جایئے

آپ تو نہایت تھکے ہارے ہونگے ؟ کتنے دن ہوئے جو استراحت و آرام کا موقع نہیں ملا؟

میں نے کہا! جی ہاں جناب آرام تو اُس وقت ملے گا جب قوم آزاد ہو جائیگی اور ملک کو آرام ملے گا اُمید ہے کہ آپ کا خلوص و ایثار بہت جلد استراحت کی برکتیں بخشے گا۔ مجھے اجازۃ دیجئے کہ میں اپنی جانب سے اور تمام فدا کاران جمعیت کی جانب سے جناب کا شکریہ ادا کروں۔

انہوں نے کہا! استغفر اللہ استغفر اللہ میں نے تو کوئی کام نہیں کیا ایک وطنی مذہبی فرض جو میرے ذمہ عائد ہوتا تھا اوسے میں نے انجام دیا ہے اور اس لئے انجام دیا کہ آپ لوگوں کے زمرے میں داخل ہونیکا شرف مجھے بھی حاصل ہو جائے۔ کیا آج قوم جس ذلت میں ہے میں نہیں ہوں؟

جب میں نے دیکھا کہ تمام اراکین جمعیت کو شمسی پاشا نے مبتلائے آلام بنا رکھا ہے اور جمعیت مقدسہ کا وجود مہالک وخطرات کا نشانہ بنا ہوا ہے تو میں نے ایسی حالت میں اسکے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا کہ شمسی کے ناپاک وجود سے ملک کو پاک کر دوں۔

ہماری جماعت کے اراکین جمع ہوئے اور اس مسئلہ پر گفتگو شروع کی۔ فیصلہ یہ ہوا کہ جو شخص جان دینے کے لئے طیار ہو وہ جائے اور شمسی کا فیصلہ کر دے میں اٹھا اور اس خدمت کے لئے اپنے کو پیش کیا۔ تمام نے خوشی خوشی منظور کیا منظوری ملتے ہی میں اُٹھا بلا تاخیر چھاؤنی سے نکلا اور تلغراف گھر کے پاس قہوہ خانہ میں جا کر شمسی کی آمد کا انتظار کرنے لگا تلغراف گھر کے دروازے میں اسکے اردگرد افسران فوج محافظین اہل حراسہ کا کافی انتظام تھا بڑا ازدہام تھا۔ مجھ پر اس ازدہام انتظام کا کچھ بھی اثر نہ تھا گھنٹوں انتظار کرتا رہا۔ تقریبًا آٹھ بجے کا وقت تھا کہ تار گھر کے سامنے دو سوار مسلح آکر کھڑے ہوگئے اور تھوڑی ہی دیر کے اندر شمسی پاشا بھی نکلے شمسی پاشا کی گاڑی میں گھسنے کے لئے تو میں طیار بیٹھا تھا فورًا اٹھا کودا اور شمسی کے پاس پہونچا اور نہایت اطمینان سے اپنا کام پورا کیا اور

فرض شرعی انجام دیدیا۔

میں نے کہا! کیا یہ اسقدر افسران فوج انبوہ سیاہ اور صدہا جہال و مفسدین اور ہزارہا محافظین اسوقت منہ ہی تکتے رہ گئے؟ کیا شمسی کو چھوڑ کر تمام علیحدہ ہو گئے؟ اپنے قائد اعظم کی بدنصیبی کا تماشہ ہی دیکھتے رہے؟ شاباش اے بطل حریت شاباش شجاعت ہو تو ایسی ہو آپکی شجاعت فاروقی اور صولت حیدری پر ہمیں بڑا ناز ہے جسقدر بھی ہم فخر کریں کم ہے آپ جیسے بطل حریت مجاہد حق اگر ہم میں موجود ہیں تو یقین ہے کہ ملک جلد سے جلد غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو جائے گا اور مظلوم رعایا کو ذلت کی زندگی سے نجات ملجائے گی۔ جزاک اللہ جزاک اللہ اے بطل حریت! اے مجاہد حق! اور اے غازی فی سبیل اللہ فدائی نے کہا! جناب نیازی! میں نہایت صدق دل سے بلا کسی قسم کی تعریف کے عرض کر رہا ہوں کہ آپ باوجودیکہ ترکی نہیں۔ مگر یہ پہلا موقع ہے کہ ایک غیر ترکی وجود قوم کی راہنمائی کے لئے کھڑا ہوا ہے آپکی شجاعت و بہادری کے کارناموں نے عام طور پر ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ آپکی فوجی طیاریاں ملک کا دورہ آپکے اعلانات و بیانات سنے میرے کانوں تک پہونچے ہیں۔ مجھپر اسکا بڑا زبردست اور گہرا اثر ہوا ہے آپکے ان کارناموں کو دیکھ دیکھ کر قلب میں جوش و مسرت اور ولولوں کا تلاطم ہو رہا ہے جب میں نے آپکی خدمات جلیلہ کا مطالعہ کیا تو میرے اندر یہ ولولہ پیدا ہوا کہ کوئی ایسی خدمت میں بھی انجام دوں کہ آپکی مقدس جماعت کا ایک ادنی خدمتگذار میں بھی بنجاؤں۔ اور الحمدللہ کہ میرے احساس نے میرا ساتھ دیا اور توفیق خداوندی کی کرشمہ سازیوں نے حسن نیت کے ثمرات و برکات سے میرے خالی دامن کو پر کر دیا اور اس خدمت کو اس طرح انجام دیا والحمدللہ والشکر لہ علی ذالک۔

بطل موصوف اپنا کلام ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ایجوٹنٹ میجر ایک کھڑکی سے نہایت عجلت سے داخل ہوئے اور قریب آکر کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے افسوس میں نہایت بدقسمت آدمی ہوں کہ آپکی اس مجلس مقدسہ کی سعادت و برکات سے

محروم ہوں عجیب وغریب راز ونیاز کی باتیں ہو رہی ہونگی ؟ ماشاء اللہ ماشاء اللہ کیا بہترین با برکت ملاقات ہے ۔

یہ کہکر فوراً ابطل حریت کی طرف متوجہ ہوئے طبیعت کا حال دریافت کیا اور فوراً چہرے کا رنگ بدلا۔ کچھ ناک بھویں چڑھائیں کچھ حزن وغم کے آثار نمایاں ہوئے اور کہنے لگے مجھے نہایت افسوس ہے کہ اسوقت میں آپ دونوں حضرات کے آرام میں مخل ہو رہا ہوں آپ دونوں حضرات کو میں ایک دوسرے سے جدا کرنا چاہتا ہوں۔ آخر کیا کیا جائے کہ ہماری آپکی سلامتی اسی میں ہے ؟ مجھے مجلس ادارہ کا حکم ملا ہے کہ آپ دونوں حضرات کو ایک دوسرے سے علیحدہ کردوں اس نازک ترین وقت میں آپ دونوں کی یکجائی بہت سے مشکلات کا پیش خیمہ ہے یہ کہکر وہ بطل موصوف کیطرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے بھائی صاحب! میں آپ کو اب دوسرے مکان میں لیجانا چاہتا ہوں آپ ذرا تکلیف فرمائیں یہ سنکر ہم دونوں نے حکم کی تعمیل کی آخری مصافحہ کیا اور نہایت مایوسی کے ساتھ ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً مفاخر آغا جلال الدین آغا سنان آفندی نعمۃ اللہ آفندی جوشٹ میجر علی آفندی آئے اور بطل موصوف کی چارپائی اٹھاکر دوسرے مکان میں لے گئے اب یہاں صرف میں اور میرے رفیق مرتضیٰ آفندی رہ گئے اور بس۔

بہرحال آج کا دن عسکر ملیہ نے اخوان جمعیت کے ساتھ اوخری میں گذارا بڑے بڑے پرجوش مکالمے اور مباحثے رہے مستقبل قریب کے متعلق بڑی بڑی رائے زنیاں ہوئیں اور اب دن تمام ہوا شب کی آمد آمد ہوئی تمام افق پر تاریکی چھاگئی ہم نے رحیل اور کوچ کی طیاری کی اور روانہ ہوگئے۔ کبھی ریگستان کے میدانوں میں کبھی دریا کے کناروں پر کبھی سطح پہاڑ پر راستہ طے کرتے ہوئے چلے جاتے تھے چار پانچ گھڑی شب گذری تو قریہ پشتان پہونچے۔ اوخری سے ہم کھانے پینے مطرات ملابس کا پورا سامان کرکے نکلے تھے اسلئے یہاں زیادہ قیام کی ضرورت نہ تھی تھوڑی دیر آرام کیا اور صحرا نوردی شروع کردی اور بر حصار حسا لتیق کا راستہ پکڑا سخت

دشوار گذار پہاڑی راستہ تھا جگہ جگہ ٹھوکریں کھاتے ہوئے نہایت دشواری سے کچھ راستہ طے کیا تھا کہ یکایک ناگہانی مصیبت سر پر آن پڑی۔ چند آدمی پہاڑی کمینگاہوں سے نکلے اور حملہ شروع کر دیا۔ ہم نے بھی دفاع کی طیاریاں کریں۔ اللہ اکبر یہ شب تیرو تار اور پہاڑی دشوار گذار راہ اور یہ مصائب و آلام۔

بہر حال! اللہ اللہ کرکے بہزار دشواری بصد حکمت و تدابیر کمینگاہوں سے نکلے اور مشکلات برداشت کرتے ہوئے رو ڈھائی گھنٹے کے بعد پہاڑی چوٹی پر پہونچے اور مصائب سے کچھ نجات ملی۔ اسقدر مشکلات کا سامنا تھا کہ دوڑتے دوڑتے تھک گئے سانس تک نہ لی جاتی تھی۔

بہر حال! پہاڑی چوٹی پر پہونچے صبح کی آمد آمد کی کچھ جھلک نظر آنے لگی ہم چہار طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے آفتاب اپنی کرنیں لیکر نمودار ہوا ایک طرف بحیرۂ اوخری کے مناظر محو حیرت بنا رہے تھے دوسری طرف پہاڑی بلندی کسی طرف چٹیل میدان نظر آتا تھا تو کسی طرف پہاڑی چٹانیں کسی طرف ریگستان نظر آتا تھا تو کسی طرف سبزہ زار اور لہلہاتے گھنے درخت۔ کہیں پرخطر وادیاں نظر آتی تھیں تو کہیں پرلطف آبشاروں اور چشموں کے مناظر۔ بہر حال! ہر طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ یکایک سامنے ایک عظیم الشان پرہیبت و پرجلال عمارت نظر پڑی معلوم ہوا یہ وہی دیر صار رصا لتیق ہے جسکا عالم میں شہرا ہے ہم بار بار اسے دیکھتے تھے اور آپس میں رائے زنیاں کرتے تھے کہ اسکا بانی کون ہے؟ کس زمانہ میں اسکی بنیاد پڑی ہے؟ مگر اس بارے میں کوئی صحیح رائے قائم نہ ہو سکی۔ اب ہم نے پہاڑی چوٹی کو الوداع کہا اور دیر صار رصا لتیق کی طرف بڑھے اور تھوڑی ہی دیر میں وہاں پہونچ گئے۔ ابل اوخری کی ہدایت کے بموجب ہم نے شیخ قریہ اسلام آغا کو بلایا مگر افسوس کہ شیخ موصوف کو خلاف امید پایا۔ شیخ نے تو پہونچتے ہی شور و غل کے ہنگامے برپا کر دیئے کہتے کچھ ہیں سنتے کچھ ہیں گھبرائے ہوئے لہجے میں کہنے لگے خوب تشریف لائے مبارک مبارک۔ مگر جناب آپکا آج یہاں تشریف لانا نہایت نامناسب

اور خطرناک ہے آپکو معلوم ہے کل چار سو سپاہیوں کی ایک جرار فوج کوریجہ سے آپ لوگوں کے تعاقب میں نکلی ہے رات اس نے یہیں قیام کیا تھا۔ آستاروہ میں جو ستر آدمی تھے وہ بھی یہاں آکر انکے ہمراہ ہوگئے ہیں۔

میں نے کہا! اچھا بھائی اچھا سمجھ گئے ہمارے پاس بھی دوسو نوجوان مرد میدان موجود ہیں۔ وطن عزیز کو غلامی سے آزاد کرانے کے لئے نکلے ہیں یہ دوسو آدمی چارسو پر بلکہ ہزاروں پر بھاری ہیں نہیں معلوم ہماری پشت وپناہ اور مددگار کون ہے؟ ہماری پشت وپناہ خدائے ذوالجلال وذوالجبروت ہے ہم عزم وثبات صبرواستقلال کے اٹل پہاڑ ہیں کسی طاقت کی بھی ہمیں پروا نہیں۔ وطن کو آزاد کرائینگے یا مرینگے تمہارا کام توصرف اتنا ہے کہ ہماری خدمت کرواور بس اسوقت تم فورا استاروہ جاؤ بیشار بک کو بلاکر لاؤ اور یہ خط انہیں لیجا کر دیدو۔

شیخ بولے بہت اچھا یہ کہکر فوراً واپس لوٹ گئے۔ ہم نے فوراً کلیسہ کے قریب کے چشمہ پر ڈیرہ ڈالا۔ نہایت محفوظ ومحتاط مقام پر قیام کیا دس پندرہ آدمی فوج میں سے منتخب کئے اور راستے کی حفاظت کے لئے ایک بلند مقام پر انہیں بٹھا دیا اور میں کلیسہ کے اندر رہا گھڑی دو گھڑی یہاں آرام کیا کچھ نیند لی بیدار ہوئے پوچھا اسلام آغا کہاں ہیں؟ کہنے لگے جناب وہ تو اوخری گئے ہیں کچھ لوگوں نے کہا نہیں جناب وہ تو تر یہ زیجیہ گئے ہیں۔ غرض ان مختلف خبروں نے مجھے کچھ شبہ میں ڈالدیا کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ دہوکہ دے محافظت ودفاع کے لئے جو گارڈ کھڑا کیا گیا تھا وہ بھی کچھ بے سود معلوم ہوا آخر میں نے فوج میں سے طور پش آغا استاروی کو ایک دیہاتی کے لباس میں بیشار بک کے پاس بھیجا کہ انہیں بلالائے بیشار آفندی موجود نہ تھے اسلئے حسن بک محرم بک جونئر میجر امین آفندی اور راسم آفندی کو لیکر واپس آیا۔ ان لوگوں نے آکر کہا کوریجہ سے جو فوج آئی تھی تقریباً دوسو ڈہائی سو سپاہ تھے اور اب وہ چند حصوں میں منقسم ہوکر مختلف مقامات کی طرف بھیجدیئے گئے ہیں ایک حصہ کو کس کی طرف بھیجا گیا ہے اور ایک سو قرہ

اور غورہ کی طرف۔ ان لوگوں نے یہ بھی کہا کہ قائد فوج یوز باشی (کپتان) ضیاء آفندی ہیں نہایت شریف عیوٰ اور صاحب حمیت ہیں انکی جانب سے آپ بالکل مطمئن ہیں اتفاق کی بات ہے کہ آج چودہ پندرہ رزرڈ فوج کے سپاہی اسلام آغا کی ملاقات کے لئے یہاں پہونچے اچھا موقع تھا میں نے انہیں اپنے پاس بلایا اور سمجھایا چنانچہ فوراً وہ سمجھ گئے اور بیعت کے حلف اُٹھائے اور رخصت ہوئے انہیں رخصت کرنے کے بعد ہم یہاں کے راہبوں سے ملے راہبون نے ہماری نہایت تعظیم وتکریم کی اور بے مثال ہمدردی کا ثبوت دیا ہم میں ان میں نہایت پرلطف گفتگو ہوئی۔

میں نے کہا! آپ نے تو ہیں استقبال و احترام منت و احسان کے تاشہ ہی کے اندر رکھا اصل مقصد کے اظہار کا تو موقع ہی نہیں دیا ہمارا مقصد وحید تمام اہل وطن سے بلا اختلاف جنس و مذہب اتحاد و اتفاق قایم کرنا تحزب و تفرق نفاق و شقاق کی تاریکیاں دُور کرنی اور متحدہ طاقت سے مادر وطن کو غلامی سے آزاد کرانا اور دستوریۃ و جمہوریۃ کی بنیاد ڈالنی اور قلیل سے قلیل عرصہ میں قانون اساسی کو حکومت مستبدہ کے ہاتھ سے لیکر رعایا کے ہاتھ میں دیدینا اور غرور و استبداد کے بت کو پاش پاش کردینا اور ۱۲۹۳ء میں حکومت نے جس دستوریۃ کا وعدہ کیا ہے اوسے اپنی طاقت سے پورا کرانا ہے۔

رئیس الرہبان! آپکے مقاصد مقدسہ کا پتہ تو آپکے عزائم و ارادوں سے آپکے عمل اور طریق عمل سے مل رہا ہے تمام رعایا آپ سے خوش ہے آپکی مساعی جمیلہ کی بڑی قدر کرتے ہیں ہمیں بھی آپ پر پورا اعتماد و وثوق ہے میں اپنی طاقت کے بموجب ہر ممکن خدمت پیش کرنے کے لئے طیار ہوں اور امید ہے کہ آپ حضرات مجھ سے خدمت لینے میں تامل بھی نہ کرینگے فرمایئے روٹی پانی دودھ وغیرہ کے لئے حکم دوں؟ آپ اسوقت بہت تھکے ہوئے ہونگے؟ آرام فرمایئے غرض اس قسم کی گفتگو میں شام کا وقت آگیا آفتاب غروب ہوا اور شب نے اپنی تاریکی

پھیلا دی دیکھتے ہیں کہ استارہ وہ سے احمد بک یوز باشی (کپتان) ضیاء آفندی تشریف لائے ہیں ضیاء آفندی اوس فوجی دستے کے قائد تھے جو کوریجہ سے ہمارے تعاقب کے لئے بھیجی گئی تھی ضیاء آفندی آستانوی نے بڑھکر مصافحہ کیا اور گفتگو شروع کی کہنے لگے! حضرت قول آغاسی نیازی آفندی! میں ہر طرح آپکے ساتھ ہوں جسطرح اور افسران فوج اندرونی طور پر آپکے ساتھ ہیں میں بھی ہوں اپنی تمام طاقتیں شرف وطن ناموس ملک کی حفاظت کے لئے قربان کرنے کے لئے طیار رہوں میں وعدہ کرتا ہوں کہ جسوقت میری اور میری فوج کی ضرورت ہوگی میں حاضر ہوں آپ مطمئن رہیئے میں آپکے خلاف اپنی فوج سے ایک کام نہ لونگا اور میں کیا جس دل میں بھی مادر وطن کی محبّت ہوگی آپکے خلاف کارروائی نہ کریگا۔ اب میں اپنی فوجی جمعیت کو استارہ وہ سے بہت دور لیجا کر ڈالدیتا ہوں آپ نہایت اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیجئے۔

میں!۔ میں آپ کا نہایت شکر گذار ہوں آج ہر شخص یہ سمجھ رہا ہے کہ میرا طریق عمل ملک و ملت کی نجاۃ کے لئے بہترین طریق ہے اور اس لئے میں بھی خوش ہوں مگر ڈر ہے تو یہ کہ کوئی بد شعور اس حقیقت کے سمجھنے سے محروم ہو اور بدقسمتی سے خلاف امید اقدام کر بیٹھے۔ فرمائیے کوریجہ کا کیا حال ہے؟ کچھ نرمی اختیار کی یا نہیں؟ البانیین اور جرجیس کا کیا حال ہے؟

ضیاء آفندی!۔ باشندگان کوریجہ نہایت ذکی و ذہین سمجھدار غیور باہمت لوگ ہیں وہ اچھی طرح سمجھ رہے ہیں کہ جرجیس اپنی جمعیت سے جو کام لینا چاہتا ہے وہ اغراض ذاتیہ کے لئے ہے قوم کا اسمیں کچھ فائدہ نہیں اس لئے یقیناً لوگ اسکا ساتھ نہ دینگے۔ البانی بھی اس حقیقت سے باخبر ہیں۔ یہاں کے تمام باشندے اپنی ان گذشتہ حرکات پر جو اون سے جمعیت اتحاد و ترقی کے خلاف لاعلمی سے سرزد ہوئی ہیں نادم اور شرمندہ ہیں حالات حاضرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے گذارش ہے کہ جہانتک ممکن ہو جرجیس سے اتحاد و اتفاق کے تعلقات

پیدا کر لیجئے۔

مین :- آپ کو معلوم ہے کہ آجکل کمشنر صاحب اور قوماندان اور مجلس ضباط (مجلس افسران) کا کیا حال ہے؟

ضیاء بک ! یا عزیزی ! ڈپٹی کمشنر جاوید بک صاحب حمیت وطن پرست شریف شریف زادے ہیں ادہم پاشا قائد حدود یونانیہ جو آپ کے تعاقب کیلئے مامور تھے مستعفی ہو کر علیحدہ ہو گئے ہیں اور سالونیکا کی طرف روانہ ہونے سے پیشتر کمشنر محی الدین بک قوماندان کسریہ کو یہ خدمت سپرد کر دی ہے۔ کمشنر موصوف اُن شاہی محافظین میں سے ہیں جنھوں نے پسنجر ٹرین کو توڑ کر رکھدیا تھا یہ شخص آجکل میجر رضوان آفندی کے ساتھ ہو گیا ہے جس نے ہر ممکن ذریعہ سے آپکی جمعیت کو پراگندہ کرنے کا بیڑا اٹھایا اور افسران فوج اور فوجی سپاہ کو طرح طرح کی طمع اور لالچ دے کر ہر ایک سے اسلحہ استعمال کرنے کی قسمیں لے رہا ہے اس نے اپنے زیر صدارت ایک خاص مجلس اس لئے قائم کی ہے کہ جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے متعلق خفیہ حالات دریافت کرے۔

مین۔ احمد بک کو مخاطب بنا کر کیوں جناب استاردوہ کا کیا حال ہے؟

استاردوہ کی جانب سے تو میں بالکل بفکر ہوں۔ کیونکہ جرجیس کے طرفدار وں کی اب وہ شان و عظمت نہیں رہی جو پہلے تھی اب تو جرجیس خود بھی عسکریلیہ سے ہاتھ ملانا چاہتا ہے۔

احمد بک ۔ جی ہاں حضور یہی حال ہے اسوقت تو جمعیت البانیہ کے اراکین نہایت قلیل رہ گئے ہیں۔ انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں اور ان کا بھی یہ حال ہے کہ اپنے مقاصد کی کامیابی سے بالکل مایوس ہیں۔ انھیں کامیابی حاصل ہونا نہایت دشوار ہے کیونکہ جمعیت کی بناڈالنے سے پیشتر ان لوگوں نے جسقدر بھی کوشش کی ہے صرف اپنی قوم اور اپنے مذہب کی بہی خواہی کے لئے کی ہے۔ عام رعایا کے لئے نہیں کی۔

خبر ملی ہے کہ اس وقت جرجیس ارکیری میں ہے اور عنقریب یہاں آنے والے ہیں معلوم ہوا ہے کہ اب تو مجلس مرکزیہ مناسترنے اپنے وجود کا اعلان کر دیا ہے تمام گورنروں حکاموں روساء اقوام اور باشندگان وطن کے پاس اپنے مقاصد کی فہرست اور بیانات بھیجدیئے ہیں۔ اور بازاروں وغیرہ میں ہر مقام پر اعلانات و اشتہارات چسپاں کرا دیتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ اس وقت حکومت کسی رکن جمعیت کو گرفتار نہیں کرتی۔ والی دگورنر مناسترکے پاس جو بیانات بھیجے گئے ہیں ان کی نقول میرے پاس ہیں۔ یہ لیجئے ملاحظہ فرمایئے۔ غور فرمایئے کہ ملک و وطن کی مظلومیت وغلامی کو کس عمدگی سے واضح کیا ہے۔

میں !۔ آپ کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں جمعیت کے اعلانات مجھے کل مل چکے ہیں اس وقت جو مجھے فکر و تردد ہے وہ محی الدین اور رضوان اور کمشنر کوریجہ کی جانب سے ہے ان مفسدوں نے طریق عمل میں بہت سے روڑے اٹکا رکھے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج کل میں اپنے افکار و عزائم سے کوریجہ کو درست کرلوں۔ مگر یہ نفوس شریرہ مزاحم ہوتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے اب میں جرجیس سے ملاقات کروں اس کے بعد ان امور کی طرف توجہ کروں۔

بہرحال ! میں نے اپنے دوست حسین آغا جرنوہ وی کو لکھا ہے کہ وہ کل علی الصباح یہاں پہونچیں اور اسیطرح ایک حکم قائد عثمان آفندی کے پاس بھی بھیجا ہے۔ جو اس وقت موقرہ کے اطراف وجوانب میں گشت لگا رہے ہیں۔ میں نے حقیقت حال سے انہیں مطلع کیا ہے اور لکھا ہے کہ کل شام کو قریہ جرنوہ کے قریب پہونچ کر مجھ سے مل لیں۔ میں نے ان ملازمین حکومت کو جو استاروہ وغیرہ کی طرف ٹولیاں کرتے پھرتے تھے اور لوگوں کے امن میں خلل انداز ہوتے تھے جمع کرنا اور اپنے ساتھ لینا شروع کر دیا ہے۔ آدم آغا تہ بنیا وی کو بھی بلایا جو بیس اکیس آدمیوں کے ساتھ دو روز کے بعد پہونچے ہیں ان سے میں نے خسرو بک استاروہ وی وغیرہ کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے کہا ! خسرو بک کے خیالات ہماری نسبت کچھ بُرے

نہیں ہیں۔ آپ نے ان کے نام تہدیدی خط لکھا ہے اُسے لیکر وہ کمشنر کو ریجہ کے پاس گئے ہیں۔ آج شب کو غالبًا وہ استارووا واپس آجائیں گے کمشنر کوریجہ نہایت سفلہ اور کمینہ ہے اپنی طاقتوں کو بری طرح صرف کر رہا ہے۔ طریق مستقیم کو بالکل چھوڑ چکا ہے میں نے کہا! تعجب ہے۔ خسرو بک جمعیت کی اس قدر کامیابی وبار آوری کے بعد بھی شک وتردو میں ہے؟ اب تو حکومت کے تمام کیل وپرزے ڈھیلے ہو چکے ہیں اس وقت تو حکومت کی تمام طاقتیں جمعیت اتحاد وترقی کی ملکیت بن گئی ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز عنقریب پایہ تخت مرکز حکومت کے مسئلہ میں مشغول ہوگی اور تمام اعمال استبدادیہ کی جڑیں اکھاڑ کر پھینک دے گی۔ ابھی ایک پر تہدید خط پھر خسرو بک کے نام لکھتا ہوں کہ یا تو ہماری طرف اتحاد کا ہاتھ بڑھاؤ یا پھر غیر جانب دار رہو۔ اتحاد کی راہ میں کوئی طاقت بھی مزاحم ہوگی ہم فنا کردیں گے۔ سب سے پہلے مزاحم شخصیتوں کے مکانات اور گھروں کو برباد کریں گے اون کے چوپایوں اور مال ودولت اعراض واسباب کو برباد کریں گے اور پھر بھی درست نہ ہوئے تو ان کی ہستیوں پر حملہ ہوگا۔

بہرحال! اُسی وقت میں نے ایک مفصل خط لکھا۔ اور ان ارادوں قراردادوں کو قلم بند کرکے استارووا بھیجدیا۔ خط سے فراغت ہوئی نگاہ اُٹھائی دیکھتا ہوں دن رخصت ہو رہا ہے شب اپنی تاریکی لے کر خراماں چلی آرہی ہے۔ فورًا تمام کام سمیٹے اور یکم تموز (رومی مہینہ مطابق جون) کی شب یہاں بسر کرنے کی تیاری کی اور نہایت اطمینان وسکون استراحت وآرام اور بے فکری سے سوئے ۲ تاریخ کی صبح ہوئی نیند سے بیدار ہوتے دیکھتا ہوں حسین آغا جرنوہ وی سامنے کھڑے ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں نہایت ہشاش وبشاش تھے۔ مسکرا کر کہنے لگے اب تو جمعیت نے بڑی بڑی طاقتیں بہم پہونچالیں ملک میں اپنی سطوت وجبروت اور ہیبت وجلال کا سکہ بٹھا دیا۔ خدائے قدوس کا شکر ہے کہ اب قوم حکومت کی طاقتوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ کیا اجازت ہے میں آپ سے معانقہ کرسکتا ہوں۔ میں اُٹھا اور معانقہ کیا۔ مصافحہ کیا اور سلسلہ گفتگو شروع کیا وہ

کہنے لگے! تمام غیور و باحمیت مسلمان عسکر ملیہ کی صدا پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اپنی تمام طاقتیں جمعیت کے لئے قربان کرنے کو تیار ہیں۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ ہمارے قریہ کو قدوم میمنت سے مشرف فرمائیں گے۔ تمام اہل قریہ آپکے استقبال کے لئے قریہ سے باہر منتظر کھڑے ہیں۔

میں نے کہا! بہت اچھا عسکر ملیہ کو میں طیاری کا حکم دیتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ جیش ملیہ کی کامیابی تو آپ حضرات کی حمیت و ہمدردی پر موقوف ہے۔ ابھی چلتے ہیں تمام ابنا، وطن سے بلا اختلاف جنس و مذہب ملاقات کریں گے۔ اور رشتہ واخوت و موودت مستحکم کریں گے۔ آپ ان لوگوں میں حریت و مساوات کی روح پھونکئے۔ ملک تو اب ہر طرح تیار ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر آبادی کے باہر سینٹ عسکر ملیہ کو جمع کیا اور کوچ کا حکم دیا۔ اور چرنوہ کی طرف روانہ ہو گئے کلیسہ کے تمام راہب عباد زہاد مجاور خدمت گذار ہماری مشایعت کے لئے نکلے۔ اور قومی نعرے اس زور و شور سے بلند کئے کہ آسمان گونج اٹھا۔ ہر طرف سے نعرے بلند ہو رہے ہیں کہ زندہ باش جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ فتح ہو احرار کی فتح ہو عدل و انصاف کی۔ بہر حال! ان قومی نعروں میں ہم روانہ ہو گئے اور راہ نوردی شروع کر دی کبھی ہموار میدان طے کئے تو کبھی پہاڑی پتھریلی وادیاں کبھی بلقانی پہاڑ کی گھاٹیاں تو کبھی سبزہ زار میدان غرض خوش خوشی چرنوہ پہونچے۔ آبادی کے باہر تمام لوگ ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ پہونچتے ہی معانقے کئے گلے ملے اور آبادی کی طرف بڑھے۔ قیام گاہ پر پہونچکر تھوڑی دیر آرام کیا جو لوگ اس وقت تک جمعیت میں داخل نہ ہوئے تھے ان سے حلف لئے گئے۔ بیعت لی اور جمعیت میں داخل کر لیا اور رشتہ اخوت واتحاد مستحکم کیا اس سے فرصت ملی کھانا کھایا کھانے پینے سے فراغت پاکر بحث و کلام کا سلسلہ شروع ہوا یہاں کے باشندوں میں باہمی پرانے نزاعات و قضائے موجود تھے۔ باحسن طریق ان کو سلجھایا۔ اس قریہ کی آبادی تقریباً پچاس مکان کی ہوگی لیکن بدقسمتی سے نزاعات و مناقشات

اس قدر تھے کہ ان کے سلجھانے میں ایک بڑا وقت صرف ہوگیا۔

میں یہاں خسرو بک کا انتظار کر رہا تھا۔ چرنوہ کے قریب ایک چھوٹا قریہ تھا۔ میں نے یہاں کے باشندوں کو بلایا اور جن لوگوں کا تعلق کوریجہ اور جرجیس سے تھا۔ مثلاً صالح بک فوجھوی وغیرہ ان سے کوریجہ اور جرجیس وغیرہ کے حالات دریافت کئے۔ تمام نے باتفاق رائے بیان کیا کہ جرجیس معہ اپنے تمام ہم خیال اشخاص کے عنقریب آنے والے ہیں۔ آپ سے صلح واتحاد کا ہاتھ ملائیں گے۔

صالح بک جمعیت البانیہ کے ایک رکن تھے۔ کہنے لگے آج تک احرار ترک کی خاموشی نے نہایت سخت نقصان پہونچایا ہے۔ طوسقالیین نے حمیت وطن کی آڑ لے کر اغراض شخصیہ میں بڑی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ آج مادر وطن جس کو اغیار کی دست اندازیوں و سیہ کاریوں نے تباہ و برباد کر رکھا ہے اسکی اصل وجہ باہمی منازعت اور مختلف اہل مذاہب کی باہمی ٹکریں ہیں اور اگر حالات یہی رہے تو ملک ہاتھ سے نکل جائے گا۔

میں نے کہا ترک خاموش نہیں رہے۔ آپ کو معلوم ہے ترک صبر وتحمل اور حقیقت فہمی و دوربینی میں وہ درجہ رکھتے ہیں جس کی دنیا میں نظیر نہیں مل سکتی ہے۔ بڑا ایک بےمثل قوم ہے۔ کوئی کام عجلت سے بے موقع نہیں کر بیٹھتی۔ غور فرمایئے کہ آج ترکوں کی سیاست نے کس قدر عظیم الشان طاقت پیدا کر لی ہے۔ آج دنیا کے آگے جمعیت کا زبردست وجود پیش کر رہے ہیں جمعیت کے پاس اسوقت اس قدر عظیم الشان طاقت تھی ہے کہ حکومت کی ساری طاقتوں کو لمحوں میں خاک و خون میں ملادے۔ مگر آپ کو معلوم ہے کہ باوجود اس طاقت کے کس حسن تدبیر سے کام لے رہے ہیں۔ کہ ملک میں معمولی سے معمولی بے چینی بھی نہیں پیدا ہونے دی اور ادنیٰ سے ادنیٰ بھی مظاہرہ نہیں ہونے پایا۔ اور ملک کو اپنا بنالیا۔ ترک اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ اخفائے طاقت و کتمان اسرار و راز میں فوز و فلاح کی اصل برکتیں مضمر و مستور ہیں۔ اس لئے تنظیمات و ترمیمات کے تمام مراحل اخفاء و کتمان ہی میں

طے کئے اور طاقت کے تمام کیل پرزے جب درست ہوگئے تو ملک کے سامنے آئے اور تمام ملکی اقوام کے سامنے بلا اختلاف جنس و مذہب شرکت عمل کی دعوت پیش کی اور آج اپنی طاقت وعظمت سیاست سقہ کو لے کر میدان عمل میں کو دپڑے۔ اور حکومت کے سامنے اعلان حریت پیش کر رہے ہیں۔

جمعیت اس اصول کی پابند تھی کہ سیاست اُسی وقت کام دے سکتی ہے۔ جب طاقت ہو۔ اور صرف طاقت کام نہیں دے سکتی جب تک سیاست نہ ہو۔ لہٰذا جمعیت نے ان دونوں پہلوؤں پر توجہ کی اور دونوں کو ساتھ ہی ساتھ ترقی دی۔ اور الحمد للہ کہ جمعیت اس میں کامیاب بھی ہوئی۔ اسی کامیابی کا نتیجہ ہے۔ جو آج جمعیت البانیہ جمعیت بلغاریہ اور اہل روم و فلاخ اور صربیہ اور تمام ابنائے وطن کے سامنے دعوت اتحاد پیش کر رہی ہے۔ اور اس وقت جمعیت کے سامنے یہ چیز ہے۔ کہ کوئی قوم بلا اپنی ہمسایہ قوم کی شرکت کے کامیاب نہیں ہو سکتی۔ آج اہل البانیہ جو زیادہ تر مسلمان ہی ہیں۔ انفرادی طاقت سے اپنے کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں۔ لیکن ان کے لئے یہ چیز نہایت مضر اور سخت خطرناک ہے۔ آج اہل البانیہ بھی اس امر کا اعتراف کر رہے ہیں کہ انفرادی کوششوں نے بجائے کامیابی انہیں سخت نقصان پہونچایا ہے۔

بہر حال! آج ترکوں نے قسمیں کھا کر اس امر کا عہد و میثاق اور تہیہ کیا ہے۔ کہ یا تو وہ ملک کو غلامی کی نجاستوں سے پاک کریں گے یا خود دنیا سے مٹ جائیں گے۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ ترک ایک شریف اور ناموس عدل و انصاف کی حفاظت کرنے والی قوم ہے۔ اگر آج بدنام ہے تو صرف حکومت کی چیرہ دستیوں اور استبداد کی وجہ سے۔ اور اسلئے کہ ادارۂ حکومت پر اغیار دا جانب کا تسلط ہو۔

عزیزان وطن! مادر وطن کے سعادتمند فرزندو! یقین کرو کہ ترکی قوم نہایت حلیم خاشع۔ خاشع۔ متواضع۔ عادل۔ شجاع۔ غیور۔ باحمیت۔ صاحب بصیرۃ۔ دوربین انجام کار پر غور و فکر کرنے والی قوم ہے۔ تعصب و نفسانیت کے

جذبات سے بالکل پاک ہے۔ انہیں ممتاز اوصاف وصفات کی بنا پر ترکوں نے آج اپنی طاقتوں کو فراہم کیا ہے۔ اور ملک کے گوشہ گوشہ میں دعوت اتحاد پہونچا رہے ہیں اور مظاہرات تعصبات سوء اخلاق۔ مداخلت اغیار وا جانب سے محفوظ رہنے میں کامیاب ہورہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ غصہ وبسالت سے ترک بالکل پاک ہیں۔ مگر ہاں ایک حلیم قوم کا غصہ تعصب مذہبی۔ ہوا ءنفسانی سے بالکل پاک ہوتا ہے۔ اس وقت ترک اپنے عزائم وارادوں میں مستحکم ومضبوط ہوچکے ہیں۔ کسی طرح بھی اپنے طریق عمل سے نہیں ہٹیں گے۔

میری ان تمام باتوں کو سنکر وہ کہنے لگے حضور سچ فرما رہے ہیں آپ کا ارشاد بالکل درست ہے۔ ترکوں کی صداقت پرستی پر ہمیں یقین ہوگیا ہم آج سے انپر اعتماد وبھروسہ کرنے کے لئے طیار ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ وہ طاقت مستبدہ جس کو مابین وزراء سے تعبیر کرتے ہیں انہیں البانی ترکی ارمنی اور دیگر تمام مذاہب کے لوگوں نے منتخب کیا ہے۔ لیکن یہ یقینی امر ہے کہ ترکوں کا اثر دیگر اقوام کے مقابلہ میں بالکل نہیں ہے۔ تمام نظارتیں دفاتر محکہ جات وغیرہ کی طرف نظر اُٹھائیے ترکی افراد بہت ہی قلیل اور خال خال نظر آئیں گے اور دیگر اقوام کی کثرت ہوگی۔

جناب عالی۔ ہمیں آپ کی تمام باتوں پر اعتماد ہے۔ آپ کی سیاست دانی و معاملہ فہمی وحقیقت سنجی پر ہمیں حیرت وتعجب ہے۔

اس گفتگو کے بعد تمام البانی جو اسوقت یہاں موجود تھے بڑھے اور حلف اُٹھائے۔ بیعت کی۔ اور میں نے نظام جمعیت و اصول ومقاصد کی انہیں تلقین کی اور ہدایت کی کہ یہ لوگ اپنے اپنے مقامات پر پہونچکر لوگوں کو اپنا ہم خیال بنائیں اور ساتھ ہی ساتھ جرجیس اور اسکی جمعیت کو اپنے قابو میں لانے کے تمام وسائل وذرائع بھی ان سے دریافت کئے۔ اب ہماری رائے اسوقت یہ قرار پائی کہ تین چار یوم اطراف وجوانب استارووہ میں بسر کریں۔ اسوقت ظہر کا وقت قریب تھا کہ خسرو بک استارووی پہونچے۔ ان سے دیر تک بحث وتنقید کلام وگفتگو رہی

موضوع بحث یہ تھا کہ جمعیت کے پاس کونسی طاقت ہے جس کی بنا پر وہ حکومت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہے؟ اور آیندہ جمعیت کی سیاست کیا رہے گی؟ غرض حالات حاضرہ پر کافی بحث وگفتگو رہی۔ سلسلہ کلام وگفتگو ختم ہوا تو تمام اہل البانیہ نے جمعیت کے ساتھ حسن عقیدت کا اظہار کیا اور کہنے لگے اگر جمعیت اتحاد و ترقی کسی طاقت کے ذریعہ مادر وطن کو آزاد کرا سکتی ہے تو وہ یہ طاقت ہے (خسرو بک نے اس موقع پر البانیوں کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا۔)

بہرحال! خسرو بک سے عہد وپیمان ہوئے حلف لیا گیا اصول جمعیت کی پابندی کی ہدایت کی۔ خسرو بک کے اتحاد سے جرجیس کے ساتھ اتحاد واتفاق کرنے میں بڑی سہولت ہوگئی جس قدر بھی رکاوٹیں ہمارے اور جرجیس کے مابین تھیں دُور ہوگئیں۔ اور جلد سے جلد اتحاد کی امید ہوگئی۔

بہرحال! جب خسرو بک سے اتحاد ہوگیا۔ اتفاق واتحاد کی زنجیریں مستحکم ہوگئیں تو اب عذر ومعذرت لطف واکرام کی باتیں ہونے لگیں۔ خسرو بک کا اس وقت جمعیت سے ملجانا ایک عظیم الشان فتح تھی۔ کیونکہ استاروودہ کے ہزاروں مخالفین امیر خسرو بک سے رشتہ الفت رکھتے تھے اور ان کے ایک ادنی اشارے پر جمعیت کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ خسرو بک کے اتحاد سے یہ ہزاروں آدمی جمعیت کے حامی بن گئے۔ صرف یہی نہیں کہ یہ لوگ بلکہ ان جیسے سیکڑوں قری و دیہات کے باشندے جو استاروودہ کے اردگرد آباد تھے وہ بھی جمعیت کے ساتھ ہوگئے یہ لوگ وہی طریق عمل اختیار کرتے تھے جو باشندگان استاروودہ اختیار کرتے تھے۔

بہرحال! امیر موصوف کا جمعیت کے ساتھ اتحاد کرلینا ان ہزاروں شجاع بہادر غیور جانبازوں کو جمعیت کے سپرد کردینا تھا۔

خسرو بک چونکہ ایک رئیس صاحب عز وجاہ شریف وجیہہ شخص تھا اس لئے مناسب سمجھا کہ قدیم تعلقات اور رشتہ دیرینہ یاد دلا کر نرمی وملائمت اور حسن کلامی سے کام لوں اور حمیت وطنی کے لئے ابھاروں۔ چنانچہ میں نے حسن کلامی سے کام لیا اور ہر ممکن

ذریعہ سے ان کو متاثر کیا۔ تاثر کا یہ حال تھا کہ بار بار اپنی گذشتہ کارروائیوں پر افسوس کرتے تھے۔ اور عرصہ تک جمعیت سے علیحدہ رہنے پر نہایت ندامت کا اظہار کر رہے تھے۔ اور نہایت منت و سماجت سے عذر و معذرت عفو و ترحم کی درخواستیں پیش کرتے تھے۔

خسرو بک نے دوران گفتگو میں حکومت جائرہ کے استبداد اور عایا کی بے چینی و پامالی۔ ادارۂ حکومت کی شر انگیزیوں و سیہ کاریوں پر سخت ماتم کیا۔ کہنے لگے! آپ لوگ جانتے ہیں کہ میں اس حکومت کا کتنی مرتبہ شکار ہو چکا ہوں؟ کتنی مرتبہ بلا تحقیق حکومت کے دروازوں پر گھسیٹا ہوا لایا گیا؟ قید کیا گیا؟ برسوں جیل خانہ میں رکھا گیا؟ تیرہ و تار کوٹھریوں میں بے یار و مونس بند کیا گیا؟ میں اس وقت تک جمعیت سے محض اسلیئے کنارہ کش رہا کہ میرے وہ دشمن جنھوں نے مجھے طرح طرح کے صدمے پہونچائے وہ اسمیں شریک ہیں۔ اور مجھے کسی طرح اُن پر اعتماد و وثوق نہیں۔

مینے کہا! اب تو آپکو ہر طرح اطمینان رکھنا چاہیئے۔ حضرت خسرو بک! آپ یقین فرمائے کہ آج جمعیت کا ہر ہر فرد جمعیت کے حصن حصین میں ہے ان کا مال ان کی دولت ان کا عزو وقار ہر حملے سے مصئون و محفوظ ہے۔ آپ کو یقین کرنا چاہیئے کہ آج جمعیت معمولی طاقت نہیں جمعیت ایک زبردست حکومت ہے۔ دستوریۂ شرعیہ جمہوریتہ حقیقیہ ہے جمعیت عدل و انصاف کا گہوارہ ہے۔ ظلم و استبداد کی تاریکیوں سے کوسوں دُور ہے۔ انشاء اللہ آپ ہر طرح امن و اطمینان میں ہیں آپ کے قدیم دشمن اب تو آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اور صرف یہی نہیں کہ آپ کے یہ دشمن نگاہ اُٹھا کر نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ حکومت بھی نہیں دیکھ سکتی۔ آج جو طاقت سعادت وطن حریت و مساوات کے لیئے آمادہ ہوئی ہے۔ وہ اُس وقت تک اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام اہل ملک اور مخلصین وطن نے تمام کدورتوں سے قلوب کو صاف نہیں کیا اور ایک دوسرے کے رفیق حمیم اور جگر سوز

دوست نہیں بن گئے یقین فرمایئے کہ آج وہ متبرک گھڑیاں ہیں کہ آپ کے تمام قدیم دشمن آپ کے مخلص ورفیق اور جگر سوز محب ہیں۔ الماضی لایذکر قصہ ہائے ماخلیہ تو نہ دہرایا جائے۔ اب تو جانی دوست ہیں۔ اگر اسوقت دنیا میں کوئی دشمن ہو سکتا ہے تو صرف حکومت اور ارباب حکومت ہیں۔ دشمنی اگر ہے تو اہل استبداد ما بین وزراو دولت سے ہے اور بس۔

پس میں اس وقت آپ سے اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنے ان دشمنوں کی طرف جن سے آپ کو شکایت ہے محبت و موّدت کا ہاتھ بڑھایئے۔ اور صلح کر لیجئے تمام لغزشوں سے درگذر کیجئے۔ اور جمعیت اتحاد و ترقی کے مقاصد میں گام زن ہو جائیے۔ کیوں جناب صلح کے لئے تیار ہیں ؟ مجھ سے اس کا وعدہ کرتے ہیں ؟

خسرو بک نے کہا ! جی ہاں میں اس وقت وعدہ کرتا ہوں اور تیار ہوں۔ فداکار ان جمعیت اور مادر وطن کے لئے ہر طرح آمادہ ہوں۔ اگر مادر وطن کو مجھ سے فائدہ پہونچتا ہے تو ہر طرح حاضر ہوں۔

بہر حال ! خسرو بک نے اپنے قدیم صاحب سطوت دشمنوں سے مثلاً یشار بک استاروی۔ جمال بک غوریجوی سے صلح کرنے کا وعدہ کر لیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ یشار بک اور جمال بک کے ساتھ ملکر تمام علاقہ استارودہ کی اصلاح کریں گے۔

بہر حال ! یہاں کے تمام عملی مراحل طے ہو گئے استارودہ کی مہم فتح ہو گئی اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی وہ یہ کہ جن جن سے ملاقات ہو جائے اس ایک ملاقات سے ہزار ہا مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔

بہر حال ! سرزمین استارودہ کا علاقہ تو اتفاق و اتحاد کی برکات سے مامور ہو گیا اب ضرورۃ بھی تو علاقہ پرزشتہ میں کہ جو ایک وسیع علاقہ ہے اور پہاڑی گھاٹیوں میں واقع ہے۔ اس سے پیشتر عزیز آفندی سے تو پر تورہ میں ملاقات ہو ہی چکی تھی۔ اور آج حسین آفندی پرزشتوی سے ملاقات ہو گئی ہے۔ آفندی موصوف حلف اٹھاکر جمعیت کا ساتھ دینے کا وعدہ کر چکے تھے لہٰذا ضروری ہدایات کر کے انہیں

پرزشتہ کی طرف روانہ کردیا۔خسرو بک اور صالح بک بھی استاروہ کی طرف روانہ ہوگئے۔اور وہاں پہونچکر حماسہ ملی اور حمیت وطن میں جان توڑ کوششیں شروع کر دیں۔ خاصکر خسرو بک نے تو نہایت زور و شور سے علی اقدام شروع کر دیا خسرو بک کوریجہ پہونچے اور شیخ سجادہ نشین تکیہ دلمپان) ارشاد تلو بابا حسین کی خدمت میں پہونچے اور جمعیت کے کارنامے مقاصد عزائم وارادے نہایت پر اثر پیرائے میں پیش کئے چنانچہ حضرت شیخ جمعیت اتحاد و ترقی کے عاشق بن گئے اور جمعیت کی کامیابیوں پر نہایت متحیر و متعجب ہوئے اپنے تمام مریدوں اور ارباب حلقہ کو لے کر جمعیت مقدسہ کے ساتھ ہو لئے۔اور تیار ہوگئے کہ اس مقصد کے لئے جان و مال اور آخری قطرات خون بھی وقف کر دیں۔بابا موصوف کا علاقہ طوسقہ میں بڑا اثر تھا۔بابا موصوف جرجیس کی پشت و پناہ تھے۔خسرو بک نے آج حضرت بابا کو جمعیت کا عاشق بنا لیا۔اور ایک بڑی زبردست کامیابی حاصل کر لی۔بابا موصوف کے ذریعہ جرجیس سے اتحاد و اتفاق کی ساعتیں قریب تر ہوتی گئیں۔

حسین آغا جرنوہ وی جنھوں نے ہمیں بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کرادی اور تعارف کرا دیا اور حالات اوصاف سے مطلع کیا نہایت ہی ذکی صاحب تجربہ مدبر صائب الرائے تھے۔اسلئے میں نے اس ملاقات میں اُنہیں بہت ہی مفید اور ضروری ہدایات کیں میں نے ان سے کہا! آپ کی حمیت وہمت مساعی جلیلہ ہی کا نتیجہ ہے کہ آج وہ طوسقہ جو بڑے بڑے خطرات و فسادات کا مرکز تھا اُسے ہم نے نجات سلامتی اور تمام اختلافات و نزاعات کی تاریکیاں دور ہوگئیں۔پرزشتہ کی جانب سے تو اب بالکل اطمینان ہوگیا ہے۔خصوصاً خسرو بک اور پیشا ہبک جمال آفندی کی صلح نے بڑا ہی کام کیا۔آپ کا فرض ہے کہ اس وقت آپ خسرو بک کو نہایت عظمت وقعت کی نگاہ سے دیکھیں۔آپ لوگوں کی یہ خدمات قابل فخر ہیں۔خدا آپ حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حسین آغا کہنے لگے!حضرت میں ایک وہمی آدمی ہوں۔اپنے یہاں کے لوگوں سے

اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ لوگ ہوا کے پیرو کار ہیں۔ جدہر کا جھونکا آیا جھک گئے جب تک یہ لوگ اس قوت وسطوت کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں گے، ہمارے ساتھ ہیں اس کے بعد کچھ نہیں۔ لہذا گذارش ہے کہ جس طرح بھی ممکن ہو آپ استاروودہ تشریف لے چلئے۔ اور جمعیت کی طاقت وعظمت کا اظہار کیجئے۔

بہر حال! انہیں انہیں مشاغل میں شام ہوگئی۔ نہایت عجلت میں کہانا کھایا اور کوچ کی تیاری کی۔ آبادی سے باہر عسکر بلیہ کو جمع کیا اور اہل قری کو الوداع کہنے کا وقت قریب آگیا۔ لوگوں سے لطف ومحبت رحمت ورافت کی باتیں ہوئیں۔ چونکہ ان لوگوں سے اس اثنا میں بڑی محبت ہوگئی تھی جیش بلیہ کو یہ لوگ اپنی اولاد سے زیادہ عزیز سمجھتے تھے اس لئے فراق کی گھڑیاں نہایت پریشان کن تھیں۔ صبر وتاب کی باگ ہاتھوں سے نکل گئی، ہر ایک ڈاڑہیں مار مار کر رونے لگا۔ ہر طرف سے شور وبکا کی بھیانک صدائیں آنے لگیں۔ روتے روتے تمام کے دامن تر ہوگئے کہ الہی! یہ کیا ہوگیا کہ ابھی تو راز ونیاز صدق واخلاص محبت ومروت کی سرگوشیاں اور حریت ومساوات کی بھنوایاں ہو رہی تھیں اتنے یکایک یہ گھڑیاں ختم ہوگئیں اور افتراق کی ساعتیں سامنے کھڑی ہوگئیں یقیناً حسین آغا ان آبادیوں کے متعلق جو خیالات ظاہر کر رہے تھے بالکل درست اور صحیح ہے۔

بہر حال! فراق والوداع کی گھڑیاں ہم نے سر پر لیں۔ اہل قری کو رخصت کیا اور مراحل سفر طے کرتے ہوئے استارودہ کی طرف بڑھے۔ راستے میں دیکھتے ہیں کہ چند استارودی مثلاً حسن بک، محرم بک، ابراہیم بک وغیرہ استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ ہمیں یہ معلوم نہ تھا کہ کیونکر آئے ہیں؟ اتحاد واتفاق کی غرض سے یا مخالفت کی؟ میں نے ایک بین تبیق اور بہترین پیرایہ میں استصواب کیا اور کہا آپ لوگوں کے خاص برتاؤ نے مجھے اشتباہ میں ڈال دیا۔ معاف کریں۔ آپ لوگوں کا مقصد کیا ہے؟ استقبال مقصود ہے؟ یا ہمیں سمجھانا کہ استارودہ میں ہمارا داخل ہونا ناممکن ہے؟

کہنے لگے حضور! ایسا نہیں سیدی! استارودہ تو آپ کی قدمبوسی کا انتظار کر رہا ہے

ہر شخص شرف دیدار کی ساعتیں گن رہا ہے۔ ہم تو صرف اسلئے تمام سے آگے نکل آئے ہیں کہ سب سے پیشتر شرف قدمبوسی حاصل کریں۔ ہاں گذارش ایک یہ بھی ہے کہ راستہ میں ایک قریہ شینجہ پڑتا ہے حضور کا وہاں تشریف لے چلنا بہت ضروری ہے۔ تحصیلدار عثمان آفندی نے جو ایک سرکش آدمی ہے تمام قریہ کو تباہ و برباد کر رکھا ہے۔ اسکی وجہ سے اہل شینجہ جمعیت اتحاد و ترقی کے خلاف مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لہذا حضور آج کی شب شینجہ میں فروکش ہوں۔ بہت ممکن ہے کہ یہ لوگ طریق مستقیم پر آجائیں۔ اگر جناب کو ہماری ناقص رائے سے اتفاق ہے تو حسب ہمراہ چلنے کے لئے تیار ہیں۔

میں نے کہا! بہت خوب ہمارا تو مقصد یہی ہے کہ گمراہان راہ حق کی ہدایت کریں اور طریق اتحاد و اتفاق میں جو موانعات ہوں انہیں دور کریں۔ بہتر آج ہم اپنا رخ اسی طرف کرتے ہیں۔

ہم نے اپنا راستہ بدلا۔ کل استاروو پہونچنے مگر اب راہ نوردی کرتے ہوئے شینجہ پہونچے۔ سب سے پہلے یہ ارادہ کیا کہ اس بدبخت تحصیلدار کی جس نے لوگوں کے خیالات پر برا اثر ڈال رکھا ہے۔ خبر لیں۔ مگر اس وقت یہ جاہل اپنے دوستوں کے ساتھ کہیں جا چھپا۔ ہم نے اہل قریہ کو ایک میدان میں جمع کرنے کا تہیہ کیا بڑے انتظار اور کوششوں کے بعد بڑی دقتوں سے تقریباً آدھے باشندگان قریہ اس میدان میں پہونچے۔ میں نے تقریر شروع کی۔ اجمالاً مقاصد جمعیت پر روشنی ڈالی۔ بہت سی مثالیں دے دے کر انہیں تحزب و تفرق نفاق و شقاق کی برائیوں سے آگاہ کیا اور اس عنوان پر میں نے بے شمار قصے بیان کئے۔ بوسنیہ۔ بلغار۔ کریٹ صصلی اور ان کے مماثل دوسرے ممالک پر تبصرہ کرتے ہوئے نفاق و شقاق تحزب و تفرق کے نتائج سے آگاہ کیا۔

بہر حال! ایک جدوجہد اور کوشش بلیغ اور طویل فہمائش و بیان کے بعد خیالات کی اصلاح ہوئی۔ خیالات فاسدہ و ناخوش سے جو دل بھرے تھے پھر کیا تھا نہایت مسرت

وعجلت کے ساتھ تمام جمعیت کے طرف بڑے ہم نے بھی شب کی نیند حرام کرلی اور کام میں مصروف ہو گئے۔ تمام شب گذر گئی۔ مگر پلک مارنے تک کا وقت نہ ملا۔

۳۔ تموز (جولائی) کی صبح ہوئی ہینے چاہا کہ عثمان آفندی تحصیلدار اور اُس کے بھائیوں سے ملاقات کی جائے۔ اور مسائل حاضرہ پر بحث وتنقیب کی جائے۔ لیکن یہ سعی بالکل بے سود تھی وہ تو سامنے آنے اور منہ دکھانے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔ اپنی بدکرداریوں کی وجہ سے نہایت ترساں وہراساں تھے سامنے آنے سے نہایت خائف تھے۔ ہم نے بھی یہ طے کرلیا کہ کسی نہ کسی طرح عثمان آفندی کو حاضر کریں گے۔ اور نفاق وشقاق کی نجاستوں سے قریہ کو ہمیشہ کے لئے پاک کردیں گے۔ اس قرارداد کے بموجب ہم نے عملی اقدام شروع کردیا۔ اور اُس کے محلہ کا محاصرہ کرلیا اس کے مکان میں جاکر تلاشی لی۔ مگر نہ تو وہ ملا نہ اسکا بھائی آخر میں نے اس کے تمام مویشی اور چوپائے اپنے سامنے منگائے اور سامنے ہی ذبح کرادیئے۔ یہ دیکھ کر عثمان آفندی کا بھائی خائف ہوا کہ ایسا نہ ہو سختی اور بڑھ جائے فوراً حاضر ہوا۔ اور عذر ومعذرت کرنے لگا۔ صبح علی الصباح جامع شریف میں لوگ مجتمع ہوئے تھے۔ اس وقت عثمان آفندی کے برادر بھی پہونچے کہنے لگے حضور عثمان آفندی یہاں موجود نہیں ہے۔ استار وہ گئے ہوتے ہیں۔

چونکہ باشندگان قریہ کے خیالات جمعیت کی نسبت بہت ہی بُرے ہو چکے تھے تحصیلدار کے مویشی ذبح کرنے سے خیالات پر اور بھی بُرا اثر پڑا خیال کرنے لگے۔ کہ واقعی جمعیت کا طریق عمل قتل وغارت ہے اور بس۔ آخر میں نے ہر ممکن ذریعہ سے ان کے خیالات کی اصلاح کی اور جو مویشی ذبح کردیئے گئے تھے نرخ بازار کے بموجب ان کے دام ادا کردیئے اسکے بعد یہاں کے باشندوں کو شب کے مصارف اکل وشرب کا حساب لگا کر ایک چک لکھدی تاکہ محصول میں سے رقم وضع کرلیں۔ چند خطوط لکھے اور مناسب ذرائع سے مناستر، درسته اور استاردوہ روانہ کئے۔ خطوط حسب ذیل ہیں۔

مراسلت استاووہ

قائمقامیہ دفتر کمشنر استاووہ

مادرِ وطن کے فرزند رشید ا میں نے رسنہ اوخری دبرہ ایلبصان وغیرہ کا دورہ کرلیا ہے۔میرے ہمراہ ذو سو فدا کاران وطن موجود ہیں اور جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے اوامر واحکام کی تعمیل میں سرفروشانہ اقدام کر رہے ہیں اور مادر وطن کو استبداد وغلامی کے پنجے سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔ اسوقت ہم آپ کی قلمرو کے اندر پہونچے ہیں۔ کوریجہ کے ماتحت قری کا دورہ کرکے باشندگان قری سے بیعت لی گئی ہے۔ تمام مسلمان اور عیسائیوں کو خدائے ذوالجلال ذوالجبروت کی قسمیں کھلا کر جمیعت کا حلقہ بگوش کر چکے ہیں۔ اور ہر طرح کی قربانیوں کا وعدہ لے چکے ہیں۔ آپ کی تمام قلمرو کے باشندے بلا اختلاف جنس و مذہب آپسے بہت خوش اور راضی ہیں۔ فلیرضی اللہ کذالک عنکم آپ کے عدل وانصاف اور داد و دہی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے محاسن کا اعتراف کرتے ہوئے ایک چیز کا افسوس بھی کر رہا ہوں اور وہ یہ کہ تقریبًا ایک سو قریہ آپکے قلم کے ماتحت ہیں مگر آج تک آپنے ان کی تعلیم کی طرف بالکل توجہ نہیں کی۔ کتنی بڑی مصیبت ہے کہ اس وسیع علاقہ میں ایک مدرسہ تک نہیں جبقدر ملک وملت پر آج مصائب والآم زلازل وقلاقل کے پہاڑ ٹوٹے ہیں۔ اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ تعلیم نہیں یقین فرمائیے کہ اس وقت جو ملک وملت کی بڑی خدمت ہوسکتی ہے وہ تعلیم اور مدارس کا انتظام ہے۔ تعلیم ہی کے ذریعہ معارف وحقائق کی نشر و تبلیغ کا کام انجام پا سکتا ہے انسانی ترقی کا مدار تعلیم ہی ہے۔ لہذا میں اُمید کرتا ہوں کہ آپ اپنی توجہ تعلیم کی طرف مبذول فرمائیں گے۔

ایک عرض یہ بھی ہے کہ تحصیلدار عثمان آفندی لشنجوی کو لکھیئے کہ وہ فورًا تحصیلداری سے

مستعفی ہوجائے - یہ شخص مفاد ذاتی و اغراض شخصیہ کو پیش نظر رکھ کر بڑے بڑے جرائم و جرائثیم کا مرتکب ہورہا ہے۔ امید ہے کہ آپ اس طرف کامل توجہ فرمائیں گے۔ اس کے بعد گزارش یہ ہے کہ اس لفافہ کے اندر دو خط اور ہیں ایک والی مناستر کے نام دوسرا مفتش عام کے نام۔ امید ہے کہ بلا تاخیر ان خطوط کو روانہ کر دیں گے۔

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

نیازی

مُدیر (حاکم ضلع) رسنہ

اے بے غیرت و بے حمیت مجسمہ وسائس! تم نے میرے لئے حکم قتل صادر کیا ہے فرض کرو اگر میں مجھے قتل کر دیا گیا اور اس کے صلہ میں تمہیں کشنری یا گورنری ہی مل گئی۔ مگر جب تک وطن آزاد نہیں ہوا۔ ملک کو خود مختاری نہیں ملی اس وقت تک تمہاری ہی توخیر نہیں میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ کس خائن وطن نے مراتب و درجات و دولت و حشمت جاہ و جلال حاصل کیا اور اُس سے فائدہ اُٹھایا؟ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا میں جو ہونیوالا ہی ہوکر رہیگا میرا کام تو استقبال کی امیدوں پر ہے تم نے نہیں پڑھا کہ التاریخ مرآۃ العبر تاریخ عبرتوں کا آئینہ ہے یاد رہے کہ دنیا کی تمام چیزوں کو فنا ہی بقاء ہی تو صرف نیکی اور اعمال حسنہ کو۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدائے قدوس تمہیں صراط مستقیم کی ہدایت فرمائے اور راہ راست پرلے آئے فقط۔

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

نیازی

والی مناستر

آپ اپنے ضمیر سے سوال کیجئے کہ جنا لائق خدمت آپنے مدیر (حاکم ضلع) رسنہ کے سپرد کی ہو اور مدیر موصوف نے اس خدمت کی انجام دہی کا بیڑا اُٹھایا۔ کیا یہ ایک مسلمان کا کام ہے؟ کیا ایمان کا مطالبہ یہی ہے۔ میں آپ کو مطلع کر دینا چاہتا ہوں کہ میں اور میرے تمام رفقاء سفر اس امر کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ کسی

ایسے حیلے سے تمہارا خاتمہ کر دیا جائے کہ آج تک کوئی بدبخت خائن ملک بھی اس حیلے سے نہ مارا گیا ہو آپ جانتے ہیں ہم کون ہیں؟ ہم وہ ارباب حمیت اور غیور لوگ ہیں جو اور وطن کی آزادی اور سلامتی ملک کی راہ میں اپنی جانیں وقف کر چکے ہیں آج آپ جس سفلگی کمینگی کا ارتکاب کر رہے ہیں یقین کیجئے کہ وہ کسی طرح بھی آپ کے اور حکومت کے بلکہ اسلامی صداقت وعظمت کے شایان شان نہیں ہے مجھے نہایت افسوس ہے کہ آج آپ جیسے شخص کے متعلق ہمیں یہ فیصلہ کرنا پڑا۔

بہر حال! آپکا فرض ہے کہ آپ نہایت حزم واحتیاط سے کام لیں۔ جو خبر آج ہم تک پہونچی ہے اگر وہ صحیح ہے اور واقعی اس کمینگی کے لیے تم تیار ہو تو یاد رہے کہ آپکا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر خائنین وطن کا ہوا اور ہوگا میں آپ سے نہایت مؤدبانہ گذارش کرتا ہوں کہ برائے کرم آپ اپنی توجہ قانون اساسی دستوریہ جمہوریہ کے انفاذ واجرا اور مطالبات جمعیت کے پورا کرنے کی طرف مبذول کرینگے! اور تمام تر طاقتوں کو شریعت غرا کی اتباع میں صرف کریں گے۔ نفاق و شقاق تحزب وتفرق کی تاریکیاں دور کیجئے تاکہ مستقبل قریب میں آپکے لئے ممتاز عہدوں کی جگہ باقی رہے اور قوم بھی ورطۂ غلامی سے نجات حاصل کرے۔ آپ خوب یاد رکھیں کہ میرا وجود جسکو آپ بدنام اور قابل ملامت ثابت کر رہے ہیں دنیا میں اسکی کوئی قدر وقیمت نہیں ان ہزاروں فداکاران جمعیت میں سب سے کم قیمت وجود میرا ہے

بہر حال! زیادہ تحریر کی ضرورت نہیں آخری پیغام یہ ہے کہ یا تو مادر وطن آزاد ہوگا یا صفحۂ ہستی سے ہم مٹ جائیں گے۔ فقط

قول آغاسی دا یجوٹنٹ میجر
نیازی

تفتیش عام ولایۃ مناستر

جب سے میں نے اتحاد وترقی کے احکام کی تعمیل میں رسنہ چھوڑا ہے اس وقت سے لیکر آج تک مختلف ملکی گوشوں کا دورہ کر چکا ہوں دیرہ آلیبصال آوخری آستارعدہ کودزیچ وغیرہ کے باشندوں سے ملا ہوں تمام کو حکومت مستبدہ دولت جائرہ کیلئے خلاف پایا تمام قومیں بلا اختلاف جنس و مذہب جمعیۃ اتحاد وترقی کے ساتھ ہیں اتحاد کے جھنڈے کے نیچے مجتمع ہیں خدائے ذوالجلال و ذوالجبروت کی قسمیں کھا کر تمام نے اس امر کا عہد وپیمان کیا ہے کہ وہ جمعیت کی خدمات انجام دینگے اور مقاصد جمعیت پورا کرنے میں ہر طرح کی قربانیاں کرینگے اور جب تک قانون اساسی اور دستوریہ کا نفاذ نہیں ہوا۔ اور حکومت جمہوریہ کی کاربند نہیں ہوئی اسوقت تک چین نہ لینگے۔ میں یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر میں یہاں کامیاب نہ ہوا تو پھر میں بابیہ کی طرف بڑھونگا اور اس طرح دستوریہ قائم کر کے چھوڑونگا۔ میں امید کرتا ہوں میرے اس پیغام کو نظر مستبد امامین وزراء دولت تک پہونچا دینگے اور ساتھ ہی ساتھ سفارش کرینگے کہ مظلومین کے خون سے اپنے دامن تر نہ کریں اور خیانتوں کے دروازے بند کریں اور تمام جواسیس ملک کو جلد سے جلد واپس بلالیں۔ یہ میرا پیغام ہے اس کے بعد آپ اپنے فعل کے مختار ہیں۔

قول آغاسی دا یجوٹنٹ میجر
نیازی

اسکے بعد میں نے تمام کاغذات بیانات کو لپیٹا اور جمعیت کے اُس حکم اور مطالبہ کے بموجب جو اوخری میں مجھے پہونچا تھا مندرجہ ذیل خط کے ساتھ مجلس ادارہ مناستر کو روانہ کر دیا خط یہ ہے۔

مجلس ادارۂ مناستر

ایہا السادۃ المبجلون! میرے برگزیدہ سردارو! آپ حضرات کا حکم موصول ہوا جو بشارۃ وخوشخبری آپ نے دی ہے اس سے ہمارے عزائم ارادوں اور صبر وثبات شوق وولولوں میں زبردست اضافہ ہوا ہے میں اپنی اور اپنے تمام رفقاء سفر کی جانب سے آپ حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

میں نے آپ کو اس سے پیشتر اوخری کے متعلق چند شکایتیں لکھی تھیں لیکن زمانہ نے ان تمام شکایات ومشکلات کو جلد سے جلد رفع کر دیا اور امید سے کہیں زیادہ تغیرات وتحولات انقلاب اور ترقی ہوئی ہے۔ تمام باشندگان رادولیشتہ نے اپنے سابق طرز عمل سے معذرت اور معافی چاہی اور امید سے زیادہ امداد کی۔ ہم نے تمام سے حلف لیکر جمعیۃ میں داخل کر لیا گو رادولیشتہ کی ابتداء نہایت خطرناک تھی لیکن انتہا نہایت بابرکت وشاندار ثابت ہوئی رادولیشتہ کے تمام باشندے حمد وشکر کے ترانے گا رہے ہیں جو ارادہ میں نے رادولیشتہ کے متعلق کیا تھا اسکی بالکل ضرورت نہ رہی۔ اب ہم رادولیشتہ چھوڑ کر تحصیل استاروہ کیطرف اقدام کر رہے ہیں اس تحصیل میں تفرق وتحزب نفاق وشقاق کی تاریکیاں ہر چہار طرف پھیلی ہوئی ہیں منازعات شخصیہ مجرمین حکومت ڈاکو اور راہزن اور مدعیان جاہ وحشمت تمام یہاں موجود ہیں اسلئے بے اطمینانی اور بے اعتمادی حد درجہ ترقی کر رہی ہے اگر لوگ کچھ اقدام کرتے ہیں تو ریب وتردد شک وبے اطمینانی کی وجہ سے فوراً ہی قہقری مراجعت کرتے ہیں۔

بہرحال! موجودہ حالات کی بنا پر بیشمار فرقے اور جماعتیں بنگئی ہیں بہزار دشواری

اسکی اصلاح کی گئی ہے۔ سب سے پیشتر ہم نے ان لوگوں میں باہمی صلح کرائی۔ جو معرکہ آرائیوں کے پیشوا اور سرغنہ تھے اسکے بعد راہزنان ملک اور فوجی مفرورین کو بلا کر اپنے ساتھ لیا اسکے بعد تو تمام رعایا ذوق وشوق جوش وحمیت کے ساتھ ہمارے گرد جمع ہوگئی اور حلف اٹھا اٹھا کر جمعیۃ کی حلقہ بگوش ہوگئی۔ اب تو جمعیۃ البانیہ کے بڑے بڑے رکن بھی ہمارے ساتھ ہوگئے ہیں اور جیسا کہ میں پیشتر لکھ چکا ہوں جرجیس بھی جمعیت کا حلقہ بگوش ہوا جاتا ہے۔ میرے اوس خط نے جو جرجیس کو لکھا تھا بڑا گہرا اثر کیا ہے میرا ارادہ تو تھا کہ جرجیس سے یہیں ملاقات کروں مگر چونکہ اب تو ان لوگوں سے جو جرجیس موصوف کے ملجا ومعتمد ہیں اور تحصیل کوریجا اور ہتارہ میں رہتے ہیں ان سے اتحاد و اتفاق عہد وپیمان ہو چکا ہے اسلئے یہاں زیادہ قیام کرنا بالکل بے سود ہے۔ لہذا خدا نے چاہا تو چند یوم کے اندر ہی مناستر پہونچونگا اور جرجیس سے موقع پا کر راستے ہی میں مل لونگا۔

آپ حضرات اون دو صاحبان کو جنکے متعلق ہیں پہلے اطلاع دیگئی ہے جلد سے جلد طیار کرکے ہماری طرف بھیجدیجئے اور تاریخ روانگی سے مطلع فرمایئے مختلف بیانات جو آج تک میں نے شائع کئے ہیں اور خطوط جو مختلف مقامات پر بھیجے گئے ہیں اور چلپیں جو اہل قری وغیرہ کو دیگئی ہیں وغیرہ وغیرہ کاغذات کا بلنڈل ارسال خدمت ہے جو افسر اور اہم شخصیتیں ہمارے عصابہ میں موجود ہیں انکے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ ۶۸ نمبر کے "آلائی" طابور ۳ سے جو ہمارے ہمراہ ہوئے جونٹ میجر عثمانی آفندی" یوسف آفندی ضیاء آفندی ہیں ۱۸ نمبر آلائی طابور ۳ سے جو خان مرین بک سے ساتھ ہوئے جونٹ میجر شوقی آفندی رئیس البلدیہ خواجہ جمال الدین آفندی کمشنر پولیس طاہر آفندی، فمر مالگذاری شمسی آفندی تحصیلدار عبد اللہ آفندی سارجنٹ میجر جاندارمہ شکری آفندی معلم (قرا غان) عمر آفندی معلم (ایلاچر قوہ) راغب آفندی یہ تمام افسران ذی شرف ہمارے ساتھ ہیں۔

تصاویر فوٹوگرافیہ ارسال کرتا لیکن اسوقت ہمارے پاس موجود نہیں

انشاء اللہ العزیز اول فرصت میں روانہ کرونگا۔

کیا اسوقت تک دوسری فوجی ہمتیں نکل چکی ہیں یا نہیں؟ کون کون حضرات ان افواج کی قیادت کر رہے ہیں؟ برائے کرم خاص خاص واقعات وحالات سے مطلع کریں اور جرائد ومجلات ارسال فرما کر عزت اندوزی کا موقع دیں۔ میں نے دو تہدید آمیز خط والی مناستر اور حاکم رسنہ کے نام باقتضاء حالات روانہ کئے ہیں اور اپنے مقاصد کی طرف دعوت دی ہے فقط

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

نیازی

میں انہیں فرائض واعمال کی انجام دہی میں مصروف تھا کہ یکا یک مجلس ادارۂ استارہ کی جانب سے ایک پیامبر جمعیۃ کا حکم لیکر پہونچا۔

حکم

افاناالمبجل! جو خدمات جلیلہ آپ انجام دے رہے ہیں قابل رشک اور باعث صد تشکر ہیں، لیکن چونکہ آپکے پاس بیرونی خیالات وسیاست کے پہونچنے کا کوئی ذریعہ نہیں تاکہ ان حالات وسیاست کو پیش نظر رکھکر اقدام عمل کا راستہ طے کیا جائے لہذا چند امور آپکے گوش گذار کرنا ضروری ہیں مسیحی اقوام کے حقوق کی حفاظت ونگرانی کیجئے اسکے بعد انہیں اتحاد واتفاق کی دعوت دیجئے۔ مسیحی اقوام کی طرف دست اتحاد بڑھانا طریق عمل کے لئے ضروری ہے اغیار واجانب پر اسکا بہت گہرا اثر پڑیگا۔ اعتراض وشکایات کا بالکل موقع نہ ملے گا آپ تمام دیگر اہل مذاہب کے قلوب اپنے ہاتھ میں لیجئے حسن معاملہ حق وصداقت عدل ومساوات کی طاقت سے تمام کو اپنا بنا لیجئے۔

ہمیں اطلاع ملی ہے کہ آپ نے اپنے بیانات سابقہ میں کچھ اضافہ کرکے قریٰ ودیہات میں پھر شائع کیا ہے اور اس میں یہ ظاہر

کیاہے کہ دو سو فوضوی (۱) (سوشلسٹ) ہمراہ لیکر آپ وطن کا دورہ کر رہے ہیں آپکو معلوم ہے کہ فرقہ فوضویہ کے مقاصد نہایت ناپاک ہیں ؟ شریعت غرا کے بالکل خلاف ہیں اگر یہ صحیح ہے تو برائے کرم اس قسم کی تحریک ہرگز نہ پھیلائیے ہمیں اسکا یقین ہے کہ یہ تحریک آپ نے نہیں پھیلائی بلکہ بلغاری زبان میں آپکے بیانات کا ترجمہ غلط کیا گیا ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کی غلطیوں سے ایسے نازک ترین وقت میں کسقدر خطرات رونما ہوجایا کرتے ہیں ؟

بہرحال ! گذارش یہ ہے کہ جلد سے جلد آپ ان بیانات و منشورات کو دوبارہ شائع کیجئے اور بالکل صحیح طور پر مقاصد جمعیتہ کی ترجمانی کیجئے۔ تاکہ عامتہ الناس کو کسی قسم کا مغالطہ نہ ہو اور تمام ابنائے وطن بلا اختلاف جنس و مذہب ہمارا ساتھ دیں مقاصد واضح کرتے ہوئے یہ بھی واضح کردیجئے کہ منشورات سابقہ سے بھی ہمارا منشا یہی تھا نہ کچھ اور۔ باشندگان طوسقہ کو بھی ان مقاصد سے آگاہ کردیجئے اور اتحاد و اتفاق کی راہ میں پوری سعی کیجئے تمام افراد ملت اراکین جمعیتہ آپ کو سلام کہتے ہیں آپکی خدمات جلیلہ کے شکرگذار ہیں فقط۔

الجمعیتہ الاتحاد والترقی العثمانیہ

مرکز مناستر

جواب مراسلت ہذا

سادتی المبجلین میرے محترم بزرگو ! آپ حضرات کا یکم جولائی کا حکم موصول ہوا آپکی ہدایات و تعلیمات کے بموجب ہی عمل کیا جارہا ہے تمام بھی

(۱) فوضوی (سوشلسٹ و کمیونسٹ) یورپ کا ایک اقتصادی فرقہ ہے جسکا مقصد دولت کو تمام افراد انسانی میں برابر تقسیم کرنا اور حکومت و حکمرانی شخصی امتیازات کو مٹاکر مساوات پیدا کرنا اور بالکل آزاد زندگی بسر کرنا ہے۔ از مترجم۔

اقوام ہماری طرف مائل ہیں نہایت صدق و اخلاص سے ہمارا دست اتحاد بڑھا رہے ہیں اور عملاً فعلاً قولاً ہمارے مقاصد میں ہمارے قدم بقدم ہم عزم ہیں آپ نے فرقہ وضویہ (سوشلسٹ) کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے بالکل خلاف واقع ہے یقیناً یہ چودہری صاحب کی غلطی ہوگی آپ نے جو اس بارے میں تاویل کی ہو بالکل درست اور صحیح ہے استاردوہ میں آجکل بڑی کامیابی ہو رہی ہے تمام اہل قریہ جمعیتہ کے مقاصد کے حامی اور دلدادہ ہیں۔ زیادہ بجز عجز و نیاز کیا لکھوں؟ فقط۔

بہرحال! جب میں قریہ بیشغبہ کے باشندوں سے حلف لے چکا اور مجلس ادارہ کی تکمیل ہو چکی تھی کہ اس اثناء میں جوئنٹ میجر عثمان آفندی معہ اپنے تمام آدمیوں کے پہونچے اور بعض قری کی عجیب و غریب کامیابیاں بیان کیں۔ سطوت و جبروت کے عجیب و غریب لطیفے سنائے۔ سنانے لگے جو فوج تمہارے تعاقب کے لئے بھیجی گئی تھی وہ بالکل ایک دوسرے گوشہ کیطرف بھیجدی گئی ہے۔ استاردوہ میں اب فوجی طاقت نہایت قلیل رہ گئی ہے۔

بہرحال! جب ہمارے دونوں فوجی دستے یہاں مجتمع ہو گئے ہم نے فوراً کوچ کیا اور آدھ گھنٹے کے اندر ہی اندر قریہ زیرہ اور آعتقا پہونچے تمام اطراف و جوانب کے لوگ یہاں استقبال کے لئے مجتمع تھے فوج نعرہائے تکبیر بلند کرتی ہوئی پہونچی۔ ہر ایک سے محبت و اخلاص کے ساتھ مصافحہ کیا گلے ملے اور سیدھے جامع کے اندر پہونچے تمام امور حسب منشاء پورے ہوئے باحسن طریق معاملات جمعیتہ انجام دیئے اور آگے اقدام کیا تقریباً ایک گھنٹے کے بعد قریہ ویردروہ پہونچے یہاں بھی ایک عظیم الشان اجتماع استقبال کےلئے انتظار کر رہا تھا قرب و جوار کے تمام دیہاتی آکر مجتمع ہو گئے تھے۔ ہمارے پہونچتے ہی نعرہائے تکبیر بلند ہوئے اور ایکدم ہماری طرف لپکے تہنیتہ و مبارکباد کے لئے ہر ایک آگے بڑھ رہا تھا۔ چونکہ انہیں یہ خبر تھی کہ ہم سیدھے استاردوہ جانیکا ارادہ رکھتے ہیں اسلئے محبت و مروت و ثوق اعتماد و جوش و

ولولوں کا عجیب منظر تھا۔

ان اطراف کے لوگ بجائے نہایت مسکین غریب اور امراء سور کی نفس پرستیوں وخود غرضیوں کی آتش باریوں سے پاش پاش ہو رہے تھے مظلومیتہ کی درد بھری صداؤں سے امراء سور کی چیرہ دستیوں اور جفا کاریوں پر ماتم کر رہے تھے۔

بہرحال ! ہزاروں نفوس یہاں مجتمع تھے تمام نے قرآن کریم پر ہاتھ رکھ رکھکر آہ و بکا عجز و انکساری کے ساتھ قسمیں کھائیں بیعت ہوئے اور وعدہ کیا کہ ہم جمعیتہ کے ساتھ ہیں اور قانون اساسی کے حاصل کرنے اور مجلس مبعوثین (مجلس پارلیمنٹ) کے قائم کرانے میں ہم ہر طرح آپ کے ساتھ ہیں اور ہر طرح کی قربانی دینے کیلئے طیار ہیں اس امر کا بھی وعدہ کیا کہ تمام اہل وطن سے بلا اختلاف جنس و مذہب ہم رشتہ اتحاد قائم رکھیں گے اور تفرق و تحزب نفاق و شقاق کی گندگیوں سے اپنے دامن ملوث نہ ہونے دینگے۔

اس علاقہ کے لوگ چونکہ بالکل سادہ لوح شرائع مذہبی کے نہایت پابند اور اتباع شرع کے گرویدہ تھے اسلئے اہل دسوس اراکین حکومت استبدادیہ کے لئے بہت آسان تھا کہ حمایت مذہبی کی آڑ میں انہیں ورغلاتے (۱) اور قانون اساسی اور پارلیمنٹ کو بدترین جامہ پہنا کر مذہب و شریعت کے خلاف ثابت کرکے احرار قوم اراکین جمعیتہ پر فتوئ کفر و زندقیتہ لگا کر بیچارے بے علم سادہ دل مسلمانونکو طریق مستقیم سے بھٹکا دیتے اس لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ انہیں اچھی طرح سمجھادوں اور قانون اساسی دستوریتہ وجمہوریتہ کو اچھی طرح واضح کردوں اور ہر پہلو پر روشنی ڈالکر بالکل اس مسئلہ کو صاف کردوں چنانچہ کثیر وقت اپنا میں نے اسی میں صرف کیا۔ کئی تقریریں کیں اور غروب آفتاب تک اس مسئلہ کی توضیح و تشریح میں لگا رہا۔ مقاصد جمعیتہ قانون اساسی دستوریتہ اور مسئلہ پارلیمنٹ کو اچھی طرح انکے

(۱) جسطرح آج ہندوستان کے سادہ لوح مسلمانوں کو ترک موالات کے خلاف بعض جی حضور ورغلاتے رہتے ہیں (از مترجم)

ذہن نشین کر دیا اور جسقدر بھی شکوک و شبہات کے پہلو نکل سکتے تھے انکا کر اسکے جوابات دیئے اور ہر طرح مطمئن کر دیا۔ اس کارروائی کے ختم کرنے کے بعد یہاں قیام کرنا بالکل غیر ضروری تھا فوراً کوچ کیا اور تقریباً آدھ گھنٹے کے اندر استاروده پہونچے تمام باشندگان استارودہ استقبال کے لئے سامنے کھڑے ہوئے تھے قریہ کے ممتاز سربرآوردہ صحاب سب سے آگے آگے تھے نہایت شاندار پرزور استقبال ہوا سگریٹ پانی قہوہ وغیرہ لا لاکر پیش کرنے لگے، تھوڑی دیر یہاں دم لیا اسکے بعد جامع شریف کی طرف بڑھے نہایت زور و شور سے نعرہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے جامع شریف کے اندر داخل ہوئے میں کھڑا ہوا اور حکومت کے موجودہ استبداد۔ اور یورپ کی دسیسہ کاریوں اغیار و اجانب کے نجس ارادوں سے اور تمام مہالک و خطرات سے سب کو آگاہ کیا اور جمعیت اتحاد و ترقی عثمانیہ کے مقاصد مقدسہ پر کافی روشنی ڈالی۔ تمام نے خوشی خوشی جمعیت کی طرف ہاتھ بڑھایا بیعت کی اور حلف اٹھا اٹھاکر حلقۂ جمعیت میں داخل ہوگئے اسکے بعد تمام سے درخواست کی کہ ایک مجلس ادارہ یہاں قائم کریں چنانچہ اراکین کا انتخاب ہوا اور مجلس ادارہ قائم ہوگئی۔

چونکہ ذاتی عداوتیں اور دشمنیاں ان سے قسمیں لے لیکر دور کردی گئیں تھی اسلئے انتخاب میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ فوراً انتخاب ہوگیا اور مجلس ادارہ قائم ہوگئی۔ قیام مجلس کے بعد جیش ملیہ کے نوجوانوں کو یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر لے گئے۔ کیونکہ ارکان جیش تھکے ہارے تھے۔ ۳۔ تاریخ کی شب نہایت سکون و طمانیہ سے یہاں بسر کی اس طرح بے غمی اور اطمینان سے سوئے گویا اپنے اپنے مکانوں میں سوئے پڑے ہیں۔ کھانا بھی خوب سیر ہو ہو کر کھایا۔ جی بھر بھر کر قہوہ نوشی ہوئی سگرٹیں کے بھی دھوئیں اڑا دیئے نہایت عمدہ اور فرش و فروش پر آرام کیا۔

جب عسکر ملیہ کے تمام سپاہ سو گئے۔ ہم چند قائدین فوج اور امراء استارودہ نصف شب تک مختلف مسائل سیاسیہ پر بحث و تنقید اور کلام و گفتگو کرتے رہے ہر طرف سے

فرح و مسرت کی بشارتیں ... ہی ہیں۔ مایوسی کا ذکر تک نہ آتا تھا اگر قلب و روح کو کچھ تکلیف و قلق تھا تو اس امر کا کہ قری و دیہات میں مدارس و تعلیم کا کچھ انتظام نہیں جسطرح اور جامعات ویران و برباد پڑے تھے یہاں بھی ویران تھے۔ میں نے یہاں کے باشندوں کو غیرت دلائی کہ یہ کیا بدبختی ہے؟ اور سمجھایا کہ یہ بدبختی ہی حکومت جائرہ کے استبدادیہ کا نتیجہ ہے۔ جامع کے لئے چندہ کیا عسکریلہ کی جانب سے دو لیرات (پونڈ) میں نے بھی دیئے۔

میں جسوقت قری و دیہات کے ان حالات پر غور کرتا تھا تو میرا قلب درد و غم سے بھر آتا تھا اور دل پاش پاش ہو جاتا تھا میں نے تمام قری و دیہات کی مجالس ادارہ کو مدارس اور تعلیم گاہوں کی اصلاح کی ہدایت کی اور بہت زور دیکر اس طرف توجہ دلائی اسکی بھی ہدایت کی کہ جامعات و مدارس کے لئے زمین و اوقاف وغیرہ مقرر کریں اور نہایت احتیاط سے ان اوقاف کی حفاظت و نگرانی کریں۔

بہرحال! میں انھیں اصلاحات و ہدایات میں مصروف تھا کہ تحصیل پوغزچ کی جانب سے خسرو بک نہایت عجلت میں مضطربانہ حالت سے گھبراے ہوئے پہونچے کہنے لگے ایک نہایت اہم بات آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا! بہتر فرمایئے۔

مضطربانہ لہجے میں۔ میں جناب کو پھر اوسی مقام پر لیجانا چاہتا ہوں جہاں ہم ہیں آپ میں اتحاد ہوا تھا۔ بلا تردد آپ تشریف لے چلئے آپکو یقیناً چلنا ہوگا۔

میں نے خسرو بک کی درخواست کو ستر و کرامت اور مصلحت کے خلاف سمجھا اور خصوصاً اسلئے کہ ایک پیر مرد والد بزرگوار ... دوست اور رہبر جسکے ہاتھ پر جمعیت کی بیعت کی تھی اور جمعیت و ہمدردی کا حلف اٹھایا تھا میں اسپر بھی غور کر رہا تھا کہ حکومت کی دسیسہ کاریاں عجیب و غریب کرشمے دکھاتی ہیں۔ درہم و دنانیر کے سبزہ زار باغ عجب گل کھلاتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی حیل سازی ہو یہ سوچتا تھا اور اضطراب و بے اطمینانی سے قلب لبریز ہو جاتا تھا۔

لیکن مجبوراً قلب سے ان خطرات کو علیحدہ کیا اور خسرو بک سے کہا بہت اچھا چلتا ہوں مگر رفقار سفر سے اس بارے میں مشورہ کر لوں۔ میں نے اپنے رفقا سے رائے لی۔ تمام نے یہ رائے دی کہ نہ جاؤ اب خسرو بک کے ہمراہ جانے کی ایک ہی صورت تھی وہ یہ کہ رفقار سفر کے مشورے کو ٹھکرا دوں اور اپنی بندوق اور ریلوالور پر اعتماد کروں۔ گو میرا ضمیر ایک حد تک مجھے اطمینان دلا رہا تھا ہاتف غیبی بھی اس امر کی وصیت کر رہا تھا کہ اعتماد وثوق ضروری ہے۔ مگر وقت نازک تھا۔ اسلئے اطمینان کلی ناممکن تھا۔ آخر عقل نے یہی فیصلہ کیا کہ خسرو بک کی فطرت و شرم اور شرافت وشہامت کے یہ بالکل خلاف ہے کہ وہ کسی قسم کی نالائق سازش میں قدم رکھے اور میرے ساتھ کوئی خلاف انسانیت حرکت کرے۔ آخر چار ونا چار قلب کو اطمینان دلایا داہنے ہاتھ میں ریلوالور اٹھائی اور خسرو بک کے ہمراہ ہو لیا راستہ کے اندر خسرو بک نے میرا وہی ہاتھ جسمیں ریلوالور تھی اس زور سے پکڑا گویا پنجۂ شیر میں ہاتھ آ گیا ہے اور کھینچنے لگے چلئے چلئے جلد چلئے۔ بازو کے پکڑنے نے مجھے اور بھی پریشانی لاحق ہوئی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے؟ خسرو بک کے ہمراہ جانا خطرات سے خالی نہیں اور سچ یہ ہے کہ خسرو بک نے اس زور سے میرا ہاتھ پکڑا تھا کہ ضرورت کے وقت بندوق کا چلانا بھی میرے لئے مشکل تھا ادھر بازو بیکار ادھر خسرو بک بار بار جھٹکے دے رہے تھے کہ چلئے چلئے غرض اس خاص حالت سے میں نہایت ہی گھبرایا کہ ضرور کوئی نہ کوئی چال ہے۔ لیکن پھر بھی خوف و دجل یاس وامید کو پیش نظر رکھکر آگے بڑھا۔ راستہ طے کرتے ہوئے اور کھیتوں کو روندتے ہوئے ایک سرسبز کھیت کے اندر جا پہونچے یہ کھیت قریہ سے تقریباً پندرہ منٹ کے فاصلہ پر ہوگا یہاں پہونچتے ہی دیکھتا ہوں رہدی بک ڈپٹی کمشنر استاروده اور حیدر بک خسرو بک کا صاحبزادہ جسکو میں اپنے بھائی سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا تھا میرے انتظار میں کھڑے تھے ان دونوں کو دیکھکر میری جان میں جان آئی اور خطرات قلبی کچھ دور ہوئے۔

زہدی بک ایک تعلیم یافتہ عفیف صاحب عزم و ثبات محب وطن آدمی تھا۔
چونکہ ابتدا میں باشندگان استاروہ اپنے امرار و رؤسار کے سامنے جمعیتہ اور احرار وطن کی شکایتیں لیجایا کرتے تھے اسلئے زہدی بک بھی ایک مرتبہ رمزی بک قائد طابور کے سامنے کچھ شکایتیں کر چکے تھے۔ لیکن اسوقت سے جبکہ میں نے یشنجہ سے انکے نام ایک خط لکھا تھا اور اسکے اندر مفتش عام کے نام ایک مراسلت بھیجی تھی اور انہوں نے اسے پڑھا تھا انکے خیالات کچھ درست ہو گئے تھے۔
علاوہ ازیں چونکہ بہت سے امرار رؤسار اہل قری اپنے خیالات بدل چکے تھے۔ اور جوش و ولولوں کا ملک میں سیلاب امنڈ آیا تھا تو اسکا بھی ان پر اثر پڑا تھا۔ اسلئے انکے اندر معذرت کا حد درجہ شوق پیدا ہو گیا تھا۔
اور اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ اعلانات جنہیں یہ شائع کیا گیا تھا کہ ایک شخص ہے جو آج عثمان آفندی یشنجوی سے اتحاد رکھتا ہے اور جمعیتہ کے خلاف کارروائیاں کر رہا ہے۔ عنقریب استاروہ میں حکومت کے دروازے کے سامنے ہی قتل کر دیا جائے گا۔ اس اعلان سے بھی کمشنر موصوف نہایت پریشان اور مبہوت تھے کہ ایسا نہ ہو کہ انہیں پر یہ طیاریاں ہوں اس بنار پر یہ یہاں معذرت خواہی کے لئے آئے تھے۔
بہرحال! یہاں انسے ملاقات ہوئی۔ کہنے لگے! نیازی آفندی! آپ یقیناً اسوقت حق و صداقت کی جنگ لڑ رہے ہیں اور بڑے بڑے مقاصد عالیہ کی اشاعت کر رہے ہیں ملک و قوم کی حقیقی خدمت یہی ہے۔ بطل حریت نیازی آفندی! ہم پر آپ کی تقدیس و تبجیل عز و احترام فرض ہے آج آپ اُس جمعیتہ مقدسہ کی خدمات و فرائض انجام دے رہے ہیں جسکی عظمت و شرافت کا تمام عالم پر سکہ جما ہوا ہے آپکے عدل و انصاف نے اسوقت تمام علاقہ استاروہ کو جسکے اندر تقریباً سو گاؤں ہونگے اور پھر ان سو میں سے ۹۵ آبادیاں تو خالص اسلامی ہیں انکی مردم شماری تیس ہزار سے کسیطرح کم نہیں ہی اپنا مسخر بنا لیا ہو۔

جناب نیازی! یہی اُمور ہیں جنکی بنا پر میں حاضر ہوا ہوں کہ آپکا شکریہ ادا کروں اور ہدیۂ تعظیم و تکریم پیش کروں، خدائے ذوالجلال ذوالجبروت کو اپنا شاہد و گواہ بنا کر عرض کرتا ہوں کہ اپنی طاقت و قوت کے بموجب جونسی خدمت بھی میرے سپرد ہوگی انجام دینے کے لئے طیار رہوں قسم خدائے قدوس کی میں وطن کو اپنی مادر مشفقہ سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔

میں نے کہا! میں اپنی سعادۃ و خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ آپ جیسے نوجوان غیور ممتاز عہدیدار ڈپٹی کمشنر سے شرف ملاقات کا موقع ملا انشاء اللہ العزیز آپ عنقریب دیکھیں گے کہ تمام مادر وطن آپ جیسے اصحاب شرف و شرافت سے پر ہو جائے گا اور مادر وطن غلامی کی زنجیروں سے آزاد ہو جائے گا۔

اس مختصر گفتگو کے بعد ڈپٹی کمشنر موصوف نے فوراً اجازت چاہی حالات زیادہ ٹھہرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے ہم نے انہیں رخصت کیا اور میں اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹا۔

میرے رفقاء سفر نہایت بے چینی سے میرا انتظار کر رہے تھے میرے پہونچتے ہی نہایت برہمی سے بغیر کسی رعایت و مروت کے میری اس بے احتیاطی پر اظہار رنج و ناراضگی کرنے لگے اور سچ یہ ہے کہ اس بارے میں یہ لوگ مصیب اور برسر حق تھے لیکن کرتا کیا؟ سیاست حاضرہ کا اقتضاء یہی تھا۔ خسرو بک جیسے آدمی کے مقابلہ میں دلائل و براہین جرأت و شجاعت اور اظہار طاقت کا بہترین وقت تو یہی تھا۔ میں نے رفقاء سفر کو ہر طرح سمجھایا اور انکے غصہ کو ٹھنڈا کیا اور جا کر فوراً فرش پر لیٹ گیا۔ اور آیندہ صبح کے عملی پروگرام پر غور کرنے لگا۔

۴، تموز جولائی ۱۳۲۴ھ کی صبح کو بیدار ہوئے دیکھتے ہیں اطراف و جوانب کے قریوں و دیہات سے لوگ جوق در جوق ملاقات کی غرض سے آرہے ہیں اور جامعہ کے اندر ایک عظیم الشان اژدہام ہو رہا ہے میں کھڑا ہوا اور مقاصد جمعیۃ سے انہیں آگاہ کیا۔ دستوریۃ و جمہوریۃ کو ہر پہلو سے ذہن نشین کر دیا اور بیعت لینا اور حلف

اٹھوانا شروع کر دیا۔ مفرورین حکومت ڈاکو وغیرہ بھی آلات و اسلحہ لیکر پہونچے تھے تمام اسلحہ ان سے لے لئے گئے اور انکے اندر جن جن لوگوں میں ذاتی عداوتیں اور رنجشیں تھیں انمیں صلح کرائی گئی آج کا دن صبح سے شام تک انہیں مشاغل و مصروفیتوں میں تمام ہوا۔ اسقدر مصروفیت رہی کہ حد درجہ تھک گیا۔ لیکن چونکہ اس مصروفیت میں تیس ہزار نفوس کی اصلاح تھی تیس ہزار نفوس کو امن وسکون کی برکات میسر آرہی تھیں اسلئے باوجود حد درجہ کوفت اور تھکن کے روح وقلب پر ایک خاص فرحت وتازگی اور سرور معنوی موجود تہا

بہر حال اب جبکہ رسنہ پرسپہ اوخری اور اسی طرح مالیسہ تحصیل استار و وہ جو البانیوں کا ایک عظیم الشان مرکز ہے سلسلہ اتحاد واتفاق میں منسلک ہوگئے۔ اور جمعیۃ اپنے منازل ارتقاد میں بہت سے دشوار گذار مراحل طے کرچکی تو ایسی حالت میں صرف جرجیس کے انتظار کے لئے قیام کرنا اور علاقہ استار و وہ کے اندر اس سے زیادہ دورہ کرنا بالکل غیر ضروری تھا کیونکہ استار و وہ جو اس علاقہ کے تیس ہزار آدمیوں کا مرکز اور صدر مقام تھا اور جسکی طرف میری نظر بار بار اٹھتی رہتی تھی اسوقت ہمارے ساتھ ہے اور جمعیۃ کا مامن ومعتمد علیہ بن چکا لہذا چنداں قیام کی ضرورت نہیں۔

اس علاقہ کے باشندے نہایت ذکی رحم دل متدین ہیں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ اپنی پڑوس اقوام سے بہت پیچھے ہیں اور استبداد مخربہ کا اولین نشانہ ہیں تمام علاقوں سے زیادہ استبداد کی چکی ان ایماندار ہستیوں کو ہی زیادہ پیستی ہے اس علاقہ کے اندر کئی سو قریئے اور آبادیاں ہونگی مگر ایک مدرسہ یا تعلیم گاہ موجود نہیں۔ بعض مکانات مدارس کے نام سے موجود ہیں مگر ان کی ویرانی وبربادی کا یہ حال ہے کہ ایک انسان اسکے اندر جاکر کھڑا بھی نہیں رہ سکتا تمام جوامع و مدارس اوسی طرح پامال ہیں جسطرح انکے اوقاف و املاک پامال ہیں اور درندگی وبہیمیت ظلم وجور کی تاریکیاں ہر طرف چھائی ہوئی ہیں۔

بہرحال ! ۴۔تموز جولائی ۱۳۲۴ھ کو شام کا کھانا کھایا اور سفر کی طیاری کی۔چونکہ اس علاقہ کے تمام مراحل باحسن طریق انجام پاچکے تھے اسلئے جرجیس کا انتظار غیر ضروری تھا۔اس سے پیشتر جمعیۃ کا یہ حکم ہی موصول ہوچکا تھا کہ دو شخصیتیں (انوریے اور انکے ساتھی) مرکز قشرانی کی وساطت سے ہماری عصابہ ملیہ سے ملیں گے اسلئے ضروری تھا کہ ہم جلد سے جلد اس طرف قدم بڑھاتے۔

استطراد۔چونکہ ان دونوں مناستر میں مختلف خبریں اور خصوصاً حکومت کی خبریں ہم پہونچانے کے بہت ذرائع حاصل ہوگئے تھے اور خاص خاص اہم ترین خبریں بھی پہونچ جایا کرتی تھیں اسلئے والی مناستر نے جو ۵۔تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو صدارت کے نام ایک تلغراف دیا تھا۔ اس کے مضمون سے ہمیں اطلاع ہوئی۔والی مناستر نے تلغراف مذکور میں عامۃ الناس اور رعایا کے متعلق اپنی رائے کا کافی اظہار کیا تھا مضمون تلغراف درج ذیل ہے۔

۵۔تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

تلغراف

بگرامی خدمت حضرت ملجاء صدارت !

ج۔۳۔تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو نیازی اور نیازی کے اعوان وانصار کی گرفتاری کے متعلق جناب کا فرمان نافذ ہوا ہے۔گذارش یہ ہے کہ جمعیۃ اتحاد وترقی اور اسکے اعوان و انصار جنکا اسقدر شور وغل ہے اور جو اپنے اعمال و افعال میں نہایت تندی اور تیزی سے گامزن ہیں اور اپنی زبردست طاقتوں کا اظہار کررہے ہیں اور حکومت کو ہر چہار جانب سے پریشان کررہا ہے یہ نہ خیال فرمائیں کہ اسکا وجود نیازی کے وجود سے وابستہ ہے جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ عبارۃ نیازی کے وجود سے نہیں ہے بلکہ تمام افسران فوج اور ساری رعایا جمعیۃ کے ساتھ ہے اور بلا اختلاف جنس و مذہب تمام رعایا مقاصد جمعیۃ کے حصول کا مطالبہ کررہی ہے

ابتداء دن سے لیکر آج تک تمام کاغذات و بیانات اعلانات و پوسٹر جو جمعیۃ نے شائع کئے ہیں خدمت عالی میں روانہ کر چکا ہوں ملاحظہ سے گذرے ہونگے؟ انکے مطالعہ سے مقاصد جمعیۃ کا علم جناب کو بخوبی ہو چکا ہوگا۔ انہیں اصول اور امور کی یہ لوگ اشاعت کرتے پھرتے ہیں۔ سب مجھے معلوم ہوا ہے اور یہ واقعی خبر ہو کہ کل ان لوگوں نے قوماندان منطقہ عثمان پاشا کو اپنی طاقت کے بل بوتے پر گرفتار کر لیا ہے۔ حکومت کی ساری طاقتیں موجود تھیں لیکن ایک شخص نہ نکلا جو جرأت کرتا اور حکومت کے وعدے پورے کرتا اور نمک حلالی کا حق ادا کرتا پھر فرمائیے انکا تعاقب کون کرسکتا ہے؟ اور انہیں کون منتشر کرے اور کیونکر؟

آپکو معلوم ہے کہ مجلس تحقیقات جو زیر سرپرستی شکری پاشا مقرر کی گئی تھی اسے بھی اپنے کام سے دست بردار ہونا پڑا؟ خفیہ طور پر شکری پاشا کو زبردست دھمکی دیگئی جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خدمت سے دست بردار ہوگئے۔ مجلس ناصحہ جو جمعیۃ کے خلاف لوگوں کی فہمائش کے لئے مقرر کی تھی اوسکا جو حشر ہوا معلوم ہی جمعیۃ کی جانب سے اسکے پاس تہدید نامہ پہونچا کہ جلد سے جلد واپس ہوجاؤ وگرنہ پھر شمشیر اجل کے نذر کردیئے جاؤگے عصابہ جمعیۃ چونکہ اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسطرف دورہ کر رہا تھا اسلئے اس تہدید نامہ کو دیکھکر مجبوراً مجلس ناصحہ کو واپس ہونا پڑا۔ جناب عالی! یہ تو وہ وقت ہے کہ نمک خواران حکومت ملازمان شاہی کی زندگیاں نہایت خطرے میں ہیں یہ خاکسار بھی زندگی سے ہاتھ دہو چکا ہے جو شخص بھی تحقیقات یا فہمائش کی نیت سے آگے بڑھتا ہے۔ فوراً قتل کی دہمکی اوسکے پاس پہونچتی ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ جمعیۃ اپنی تہدید وارادوں میں پوری کامیاب ہوتی ہے۔

آپکو معلوم ہے کہ عثمان پاشا کو جس افسر نے زخمی کیا ہے وہ اس مجلس عسکریہ سلطانیہ ہی کا ایک فرد تھا ارادہ شاہی کی وہ ترجمانی کر رہے تھے کہ اس افسر نے حملہ کر دیا اور عثمان پاشا کو زخمی کر دیا۔ بھرے مجمع کے اندر اس نے

عثمان پاشا پر تین فیر کئے مگر نہ تو کسی نے اسکا ہاتھ پکڑا نہ کچھ تعرض کیا گرفتار کرنا تو بڑی بات ہے اور گرفتاری کجا اسکا نام تک کوئی شخص نہیں تبلاتا۔

باوجود ان حالات کے کمیشن بعض نامورین حکومت ملازمین شاہی پر سختی کر رہا ہے اور اس لئے ملازمین پولیس اور محکمہ عدالت کے تمام اشخاص ترک ملازمت کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اپنی زندگی کی حفاظت ضروری ہے۔

چونکہ یہ پُرانا نمک خوار قدیم خدمت گذار ہے اور چالیس سال سے ظل ہمایونی کا وظائف خوار ہے اور پھر اس سے قبل خاکسار کے آباؤ اجداد بھی تقریباً چار سو برس تک دولت ہمایونی کے خدمت گذار ہیں۔ اسلئے اس نازک ترین وقت میں ملازمت سے مستعفی ہو جانا سخت ترین کفران نعمتہ سمجھتا ہے۔

گو اسوقت یہ عاجز معہ اپنے تمام متعلقین اور ملازمین کے سخت ترین مہالک وخطرات کا نشانہ ہیں مگر پوری کوشش رہیگی کہ اپنے وظیفہ خدمت گذاری سے دست بردار نہ ہوگا اور حتی الامکان رعایا ملازمین فوج افسران عسکریہ کو جمعیت اتحاد وترقی سے کنارہ کش رکھنے کی سعی کرتا رہیگا باوجود اسکے میرا یہ فرض ہے اور جمعیت وصداقت کا اقتضا ہے کہ اصل حالات سے جناب کو مطلع کر دوں۔

جناب عالی! آجکل تمام فوجی حلقوں اور محکمہ جات عسکریہ میں جمعیۃ اتحاد وترقی کے خیالات سرایت کر چکے ہیں اسلئے یہ کسی طرح امید نہیں کیجاتی کہ فوجی سپاہ جمعیۃ کے مقابلہ میں اسلحہ استعمال کرینگے۔ آپ کو معلوم ہے کہ چھ رجمنٹیں جورسنہ کی طرف بھیجی گئی تھیں جمعیۃ کے مقابلہ میں انھوں نے اپنے ہتیار ڈالدیئے اور قائد فوج نے بھی اپنی بے کسی وعجز کا اعتراف کر لیا۔ شمسی پاشا کا حال بھی معلوم ہوگا؟ انہوں نے اپنی جان کی حفاظت کے لئے کسقدر کوشش کی؟ البانی سپاہ عسکر سلطانی جاندارما (پولیس سوار) وغیرہ سے جو اسوقت وہاں موجود

ہتھے کسقدر مطالبہ کیا ؟ مگر کوئی قریب تک نہ پہنچا اگر بندوقوں کے فیر کئے۔
تو آسان کیطرف جسکا نتیجہ یہ نکلا کہ قاتل اپنا کام کرکے نہایت اطمینان سے صاف
بچکر نکل گیا۔ قاتل کی گرفتاری کا کسقدر سخت مطالبہ تھا مگر کسی نے دم تک نہ مارا۔
مجھے خفیہ ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اناطولیہ سے جو عسکری کمک باغیوں
کو منتشر کرنے کے لئے بھیجی جارہی ہے اوسکا بھی رنگ بدلا ہوا ہے ان کے مقابلہ
میں ہرگز ہرگز یہ اسلحہ استعمال نہ کریگی۔
جناب عالی جو حالات میں نے بیان کئے ہیں یہی نہیں کہ صرف اس علاقہ
میں رونما ہیں بلکہ تمام ولایتہ سالونیکا اور ولایتہ قوصوہ کا بھی یہی حال ہے
پس جبکہ ملک کا یہ حال ہو اور دن بدن باغیانہ خیالات ترقی کررہے
ہیں اور تمام اطراف وجوانب میں اسکی سمیت سرایت کرچکی ہے تو عاجزانہ گذارش
ہے کہ دولت ہمایونی کا یہ فرض ہے کہ تمام ارادوں کو دل سے نکالدے اور
جمعیتہ اتحاد وترقی عثمانیہ کیطرف اتحاد کا ہاتھ بڑھائے اور جن خطرات عظیمہ
ونتائج خبیثہ کے ظہور کا آئندہ خیال کیا جاتا ہے اونکا خاتمہ کردے اور جلد سے
جلد وہ تدابیر اختیار کرے - جو مناسب حال اور اقتضاء زمانہ کے مطابق
اور زود اثر ہوں وعظ ونصیحت پند وموعظت تلقین وارشاد سے اور استبداد
وسخت گیری سے کچھ حاصل نہ ہوگا اس کا زمانہ اب نکل گیا۔ عاجز کی گذارش
تو یہ ہے آئندہ جناب کا فرمان۔

والی (گورنر) مناستر
حفظی

بہرحال تحصیل استارووہ ہوقت نہ کسی قاعدے کی پابند ہے نہ کسی قانون
کی اغراض ذاتیہ ومفاد خبیثہ کے لئے جو جی چاہتا ہے کرتی ہے بچارے غریب باشندے
نہایت غیور اہل حمیت ہیں اپنی معاش کی فکر میں مارے مارے پھرتے ہیں ایک لمحہ
کے لئے چین نہیں بہر اسپر خطرات ومہالک کے اجنہ ہر وقت انکے سروں پر سوار رہتے ہیں

محصول وصول کرنے کی غرض سے تحصیلدار پھرتے رہتے ہیں بچاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے ہیں کوڑوں سے پٹواتے ہیں اور اسقدر پٹواتے ہیں کہ جسم سے کھال تک اتر جاتی ہے۔ منہ سے لقمہ تک چھین لیتے ہیں۔

باوجود اس برتاؤ کے ان بچارے شریف باشندوں کا یہ حال ہے کہ مذہبی جذبات کی بنا پر خلافت و سلطنت کی وہی عظمت کرتے ہیں جو انکے آباؤ اجداد کرتے چلے آرہے ہیں حکام کے مقابلہ میں اف تک نہیں کرتے حقیقت امر یہ ہے کہ باشندگان استارووہ کا صبر و استقامت و حق و صداقت عدل و انصاف قابل تحسین و صد آفرین ہے باوجود اسقدر جور و انساد جبر و تشدد کے ان کے جادہ صبر و استقامت پر ادنیٰ سے ادنیٰ دھبہ تک نہیں آنے دیا۔

بہرحال! اسوقت میں نے باشندگان استارووہ سے موجودہ قائم مقام (ڈپٹی کمشنر) کے متعلق خیالات معلوم کئے کہ کیسے ہیں؟ اور ان کا طرز عمل کیسا ہے؟ ہر ایک نے انکی تعریف کی اور کہنے لگے نہایت مستقیم المزاج صاحب حمیت اور غیور صاحب عزم و ارادہ ہیں تیس سال ہوتے ہیں ہم نے سرزمین استارووہ پر ایسا عادل و منصف صاحب عدل انصاف حکمراں نہیں دیکھا۔

بہرحال استارووہ میں ایک ایسے شخص کا حکمراں ہونا جو اوصاف مذکورہ سے موصوف ہو میرے لئے باعث صد مسرت اور امید افزا تھا مسائل استارووہ میں بہت سی سہولتیں پیدا کر دیں اس سے قبل میں نے حکومت استارووہ پر حملہ آور ہونے کا قطعی ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن جب حاکم کو اپنے موافق پایا ارادہ ملتوی کر دیا۔

اب میں نے تیس فدا کاروں کو تحصیل پوغاز وچ کیطرف روانہ کیا تاکہ وہ اس خبیث النفس کو جو عثمان لشنجوی سے ساد باز رکھتا ہے۔ فوراً گرفتار کریں اور بھرے مجمع کے اندر اسکو ذلیل و رسوا کریں فدا کاروں کو ہدایت کر دی کہ عثمان آفندی سے کچھ تعرض نہ کرنا۔ چنانچہ فدا کاروں نے اس فرض کو جلد سے جلد انجام دیا۔ مذکور شخص نے اپنی جہالت و سفلگی اور خطاو قصور کا اعتراف کیا

اور معافی کا خواستگار ہوا اور گذشتہ تمام خطاؤں سے معذرت چاہی اب استار دوہ کے تمام مراحل طے ہو گئے۔

۴۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو شام کا وقت تھا کہ ہم نے باشندگان استار دوہ کو الوداع والفراق کہا اور رسنہ کیطرف کوچ کیا۔ تقریباً ۳ گھنٹے سفر طے کرنے کے بعد پہاڑی بلندی طے کرنے کا وقت آیا چند گھنٹے اس بلندی کو طے کرتے رہے صبح تک راہ نوردی کی تب کہیں جا کر نشیبی راہ میسر آئی۔ یہ راستہ اسی طرح رسنہ کے میدانوں تک چلا جاتا تھا۔ اللہ اللہ عجیب مصائب و آلام کا سفر تھا پہاڑی صحرا نوردی شب تیرو تار کا مقابلہ نشیب و فراز کی ٹکریں کبھی راہ سے بھٹک جانا کبھی ٹھوکروں سے الجھ جانا گاہے پہاڑی گھاٹیوں میں پھنس جانا گاہے صحرائی درختوں سے ٹکرا جانا کبھی پتھروں کی چٹانوں سے پھسلنا کبھی وادیوں میں گم ہو جانا۔ کبھی رفقاء سفر کا ایک دوسرے سے بچھڑ جانا اور گھنٹوں یکجائی سے محروم ہو جانا۔ کبھی صحرا نوردی سے عاجز ہو کر بیٹھ جانا۔ پیاس کی بے تابی مگر پانی کے لئے تڑپنا غرض اس سخت ترین سفر نے ہمیں چور چور کر دیا۔ صبح ہوتے ہوتے تمام فدا کاروں پر غشی و بے ہوشی طاری ہونے لگی اس تکلیف وہ سفر کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے اس سفر کے مزے چکھے ہیں پہاڑی سفر کی مشکلات کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس نے اس شب تیرو تار میں مصائب و آلام کے پہاڑ اپنے سر پر اٹھائے ہیں۔

بہرحال اس سفر نے ہمارے دوسو آدمیوں کی جمعیۃ کو بالکل پراگندہ اور منتشر کر دیا پانچ پانچ دس دس آدمیوں کی علیحدہ علیحدہ ٹولیاں بن گئیں۔ بعض دو دو تین تین ہو کر بچھڑ گئے۔ رات کی تاریکی میں کوئی کسی راستہ پر چل نکلا کوئی کسی راستے پر ایک دوسرے کے حال سے بالکل بے خبر چونکہ منزل مقصود کا تمام کو علم تھا اس لئے اس پراگندگی کی بالکل پرواہ نہ تھی ہر شخص منزل مقصود تک پہونچنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میرا حال اسوقت سفر کی تکان سے یہ تھا کہ جسم پاش پاش بدن چور چور تھا طاقت بالکل نہ تھی رفقا تمام پراگندہ تھے آخر فیصلہ یہ کیا کہ جو لوگ اسقو مجھ سے

راستے سے اچھی طرح واقف تھے وہ تو مختلف راستوں سے پہونچ گئے ہونگے اور پہونچینگے اب مجھے بھی پہونچنا چاہیئے۔ چنانچہ پندرہ بلین فدا کار جو میرے ہمراہ رہ گئے تھے انہیں لیکر لسقوفجہ پہونچا جسوقت میں لسقوفجہ پہونچا صبح نمودار ہو چکی تھی۔

مجھ سے پیشتر بعض فدا کاران جمعیت یہاں سے گذرتے تھے انھیں دیکھکر تمام اہل قری مرد عورتیں گھبرا کر مکانات چھوڑ چھوڑ نکل بھاگی تھیں تمام کو میں نے بلایا تسلی دی اور پوچھا کہ ہمارے بہت سے فدا کار ہم سے پہلے اسطرف نکلے ہیں تمہیں معلوم ہے وہ کسطرف گئے ہیں؟ تمام نے کہا بہت سی ٹولیاں یہاں سے نکلی ہیں اور بلقان آتش اودہ کی طرف جارہی ہیں اسکے علاوہ اگر اور لوگ ہیں تو ہمیں معلوم نہیں۔

بہرحال اس قریہ کے تمام باشندے عیسائی تھے ہم لوگوں کو پہچانا تو تمام ہماری طرف لپکے نہایت خاطر و مدارات کی اور اپنے فرائض و اعمال اور طریق عمل کے متعلق دریافت کیا۔ میں نے کہا! آپ لوگوں کا طریق عمل یہ ہونا چاہیئے کہ جمعیۃ رسنہ کے جو احکام تمہارے پاس وقتاً فوقتاً پہونچیں اون پر عمل کرنا اور سردست یہ کام ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اخوت و مروت کا برتاؤ کیجئے ہر ایک سے اتحاد پیدا کیجئے۔ اور اگر وہ تمہارے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی کریں تو تمام شکایتیں لکھکر رسنہ روانہ کیجئے انشاءاللہ فوراً اسکا تدارک ہو جائیگا میں اہالی قریہ سے گفتگو کر رہا تھا کہ ایک دیہاتی پہونچا اور کہنے لگا رسنہ کی افواج سے ایک رجمنٹ استینہ کی راہ سے کوریچہ کے ارادے سے نکلی ہے ایک فوجی گارد بھی ان اطراف میں گشت لگا رہا ہے۔

بہرحال! ۵۔ تاریخ ۱۳۲۴ھ کا آفتاب طلوع ہوا پہاڑی چٹانوں پر اپنی کرنیں ڈالتا ہوا شعاعیں پھیلاتا ہوا افق میں نمودار ہوا یہاں بلاضرورت قیام کرنیکی ہمیں ضرورت بھی اور ان رفقا سفر سے جو ہم سے آگے نکل چکے تھے۔ کسی نہ کسی طرح جا ملنا ضروری تھا۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور بالقان آتش اودہ کیطرف اقدام کیا تقریباً ایک گھنٹہ راستہ چلے ہونگے کہ راستہ کے اندر درختوں کے نیچے تقریباً پندرہ فدکار پاؤں پھیلائے سو رہے تھے ادنپر نظر پڑی ہم فوراً بڑھے اور انہیں ساتھ لیا

کچھ آگے بڑھے تھے کہ چند اور فدا کاروں سے ملاقات ہو گئی جو چند محفوظ مقامات میں نہایت
گہری نیند سو رہے تھے انہیں بھی ساتھ لیا اور وادی آتش اودہ کی طرف بڑھے یہاں
چند چرواہوں سے ملاقات ہوئی ان سے معلوم ہوا تقریباً ہمارے بیس فدا کار یہاں سے
ابھی ابھی گذر رہے ہیں اور لاجبہ کی طرف جا رہے ہیں۔

چونکہ آتش اودہ کے اندر تقریباً ساٹھ فدا کار مجتمع ہو گئے تھے اسلئے آگے بڑھے
اور لاجبہ پہونچے یہاں پہونچکر جاویش (سارجنٹ) بحری سے ملے اور میرے بچھڑ جانے
کا حال بیان کیا انہوں نے اہالیان لاجبہ کو پہاڑ کی طرف روانہ کیا تاکہ ان بچھڑوں
کی جستجو کریں چنانچہ یہ لوگ ایک ایک دو دو کرکے لسقوفجہ کی طرف آنے لگے اور ہم سے
ملے ان سے معلوم ہوا کہ جو رجمنٹ استینہ سے گذری ہے وہ ایک گل انداز رجمنٹ ہے
اور گارد بھی کوئی اجنبی ہے ان لوگوں سے گفتگو ہو رہی تھی کہ اہالیان آتش اودہ
پہونچے ہم آگے بڑھے اور عصر کے وقت لاجبہ پہونچے تمام فدا کاران جمعیت باہم ملے
اپنی اپنی مصائب و آلام کی داستانیں سنائیں جو بیس گھنٹے کے بعد وہجران اودہ
صحرا نوردی و تعب آشوبی کے قصے شب تیرہ و تار کے حالات و وحشت و خیز اور بچھڑے ہوئے
منتشر و پراگندہ راہروان شب دیجور کے واقعات سننے سنانے شروع کر دیئے۔ اہالیان
قریہ یہ حالات سن سن کر آہ سرد بھرتے تھے پھوٹ پھوٹ کر روتے اور احرار وطن
فدا کاران جمعیۃ کی ہمدردی میں آنسو بہاتے تھے اور جگر سوزی کا اظہار کرتے تھے
اور اب وہ اس امر کا اصرار کرنے لگے کہ ۲۰ حزیران (جون) سے لیکر اسوقت تک
کے تمام کارنامے اور مصائب و آلام کی پردرد داستانیں انہیں سنائی جائیں تاکہ کچھ
عبرت حاصل ہو۔ اور فوراً سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ واقعات حالات
دریافت کرتے تھے ہمدردی کا اظہار کرتے تھے اور بار بار فدا کاران جمعیت کو سینہ
سے لگاتے اور صدق و اخلاص کی داد دیتے تھے اپنے بچوں اور بھائیوں سے
زیادہ ہم سے پیار و محبت حمیت و ہمدردی کا اظہار کرتے تھے۔ اس حمیت و ہمدردی
تلطف واکرام اور دل جوئی نے ہمارا تمام تکان دور کر دی اور فرح و مسرت میں ایسے

مصروف ہوئے گویا اپنے اپنے مکانوں میں بیٹھے ہوئے اعزو اقارب سے ہم نوا و ہم کلام ہوکر خوشیاں منا رہے ہیں۔ چنانچہ ۵۔ تاریخ کی شب نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ یہاں بسر کی۔ اللہ اکبر کیا مہمان تھے اور کیسے مہمان نواز؟ مکانوں کے اندر اسقدر بے غمی سے سوئے کہ کسی کو یہ پتہ نہ چلا کہ شب فرقت کہاں کٹی؟ اور کیسے گذری؟ اسقدر طمانیت خاطر تھا کہ نہ حراست ومناوبت کی ضرورت ہوئی نہ پہرا دینے کی۔ تمام اہالیان قریہ جمعیت کے حلقہ بگوش تھے۔ رات بھر حراست و پہرے کے فرائض وہی انجام دیتے رہے۔

میں بھی مصائب سفر سے چور چور ہو چکا تھا۔ شام ہی سے نیند کے جھونکے آرہے تھے سر شام ہی سونے کی ٹھانی۔ تمام شب بے خبری کی نیند میں بسر ہو گئی یہ بھی پتہ نہ چلا کہ کہاں ہوں اور رات کدھر ہے؟ چھ تاریخ کی صبح ہوئی معمول سے زیادہ تاخیر سے بیدار ہوا۔ باشندگان قریہ ان محترم مہمانوں کے قدوم میمنت سے اسقدر خوشیاں منا رہے تھے کہ پھولے نہ سماتے تھے چوپان چوپائے چرواہے اور مویشی باغبان اہل زراعت وغیرہ صبح ہوتے ہی پہاڑوں جنگلوں اور بیابانوں میں پہونچے ادہر جامعہ اور قریہ کے تمام میدان اور گذرگاہیں لوگوں سے پٹی پڑی تھیں زیارت و ملاقات فرح ومسرت سے مست و بیخود تھے۔ میں نے تمام کو ایک مقام پر جمع کیا اور ایک زبردست خطبہ دیا۔ اونہیں سمجھایا کہ جس مقصد مقدس کے لئے ہم نے وطن عزیز عشیرتوں اور پیارے بال بچوں کو چھوڑا ہے اور جسکا تمہیں انتظار رہتا انشاء اللہ عنقریب پورا ہونے والا ہے وہ تمام واقعات اور مفید نتائج اور زبردست کامیابیاں جو بنیں جزیران ہوئیں (لاچہ چھوڑنے کے بعد) سے اسوقت تک حاصل ہوئی تھیں اونکے سامنے پیش کیں واقعات سن سن کر ہر شخص خوش ہو رہا تھا اور فرح ومسرت جوش واخلاص کا مجسمہ نظر آتا تھا۔ بیرونجات سے جو لوگ اشتیاق ملاقات کی غرض سے آئے تھے وہ بھی نہایت مسرور وشاداں وفرحاں اور جوش وولولوں میں مست و بے خود تھے میرا بھی یہ حال تھا کہ تقریر وبیان سے تمام کو محو وبے خود بنا رکھا تھا۔

بہرحال! انہیں زمزمہ سازیوں مسرت اندوزیوں اور مکالمہ ومحادثہ میں

یہ دن ختم ہوا شام کا وقت قریب تھا بیرونی قری کے باشندے رخصت ہو ہو کر فرح و مسرت کے گیت گاتے ہوئے اپنے اپنے مکانوں کی طرف روانہ ہو گئے ہم نے بھی رخت سفر باندھا کوچ کی طیاریاں کیں اور غوبش کی طرف اقدام کا تہیہ کرلیا غوبش کا تہیہ اسلئے کیا کہ اُن دو مقدس ہستیوں سے جا ملنا تھا جنکی اطلاع مجلس مرکزیہ مناستر نے پہلے ہی سے ہمیں دی تھی کہ وہ قترانی میں آکر ہم سے ملینگے مگر تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ دونوں میں سے کوئی صاحب بھی نہیں آئے اور نہ آنے کی اطلاع ہے اور نہ امید۔ میں غور کر رہا تھا کہ آخر کیا کرنا چاہیئے؟ اسی فکر میں تھا کہ مرکز اوخری سے جناب ایوب آفندی کا مندرجہ ذیل تذکرۂ اخلاص موصول ہوا۔

بجناب قائد عصابۂ ملیہ رسنہ نیازی آفندی!

اخی البطل! بعد عجز و نیاز عرض پرداز ہوں کہ عریضۂ ہذا کے موصول ہوتے ہی جناب کا یہاں تشریف لانا ضروری ہے۔ مناستر سے بعض اہم ترین غیر معمولی امور کی اطلاع موصول ہوتی ہے اور اس بارے میں آپ سے گفتگو کرنا اشد ضروری ہے۔ آپ اپنے عصابہ عسکریہ کو قصبہ کے قریب کسی مصون و محفوظ مقام میں ٹھہرائیے اور آپ تنہا جلد تشریف لائیے ضرور بالضرور یا اخی یا سیدی! ۔ ۲۸۔ تموز رجولائی ۱۳۲۴ھ

حاشیہ۔ ہم نے کل جناب کو استارووہ کے پتہ سے خط ارسال کیا تھا آج معلوم ہوا آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ بہر حال یہ کام نہایت اہم مافوق العادۃ اور بہت ضروری ہے۔ عریضۂ ہذا موصول ہوتے ہی تشریف لے آئیے۔ فقط۔

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

ایوب

اس اہم ترین عظیم الشان دعوتی مراسلت نے سفر کا رخ بدل دیا۔ طلیعہ جمعیۃ لاحجہ سے باہر طیار کھڑا تھا۔ عصر کا وقت ہو چکا تھا حکم دیا کہ ارادۂ غوبش ملتوی ہو گیا اوخری کیطرف چلنا ہوگا۔ حکم ملتے ہی سفر شروع کر دیا اور نہایت تیز رفتاری سے اوخری کا راستہ طے کرتے چلے

برابر نصف شب تک گرم جوشی کے ساتھ طریق سفر طے ہوتا گیا۔ مجھے نہایت قلق و اضطراب تھا کہ نہ معلوم طلبی کیوں ہے؟ اور کس لئے ہے؟ اور کونسا اہم تریں معاملہ درپیش ہے؟

بہر حال! نصف شب کے جد وجہد نے اوخری کے باغات و زراعات کے قریب جا پہونچایا۔ عسکر جمعیتہ کے سپاہ ایک ایک دو دو تین تین چار چار کرکے باغوں کی طرف بڑھے اور میں علی آغا رسنوی کو لیکر جناب مرتضیٰ آفندی کے مکان پر اوخری پہونچا آفندی مذکور کو پیشتر ہی سے ہمارے ورود کی اطلاع پہونچ چکی تھی اسلئے وہ بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے پہونچتے ہی ملاقات ہوئی۔ دریافت کیا کیوں مدعو کیا گیا ہے آپکو معلوم ہے؟

انہوں نے کہا! مناستر سے میرے نام حکم پہونچا کہ ایوب آفندی کی معیتہ میں دو ہزار آدمی لیکر مناستر پہونچو۔ بس جناب اسیقدر مجھے علم ہے اس سے زیادہ نہیں۔

اس گفتگو کے بعد رائے یہ قرار پائی کہ مجلس اوخری سے صبح گفتگو ہوگی اس قرارداد کے بعد میں اور راخی مرتضیٰ آفندی مصروف کلام ہوتے صبح تک سلسلہ کلام جاری رہا۔ صبح ہوئی دیکھتا ہوں میرا چھوٹا بھائی عثمان فہمی آفندی یہاں پہونچا ہے جس حکومت کی معاندت میں جسم کی کھال پاش پاش ہے حکومت کے مظالم و ستمرانیوں نے جسم کی تمام کھال جدا کردی تھی۔ یہ بیچارہ جامع طبیہ کا ایک طالب علم تھا سیاسی جد وجہد سے کچھ بھی تعلق نہ رکھتا تھا۔ مگر اسپر بھی حکومت نے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔

میرے بھائی نے اپنے اور تمام اقربا کے حالات بیان کئے حکومت نے اپنی عداوت و شقاوت کی ساری طاقتیں اسپر خرچ کردیں تھی حکومت کس قدر نادان دنی اور سفلہ ہے کہ بیچارے بے گناہوں پر اسقدر ظلم و تشدد کر رہی ہے مجرم اگر ہوں تو میں ہوں مادر وطن کی حمایت کے لئے اگر ٹھہرا ہوا ہوں تو میں۔ عصابۂ جمعیتہ اتحاد و ترقی کی قیادت اگر ہے تو میرے ہاتھ میں۔ حریت و آزادی کے لئے اقدام کر رہا ہوں تو میں۔ میرے اقارب و اعزہ پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑنا کسقدر سفاکی نادانی اور سفلگی و کمینگی ہے۔

اللہ اللہ ان بچارے بے گناہوں پر کسقدر ظلم کے پہاڑ توڑے کہ آج میرے عزیز ترین برادر عثمان فہمی کو بھاگ کر یہاں پہونچنا پڑا۔

عثمان فہمی نے میرے بھانجے حقی آفندی کے حالات بھی بیان کئے جو اسوقت مدرسہ انجینری میں تعلیم پا رہا تھا۔ چونکہ حقی آفندی کو اس نیازی سے خواہرزادہ ہونے کی نسبت تھی اسلئے اسپر بھی مصائب و آلام ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے۔ یہ دیکھکر میں نے انسپکٹر مدارس عسکریہ اسمٰعیل حقی پاشا کو ایک دھمکی دی اور یاد دہانی کرادی کہ جسقدر بھی ظلم ہوسکے کرو کمی نہ کرنا۔

اس موقع پر یہ امر پیش نظر رکھا جائے کہ پاشا موصوف بچارے تمام الزامات سے بری تھے میری اس دھمکی سے نہایت خوف زدہ ہوئے اور زندگی کا لمحہ لمحہ خوف و ہراس میں کٹنے لگا (۱)

بہرحال! میرے بھائی نے ایک ایک کرکے ظلم و جور کی داستانیں سُنائیں اور نہایت درد و کرب جزع و فزع کے ساتھ سنائیں۔ میں نہایت متاثر ہوا اسوقت جو کچھ مجھپر گذر رہی تھی گذر رہی تھی لیکن حتی الامکان میں نے اپنے حالات چھپائے اور برادر خورد کی تمام دردانگیز داستانیں سنیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کمینہ حکومت کو اس پندرہ سالہ بے گناہ بے جرم لڑکے پر ظلم و ستم کرنے سے کیا حاصل ہوسکتا تھا؟ بچارے غریب پر اسقدر ظلم کئے کہ خوف و ہراس اور دہشت کی وجہ سے آج تک علیل ہے اور آج مجبوراً میرے پاس پہونچا تاکہ کچھ تبدیل آب و ہوا سے صحتیاب ہو۔

بہرحال! میں نے اپنے بھائی کو ہر طرح تسلی دی اطمینان تسکین و اطمینان دلایا

---

(۱) ڈپٹی کمشنر مرکز مناستر جدلی اسمٰعیل حقی بک ہی تھے جو درحقیقت جمعیۃ اتحاد و ترقی کے ایک رکن رکین تھے۔ میرے تعلقات کی بناپر جسقدر اشخاص بھی قید کئے جاتے تھے ان کے ساتھ ایک خاص قسم کی رعایت کیا کرتے تھے۔ میرے فرار کے بعد ان بچاروں پر حکومت کی جانب سے طرح طرح کی سختیاں ہوئیں اور شب و روز طرح طرح کی مشکلات کا نشانہ تھے ان سختیوں کے بعد بھی موصوف اپنے فرائض سے غافل نہ رہے۔ میرا فرض ہے کہ صاحب موصوف کا میں شکریہ ادا کروں اور بے موقع دھمکی سے خواستگار عفو ہوں۔ (قول آغاسی نیازی)

اور سمجھایا گھبراؤ نہیں خدا حافظ و ناصر ہے۔ تمام تکالیف دور ہو جائے گی قنوط و یاس کی کوئی وجہ نہیں۔ عنقریب پردۂ غیب سے امداد ہوتی ہے۔ دیکھو اپنی اپنی جگہ تمام کام انجام پا رہے ہیں۔ اہل عدل و انصاف کامیابیوں سے مامور ہو رہے ہیں۔

بہر حال! اب ہم مجبور ہوئے کہ عثمان پاشا کی دسیسہ کاریوں کا جو آج شمسی پاشا کی جگہ مامور ہے کسی نہ کسی طرح خاتمہ کر دیں۔ کیونکہ یہ شمسی پاشا سے زیادہ چالباز اور خطرناک شخص ہے۔

بہرکیف تمام شب بحث و کلام اور گفتگو میں گذری۔ ایک لمحہ کے لئے آنکھ جھپکنے کا موقع نہ ملا۔ سات تاریخ کی صبح ہوئی ایوب آفندی معہ تمام اراکین مجلس ادارۂ اوخری تشریف لائے جمعیتہ کے احکام و ہدایات پیش کیں اور کہا اب آپ کو مناستر پہونچنا چاہیئے۔ جمعیتہ کی ہدایات میں یہ امر بھی تھا کہ میں رسنہ کے اندر دو ہزار سپاہ لاکر موجود کروں اور وہ تمام کے تمام جمعیتہ اتحاد و ترقی کے حلقہ بگوش ہوں اور آلات و اسلحہ سے تمام کو مسلح بھی کر دیا جائے اور ان دو ہزار کی دو رجمنٹیں بنائی جائیں ایک کی قیادہ میرے ہاتھ میں ہو اور ایک کی ایوب آفندی کے ہاتھ میں اور دونوں رجمنٹیں جلد سے جلد مناستر پہونچیں۔

بہر حال! ایوب آفندی اور دیگر اراکین جمعیتہ سے اس بارے میں گفتگو ہوئی۔ اور حسب ہدایاتِ جمعیتہ اپنی قرارداد طے کی۔ چونکہ اوخری سے باہر موضع طواحین میں رزرد فوج کی رجمنٹ کو ملا لینا کچھ مشکل کام نہ تھا گو اس سے پیشتر یہ رجمنٹ ہمارے تعاقب اور ہمیں منتشر کرنے کے لئے مسلح ہو کر نکلی تھی مگر اسے ملا لینا کچھ مشکل نہ تھا۔

بہر حال! اس رجمنٹ کو باحسن طریق اپنا بنا لیا اور عہد لیا گیا کہ یہ رجمنٹ جمعیتہ اتحاد و ترقی کی سمجھی جائے گی۔ جمعیتہ کی جانب سے بھی رجمنٹ کی قبولیتہ کی تصریح کر دی گئی۔ مگر چونکہ اس رجمنٹ نے اسلحہ سپرد کرنے سے انکار کر دیا اسلئے اسکی جانب سے امید منقطع کر لی اور فوراً استردغہ برہ زشتہ اور استاروہ کیطرف اطلاع بھیجی اور اس قصبہ کے اردگرد کے دیہات میں آدمی روانہ کئے تاکہ سپاہ فراہم کرکے لے آئیں اسکے بعد

میں نے عام اعلان کرا دیا کہ ۷-۸ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کی راتوں میں جمعیۃ کے تمام اراکین اور ممبران اوخری کے قریب مقام طواحین میں مجتمع ہوں کہ اس مقام سے اوخری کی رجمنٹ طیار ہوگی رستہ "پرسپیٔ" لاحجہ "قتران" کی طرف ہی آدمی بھیجدیئے تاکہ تمام کو مطلع کریں اور سپاہ فراہم کریں۔ قتران کے علاقہ میں غرنیجاری کو مرکز بنایا کہ جو لوگ اس علاقہ میں طیار ہوں وہ یہیں جمع ہوں اسکے بعد ہماری فوج سے ان کا الحاق ہو جائیگا اور حکم دیدیا کہ آٹھ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو اس علاقہ کے لوگ طیار رہیں۔

بہرحال! نہایت سرعت و جلدی میں فراہمی افواج کا اہتمام شروع ہوگیا سات تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو کچھ شب گزرنے کے بعد میں اپنے دو سو فداکاران جمعیۃ کو لیکر لاحجہ کی طرف روانہ ہوگیا تاکہ لاحجہ کے تمام قوات اور انکے متبعین کو اکٹھا کیا جائے۔ دو گھنٹہ کے بعد ایوب آفندی بھی اپنے آدمیوں کو لیکر ہمارے پیچھے پیچھے روانہ ہوگئے ایوب آفندی نے دفتر ڈپٹی کمشنر کو ایک مفصل بیان کہ جسکے اندر حکومت اور دول عظمیٰ کو اپنے طریق عمل کی اطلاع تھی سپرد کیا۔ میں نے برادر خورد عثمان آفندی کو نہایت عجلت کے ساتھ مناستر روانہ کیا تاکہ وہاں پہونچکر ہماری قرارداد اور طیاری اور روانگی وغیرہ کی اطلاع کردے۔

۷-۸ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کی شب کو تقریباً تین گھنٹے شب گزرے استون اور اولاج کی پہاڑیوں پر پہونچے۔ یہاں سے ایک واقفکار طریق کو ایوب آفندی کی طرف روانہ کیا تاکہ راستہ بتلائے۔ ہم میں سے بھی کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ انہیں بھی ہم نے ہمراہ لیا اور ان میں جو راستے سے واقف تھے انھیں آگے کیا۔ اور بڑھے چونکہ راستہ کے واقفکار راہ نما بھی راستے سے بھٹک گئے تھے اسلئے پہاڑ پر چڑھنے میں سخت ترین زحمتیں گوارا کرنی پڑیں۔ تمام فداکاران جمعیۃ پراگندہ و منتشر ہوگئے اس پراگندگی نے ہمیں اسقدر پریشان کیا کہ دیوانہ بنا دیا۔ شام سے لیکر صبح تک تلاش و جستجو میں مجانین اور دیوانوں کیطرح سرگرداں پھرتے رہے۔

بہرحال ! صبح علی الصباح ہم لاجحہ پہونچے ۔ آٹھ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو اتوار کے دن لوگ رسنہ اور دیگر قری و دیہات کی جانب سے تین تین چار چار آدمیوں کی ٹکڑیاں آنے لگیں اور عسکر ملیہ عصابیہ جمعیہ کے ساتھ ملحق ہونے لگیں رسنہ لاجحہ اور دیگر قری کی جانب سے روٹیاں اور پنیر اسقدر پہونچا کہ ہماری تمام فوج کے لئے کافی تھا اور صرف یہی نہیں کہ جو اسوقت یہاں موجود تھے انکے لئے کافی تھا بلکہ موجودہ اور جو عنقریب ہم میں شامل ہونگے اور جنکی تعداد تقریباً آٹھ سو ہے (یہ تعداد صرف دو یوم کی کوشش کا نتیجہ ہے) تمام کے لئے کافی تھا۔ روٹی پانی پنیر کے علاوہ دیگر تمام انتظامات بھی باحسن طریق انجام پارہے تھے۔

ایوب آفندی کو بھی پہاڑی بیابانوں میں وہی مشکلات پیش آئیں جو ہمیں پیش آئی تھیں انہیں بھی پہاڑ کی چوٹیوں پر صحرائی سنسان بیابانوں میں شب دیجور بسر کرنی پڑی۔ لاجحہ کا رستہ مل نہ سکا راہ نوردی نے انہیں ایزدور پہونچادیا ان کا ارادہ اب یہ ہوا کہ دیہات و قری کے لوگ جو انکی رجمنٹ کے اندر داخل ہونے کے لئے آرہے تھے انکا یہ ایزدور ہی میں انتظار کریں اس ارادے کی بنا پر انھوں نے مجھے اطلاع دی کہ تم معہ اپنے تمام آدمیوں کے ایزدور پہونچو چونکہ میں اپنے تبعین کا انتظار لاجحہ میں کر رہا تھا اور پھر شب دیجور کے مصائب والام سے ہم سب چور چور ہوچکے تھے اسلئے ایوب آفندی کو صاف جواب دیدیا اور اصل حالات سے مطلع کرتے ہوئے مجبوری کا اظہار کردیا گیا جواب مذکور یہ ہے۔

عریضۂ نیاز بجواب قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

ایوب آفندی مقام ایزدور

اخی وسیدی المبجل ! جناب کا مراسلہ موصول ہوا۔ آپکا حکم سر آنکھوں پر ہے لیکن امید ہے کہ میری مجبوری و معذرت کو ملحوظ خاطر رکھکر مجھے معذور سمجھینگے۔

ہم نے چند راہ نما راستے کے واقفکاروں کو اپنے ہمراہ لیا تھا لیکن افسوس ان لوگوں نے ہمیں تمام شب جنگلوں کے اندر بھٹکایا۔ خطرناک گھاٹیوں۔ دہشت ناک وادیوں پہاڑی چوٹیوں صحراؤں بیابانوں کے اندر رات بھر گھمایا اور پریشانیوں کی کچھ حد نہیں رہی بہت سے رفقاء سفر بھی ہم سے بچھڑ گئے ہیں رات بھی پہاڑی صحراؤں میں گذری ہے ایک قدم اٹھانے کی بھی ہمت نہیں پڑتی۔ چلنا تو درکنار بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں۔ لہذا اسوقت میں کسی طرح بھی حاضر خدمت نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں مجھے ان لوگوں کا یہاں انتظار کرنا ضروری ہے جو عصابۂ ملیہ کے ساتھ ملحق ہونا چاہتے ہیں۔ روٹی پانی وغیرہ کا سامان ہمارے پاس کافی ہو گیا ہے اور مجلس ادارۂ رسنہ سے بھی دو آدمیوں کو ایک خاص آدمی کے ذریعہ بلا بھیجا ہے۔ لہذا امید ہے کہ میری معذرت قبول فرمائینگے اور عفو تقصیر فرما کر ممنون فرمائینگے۔ فقط

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

نیازی

جواب عریضۂ ہذا

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی آفندی مقام لاحجہ ا۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ بوجہ شب بیداری اور تکان کے میرا آنا ناممکن ہے۔ عرض یہ ہے کہ جو مصائب و آلام آپکو برداشت کرنے پڑے۔ مجھے بھی برداشت کرنے پڑے ہیں۔ میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں جسطرح بھی ممکن ہو جلد سے جلد پہونچئے۔ میں اسوقت فدائیین کو چھوٹے چھوٹے دستوں میں تقسیم کر رہا ہوں اسوقت میرے پاس چار سو انچالیس آدمی موجود ہیں ہم اسوقت تک یہاں سے ایک قدم نہیں ہٹ سکتے جب تک وہ تمام اہل قری جنکا ہم یہاں انتظار کر رہے ہیں نہ پہونچ جائیں۔ اگرچہ اسوقت آپکے پاس کھانے کا کافی سامان ہو گیا ہے

مگر احتیاطاً کئی سو روٹیوں کا اور انتظام کر لینا ضروری ہے۔ قیر قالر اور قاریلر
کے قبائل جو استار دوہ کی طرف سے آرہے ہیں وہ ہم سے نہیں ملینگے۔
۸ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ۔

قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر)

ایوب

بہرحال! میرے خط پہونچنے کے بعد ایوب آفندی کو میرے انتظار کی مصیبت سے نجات ملگئی اور جن لوگوں کی آمد و شمول کا انہیں انتظار تہا تہوڑی ہی دیر کے اندر داہنے بائیں جنوب و شمال کی جانب سے آ آکر انکے ساتھ ہوگئے۔ ۹ بجے کا وقت تہا کہ ایک ہزار آدمی لیکر ایوب آفندی لاجہ پہونچے۔ گیارہ بجے تک ہم یہاں ٹھہرے اس اثناء میں لاجہ سے بھی تیس آدمی آئے اور عصابہ ملیہ کے اندر بہرتی ہوگئے۔ انہیں بھی ہمراہ فوج لے لیا اور روانہ ہوئے۔ ۸ تاریخ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ بوقت شب کو دونوں فوجیں دیرمنی کے اندر داخل ہونے کو تھیں کہ جنگل کی طرف فیر کی آواز ہوئی ہم نے مکتشفین کو بہیجا کہ اسکا پتہ چلائیں۔ تحقیق سے معلوم ہوا یہ وہ دوسو نوجوانوں کی فوج ہے جو ہماری تلاش میں آرہی ہے۔ اس فوج کے اندر دو متضاد طاقتیں مجتمع ہیں نصف تو ان میں سے قرہ قاین تھے اور نصف وہ قاپرین جو قرہ قاین کے سخت ترین جانی دشمن تھے۔

اللہ تیری شان تیری کبریائی کے صدقے کہ وہ دو قبیلے جو مدتوں سے ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے آج وہ اس مقصد وحید کے حاصل کرنے میں ایکدوسرے کے رفیق و شفیق معین و مددگار اور ایک دوسرے کی قسمت کے سہیم و شریک ہیں۔

بہرحال! یہ دوسو آدمیوں کی جمعیۃ طریق سفر طے کرتی ہوئی آپسمیں ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے بازو سے بازو ملاتے ہوئے چلی آرہی ہے یا تو یہ حال تھا۔ کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھنے کے روادار نہ تھے اور ایک دوسرے کی آواز سننا باعث ہیجان ہوجاتا تھا ایک قبیلے کا آدمی دوسرے قبیلے کے آدمی کو دیکھہ پاتا تو بجز گولی

چلائے اور فیر کرنے کے کوئی کام نہ تھا مگر آج یہ حال ہے کہ ہاتھ سے ہاتھ بازو سے بازو کندھے سے کندھا ملائے چلے آرہے ہیں انکی گولیاں اب اسلئے نہیں کہ آپس میں چلیں بلکہ اسلئے ہیں کہ خائنین وطن دشمنان ملک اہل وسوس ارباب جرائم مجرائیم کے سینوں کے لئے ہیں۔

بہرحال! ایوب آفندی کی رجمنٹ اور یہ دوسو مردمیدان دیرمنی کے اندر آکر جمع ہوگئے ان تمام کو ملاکر اسوقت ہماری فوج کی تعداد ایکہزار دوسو تھی۔

بہرحال! میں نے اسوقت دیرمنی کے مسیحی لوگوں کو ضروری امور کی تلقین کی اور غزانجار کی طرف روانہ ہوگئے قوزیاق کے قریب پہونچے تھے کہ ۸۰ فدا کار رستہ سے پہونچے اور عصابۂ ملیہ میں آکر شامل ہوگئے ہم آگے بڑھتے چلے اور تقریباً دوڈھائی گھنٹے کے اندر اندر غزانجار پہونچے اسوقت تک عصابۂ ملیہ دوسو اسی فدائیوں کی جماعت سے مرکب تھا اب غزانجار پہونچکر آٹھ سو فدائیوں کا عصابہ ولشکر بن گیا۔ پرسپہ غزانجار اور دیگر اطراف وجوانب کے مقامات سے مخلصان وطن لمحوں کے اندر پہونچے اور دیکھتے ہی دیکھتے آٹھ سو فدائی جمع ہوگئے اور ایک پرجلال و پرہیبت فوج طیار ہوگئی آج کی شب بھی ہمارے لئے ایک عجیب پرمسرت شب تھی باشندگان قراخان سے تمام قریۂ غزانجار پٹا ہوا تھا وہمیت وغیرت جرأت وشجاعت اخلاص ومودت کا اظہار کیا کہ ہماری ہمتیں بلند ہوگئیں۔ نواحی پرسپہ میں باشندگان قراخان کا اخلاص اور اظہار ہمدردی بھی ایک خاص اثر رکھتا ہے۔ طریق عمل میں ہمیں بڑی بڑی آسانیاں بہم پہونچادیں۔ بہرحال! ۸۔تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کی شب کا منظر بھی عجیب پرلطف منظر تھا۔ تمام شب زیب وزینت اور رنگ رلیوں میں گذری تمام قریہ فوج سے پٹا ہوا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا ایک زبردست فلیق (رنیجز اری پلین) قریہ میں آباد ہے۔ احرار وطن بہادران اسلام شجاعان ملت کی تمام شب نقل وحرکت آمد ورفت کلام وگفتگو جلسوں ومظاہروں میں گذری صبح تک یہ اثردہام واجتماع کسی طرح کم نہ ہوا۔ باشندگان قریہ کو صدآفرین ہو

کہ مہانوں کی وہ خاطر مدارات اور مہمان نوازی کی جسکی مثال نہیں ملسکتی۔ حالانکہ مہانوں کی تعداد دو تین ہزار سے کم نہ تھی شاباش ہے اہل قریہ کو خوب ہی مہمان نوازی کی۔ اہل قریہ یہ جان رہے تھے کہ یہ لشکر کیوں جمع ہو رہا ہے؟ یہ مقدس مہمان یہاں کیوں قدم رنجہ فرمان ہیں؟ اور کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اور اسلئے یہ نہایت فرح ومسرت کے ساتھ خدمت گزاریوں اور مہمان نوازیوں میں مصروف تھے۔

بہر حال! صبح علی الصباح اکل وشرب سے فراغت حاصل کرکے قریہ قراخان کو رخصت کیا اور مالو دیشتہ کی طرف بڑھے۔ یہ راستہ عجیب تکلیف دہ تھا کہ ایک طرف جبال پر ستر کی پرخطر چٹانیں تھیں دوسری طرف راستے کی پرپیچ تدویہ اور پھر اوپر سے آفتاب کی تمازت وتیزی اور دھوپ کے شعلے۔ گھاٹیوں وادیوں میں اترنا چڑھنا پرخطر چٹانیں پھلانگنا۔ کبھی ٹھوکریں کھا کھا کر گرنا کبھی پھسلنا کبھی سنبھلنا طبیعتیں نڈھال ہوگئیں اور ہوش کھٹے ہوگئے۔ ان تمام مصائب کو برداشت کرتے ہوئے چار بجے مالو دشیتہ پہونچے۔ باشندگان مالو دشیتہ پر وہ خوف وہراس طاری ہوا کہ تمام بازار ایک لمحہ کے اندر بند ہوگیا دکاندار دکانوں کو مقفل کرکرکے بھاگے اور مکانوں کے اندر جا گھسے عوام الناس بھی اپنے اپنے مکانوں میں جا چھپے خیال کرنے لگے کہ یہ کیا یکایک ناگہانی مصیبت آ نازل ہوئی؟ اسقدر عظیم الشان لشکر کدھر سے پہونچ گیا؟ یہ دیکھکر ہم نے جوٹنٹ میجر آگاہ آفندی میجر سواران رجمنٹ اوخری کو بھیجا کہ جاکر ان لوگوں کو تسلی وتشفی دیجئے انکے قلوب سے خوف وہراس دور کیجئے چنانچہ صاحب موصوف گئے اور نہایت اقل قلیل وقت کے اندر کامیاب واپس آئے۔ مشائخ مالو دشیتہ رہبان امرا روسا اعیان مسیحی آئے۔ اور تمام نے حلف اٹھائے اور ایک مجلس ادارہ بھی قائم کی گئی اسکے بعد تمام چھوٹے بڑے رہبان عام اہل قریہ جوق درجوق ذوق وشوق کے ساتھ آنے لگے اور معذرت ومعذرت عفو وترحم کی درخواستیں پیش کرنے لگے اور حلف اٹھا اٹھا کر وثوق واعتماد ظاہر کرنے لگے اور کہنے لگے ہم ہر طرح جمعیۃ اتحاد وترقی عثمانیہ کے حلقہ بگوش ہیں

ہر طرح آپ حضرات کی خدمات کے لئے طیار ہیں۔ ہم نے بھی انہیں ہر پہلو سے سمجھایا اطمینان و تسکین تسلی و تشفی دی مقاصد جمعیۃ پیش کئے کامیابیوں کی بشارتیں سنائیں شکریہ ادا کیا جوش دلایا ابھارا اور ہر طرح اپنا بنا لیا۔ اسکے بعد ہم نے اوخری اور رسنہ کی دو مستقل طابور (رجمنٹیں) بنائیں ان کا نام طابور ملیہ رکھا گیا اور فوراً رحیل اور کوچ کیا۔

اسوقت چونکہ عساکر ملیہ کی طیاریاں ایک عظیم الشان مہم فتح کرنے کے لئے تھیں بہت سے بہادر نوجوان سپاہ ایسے تھے جنھیں عساکر ملیہ کا منتہا سفر معلوم نہ تھا اسلئے ایک مختصر اور موجز فیصلہ کن تقریر کی ضرورت تھی میں اور ایوب آفندی کھڑے ہوئے ایوب آفندی نے رجمنٹ اوخری کو مخاطب بنایا اور میں نے رجمنٹ رسنہ کو اور تقریر شروع کردی کہ رفقاء سفر! مادر وطن کے بہادر نوجوانو! تمہیں معلوم ہے ہم نے اہل و عیال گھربار اور وطن عزیز کو کس لئے چھوڑا ہے؟ اور کس لئے تکالیف سفر برداشت کر رہے ہیں؟ اسلئے کہ آج ہم اوس جمعیۃ خیریہ جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ کے احکام و اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کر چکے ہیں جس نے مادر وطن کو غلامی سے آزاد کرانے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ہم نے تمام صدور و قلوب کو اسلئے اپنے ہاتھ میں لیا ہے کہ انواع و اقسام کے مصائب و آلام طرح طرح کی تکالیف و اذیتیں برداشت کریں۔ کانٹوں کی چادروں پر خود لوٹیں اور دوسرونکو لوٹائیں اور جمعیۃ ملیہ کی عظمت و وقار کو پایہ عرش تک پہونچادیں۔

عزیزان من! اب وقت قریب آگیا ہے۔ ہماری مصائب و آلام کی ساعتیں جلد سے جلد ختم ہونے والی ہیں تمام ماضیہ رست و خیر محنت و تعب کی تاریکیاں دور ہونے والی ہیں۔ ہم اسوقت نصرۃ الٰہی فیضان نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر پورا اعتماد رکھتے ہیں اور مرکز ولایت مناستر کیطرف اقدام کر رہے ہیں وہاں پہونچکر ہم جمعیۃ کے عظیم الشان فرض کو انجام دینگے اسوقت ہماری پشت و پناہ جمعیۃ اتحاد و ترقی کی روحانی طاقتیں ہیں اور معین و نصیر خدائے ذوالجلال و ذوالجبروت ہے۔

پس اگر ہم اپنے اندر اوس مخصوص وقت کے لئے جو ساعت دو ساعت کے اندر آنیوالا ہے۔ عزم و ثبات صبر و استقامت کی برکتیں رکھتے ہیں اور اپنے فرائض و اعمال وظیفہ منصبی کو انجام دینے کے لئے طیار ہیں تو یقین کیجئے کہ مادر وطن ہمیشہ کے لئے آزاد ہوجائیگا اور تمام مصائب و آلام کا خاتمہ ہوجائے گا۔ میں اسوقت خدائے قدوس کی کرم فرمائیوں بندہ نوازیوں پر نظر کرتے ہوئے اُمیدرکھتا ہوں کہ مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا کو جو شمسی پاشا کا جانشین ہے اور جمعیۃ اتحاد و ترقی اور ملت اسلام اور مادر وطن کے لئے باعث صد خطرات و مصائب اور موجب ہلاکت و بربادی ہے بغیر کسی قسم کی اذیت و تکلیف دیئے ہوئے بلا عزت و آبرو پر دست اندازی کرتے ہوئے گرفتار کرینگے۔

پس عزیزان من! رفقار سفر تم پر واجب ہے کہ کمر ہمت کسو اپنے نظم و نسق کو پیش نظر رکھو اور جمعیۃ کے احکام و اوامر کی نہایت صدق و اخلاص صبر و استقامت کے ساتھ تعمیل کرو۔ یاد رہے کہ نہ تمہارے اندر اضطراب و بےچینی پیدا نہ خوف و ہراس نہ مایوسی و نا اُمیدی۔

عزیزان من! کیا اسوقت میں تمھیں ما فوق الفطرۃ امور کی تلقین تو نہیں کر رہا؟ نہیں نہیں بلکہ بہت آسان اُمور کی ہدایت کر رہا ہوں۔ کیوں؟ اسلئے کہ عسکر مناستر جو نہایت غیور اور عزم و ثبات ہمت و حمیت کا مجسمہ ہے ہر طرح ہمارے ساتھ ہے۔ پس میرے بزرگو! میرے سردارو! مادر وطن کے نوجوان بہادرو! آؤ آؤ چلو چلو آگے بڑھو اور میدان سر کرو اور مہم فتح کر لو۔

غرض میری تقریر نے ان بہادروں پر وہ اثر کیا کہ تمام مجمع فرح و مسرت سے باغ باغ ہوگیا۔ فرط خوشی اور شدۃ فرح و مسرت کے باعث ہر ہر فرد آنسو بہا رہا تھا ایک آنکھ ایسی نہ تھی جس نے آنسو نہ بہائے ہوں۔

بہر حال! گیارہ بجے کا وقت تھا کہ ہم نے قرانی کی طرف کوچ کیا۔ اور چونکہ وقت موعود پر مناستر پہونچنا تھا اسلئے نہایت تیز گام ہوئے عجلت و سرعت سے قدم بڑھائے۔ راستہ طے ہی کر رہے تھے کہ یکایک سامنے سے چھ پولیس سوار نمودار ہوئے

انکے ہمراہ بعض ملکی (ایک یونانی عیسائیوں کا فرقہ) بھی تھے ساتھ ہی ساتھ ایک بچہ نیل گاؤ بھی موجود تھا۔ قریب پہونچے اور جمعیۃ کا فرمان پیش کیا اسمیں لکھا تھا کہ ان لوگوں کو عسکر جمعیۃ میں داخل کر لیا جائے۔ چنانچہ انہیں داخل کر لیا گیا اور اب تمام عسکر جمعیۃ کی نظریں اس بچہ نیل گاؤ کی طرف اٹھیں اور آپسمیں گفتگو شروع ہوئی بعض نے کہا یہ بچہ نیل گاؤ ہے بعض نے کہا نہیں یہ بزکوہی ہے ایک پولیس سوار آگے بڑھا اور اسکا فیصلہ کر دیا کہ یہ بزکوہی نہیں بلکہ بچہ نیل گاؤ ہے اور مادہ ہے ابھی دو سال کا بھی نہیں ہوا ہم نے اسے پرستر کے جنگل سے پایا ہے۔ ہمیں دیکھ کر یہ ہماری طرف بڑھا اور قریب پہونچکر آگے کھڑا ہو گیا۔ اسپر ہم نے پیار کا ہاتھ پھیرا تو وہ اور زیادہ مانوس ہو گیا اور ہمارے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اب یہ ایک لمحہ کے لئے ہم سے علیحدہ نہیں ہوتا۔
یہ سُنکر عسکر ملیہ کا ہر فرد اس جانور کی طرف بڑھا اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور پیار اور محبت کرنے لگا اور حد درجہ اسکو مقدس سمجھکر نیک فالی کرنے لگا تمام نے خدائے قدوس کا شکریہ ادا کیا کہ ایسا مقدس جانور اُس نے ہمارے پاس بھیجدیا کہ جس نے ہمارے قلوب کو محو حیرت بنا لیا ہے اس بچہ نیل گاؤ کی عجیب و غریب کرشمہ سازیاں تھیں ہمیشہ ہر وقت وہ عسکر ملیہ کے آگے ہی آگے چلتا تھا کودتا تھا ناچتا تھا اور خراماں خراماں اُس طرف بڑھتا تھا جس طرف ہمیں جانا تھا آگے آگے چلتا تھا اور رہبری و راہ نمائی کرتا تھا اور ایک بہترین راہ نما کا کام دیتا تھا اور یقیناً خدائے قدوس کی جانب سے یہ ایک روحانی راہ نما تھا۔

بہر حال! ہم منازل سفر طے کرتے ہوئے شام کو قترانی پہونچے تمام باشندگان قریہ ہمارے استقبال کے لئے کھڑے انتظار کر رہے تھے راغب آغا قترانوی اور رائف آغا فرق دونجوی ایک سو ساٹھ نفر لیکر میری فوج (رجمنٹ رسنہ) میں داخل ہوئے اس تعداد کی شمولیت سے رسنہ کی فوج کی تعداد پوری ایک ہزار ہو گئی۔ ہم نے یہاں تقریباً ایک گھنٹہ آرام کیا اکل و شرب سے فارغ ہوئے عسکر ملیہ کو فرائض منصبی صبر و سکون عزم و ثبات کی تعلیم اور احکام و فرمان کی تلقین کی اور کوچ کیا

۹۔ تاریخ کو شام کے قریب نہایت باقاعدہ صف بندی کے ساتھ ہماری فوج نے طریق مناستر طے کرنا شروع کر دیا۔ اسوقت فرح و مسرت کا عجیب عالم تھا ہر فرد فرط مسرت سے کودتا تھا اور قدم تیز کرتا تھا۔ اس وقت جمعیۃ کی سطوت نے اسقدر مست بنا دیا کہ احاطۂ بیان سے باہر ہے۔

بہرحال! طریق سفر اس جوش و مسرت سے طے کرتے چلے اور چار پانچ گھنٹے کے بعد دولیجہ پہونچے۔ یہاں یوز باش (کپتان) عثمان آفندی رسنوی اور جونٹ میجر اسعد آفندی جو جمعیۃ کے خاص آدمی تھے پچاس آدمی لیکر استقبال کے لئے کھڑے انتظار کر رہے تھے اُن سے ملاقات ہوئی مصافحہ ہوا۔ عثمان آفندی نے ایک مختوم و مہر شدہ لفافہ پیش کیا۔ اس میں مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا کی گرفتاری کے متعلق جمعیۃ کی ہدایات اور ضروری تعلیمات تھیں۔ میں نے اُسے کھولا پڑھا اور فوراً ہی جلا دیا اور اوسی وقت کوچ کیا اور تعمیل احکام کیلئے تمام تیز گام ہوئے۔

بہرحال! ہم مناستر پہونچے اور جمعیۃ خیریہ کے فرمان کے بموجب عملی اقدام شروع کر دیا اور یوز باش (کپتان) عثمان آفندی رسنوی اور جونٹ میجر اسعدی آفندی کی ہدایت کے بموجب سب سے پیشتر مرکز قوماندان (ہیڈ کوارٹر سپہ سالاری) کا جو مشیر (فیلڈ مارشل) موصوف کی محلسرا کے سامنے ڈیرے ڈالے ہوئے انکی حفاظت و نگرانی کیا کرتا تھا محاصرہ کر لیا گیا اور میں فوراً بڑھا اور تلغراف کے تمام تار توڑ ڈالے کچھ فوجی سپاہ جو مشیر موصوف کی محلسرا کے اندر حراست کا کام انجام دے رہے تھے انکے تمام اسلحہ میں نے اٹھائے اور آگے بڑھا ان سپاہیوں میں سے ایک نے مخالفت کا پہلو اختیار کیا اور اسلحہ استعمال کرنے پر تل گیا لیکن اسے اسکی مہلت نہ دی گئی کہ بندوق کا فیر کرے فوراً ہی اسکا فیصلہ کر دیا۔ اہل حراسہ کے جو اسلحہ چھینے تھے ہم میں سے ہر ایک نے ہاتھ میں لئے اور آگے بڑھے امین رسو جانلی اور شفیق صادق عثمان فہمی آفندی اوس دریچہ کے اندر داخل ہوتے جہاں حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) استراحت فرما رہے تھے قدموں کی آہٹ سے حضرت موصوف چونک اُٹھے اور نیند ہوا ہو گئی دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ناگہانی آفت ہے؟ غیظ و غضب

کے شعلے لیکر مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے پھر کیا تھا یہ دونوں صاحب ہی شیر غراں کیطرح لپکے اور حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) کے دونوں بازو جکڑ لئے اور کہنے لگے حضرت! گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ سُنکر حضرت مشیر کے اندر غیظ و غضب کے شعلے اور تیز ہوگئے اور آپے سے باہر ہوگئے۔ اب تو ایوب آفندی اور ہیں آگے بڑھے اور اوس اژدھام کو جوارد گرد مجتمع تھا چیرتے ہوئے قریب جا پہونچے اور حضرت مشیر کو اطمینان دلایا کہ آپکے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ ہوگی یہ کہکر ہم نے انھیں بالکل آزاد چھوڑ دیا۔ ایوب آفندی ایک معمولی سپاہی کی طرح دست بستہ حضرت مشیر کے سامنے کھڑے ہوگئے اور کہنے لگے حضرت پاشا مشیر! آپ کو نہایت اطمینان رکھنا چاہیئے کہ ہم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جو جناب کے ساتھ کسی قسم کی گستاخی و بدسلوکی کی نیت رکھتا ہو۔ ہمارا مقصد تو چند ضروری فرائض کا انجام دینا اور چند مقدس ارادوں کا پورا کرنا ہے اور بس اسوقت ہمارا وظیفہ منصبی یہ ہے کہ جناب کی مقدس شخصیت کو نہایت احترام و عزت کے ساتھ صیح و سلامت گرفتار کریں اور رسنہ لیجا کر کچھ دنوں تک آپکی مہمانی کریں۔ جناب کچھ عرصہ تک ہمارے مہمان ہیں اسوقت میں جناب کے سامنے وہ عریضہ پیش کرتا ہوں جو جمعیتہ اتحاد و ترقی عثمانیہ کی جانب سے موصول ہوا ہے آپ اسکو ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے آپ کو جمعیتہ کے مقدس ارادوں اور با اخلاص عمل اور نیک نیتی کا پورا پتہ چل جائے گا۔ حضور عالی زیادہ غور و فکر کی ضرورت نہیں، تشریف لے چلیے۔ یہ کہکر جمعیتہ کا وہ خط جو عثمان پاشا کو لکھا گیا تھا پیش کیا۔

خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الی حضرت صاحب الدولتہ المشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا!
اسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ ہدانا اللہ و ایاکم! آج امت مرحومہ انتظار کر رہی ہے کہ آپ اپنی تمام عسکری طاقتیں جو امت ہی کی روٹیوں اور نعمتوں سے سرسبز ہوتی ہیں اور جنکی بدولت آپ اس درجہ علیا مرتبہ شجاعت و شہامت پر مامور ہیں ملت و قوم کی بہبودی

کے لئے صرف کیجئے نہ اسکے خلاف۔ آپ اوس پنجہزاری ملٹن کی تنظیم وتنسیق میں حصہ لیجئے جو ملک وملت کے خاطر اور وطن کی آزادی کی خاطر عنقریب پہونچنے والی ہے۔ عساکر ملیہ کی تنظیمات پر غور کرتے ہوئے نتیجۂ حسنہ کا انتظار کیجئے۔ آج جس درجہ علیا پر آپ مامور ہیں دیکھئے ارباب حمیت میں سے اسے کون حاصل کرتا ہے ؟ کہ حکومت مستبدہ کا انقلاب عنقریب ہوتا ہے اور حکومت دستوری قائم ہوتی ہی دیکھنا یہ ہے اسکے بعد سرعسکر کون بنتا ہے ؟

بہر حال!! اے محترم پاشا! اگرچہ ملت بیضا ہمیں اسوقت اجازۃ نہیں دیتی کہ آپکے گرانقدر اور شریف وجود کا خاتمہ کردیا جائے۔ لیکن حالات اور فرائض کی انجام دہی جسوقت مجبور کریگی تو یقیناً آپکی گرانقدر ہستی کا خاتمہ کردیا جائے گا۔ اس مقصد کی انجام دہی کے لئے ہماری جمعیۃ مقدسہ آپکے پاس پہونچی ہے اور ارباب جمعیۃ اسوقت صرف اس امر کا مطالبہ کررہے ہیں کہ کچھ زمانے کے لئے آپ ہمارے مہمان بن جائیں اور اسکے ہمراہ رسنہ تشریف لے آئیں جمعیۃ نے اسوقت تک یہ ارادہ نہیں کیا کہ آپ کی شان اور شخصیت کے خلاف عمل پیرا ہو اور کسی قسم کی تذلیل وتحقیر سے اپنا دامن آلودہ کرے۔ جناب کی مقدس شخصیت کے شایان شان ایک محلسرا طیار رہے۔ عیش وآرام کے تمام سامان مہیا ہیں۔ مہربانی فرماکر جناب معہ تمام لواحقین کے ان تیرہ سو میزر بانون مہمانوں کے ہمراہ جو جناب کے دولت خانہ پر اسوقت حاضر ہوئے ہیں تشریف لے آئیں۔

آج قوم جن فرائض کو انجام دے رہی ہے اوس سے جناب کو مطلع کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جسطرح آج قوم نے جناب کا دولت خانہ محصور کر رکھا ہے اسیطرح نعمی پاشا سپہ سالار منطقۂ جدیدہ اور سپہ سالار صدر مقام کے مکانات بھی محصور ہیں۔ دنیز ان تمام لوگوں کے مکانات محصور ہیں جنکی جانب سے جمعیۃ غیر مطمئن ہے۔ قصبہ کے تمام امراء وعمائد اہل اخوہ نیز تمام افسران افواج جمعیۃ سے عہد ومیثاق کرچکے ہیں۔ کہ مطالبات جمعیۃ کے پورا کرانے میں تمام اپنی جانیں قربان کردینگے قصبہ کے تین ہزار آدمی تو بالکل طیار بیٹھے ہیں کہ ہمارے اشارہ ہو اور میدان کارزار میں کود پڑیں قوم کا

بچہ بچہ حکومت کی جانبازیوں سے واقف ہوچکا ہے اسلئے حکومت کے احکام کی تعمیل کے لئے ایک متنفس بھی طیار نہیں۔ آپکو معلوم ہوجانا چاہیئے کہ آپکے دولت خانہ کے تمام تلغراف کاٹ دیئے گئے ہیں اور پیام رسانی کے تمام ذرائع آپکے منقطع ہوچکے ہیں۔ اگر آج جناب کو ایک سرمو تکلیف پہونچی اور کچھ بھی نقصان ہوا تو جمعیۃ اتحاد و ترقی اسپر نہایت افسوس کریگی۔ جمعیۃ اس سے کسی حال میں خوش نہیں کہ ارض روم کی طرح یہاں بھی واقعات وحوادث کا ظہور ہو۔ امید ہے کہ جناب کا ضمیر بھی اس امر کی شہادۃ لئے رہا ہوگا۔ بہرحال! ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے جمعیۃ مجبور ہے کہ اپنی قطعی قرارداد اور حتمی فیصلہ کو انجام تک پہونچائے۔ آپکا ایمان اس امر کی کبھی اجازت نہ دیگا کہ فدائیین کے مقابلہ میں اور اس غریب مظلوم بےکس قوم کے مقابلہ میں جو آج تیس سال سے اپنے عیش و آرام سے محروم ہوچکی ہے اور چادر مظلومیۃ اوڑھ کر تصویر موت کو ساتھ لیکر حریت کی دیواروں میں پناہ گزین ہے۔ آلات و اسلحہ استعمال کرینگے۔ پس امید ہے کہ جناب اپنے ان جان نثار جہان نوازوں کے ہمراہ تشریف لے آئینگے۔ یہی گذارش ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

جمعیۃ الاتحاد والترقی العثمانیہ

۹۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

مرکز مناستر

اسوقت ہم مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان آفندی ہے تذرکار دخطاب کو من وعن یہیں چھوڑتے ہیں اور ناظرین کرام کو چند حوادث ماضیہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

جمعیۃ اتحاد و ترقی کے مقابلہ میں ابتداء دن سے حکومت کا کیا طریق عمل رہا؟ جمعیۃ کو کسقدر خطرات و مہالک پیش آئے اور جمعیۃ نے اپنی رفتار کیا رکھی؟ صدارۃ اور قصر یلدیز نے آجتک جمعیۃ کو صفحہ ہستی سے اکھاڑنے اور اسکے وجود کو نیست و نابود کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا۔ حکومت کی جو امیدیں والی مناستر اور مشیر (فیلڈ مارشل) فلیق (نیچھر اوری پلین) ثالث اور مفتش عام اور شمسی پاشا سے وابستہ تھیں پر نہ آئیں تو بہت ہی پریشان ہوئی۔ اور اضطراب دبے چینی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ناظرین کرام کی

دلچسپی کے لئے بعض برقی پیام جو مابین (وزرار) دولت اور مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا قائد عالی مناستر اور مفتش عام اور مشیر (فیلڈ مارشل) ثالث فیلق (شہزاری پلٹن) ابراہیم پاشا سے ہوئے ہیں۔ اور بعض وہ پیامات جو مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ثالث ابراہیم پاشا اور سپہ سالار منطقۂ مناستر اور رسنہ کے درمیان ہوئے پیش کرتے ہیں۔

تلغراف

بحضور قوماندانیہ منطقۂ مناستر

ج ۔ ۲۰ حزیران ۱۳۲۵ھ۔ آج خائنین دولت ہمایونی اور ننگ حرامان ظل سلطانی نے جو دنائت وسفلگی رسنہ میں پھیلا رکھی ہے نہایت قابل افسوس اور نفرت انگیز ہے۔ اسوقت ہمارا فرض عبودیتہ اور تقاضاء صداقت یہ ہے۔ کہ ہم اپنی عزیز ترین جانین حضرت ظل ہمایونی کی خدمت گذاریوں میں اور مذہب اسلام کی خاطر حیات قومی بقاء شرف عسکری کی خاطر حقوق سلطنت اور خلافت عظمیٰ اسلامیہ کے تحفظ وبقاء کی خاطر ایک ایک کرکے دیدیں۔ ہمارا شرف بس اسی میں ہے اور اسی میں ہماری حیات وزندگی ہے۔ آپکی صداقت پرستی قال اندیشی سے اُمید کیجاتی ہے کہ اس مسئلہ کو آپ نہایت اہم ترین مسئلہ سمجھیں گے اور نہایت غور وتدبر سے کام لیں گے۔ اور ان اہل خبث ارباب ملعنت کو نہایت جرأت و ہمت اور پوری طاقت کے ساتھ فنا کے گھاٹ اتارینگے کل دمیرحصار اور یرتقوب سے دو رجمنٹیں رسنہ بھیجی جائینگی۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ تمام امرار اور افسران فوج اور دیگر تمام اہل عسکر جنکا حضرت ظل ہمایونی مولانا قائد اعظم خلیفتہ المسلمین سے رابطۂ عبودیت ہے اور رشتہ صداقت رکھتے ہیں اسوقت اپنی حمیت دینی عزت قومی صدق واخلاص شجاعت وشہامت جرأت وہمت کا ثبوت دینگے۔ اور خاصکر اس سخت ترین معصیت کے وقت۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام خدمات ماضیہ سے زیادہ اہم ترین خدمات کا طالب ہے ہیں اسوقت

صداقت و دیانت رابطۂ جندیہ شرافت عسکریہ کو یاد دلاتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ آپ بغیر انتظار فوجی کمک اور بلا انتظار ورود طوابیر (رجمنٹیں) فوراً مصلحت وقت اور محل و مقام دیکھکر فوری تدابیر اختیار کریں اور ہر ممکن ذریعہ سے اہل وسوس خائنین وطن شمنت حرامان ظل ہمایونی کا ضائع کردیں اور جلد سے جلد ان تمرد و طغیان و خیانت و سفلگی کے درندوں کو خاک اور خون میں ملا دیں۔ اب تو ان ارباب ملعنت و وسوس اہل شر و فساد نے خاص خاص ارکان حکومت پر بھی حملہ کرنا اور شمشیر چلانا شروع کر دیا ہے۔

چونکہ اس فوج کی سپہ سالاری کے لئے امیر للّوا حاج نظمی پاشا جو سوقت وہاں موجود ہیں زیادہ موزوں ہیں اسلئے میں امید کرتا ہوں کہ انکے نام فرمان بھیجدیا جائے اور تمام حالات سے انہیں مطلع کر دیا جائے اور طریق عمل سے اچھی طرح متنبہ کر دیا جائے فقط

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق (پنجہزاری پلٹن) ثالث

ابراہیم

تلغراف

از جانب سر عسکر مورخہ ۱۲۔ حزیران ۱۳۲۴ھ

بحضور قوماندانیہ منطقہ کماستر

ج۔ قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی آفندی جو بہت سے آلات و اسلحہ اور جبخانہ وغیرہ پر حملہ آور ہو کر بہت سا سامان لے گیا ہے اور اپنے ہمراہ بعض اہل تمرد کو بھی لے گیا ہے آخر یہ کونسی رجمنٹ کا ایجوٹنٹ میجر تھا؟ اور کون ہے؟ کہاں کا رہنے والا ہے؟ اسکے مخصوص حالات کیا ہیں؟ اسکے ہمراہ کون لوگ ہیں؟ انکے پاس کسقدر آلات و اسلحہ اور میگزین ہے؟ اشیاء مغصوبہ کسقدر ہیں؟ عسکر سلطانی سے کتنے آدمی اسکے ساتھ جا ملے ہیں؟ اور کون کون ہیں؟

کس شہر کے باشندے ہیں؟ آجتک جو تدابیران باغیوں کے مقابلہ میں اختیار کی گئیں اسکے نتائج و ثمرات کیا نکلے؟ ان تمام استفسارات کا جواب فوراً بذریعہ تلغراف دیجئے اور ہر ممکن ذریعہ اور تدبیر سے جسطرح بھی ممکن ہو ان خائنوں کو گرفتار کیجئے اور آخری نتائج سے مطلع کیجئے۔ مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ثالث کو میں جلد سے جلد ضروری احکام بھیجتا ہوں اطمینان رکھیں۔ فقط

سر عسکر

رضا

تلغراف

بحضور قوماندانیہ منطقہ مناستر

بعض وہ تحریرات جو ملعون نیازی نے پرسیہ بھیجی تھیں اور جو ان تحریروں کا اسے جواب ملا ہے دستیاب ہوئی ہیں۔ جناب کے منطقہ و نیز دیگر منطقات کے درمیان پیام رسانی کے شفرہ کی کنجیاں کسی بریدکے ہاتھ فوراً روانہ فرمائیے مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ مختوم مہر شدہ روانہ فرمائیں۔

المشیر

ابراہیم

۲۱۔ حزیران ۱۳۲۴ھ

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

اوس تلغراف سے جو لطیف پاشا وکیل مشیر کی جانب سے پہونچا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ اون باشی (دس سپاہیوں کا افسر) قوماندان تہانہ لاحجہ کی روایت کے بموجب قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی کل گیارہ بجے لاحجہ میں مقیم تھے انکے ہمراہ تقریباً دو سو آدمی تھے وہاں سے وہ ایک

میدان کی طرف روانہ ہوگئے ہیں۔ انہوں نے وہاں سے مدیر ناحیہ رسنہ کو ایک بہت بڑا لفافہ بھیجا ہے جسکے اندر بہت سے کاغذات وخطوط ہیں جو بڑے بڑے لوگوں اور قومانداتیہ رسنہ کے نام لکھے ہیں۔ قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) موصوف نے اپنے ہی دستخط سے اور اپنی ہی مہر لگا کر روانہ کیا ہے اس لفافہ کے ہمراہ دو افسر ہیں۔ ایک کا نام صادق ہے۔ دوسرے کا نام یوسف اور آٹھ سپاہی اور بھی ہیں۔ صادق آفندی کا ارادہ رسنہ جانے کا ہے۔

بنا بر اس اطلاع کے امید ہے کہ آپ صادق آفندی سے تحقیق کرینگے اور دریافت کرینگے کہ خائن نیازی اب کس طرف کا ارادہ رکھتا ہے؟ اور کس طرف روانہ ہوا ہے؟ تلغراف کے ذریعہ مطلع فرمایئے کہ اس اثنا میں آپکے پاس کافی طاقت بہم پہونچ گئی یا نہیں؟ آپکو چاہیئے کہ نہایت جرأت وہمت کے ساتھ فوری تدابیر اختیار کریں اور شام کی تحریر کے بموجب جب آپ اون دو رجمنٹوں کے بھیجنے کا انتظام کریں تو اونکی ترتیب وتنظیم شام ہی سے کرلیں۔ قائد حدود یونانیہ کو لکھا گیا ہے کہ وہ فلورینہ کی جانب سے مقابلہ کرنے کی طیاری کریں اور جسقدر طاقت بہم پہونچا سکتے ہیں جلد سے جلد فراہم کریں۔

بہرحال! میں اس امر کا منتظر اور آرزومند ہوں کہ ہر ممکن ذریعہ سے آپ اپنی مساعی جلیلہ وایثار وخلوص کا دنیا کے سامنے نمونہ پیش کریں اور نیازی کا دائرہ عمل تنگ کردیں اور اسکی جمعیت جو یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے اوسے روک دیں اور اسکی تمام طاقتوں اور کوششوں کو خاک میں ملا دیں۔ امید ہے کہ آپ حالات وواقعات تدابیر نتائج وغیرہ سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں گے۔

۲۱۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ہمایونی ثالث

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیۂ منطقہ مناستر

خطاب خاص سری

لئیم نیازی کے وہ تلغرافات رموزی جو اوس نے رسنہ سے بھیجے ہیں اور ان ہر ایک کے جوابات جو اسے ملے ہیں ارسال خدمت ہیں کافی سعی و کوشش سے کسی واقفکار سے ان رموزی تلغرافات کو حل کرا لیجئے گا اور حل کرا کر مضمون اور خلاصہ سے جلد مطلع فرمایئے۔

۲۱۔ حزیران (جون)

از یاوران (شاہی محافظ ایڈی کانگ) حضرت شہریاریہ
مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ہائی ثالث

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیۂ منطقہ مناستر

پرسپہ کی اطلاع سے معلوم ہوا ہے کہ قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی ملازم (ایجوٹنٹ میجر) عثمان آفندی کے ہمراہ تھا معلوم ہوا ہے کہ کل عثمان آفندی نے قریہ یوسوچان کے قریب جو رسنہ سے تقریباً دو گھنٹہ کے فاصلہ پر ہے کسی میدان میں بیٹھکر اپنے تمام اعوان و انصار سے قسمیں کھلا کر خائن نیازی کے ہاتھ بیعت کرائی۔

چونکہ اس قریہ کی ایک جانب بحیرہ ہے اسلئے آپکو مطلع کیا جاتا ہے کہ جہانتک ممکن ہو جلد سے جلد پورے اہتمام کے ساتھ قریۂ مذکور کا محاصرہ کر لیجئے اور ان خبثائے وطن کو معہ انکے تمام اعوان وانصار باب ملعنت کا خاتمہ کر دیجئے اس امر کا کافی انتظام کیجئے کہ بحری راستہ سے یہ خائنین وطن فرار نہ ہونے پائیں اور جبال پر ستر

میں پناہ گزین نہ ہوسکیں نظمی پاشا کو مطلع کیجئے کہ وہ رسنہ کے اندر اس قسم کا اہتمام کریں کہ یہ خائنین سلطنت ان اطراف میں اپنے فرار ہونے کا میدان نہ بنا سکیں۔

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ہمایونی ثالث

۲۲۔حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

ابراہیم ادہم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

قوماندانیہ رسنہ سے معلوم ہوا ہے کہ اُن دو آدمیوں کی اطلاع کے بموجب۔ جو ملعون نیازی اور اسکے اعوان انصار سے علیحدہ ہو کر چلے آئے ہیں۔ آج کل یہ اہل شر و فساد اس راستہ پر جا رہے ہیں جو اوخری جا رہا ہے۔ لہذا اسوقت آپکو لازم ہے کہ کچھ فوجی کمک طیار کریں اور کسی معتمد اہل صداقت کی تیادت میں اوخری کی طرف روانہ کریں تاکہ اوخری اور اوخری کے گرد و نواح ہی میں ان ملاعنہ کا خاتمہ کر دے

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ہمایونی ثالث

۲۱۔حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

ابراہیم ادہم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

نہایت اہتمام اور تاکید کے ساتھ آپکو لکھا جاتا ہے کہ ملازم (جونٹ میجر) صادق اور بعض دیگر حکمرانان شاہی جو اسوقت ان اشرار مفسدین خائنین وطن سے جا ملے ہیں اور رسنہ پر سپہ کے اندر بڑے بڑے جرائم و جرائیم کے مرتکب ہوئے ہیں انہیں فوراً سلانیک روانہ کیجئے۔ معلوم ہوا ہے کہ افسر موصوف اور ان کے سپاہی اسوقت رسنہ ہی کے اندر موجود ہیں آپ انہیں اسناد و استحقاقات دیکر سلانیک بھیج دیجئے اور وقت روانگی سے مطلع کیجئے۔ ۲۴۔حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر
ابراہیم ادہم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

آجکل فریق اول (جنرل انچیف) شمسی پاشا قوماندان فرقہ (رسنہ) متروجہ حضرت ملجاء خلافت - ظل ہمایونی کے منشاء کے بموجب ملعون نیازی اور اسکے جاہل اعوان و انصار کی سرکوبی اور ملک کے ان نجس ذرات کو فنا کرنے کے لئے مامور ہوئے ہیں۔ جناب موصوف تین رجمنٹیں لیکر اسپیشل ٹرین سے سلانیک پہونچے ہیں اور اب وہ مناستر کی طرف روانہ ہو رہے ہیں۔ لہذا آپکی صداقت پرستی اور وفاشعاری و دقت نظری و معاملہ فہمی سے امید کی جاتی ہے کہ آپ جناب موصوف کا نہایت تعظیم و تکریم اور عظیم الشان اجتماع کے ساتھ پر زور استقبال کرینگے اور ہر قسم کی ضروریات اور سہولتیں بہم پہنچائینگے۔ جو ہدایات وہ پیش کریں بلاتامل بلاتاخیر اونپر عمل کریں اور متحدہ طاقت سے ان خائنین و منکران ظل ہمایونی کو صفحہ ہستی سے مٹادیں۔ آج جیش ہمایونی دنیا کے سامنے صداقت و جرأت اور سطوت و شجاعت کا نمونہ اور حمیت و غیرت کا مجسمہ ہے۔ لہذا اسکا فرض ہے کہ دنیا کے سامنے وہ کارنامے پیش کرے۔ جسکا تمام دنیا اعتراف کرے۔

المشیر

۲۴۔ حزیران (جون)

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

ج - ۲۴۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ء - نہایت افسوس اور رنج ہے۔ کہ شمسی پاشا الشانۂ اجل بنادیئے گئے۔ اور پھر اس سے زیادہ افسوس ناک امر

یہ ہے کہ ملعون قاتل نہ تو گرفتار ہوسکا اور نہ پہچانا جا سکا۔ کیا پاشا موصوف اسلئے گاڑی پر سوار ہوئے تھے کہ رسنہ جائیں؟ کیا قاتل کوئی فوجی آدمی ہے یا عامی؟ اور اب گرفتار ہوا یا نہیں؟ اگر نہیں تو تعاقب و جستجو جاری ہے یا نہیں؟ قتل کے لئے اوس نے کیا تدبیر کی تھی؟ قاتل کا گرفتار کرنا نہایت ضروری اور فرض ہے آپکی صداقت پرستی حکمت علی حمیت دینی سے امید کیجاتی ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے کسی نہ کسی طرح قاتل کو گرفتار کیجئے۔ اس امر کا نہایت خیال رکھئے۔ اور نہایت احترام و احتیاط سے کام لیجئے کہ تکلیف دہ واقعات ظہور پذیر نہ ہوں امن و امان برقرار رہے اور شرافت عسکریہ ناموس جندیہ کی ہر طرح حفاظت کیجئے۔ نواحی اوخری اور رسنہ کیطرف کافی طاقت روانہ کیجئے اور نہایت جرأت و ہمت کے ساتھ ملعون نیازی اور اسکے بدبخت مفسدین اعوان و انصار کو منتشر کرنے کی طیاری کیجئے۔ جلد سے جلد حالات و واقعات سے مطلع کرتے رہیئے متروجیہ کے وہ دو فوجی دستے جنھوں نے پہونچنے میں کچھ تاخیر کی آج ڈاک گاڑی سے آپکی طرف روانہ ہو گئے ہیں انکی ضروریات اور خدمات کا پورا اہتمام کیجئے۔ مکرر اینکہ امن عامہ کا ہر طرح ہر وقت خیال رکھا جائے۔

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ہمایونی ثالث
۲۴۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ
ابراہیم

تلغراف

بجناب امیر اللواء (بریگیڈیر جنرل) نظمی پاشا رسنہ

ان چند اراذل اور کمینوں کے مقابلہ میں اظہار عجز ہماری صداقت و عبودیت کے بالکل خلاف ہے ولی نعمت سیدنا مولانا سلطان ظل الٰہی کی وفا شعاری اور شرافت عسکریہ کے کسی طرح شایان شان نہیں ہے ادنیٰ سے ادنیٰ اظہار عجز کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خائنین حد درجہ جری اور غدار بنجائینگے جسکا لازمی نتیجہ تاسف

دائمی ہوگا اور بس۔ جن اُمور کی پابندی کے لئے آپکو لکہا گیا تھا اگر وہ غیر ضروری ہیں تو ترک کر دیجئے مگر آپ کا فرض ہے کہ وظیفۂ منصبی اور اصل کار سے کسی وقت غافل نہ رہیں بلا فتور بلا چون چرا اور بلا تأمل انجام دیجئے اور صداقت و عبودیۃ اور شرافت عسکریہ کا ثبوت دیجئے۔ ان خائنین ظل الٰہی ارباب ملعنت کو جلد سے جلد اعمال بد کا نتیجہ دکہلا دیجئے۔ اور آخر دم تک حضرت ملجاء خلافت ظل ہمایونی کی رضا جوئی کا پاس رکھئے۔ جناب سرعسکر کے تلغراف میں انہیں امور کی ہدایت ہے اور جواب میں بہی وہ انہیں امور کا مطالبہ کر رہے ہیں مکرر عرض ہو کہ جناب ہمت و جرأت صبر و استقامت کی برکات لیکر بڑہیں اور ان ملاعنہ دنیا ارباب مکارہ و ملام کا قلع و قمع کر دیں اور دنیا کو جراثیم خبیثہ سے پاک کر دیں مگر ملحوظ خاطر رہے کہ امن میں ایک لمحہ کے لئے خلل نہ واقع ہو۔

۲۶۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر
ابراہیم

تلغراف

مشیریۃ جلیلہ سلانیک

۲۵۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

گذارش اینکہ بعض امراء اور افسران فوج کا اسوقت اطاعت سلطانی سے منحرف ہو جانا اور باغیوں کی جمعیتہ سے جا ملنا نہایت خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ خصوصاً کل کے حادثہ فاجعہ نے تو سخت ترین خطرات پیدا کر دیئے ہیں اور خدانخواستہ آئندہ کے لئے یہ سخت ترین واقعات و حادثات کا پیش خیمہ ہے لہذا گذارش ہے کہ اس بارے میں فوری اور مفید تدابیر اختیار کیجئے اور ایک مجلس ناصحہ جسکے ارکان ذی اثر ہوں اور انکے کلام میں بہی کشش خدا داد کا اثر ہو روانہ فرمایئے تاکہ عوام کو سمجہائیں اور اس پر خطر تحریک سے باز رکہیں

ہم تو ان حالات کی بنا پر عجز و بے کسی کا اظہار کر رہے ہیں اور اسیطرح اظہار کر رہے
جسطرح امیرالوا نظمی پاشا کے تلغراف رسنہ سے عجز و بے کسی کا اظہار ہو رہا ہے۔
عرض و معروض ہمارا فرض ہے آیندہ جو جناب کا فرمان ہو۔

قوماندانیہ منطقہ مناستر

امیرالوا م عثمان ہدایت

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

۲۴۔۲ حزیران ۱۳۲۴ھ

ان چند سفلہ اور کمینوں کے مقابلہ میں جو شعار صداقت وعبودیتہ کو خیرباد کہہ کر حضرت ظل الٰہی ملجار خلافت کی بارگاہ سے غدر و بغاوت کر چکے ہیں۔ عجز و بے کسی و شک و تردد کا اظہار نہایت بزدلی اور صداقت شعاری کے بالکل خلاف ہے ان چار پانچ بدمعاشوں کی چند نالائق حرکتوں سے ایسی سمیت پہیل گئی کہ مامورین حکومت کے لئے باب عمل بند ہو گیا؟ کسقدر تعجب انگیز بات ہے؟ عبودیتہ و صداقت شعاری کا تقاضا یہی ہے کہ آپ اپنے فرائض منصبی وظیفہ موکولہ کو نہایت جرأت و ہمت عزم و ثبات سے انجام دیجئے۔ شرافت عسکریہ کی حرمت وعظمت کی وقعت ہاتھ سے نہ جانے دیجئے آپکو ہر حال میں حضرت ملجار خلافت ظل الٰہی کی رضا جوئی و خوشنودی کو مقدم سمجھنا چاہیئے۔ سر عسکر کی جانب سے جو جواب کل موصول ہوا ہے اوسمیں اس امر کی تاکید ہے۔ لہٰذا مکرر سہ کرر نصیحت اور تنبیہہ کرتا ہوں کہ ان ارباب شر و فساد کا نہایت عزوم و ثبات سے مقابلہ کیجئے اور جڑ بن سے ان کا استیصال کر دیجئے امن عامہ قائم رکھنے کی پوری سعی کیجئے۔

المشیر (فیلڈ مارشل) ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ مرکز مناستر

ج۔ہمیں نہایت تعجب وحیرت ہے کہ آپ اپنے بعض تلغرافات کے ذریعہ اطلاع دے رہے ہیں کہ رفعت بک کو آپ نے اپنے ہمراہ لے لیا ہے اور اپنے وظیفہ منصبی میں بک موصوف کو شریک کر لیا ہے۔ قوماندان منطقہ کی شان کے بالکل خلاف ہے کہ وہ دوسرے کو اپنے فرائض میں شریک کرے۔ کسی وقت اور کسی حالت میں بھی آپکے وظیفہ منصبی میں دوسرا شرکت نہیں کر سکتا۔ رفعت بک حضرت ملجار خلافت کے فرمان اور ارادۂ سنیہ کے بموجب رسنہ بھیجے گئے ہیں۔ لہٰذا میں آپکو متنبہ کرتا ہوں کہ آپ خود اپنے وظیفہ منصبی کو انجام دیجئے اور رفعت بک کو اپنے وظیفہ منصبی پر بھیج دیجئے۔ جواب جلد دیجئے۔

۲۵۔حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر
ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

قوماندانیہ یانیہ کے تلغراف سے معلوم ہوتا ہے کہ ملعون جرجیس نے نواحی ارکیری میں بڑی شرارتیں پھیلا رکھی ہیں یوماً فیوماً اسکے ہوا خواہوں کی تعداد بڑھتی چلی جارہی ہے۔جرائم و جرائیم بھی روبترقی ہیں اسکی سرکوبی کے لئے جو تیسری رجمنٹ مامور ہوئی ہے اسکی آمد کا شدید ترین انتظار رہے معلوم ہوا ہے کہ اس خبیث کی تادیب و سرکوبی کیلئے ابتدا ہی میں ایک رجمنٹ نامزد ہوئی تھی اور تکمیل رجمنٹ کے بعد رسنہ فوراً بھیجنے کی تجویز تھی لیکن یہ رجمنٹ ان آخری ہولناک واقعات کے رونما ہونے تک وہیں رہی اور جسوقت سیروزا اور معروکیچہ سے پانچ رجمنٹیں شریر نیازی کی سرکوبی کے لئے طیار ہوئیں اوسوقت اس رجمنٹ نے یہاں سے نقل و حرکت کی ہے اسوقت تک وہ

بالکل بے کار رہی۔ نہایت تاکید کیجاتی ہے کہ جن جن مواضعات ومقامات کو نیازی چھوڑ چلا ہے وہاں وہاں رجمنٹیں بھیجدی جائیں ہم انکی روانگی کی اطلاع کے منتظر ہیں تیسری رجمنٹ ہی مکمل کر دیجائے۔ اور اسکی روانگی اور پہونچنے کی فوراً اطلاع دیں۔

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق (پنجہزاری بلٹن) ہمایونی ثالث

۲۶۔ حزیران (جون)

ابراہیم

تلغراف

قومانداننیہ منطقہ مناستر

ج۔ ۲۶۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ۔ نہایت تاکید سے لکھا جاتا ہے کہ درّی مسیح بک چھاؤنی سے جس خائن کے فرار ہونے کے متعلق آپ نے اطلاع دی ہے۔ اوسے فوراً گرفتار کرلیجئے اور ان شریر ارباب ملعنت کے ساتھ کسیطرح جا ملنے کی مہلت نہ دیجئے۔

۲۷۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر

ابراہیم

تلغراف

بحضور مفتش عام حضرت حلمی پاشا

بناءً اون خبرون کے جو بعض اہالیان اور اہل عسکر سے مناستر اور اطراف مناستر میں طریق عمل روم ایلی کے متعلق ملی ہیں۔ حضرت عثمان فوزی پاشا مناستر بھیجے گئے ہیں۔ باوجودیکہ یہ کمیشن تحقیقات عسکری کے ایک رکن ہیں انکی خدمات دوسری ہیں لیکن خلاف معمول انہیں اسطرف بھیجا گیا ہے کہ حالات کی تحقیق اور اصلاح کریں۔ حضرت موصوف وہاں سے واپس ہوکر سلانیک پہونچیں گے اور جناب مفتش حسین حلمی پاشا سے اور مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق (پنجہزاری بلٹن) ہمایونی ثالث ابراہیم پاشا

سے ملاقات کرینگے اور مسائل حاضرہ پر بحث وگفتگو اور قرارداد اور عملی طریق کار متعین کرنے کے بعد اگر ملکیہ (سول سروس) کے متعلق اصلاح و توجہ کی ضرورت ہوئی تو حضرت پاشا مفتش احکام و اوامر اور تدابیر اصلاحی کا نفاذ فرمائینگے۔ اور اگر امور عسکریہ کی اصلاح کی ضرورت ہے تو اسکے متعلق تدابیر مؤثرہ اختیار کرینگے وقت واقعی نازک ہے۔ عربی کا یہ مقولہ بالکل درست ہے کہ ان مفسدًا واحدًا یستطاع ان یفسد جیشًا باسرہ۔ ایک مفسد سارے لشکر میں فساد کی آگ پھیلا سکتا ہے۔ ایک قطرہ نجس پورے مٹکے کو نجس کر دیتا ہے۔ جسوقت شمسی پاشا جیسے شریف تجربہ کار مخلص صاحب صدق و اخلاص کے خون سے قاتل نے اپنا دامن آلودہ کیا اسیوقت لازم تہا کہ اسے گرفتار کیا جاتا اور اوسپر احکام شرعی اور امر قصاص کا نفاذ کیا جاتا تاکہ آیندہ ان اشرار خائنین وطن کو عبرت ہوتی اور احکام شرع اور قانون حکومت کی کافی طور پر حفاظت ہوتی شمسی پاشا کا قتل ہوجانا اور پھر قاتل کا گرفتار نہ ہونا حکومت کے لئے ازحد خطرناک ثابت ہوا ہے کہ ماموریں حکومت کا سارا رعب و دبدبہ ہمت وجرأت خاک میں ملگئی اور ان اشرار وطن ملاعنہ متفرجین کی ہمتیں حد سے زیادہ بڑہ گئیں۔ نہایت اہم ترین ضروری امر تھا کہ باقتضاء حالات وحوادث قاتل مذکور کو اور اسکے تمام اعوان وانصار کو ہر ممکن ذریعہ سے گرفتار کیا جاتا اور مناسب حال سزا دیجاتی۔

موجودہ حالات کی بنا پر یہ مسئلہ بالکل واضح ہے کہ ارض روم ایلی میں ایک خاص نظام کے ساتھ فوجی طاقت تعینات کیجائے تاکہ وہ عظمت عسکریہ کو ہر طرح قائم رکھے اور نظم ونسق کا کافی اہتمام کرے اور حکومت کا رعب و دبدبہ قائم رکھنے کی کوشش کرے اور قوم مین جو اسوقت زلازل وقلاقل کا خطرناک سیلاب امنڈا چلا آتا ہے اوسے ہر ممکن ذریعہ سے روکے۔

یہ بھی ضروری ہے کہ اگر خلاف قانون خلاف صداقت وعبودیۃ عساکر حکومت میں کوئی بے عنوانی رونما ہوجائے جسطرح اسوقت رونما ہے تو اس کی اصلاح کیطرف فورًا توجہ کیجائے اور تمام غرائض سے اسے مقدم ترین فرض

سمجھا جاسکے۔ آپکو معلوم ہے کہ حضرت ملجا، خلافت ظل الٰہی کے جد امجد خلد آشیان سُلطان محمود خان کے زمانہ مین نفاذ قوانین اور انتظامات عسکریہ اور بقاء امن وغیرہ کے مسائل میں کسقدر مشقتیں اور تکالیف برداشت کرنی پڑین ہیں؟ وہی مشقتین اور تکالیف آج پیش ہین۔ آپکو معلوم ہے کہ شورشوں کے فرو کرنے میں اور امن و امان قائم رکھنے میں عساکر حکومت کی ناکامیاں اوّلاً اغیار و اجانب کو شکایات ناجائزہ کا موقع دے رہی ہیں اور طرح طرح کے اکاذیب اور اباطیل کے الزامات دولت عثمانیہ پر عائد کئے جاتے ہیں خصوصاً آج کی ناکامیاں تو شکایات و حکایات بیانات و اعلانات اور اخبارات مجلات کے لئے افترا، پردازیوں کا دروازہ کھولدینگی۔ علاوہ ازین دولت عثمانیہ کے پاس اس امر کا کیا جواب ہے جبکہ دول یورپ ان شکایات و کمزوریوں اور شورشوں کو دیکھ کر اس امر کا مطالبہ کرے کہ عساکر رومایلی کو جاندارمہ سے تبدیل کردیا جائے

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اسوقت اغیار و اجانب اس امر کی پوری سعی کر رہے ہیں کہ دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں انہیں تفرق و تحزب نفاق و شقاق کی آگ بھڑکائی جائے یہاں بھی دشمنان اسلام یہی چال چل رہے ہیں، اور اسکا منشا محض یہ ہے کہ دولت عثمانیہ کی مسلم طاقتیں باہم ٹکرا ئیں اور ملک کے اندر بدامنی کی لہریں دوڑ جائیں اور یاران طریقت بلغاریین کو فائدہ اٹھانیکا موقع دیں اور العیاذ باللہ بلغاریہ کو اس امر کا موقع دیں کہ اپنی دیرینہ تجاویز کی بنا پر ادرنہ بلکہ ادرنہ سے بھی آگے بڑھ کر اپنی ریاست کی حد بندی کر دے۔

بہر حال! یہ ایک واضح امر ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی اور ادنی سے ادنی لغزش بڑی بڑے جرائیم و جرائم کا پیش خیمہ بنجاتی ہے، جناب من! یہ چند کلمات نصیحت ہیں جو حضرت ظل اللہ ولی نعمت مولانا سلطان خلد اللہ ملکہ کیجانب سے آپکے سامنے پیش کئے گئے ہیں امید ہے کہ آپ فرمان ہمایونی کو سر آنکھوں پر جگہ دیتے ہوئے حسن خدمات اور حق و صداقت جرأت شجاعت کا ثبوت دینگے اور جناب عثمان فوزی پاشا کی صداقت شعار و حمیت و دیانت داری پر اعتماد کرتے ہوئے انکے مشورے کے بموجب عمل کرینگے ۔ ۲۴۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

باشکاتب حمید فوزی شہریاری۔ تحسین

تلغراف

(ادارۂ جلیلہ باش کاتب دیر منشی)

۲۷ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

ج۔ ۲۶ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ گزارش ہے کہ جناب کے ارادے سے اطلاع پائی ہم مسئلہ موجودہ پر غور و خوض اور بحث تمحیص ہی کے اندر مصروف ہیں حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا نہایت دل سوزی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ حکومت مناستر میں بحیثیت سول سروس اور بحیثیت عسکریہ پوری سعی و دل سوزی کے ساتھ نہایت سرعت و تیزی سے تحقیقات کر رہے ہیں تاکہ قاتل شمسی پاشا کا پتہ چلائیں۔

مناستر اور سلانیک کی عسکری چھاؤنیوں سے جو لوگ نیازی اور نیازی کے اعوان و انصار کے بعد فرار ہوئے ہیں اور رائیک جمعیۃ اشرار سے جا ملے ہیں اون کی تحقیق کیجا رہی ہے اور اُن مقامات کا پتہ چلایا جا رہا ہی جہاں یہ لوگ چھپے ہیں تاکہ انکی اصلاح کر دی جائے اور آئندہ ارتکاب جرائم سے انھیں بچا لیا جائے اور ان نصائح کی جو جناب مشیر (فیلڈ مارشل) صاحب کیجانب سے ہوئی ہیں۔ تجدید تاکید کر دیجائے۔

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان لوگوں سے یہ حرکات محض اسلئے صادر ہوئی ہیں کہ ان پر خوف دہراس کا بھوت سوار ہو گیا ہے اور مکر و خدع کی گرم بازاری کے پھندے میں آگئے ہیں مگر چونکہ ظل ہمایونی ہر حال میں انکے شامل حال ہے اسلئے بہت ممکن ہے کہ یہ لوگ جلد سے جلد اپنے اپنے فرائض کی انجام دہی کیلئے اپنے اپنے وظائف پر کاربند ہو جائیں اور خدمات عسکریہ انجام دیں۔ جس طرح کہ اس سے پیشتر ہوا ہے۔

بقدر امکان نیازی اور اسکے اعوان و انصار کی سرکوبی کے لئے تمام ممکن ذرائع اختیار کئے گئے اور کئے جا رہے ہیں اناطولیہ سے افواج مرتب ہو کر جون جون آتی جاتی ہیں مناستر کیطرف بھیجدی جاتی ہیں۔ وسائل اور طاقت بہم پہونچنے پر مفرورین کا پوری طاقت سے تعاقب ہو گا کیونکہ اب ان شریروں کی شر انگیزیاں اور تمرد و طغیانی و شقاوت

و بدبختی حد سے تجاوز ہو چلی ہے فیلق (نیجہزاری ملٹن) ہمایونی پر ایک گونہ تشبث و وثوق اور اعتماد و بھروسہ ہو گیا ہے کیونکہ وہ رجمنٹیں جنکے افسر جمعیتہ فسادیہ کیطرف مائل تھے۔ اور اہالیان قری و باشندگان قصبات کو طمع دکھا کر ترغیب و تشویق سے فساد کیلئے آمادہ کرتے رہتے تھے ان افسروں کی معہ ان رجمنٹوں کے تبدیلی کر دیگئی ہے لیکن باوجود اسکے حصول مقصد کیلئے صرف موجودہ طاقت کافی نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ اور رجمنٹیں بھی طیار کیجائیں اور اناطولیہ کی رزرڈ فوج پہونچتے ہی ان اشقیا کا تعاقب کیا جائے اور جہاں جہاں اہالیان قصبات و دیہات اور افسران فوج کو آجتک باہمی یکجائی و ہم نشینی اور افہام و تفہیم کا موقع ملا ہے اور جہاں جہاں عسکری جمعیتیں آبادیوں کے قریب یا آبادیوں کے اندر موجود ہیں انکی اصلاح کر دیجائے اور آبادیوں سے بالکل علیحدہ کر دی جائیں۔ افسران فوج کو اسطرح علیحدہ کیا جائے کہ باشندگان قصبات و دیہات سے بالکل کسیطرح اختلاط ارتباط نہ ہونے پائے اور ان افسروں کو بھی آپسمیں ملنے کی مہلت نہ دیجائے حکومت کی جانب سے اس بارے میں نہایت بے پروائی و بے اعتنائی برتی گئی ہے کہ خدمات عسکریہ کو دیکھکر کسی کو درجات و مراتب اور ترقی و وظائف سے خوش نہیں کیا گیا حکومت کی اس بے توجہی نے بہت سے افسران فوج کو مایوسی و ناامیدی کے ورطے میں ڈالدیا ہے اور آج اسی مایوسی کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے یہ ایک بدیہی اور کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ عدل سلطانی کے زیر سایہ ان لوگونکو ترقی کا موقع دیا جاتا تاکہ یہ لوگ خوشی خوشی جیش ہمایونی کی خدمات انجام دیتے اور خوشی خوشی ایثار و قربانی کے لئے طیار ہوتے۔ آج حکومت کا فرض ہے کہ اس طرف جلد توجہ کرے۔

ہم نے اسوقت نہایت غور و فکر بحث و تمحیص کے بعد یہ طے کیا ہے کہ آستانہ علیا اناطولیہ سے رزرڈ افواج بہت جلد روانہ فرمایئے کہ اسوقت یہ تدبیر بارآور معلوم ہوتی ہے مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا سابق اطلاع کے بموجب عنقریب سفر کرینگے تاکہ مطابق فرمان ظل اللہی اپنے فرائض انجام دیں۔ آیندہ جو حضور ولی نعمت کا فرمان ہو بسر و چشم منظور ہے۔

عثمان۔ ابراہیم۔ حسین حلمی

تلغراف

بجناب عثمان ہدایت پاشا قوماندان منطقۂ مناستر

۲۸ حزیران ۱۳۲۴ھ حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان فوزی پاشا رکن کمیشن تحقیقات عسکری خلاف عادۃ اور خلاف معمول بضرورت بعہدۂ قوماندانی مامور ہو کر خاص فرائض کی انجام دہی کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ فرائض خاص یہ ہیں کہ ہر ممکن ذریعہ موجودہ اضطراب و بےچینی اور فساد و شورش کو دور کیا جائے اور اہل فساد ارباب شقاوت و جرائم کا قلع قمع کر دیا جائے۔ کل کی ٹرین سے سلانیک سے مناستر کیطرف روانہ ہوجائینگے آپکو نہایت زور کیساتھ لکہا جاتا ہے کہ جبتک مشیر (فیلڈ مارشل) موصوف اپنے فرائض کی انجام دہی میں وہاں مصروف رہیں۔ ہرطرح انکی اعانت و امداد اور طریق عمل میں انکی مدد کریں۔

مین آپکی توجہ چند نصیحتوں کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے کسیطرح انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مرکز مناستر و نیز دیگر مراکز میں نظم و نسق کے متعلق کوئی صحیح تدابیر اختیار نہیں کیگئیں مسئلۂ نظام کو آپنے بالکل پس انداز کر دیا۔ حالات حاضرہ اور حادثہ فاجعہ شمسی پاشا کے متعلق ابتک آپنے کوئی عملی کارروائی نہیں کی۔ اگر آپنے مشیر (فیلڈ مارشل) موصوف کے متعلق بھی بے احتیاطی و لاپرواہی سے کام لیا اور خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آیا تو یاد رہے کہ درجۂ مسئولیۃ سخت ترین ہے تمام تر ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی جسکا نتیجہ آپکے حق میں نہایت خطرناک ثابت ہوگا۔ لہذا میں آپکو نصیحت کرتا ہوں اور خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ آپ مشیر موصوف کیلئے کافی تدابیر اختیار کیجئے اور نہایت اہتمام کے ساتھ انکا استقبال کیجئے اور مراسم احترام و استقبال کو کافی طور پر انجام دیجئے اور حفاظت و نگرانی کا بھی کافی انتظام کیجئے۔ دیکھہ بھال کرنیوالی جماعت علیحدہ ہو اور دائرہ عسکری کا نہایت احتیاط سے کافی بلکہ کافی سے زیادہ اہتمام کیا جائے اور جہاں قیام کریں۔ ارباب حراسہ مسلح ہو کر پہرا دیں۔ مکرر لکہا جاتا ہے کہ نہایت حزم و احتیاط سے کام لیجئے۔ ایک اہم ترین امر کی ہدایت اور کر رہا ہوں وہ یہ کہ

جبتک مشیر موصوف اپنی قیام گاہ تک نہ پہونچ جائیں اسوقت تک انکی آمد کی خبر شائع نہ ہونے پائے۔ سوائے آپکے اس امر سے کوئی مطلع نہ ہو۔ عام طور پر اعلان وتشہیر یہ ہو کہ کسی دوسرے سبب کی بنا پر یہ رجمنٹیں آرہی ہیں خلاصۂ کلام یہ کہ ہر حال میں حکمت وبصیرت سے کام لیجیے۔

مشیر (فیلڈ مارشل)
ابراہیم

تلغراف

بحضور مشیریتہ جلیلہ سلانیک

ج۔ مورخہ ۲۸۔ حزیران ۱۳۲۴ء فرمان عالی موصول ہوا۔ حالات سے مطلع ہوا۔ احتیاط وحفاظت نظام وغیرہ کے متعلق جو کچھ جناب نے فرمایا ہے بالکل زائد اور فضول ہے۔ ہمیشہ جناب کے فرمان کے بموجب انتظام کیا گیا ہے اور ہوگا مرحوم شمسی اگر شہید ہوئے ہیں تو انہیں محافظین اور اہل حراسہ کے درمیان جنھیں مرحوم نے خود ہی منتخب کیا تھا۔ ترتیبات وتنظیمات اور تمام تر اہتمام مرحوم کے حکم کے بموجب ہی ہوا تھا۔ میرے پاس اس امر کا کافی ثبوت ہے کہ خاص اسوقت جبکہ مرحوم شمسی پاشا شہید ہوئے میں نے اپنی جان ہرگز نہیں بچائی بلکہ میں اسوقت سخت خطرناک موقع پر کھڑا ہوا تھا یعنی مرحوم کے پہلو میں کھڑا تھا۔

یہ اطلاع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا کی تشریف آوری کی اطلاع مجھے آج دن میں نہیں موصول ہوئی حضرت والی مناستر نے مجھے اسوقت رات کو اطلاع دی ہے ابھی اسیوقت قوماندان مرکز مناستر کو لکھا ہے کہ فوجی انتظام ہونا چاہیئے۔

جناب کو اس امر سے مطلع کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ مشیر موصوف کی تشریف آوری اور قوماندان مناستر پر مامور ہونے کی افواہ کئی دنوں سے

یہاں مشہور ہو رہی ہے۔ بنابریں گذارش ہے کہ جناب اس امر کو تسلیم کرینگے کہ مشیر موصوف کے متعلق غیر واقعی خبر کی تشہیر نہیں کیجا سکتی اور اصل واقعات اور حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ خصوصاً اُس جمعیۃ کے سامنے جسکی شاخیں ملک میں جال کیطرح پھیلی ہوئی ہیں اور حکومت کے ہر حرکت و سکون سے باخبر ہے اور تمام ارادوں اور واقعات سے آگاہ ہے منٹ منٹ اور لمحہ لمحہ کی کارروائیاں اسکے سامنے پیش ہوتی ہیں مشیر (فیلڈ مارشل) موصوف کی حفاظت و نگرانی کے متعلق انتظام کرنا اور ہر ممکن ذریعہ سے موصوف کی جان کی حراست کا سامان بہم پہنچانا میرا کام ہے لیکن موصوف کی محافظت و نگرانی کا بار مجھپر ڈالنا اور اسکی تمام تر ذمہ داریاں مجھپر عائد کرنا کسیطرح بھی قرین عقل و قیاس نہیں کیونکہ یہاں تو ہر قسم کے لوگ موجود ہونگے۔ امراء رؤسا افسران فوج اہالیان مناستر ملازمان شاہی وغیرہ پھر یہ کیونکر معلوم ہو سکتا ہے کہ انمیں اچھا کون ہے اور بُرا کون؟ بظاہر تو ہر شخص سرکاری ملازم یا خیر خواہ حکومت اور وفادار دولت ہے۔ ان میں سے نیک نیت بدنیت کا امتیاز کیونکر ہو سکتا ہے؟ لہذا میں اس سخت ترین ذمہ داری کو کسی طرح اپنے سر پر نہیں لے سکتا۔ میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ عرض پرداز ہوں کہ میں اپنی جان حضرت ظل الٰہی کی خدمت گذاریوں میں دینے کے لئے ہر وقت طیار رہوں سخت سے سخت خطرناک امتحان میں سر سامنے رکھدونگا اور اسکو میں اپنے لئے باعث فخر و مسرت سمجھونگا۔ لیکن یہ سخت ترین ذمہ داری ہرگز ہرگز میں اپنے سر نہیں لے سکتا۔

میں اس امر کی معافی چاہتا ہوں کہ آج خلاف عادۃ و خلاف مروت جواب کے اندر میں نے کچھ گستاخی کی ہے اور خلاف ادب الفاظ لکھدیئے ہیں۔

قوماندان منطقہ مُناستر

امیر اللواء (بریگیڈیر جنرل)

عثمان ہدایت

تلغراف

قوماندانیہ منطقۂ مناستر

ج ۰ ۲۶ حزیران ۱۳۲۴ھ مناستر کے اہالیان مسیحی کی جانب سے جو واقعات و
حالات پیش آئے ہیں انکی دو وجہ ہوسکتی ہیں یا تو یہ کہ نیازی کی حرکات سے خائف ہوگئے
کہ کہیں ایسا نہ ہو، مکانات اور مال ومتاع کو پامال کردے یا یہ کہ اس تحریک اشاعت
کو بلغاریہ کے عزم وارادہ کا نتیجہ سمجھے کہ بلغاریہ نے اپنے حدود کا دائرہ وسیع کرنے کی غرض
سے یہ طریق عمل اختیار کیا ہے، بہرحال امناستر کے عیسائیوں سے جو حالات و واقعات
رونما ہوئے ہیں انکی یہی دو وجہیں ہوسکتی ہیں۔

میر منشی حضرت ظل اللہی کا تلغراف موصول ہوا ہے کہ اسباب اضطراب جلد دور
کئے جائیں اور شورشیں فرو کیجائیں اور ملک میں سکون واطمینان پیدا کرنے کی سعی کیجائے
لہذا آپکو لکھا جاتا ہے کہ حضرت ملجا خلافت ظل اللہی کے فرمان وحکم کی تعمیل کیجئے اور اسباب
اضطراب کے دور کرنیکی سعی کیجئے اور نتیجہ کار سے جلد جلد مطلع کرتے رہئیے۔

۲۸ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر (فیلڈ مارشل) ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقۂ مناستر

مقصد یہ ہے کہ نیازی اور اسکے اعوان وانصار کے خلاف سخت کارروائی کیجائے اور پوری
طاقت کیساتھ انکا تعاقب کیا جائے اور انکی جمعیۃ کو منتشر و پراگندہ کردیا جائے لہذا آپکی غیور
اور باحمیت شخصیت سے اس امر کی امید کرتا ہوں کہ آپ جلد سے جلد مطلع کیجئے کہ اسوقت
آپنے اس بارے میں کیا کیا؟ انکے استیصال کا کیا انتظام کیا؟ اور اسوقت نیازی اور اسکے
اعوان وانصار کس مقام پر ہیں؟ ۲۶ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

المشیر
ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

۲۹۔ حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ۔ ایک اجنبی شخص کے ذریعہ معلوم ہوا ہو کہ جمعیۃ فساق حکومت مناستر کے ان مجرموں کو جو جیلخانوں کے اندر محبوس ہیں ورغلا بہکا کر بھگا رہے ہیں اگرچہ یہ خبر تحقیق طلب ہو۔ مگر بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہو کہ آج پھر چند ارباب جرائم اہل جرائیم وجنایات بھاگ نکلے ہیں اور قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی اور اسکے اعوان وانصار سے جا ملے ہیں۔ کیونکہ یہ اطلاع حال ہی کی ہے اور خاص طور پر پہونچی ہے اسلئے ایک گونہ صحیح ومصدق معلوم ہوتی ہے۔ لہذا مصلحت وقت اور احتیاط کا اقتضا ہے کہ اسطرف جلد توجہ کیجائے اور فوری تدابیر سے کام لیا جائے۔

ولایت مناستر کی خدمت جلیلہ میں میری یہ عرض ہو کہ اسطرف جلد توجہ کرے۔ ارکان تحقیقات کی مراسلتوں سے معلوم ہوتا ہو کہ عساکر حکومت اور ولایت مناستر اشتراک عمل سے کام لینگے اشتراک کے تمام اسباب انجام پاچکے ہیں لہذا میں آپکو بھی ہدایت کرتا ہوں کہ اس بارے میں آپ فوری تدابیر اختیار کیجئے۔

المشیر (فیلڈ مارشل)

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

واقعات وحالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان خبثاء وطن اہل تمرد وطغیان نے مختلف طریقوں سے عجیب طرح اسلحہ اور جبخانجات پر قبضہ کیا ہو اور شاہی خزانہ لوٹ کر فرار ہوگئے ہیں۔ فرض یہ تھا کہ یہ ساری چیزیں ان خائنین وطن اہل شر وفساد کے دست برد سے محفوظ رکھی جاتیں یہی چیزیں تو ہیں جنپر عسکر شاہی کا دارومدار ہے۔

فوج کی اصل روح تو یہی چیزیں ہیں۔ لہذا آپکو لکھا جاتا ہے کہ آپ آلات و اسلحہ جبخانجات خزائن وغیرہ کی محافظت کیجئے۔ وگرنہ پھر یاد رہے کہ ان تمام اُمور کی ذمہ داریاں قوماندانیہ پر عائد ہونگی۔

المشیر (فیلڈ مارشل)

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

ج ۔ ۵۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ ۔ آپکو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر طرف سے ان اشقیاء کا تعاقب کیجئے اور پوری طاقت سے انکا مقابلہ کیجئے۔ جسطرح بھی ممکن ہو۔ انھیں صفحہ ہستی سے مٹا دیجئے۔ اس امر کا کافی انتظام کیجئے کہ ان ظالموں سے کسی نہ کسی طرح بندوقیں چھین لیجائیں۔ طریق عمل اور نتائج سے جلد مطلع کیجئے۔

المشیر

ابراہیم

قوماندانیہ منطقہ مناستر

از سلانیک منزل مشیر (فیلڈ مارشل) بلا تلغراف

بموجب ارادۂ سنیہ حضرت ملجاء خلافت اور بنا برائے کمیشن تحقیقات عسکریہ اس طرف کافی توجہ کیجائے کہ امراء اور افسران فوج کی تنخواہیں جلد سے جلد دیدیجائیں اور جو لوگ ان میں سے باغوائے اہل شر و فساد طریق مستقیم چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں۔ ان پر ولی نعمت ملجاء خلافت کیجانب سے مرحمت خسروانہ اور شفقت و مہربانی کا اظہار کیا جائے اور کافی طور پر انہیں اطمینان دلایا جائے کہ خوف و ہراس و بیم و وجل کی کوئی وجہ نہیں اور جو لوگ باوجود فہمائش اور مرحمت خسروانہ راہ راست پر نہ آئیں۔

انہیں فوراً گرفتار کرکے دواوین حرب کے سپرد کر دیا جائے اور حسب ضابطہ انپر مقدمات چلائے جائیں اور کافی سزا دیجائے۔ اس بارے میں حضور پر نور ظل الٰہی کا تلغراف عالی موصول ہو چکا ہے لہذا نہایت تاکید سے لکھا جاتا ہے کہ پوری سعی و کوشش کیساتھ آپ اپنے فرائض انجام دیجئے اور ملجار خلافت حضرت ظل الٰہی کی رضا جوئی و خوشنودگی ہر حال میں مد نظر رکھیئے اور فریضۂ صداقت و عبودیۃ کو نہایت دل سوزی سے انجام دیجئے

مشیر (فیلڈ مارشل) فیلق ذنپجہزاری پلٹن) ہمایونی ثالث

۲- تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

ابراہیم

تلغراف

قوماندانیہ منطقہ مناستر

از سلانیک بذریعہ تلغراف

حضرت ملجار، خلافت ظل الٰہی کے فرمان عالی اور جناب میر منشی دولت ہمایونی کے امر کے بموجب اطلاع دیجاتی ہے کہ رفعت بک قوماندان فرقہ متروپچہ جنھیں ترقی دیکر عہدۂ میر آلائی (کرنل) پر مامور کیا گیا ہے اور اسوقت وہ چند رجمنٹوں کی قیادت کرتے ہوئے رسنہ کیطرف جارہے ہیں۔ انہیں لازم ہے کہ حضور ظل الٰہی کے ارادۂ سنیہ کے بموجب مرحوم شمسی پاشا کے پیش کردہ طریق عمل پر کاربند ہوتے ہوئے اپنے فرائض انجام دیں اور اسیوقت سفر کی تیاری کریں آیندہ کے طریق عمل کے متعلق عنقریب اطلاع دیجائیگی

مشیر فیلق ہمایونی ثالث

۲۴- حزیران (جون) ۱۳۲۴ھ

ابراہیم

باوجود ان اضطرابوں اور شورشوں کے حکومت کو ایک منٹ کیلئے مایوسی نہ ہوتی تھی اسے یقین تھا کہ جو قوم اسوقت بالکل برگشتہ ہو چکی ہے اور حریت و آزادی کی راہ میں اپنے طریق عمل کو بالکل بھول چکی ہے اسے شمسی پاشا کے بعد اناطولیہ کی فوجی طاقتوں اور عثمان پاشا اور مفتش عام اور ابراہیم پاشا کے ذریعہ کچل دیگی۔ ان چند افراد کے بل بوتے پر یہ گمان

کرتی تھی کہ اس عام سیلاب وشورش کو روک دیگی۔ اناطولیہ کی رجمنٹوں پر بھی بڑا اعتماد تھا۔ ان رجمنٹوں کی طاقت پر بڑی بڑی تجاویز اور اسکیمیں طیار ہوتی تھیں۔ حالانکہ اناطولیہ کی یہ فوجی رجمنٹیں جنھیں شمسی پاشا کی امداد کے لئے بھیجنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور سلانیک کی طرف اور سلانیک سے مناستر کی طرف روانہ بھی کردی گئی تھیں حکومت کے حق میں بالکل غیر مفید ثابت ہوئیں بلکہ بجائے اسکے کہ وہ حکومت کا ساتھ دیتیں وہ فرائض انجام دیتے۔ جنکی انجام دہی کے لئے جمعیتہ اتحاد و ترقی عثمانیہ سعی کر رہی تھی حکومت کے آلات واسلحہ سے جمعیتہ اتحاد و ترقی اور ملت بیضا کی خدمات انجام دیں۔ حکومت کے احکام واوامر کو بُری طرح ٹھکرا دیا اور خدائے ذوالجلال وذوالجبروت کی قسمیں کھا کر اس امر کا وعدہ کیا کہ یہ اسلحہ جمعیتہ کے مقابلہ میں نہ اٹھیں گے بلکہ خائنین وطن اہل جور واستبداد کے مقابلہ میں اٹھینگے ان رجمنٹوں نے جمعیتہ کا ہر طرح ساتھ دیا۔ قصر یلدیز کو سخت سے سخت تہدید کی چنانچہ اس تہدید سے یلدیز نے بھی اس امر کا اعتراف کر لیا کہ فوجی کمکیں جمعیتہ کی افواج کی سرکوبی کے لئے بھیجنا بالکل بے سود ہے اور اب مقابلہ کی گنجائش نہیں ہے۔

کسقدر خوشی کا مقام ہے کہ والی (گورنر) مناستر جیسی غیور وباحمیت شخصیت نے کہ جن کا شمار اکابر حکومت میں ہے جمعیتہ کا ساتھ دیا اور مقاصد جمعیتہ کو خوشی خوشی قبول کیا اور اپنی شخصیت ومرتبہ کے موافق بڑی بڑی خدمات انجام دیں۔

جسوقت جمعیتہ اتحاد و ترقی عثمانیہ اور ولایت کی جانب سے حکومت کو تہدیدی تلغرافات پہونچے قصر یلدیز پر ہلاکت وبربادی کی بجلیاں کوندگئیں حکومت مستبدہ کو اعتراف کرنا پڑا کہ اب حریت وآزادی کی تحریک کامیاب ہوگئی ہے اور برضا ورغبت نہیں تو قسراً مجبوراً آزادی دینا ضروری ہے۔ مناسب ہوگا کہ ہم اس موقع پر جمعیتہ اتحاد و ترقی عثمانیہ اور والی دگورنر) مناستر کے بعض تلغرافات نقل کردیں۔

تلغراف

بحضور اقدس ملجاء خلافت

حضور اقدس! ہم نہایت عجز وانکساری کے ساتھ عرض پرداز ہیں کہ حضور جلد سے جلد

قانون اساسی کا نفاذ و اجرا فرمائیں۔ اور دستوریتہ کا اعلان کردیں اور ان خاکساروں کو ظل ہمایونی میں زندگی بسر کرنے کی مہلت دیں۔ اگر یوم اتوار تک مجلس مبعوثین (پارلیمنٹ) کا افتتاح اور اعلان نہ ہوا اور اس بارے میں فرمان شاہی صادر نہ ہوا تو مجبوراً ملک کے اندر وہ حوادث و واقعات پیش آئینگے جو حضور کی مرضی کے بالکل خلاف ہونگے۔

آپکو معلوم ہے کہ ماموریں سول سروس و ملازمین شاہی اور بڑے بڑے رؤسا، امراء و افسران فوج و اراکین شاہی و علماء و مشائخ اور تمام مسلم و غیر مسلم چھوٹے بڑے ہمارے ساتھ ہیں ولایت مناستر کے تمام باشندوں نے بلا استثنا خدائے ذوالجلال و ذوالجبروت کی قسمیں کھائی ہیں اور جمعیتہ اتحاد و ترقی عثمانیہ کے سامنے سر جھکا دیا ہے اور ہر طرح قربانیوں کے لئے طیار ہیں۔ آئندہ حضور اقدس کی جو رائے۔

الجمعیۃ الاتحاد والترقی العثمانیہ
مرکز مناستر

۹۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

تلغراف

بحضور ظل اللہی ملجا، خلافت و بحضور ملجا، صدارۃ!

وہ دو ڈھائی سو آدمیوں کی مسلح جمعیتہ جو قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) نیازی آفندی اور قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) ایوب آفندی کے زیر قیادۃ کام کر رہی ہے آج مناستر پہونچ گئی ہے اور عاجز کے غریب خانے اور بعض دیگر امراء کے مکانات کا محاصرہ کرلیا کچھ رات گذرنے کے بعد ایک دم آٹھ سو آدمیوں کی جمعیتہ پہونچی اور حضرت مشیر (فیلڈ مارشل) کی محلسرا کا محاصرہ کرلیا اور حضرت موصوف کو گرفتار کرکے مناستر لے گئے۔ تمام عسکر حکومت جمعیتہ کے ارکان سے جا ملا اور مناستر جا پہونچا۔ تقریباً ساڑھے تین ہزار آدمی رعایا کے بھی انکے ہمراہ ہولئے ہیں۔ اطلاعاً عرض ہے۔

الوالی (گورنر)
حفظی

۱۰۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

پرستار حریت والی موصوف جنھوں نے اس تلغراف کے ذریعہ حقیقۃ حال سے حکومت کو مطلع کیا ہے۔ اس سے پیشتر بھی شمسی پاشا کی وفات کے دن سے لیکر آجتک مفتش عام اور ییلدیز اور حامی صدارۃ کو مسائل حاضرہ اور جمعیتہ کی شخصیت کے متعلق کافی توجہ دلاتے رہے اور سمجھانے میں سعی بلیغ اور کافی جد وجہد سے کام لیا۔ لیکن بجائے ناکام ہی رہے موصوف کی کوششوں کا پتہ اوس تلغراف سے چلتا ہے جو مورخہ ۵۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ء کو ارکان دولت کو بھیجا ہے (یہ تلغراف کہیں آگے درج ہو چکا ہے)

موصوف کی حمیت وغیرت اور صداقت پرستی کا ثبوت مندرجہ ذیل تلغراف سے ہو سکتا ہے۔

تلغراف

بحضور مفتش عام

معروض اینکہ اوس جواب پر نظر کرتے ہوئے جو تلغراف کے ذریعہ صدارت عظمیٰ کو دیا گیا ہے اور جسکی صحیح صورت بذریعہ قاصد حضور آصف کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں اس امر کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ حالات دیگر گوں ہیں۔ مجھ مین اس امر کی طاقت نہیں کہ اصل حقائق وحالات (جو اچھی طرح روشن ہیں) جناب کی خدمت گرامی میں پیش کروں۔ اون واقعات مولمہ حوادث فاجعہ کی بنا پر جنکا وقوع قطعی اور یقینی ہے اور جسکی ذمہ داریاں تمام تر مجھ پر عائد کیجاتی ہیں۔ میں مجبور اور سخت مجبور ہوں کہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جاؤں۔ میں نے اس مسئلہ کو صدارت عظمیٰ کے سامنے بھی اسی طرح پیش کر دیا ہے جسطرح جناب کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ اب جو حضور کا فرمان۔

۲۷۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ

الوالی (گورنر)
حفظی

والی موصوف کے ذریعہ جب یلدیز اور ارکان حکومت اہل استبداد پر یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ قوم وملت کا مقابلہ حکومت کے لئے دشوار ترین مرحلہ ہے تو حکومت نے اپنی توجہ دوسری طرف مبذول کی۔ بطریکیات (عیسائی مذہبی پیشواؤں) اور یونانیوں کو اپنے ہمراہ لینے کی کوشش کی تاکہ اس طاقت کے ذریعہ جذبات قومی کا مقابلہ کیا جائے چنانچہ حکومت نے اوسی وقت مجسمۂ ملعنۃ منیر کو اتینا (ایتھنز) کیطرف روانہ کیا۔ اس نے پہونچکر ایک حد تک اپنے مقصد میں کامیابی بھی حاصل کرلی۔ اروام وغیرہ کو جمعیۃ کیطرف سے اچھی طرح بدظن کردیا۔ حالانکہ اروام اس سے پیشتر جمعیۃ کے حلقہ بگوش تھے۔

آخر جمعیۃ نے بھی اس طرف توجہ کی اور مندرجہ ذیل بیان مراسلت کے ذریعہ تمام اروام کے قلوب پر قابو حاصل کرلیا۔

مراسلہ بنام رئیس روحانی قائد مذہبی جماعت اروام

اور جمعیۃ رومیہ

آپ حضرات کو جمعیۃ کے وجود اور اسکی شخصیت کا علم ضرور ہے جمعیۃ آجتک خفیہ طور پر کام انجام دیتی رہی اور اپنے وجود کو محجوب ومستور رکھا لیکن آج وہ اپنے وجود اور اپنی طاقتوں کا زمانے کے سامنے کھلے طور پر اعلان کر رہی ہے اسکا نام جمعیۃ اتحاد وترقی عثمانیہ ہے اس نے اپنی بنیاد اسلئے رکھی ہے کہ حریت ومساوات کی برکات عظمیٰ سے ملک کو مالا مال کردے اور تمام دولت عثمانیہ کی رعایا کو بلا تفریق جنس ومذہب سعادۃ وسلامتی حریت وآزادی کی زندگی بخشے۔ جمعیۃ اتحاد وترقی کا مقصد وحید اوس قانون اساسی کا اجراء وانفاذ ہے جسکا اعلان ۱۸۹۲ء میں ہوا ہے اور ہر سال سالنامجات (سالانہ رپورٹ) میں جسکی نشر واشاعت کی جاتی ہے۔ اور دستوریتہ کا اجرا کرا کر مظلوم قوم کو حریت وآزادی کی برکتیں دیوے۔ جمعیۃ اسلئے دنیا میں جلوہ گر ہوئی ہے کہ اون جرائم وجراثیم مفاسد مہالک کو دور کرے جو ناجائز مذہبی عصبیتوں باہمی نزاعات اور جنگ وجدل سے رونما ہورہی ہیں

اون خیانتوں اور دسیسہ کاریوں کو نیست و نابود کرے جس نے ملک کے اندر خونریزی کے دریا بہا دیئے۔ جمعیۃ اسلئے اپنا جھنڈا بلند کر رہی ہے کہ دولت عثمانیہ کی تمام رعایا بلا اختلاف جنس و مذہب حریت آزادی اور سعادۃ و سلامتی کی زندگی بسر کرے ان مقاصد علویہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم امید کرتے ہیں کہ برادران وطن اہل روم کسی طرح بھی سفک و ماء زلازل و تلاقل اور خونریزیوں کے باعث نہیں گے اور ملک کو ایک لمحہ کے لئے بھی اضطراب و بے چینی کا موقع نہ دینگے۔ اگر اروام کا مقصد وحید حریت و مساوات کی طلب صادق اور سعادہ حقیقیہ کی سچی جستجو ہے تو ہماری رفاقت کریں اور نہایت انشراح صدر و طیب نفس کے ساتھ ہمارا ساتھ دیں۔ جسطرح بلغاریہ نے ہمارے اس مقصد علوی میں ہماری رفاقت کی اور نہایت اخلاص و نیک نیتی سے طریق عمل میں ہمارے ساتھ ہیں آپ بھی ساتھ دیجئے۔ زیادہ عرض و معروض کی ضرورت نہیں۔ نہایت صدق و اخلاص سے ہماری رفاقت کیجئے۔ اگر اروام ہماری معیتہ و رفاقت کے لئے طیار نہیں اور دست اتحاد بڑھانے کے لئے آمادہ نہیں تو کم از کم یہ اُمید ضرور کرتے ہیں کہ نہایت خلوص و نیک نیتی سے اس مقصد علیا کو اپنے قلوب میں جگہ دیں اور مخالفت سے قطعی احتراز کریں اور تمام اہل مذاہب سے مساوات کا برتاؤ کریں خونریزی سے قطعی اجتناب کریں اگر اروام اس مقصد مقدس سے انحراف کرینگے اور اسکے خلاف اقدام کرینگے تو اسکے نتائج نہایت خطرناک ثابت ہونگے اور یقیناً اپنے اخوان اناطولیہ کی حیات و زندگی کو جنکی تعداد اروام سے بدرجہا زائد ہے خطرے میں ڈالدینگے۔ اور اسکی تمام تر ذمہ داریاں اروام ہی پر عائد ہونگی۔

لہذا امید ہے کہ یونان اس طریق مضل اور مخالفانہ طریق عمل سے قطعی احتراز کرے اور مقاصد جمعیۃ پیش نظر رکھکر متحدہ طاقت سے اقدام کرے۔ دیگر مذاہب کے ساتھ نفرت و حقارت سے قطعی احتراز کرے اور صداقت پرستی سے کام لے۔

مسائل حاضرہ کے متعلق بطریکیات (عیسائی مذہب کے پیشواؤں) اور ریلیدیز میں خفیہ مراسلتیں اور مشورے ہورہے ہیں مگر اچھی طرح واضح ہے کہ اس کا نتیجہ ملت رومیہ کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوگا۔ ہم اپنے بھائی اروام کو نہایت مخلصانہ مشورہ دے رہے ہیں۔

کہ قیصر بیلدیز ابتدا دن سے کیا دی مکرو فریب اور چال بازیوں میں مشہور ہے اور مخادعت و دہوکہ ہی ہمیشہ اسکا شیوہ رہا ہے اسلئے اسکے دہوکہ میں نہ آجائیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اروام اپنی اُن افواج کو جنھوں نے مذہبی و قومی جوش و جنون کی بناپر خونریزی کے دروازے کھولدیئے ہیں جلد سے جلد منتشر کر دیں۔ اگر امن قائم رکھنے کی غرض سے کچھ فوج رکھی جائے تو اسکا فرض ہو کہ نہایت خاموش اور غیر جانبدار رہے

ہم خاص طور پر اس چیز کو نہایت ہی بُری نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ کہ اروام بعض بازاری بدمعاش مسلمانوں کو اپنے ہمراہ لیتے ہیں اور طرح طرح کے جرائم کے لئے انہیں ابہارتے ہیں یاد رہے کہ یہ کمینہ لوگ مسلمان ضرور ہیں اور جمعیتہ سے انہیں کوئی تعلق نہیں۔ باوجود اسکے انکی شر انگیزیوں سے ملک میں ایک گونہ جمود ضرور پیدا ہو جائے گا انکی شر انگیزیوں اور دسیسہ کاریوں کی وجہ سے جمعیتہ اور دیگر عناصر مذاہب کے درمیان جنگ کے شعلے بہڑک اُٹھینگے سفک و مار اور خونریزیوں کے بازار گرم ہو جائینگے۔ ان وجوہات کی بناپر اب ہمارا اولین فرض ہے کہ اگر یہ چند مسلمان عصابات رومیہ سے علیحدہ ہو کر اپنے طریق عمل سے کنارہ کش نہ ہوگئے تو ہم انکا تعاقب کرینگے اور ہر ممکن ذریعہ سے انہیں قتل کرنے کی سعی کیجائے گی۔ آپ حضرات بھی اسکے متعلق اپنی فوج میں قطعی احکام نافذ کر دیں اور ان بدبخت مسلمانوں کو فوج سے بالکل علیحدہ کر دیں اور رومی افواج سے بالکل دور پھینکدیں اور خاصکر ان چار مسلمانوں کو جو قریہ نوقضی تحصیل فیلورینہ کے باشندے ہیں انہیں تو جلد سے جلد علیحدہ کر دیں تاکہ سفک و مار کے دروازے بند ہو جائیں اور حریت و اتحاد پر ضرب نہ لگے۔

اسکے بعد ہم اپنے بھائی اروام سے درخواست کرتے ہیں کہ شرافت انسانی کا پاس رکھیں اور مادر وطن کی حریت مد نظر رکھتے ہوئے اس امر کا کافی انتظام کریں کہ لیپارچہ میں دوبارہ دہشت و بربریت جرائم و جرائم جنایات مولمہ کا ظہور نہ ہونے پائے اور جن لوگوں نے اس بربریت میں حصہ لیا ہی انہیں سخت سے سخت سزا دیں۔ اگر بالفرض اروام نے اسطرف توجہ نہ کی اور نفاق و شقاق کے آتش کدے بہڑک اٹھے اور سفک و مار

اور خونریزیوں کے بازار گرم ہوگئے تو اسکی تمام تر ذمہ داری اروام پر عائد ہوگی۔ عالم تمدن محکمۂ انسانی ان جرائم کا بار اروام پر ڈالیگا۔

بہرحال! ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے بھائی اروام اصل حقیقت کیطرف کافی توجہ کرینگے اور عامۂ اروام کے سامنے اس حقیقت کی ترجمانی کریں گے۔

آخر میں ہم اپنے اروام بھائیوں سے نہایت مخلصانہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ہماری رفاقت کریں اور استرداد قانون اساسی اصلاح ادارۂ دستوریتہ اور حصول حریت و مساوات میں ہمارا ساتھ دیں اور متحدہ طاقت سے سلاسل استبداد کو توڑ کر پھینکدیں۔ خدائے ذوالجلال ذوالجبروت ہمیں اس مقصد مقدس میں یقیناً کامیاب فرمائیگا۔ بارگاہ قدس سے توفیق عمل اور تائید حقیقی کی امید رکھنی چاہیئے۔

۹۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ یوم چہارشنبہ

یلدز نے جو جو وسائس ابلیسیہ مواعید ملعونہ اور مصائد و مکائد اروام وغیرہ کو جمعیتہ کے خلاف ورغلانے اور بہکانے میں استعمال کئے ہیں اور قوم کو ذلیل ترین حقارت آمیز الفاظ سے یاد دیا کیا ہے اوسکا پتہ اوس تلغراف سے چلتا ہے جو تمثال حمیت و غیرت مجسمۂ حریت و آزادی والی (گورنر) مناستر (۱) کو کسی تلغراف کے جواب میں مورخہ ۵۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ موصول ہوا ہے۔ تلغراف مذکور آگے کسی مقام پر درج ہو چکا ہے۔

---

(۱) میں ہمیشہ اس امر پر افسوس کرتا رہا کہ حضرت حفظی پاشا والی (گورنر) کو اپنے ایک خط میں تحقیر آمیز اور خلاف شان الفاظ سے بربنائے لاعلمی یاد کیا تھا۔ حالانکہ حضرت موصوف کی خدمات وہ عظیم الشان خدمات ہیں کہ اپنے ہم عصر لوگوں میں خاص وقعت و عظمت حاصل کر چکی ہیں مجھے بعد کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ خبر جو مشہور ہوئی تھی کہ حضرت حفظی پاشا مدیر (حاکم ضلع) رسنہ کے ساتھ ملکر میرے قتل کی فکر کر رہے ہیں بالکل بے بنیاد تھی۔ حقیقت امر یہ ہے کہ اس خبر کی تشہیر محض اسلئے ہوئی تھی کہ شمسی پاشا نے مدیر (حاکم ضلع) رسنہ پر خیانت کا اتہام لگا کر حکومت کو ان کی جانب سے نہایت بدظن کر رکھا تھا اس اتہام کے رفع کرنے کے لئے اس خبر کی اسطور پر اشاعت کیگئی تاکہ الزام رفع ہوجائے۔

بہرحال! ان ہر دو حضرات سے میں نے آخر میں اپنی گستاخی کی معافی مانگ لی تھی۔ نیازی۔

تلغراف
ولایت سیواستر

ج - ۵ - تموز (جولائی) ۱۳۳۴ھ غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اہل تمرد و طغیان کا اس تیزی کے ساتھ اقدام کرنا اور مختلف اہل مذاہب کو متحد بنا کر ملک مین شورشون کی آگ بھڑکانا مصائب و آلام زلازل و قلاقل کی تاریکیان پھیلانا اور پھر اسمین کامیاب ہونا فوری اشاعت و تبلیغ کا نتیجہ نہین ہے بلکہ معلوم ہوتا ہے عرصہ دراز سے اسکی تبلیغ و اشاعت ہو رہی تھی مدتون سے اسکی نشر و دعوت شروع تھی اور ہر گوشہ مین اسکا اثر پھیل چکا تھا۔ بنا برین یہ امر قابل غور اور تحقیق طلب ہے کہ مقامی حکومت نے ان اسباب کی تحقیق وقت پر کیون نہ کی؟ ضروری اور فوری تدابیر کیون اختیار نہ کی گئیں؟ جرائم و جراثیم ارباب وسوس اہل غدر و بغاوت کی شر انگیزیون کا کافی انسداد کیون نہ کیا گیا؟ مقامی حکومت کا فرض تھا کہ ان امور کی طرف اوسی وقت توجہ کرتی جبوقت ان جرائم کا بیج بویا جا رہا تھا۔

یہ ایک کھلا ہوا مسئلہ ہے کہ عامۃ الناس مسائل سیاسیہ سے بالکل نابلد ہوا کرتے ہین اس لئے ضروری ہے کہ بعض لوگون کی تشویق و تعلیم ورغلانے بہکانے اور کافی طور پر نشر و تبلیغ سے یہ جذبات پیدا ہو گئے ہین۔ اسلئے مقامی حکومت کا فرض تھا کہ اصل محرکین و مبلغین ارباب وسوس کا پتہ چلاتی اور انھین کافی سزا دیتی۔

بہر حال! اسوقت مسئلہ نہایت خطرناک بنگیا ہے اور آخری منزل اضطراب تک پہونچ گیا ہے اجانب و اغیار وقت و فرصت پا کر ان زلازل و قلاقل اور شورشون سے بڑا فائدہ اوٹھائینگے دولت عثمانیہ کی سیاست داخلیہ اور فوائد اساسیہ کا سخت ترین خون ہوگا۔ بہر حال! حالات و نتائج بالکل واضح ہین محتاج بیان نہین۔ آپ کو لکھا جاتا ہے کہ نہایت اہتمام اور کامل مستعدی سے

ان امور کی طرف توجہ کیجئے اہل اثر ارباب عقل و ادراک اصحاب صداقت و اذعان مقررین و
اہل بیان کو اپنے ساتھ لیجئے اور تقریر و بیان پند و موعظت افہام و تفہیم سے لوگون کو دولت عالیہ
عثمانیہ کا وفادار بنائیے اور باغیانہ خیالات دماغون سے دور کیجئے علاوہ اس کے وہ تمام ضروری اور
مفید تدابیر اس بارہ مین اختیار کیجئے جن سے فوری کامیابی حاصل ہو اسوقت یہی ایک کامیاب
حربہ ہے جسکو آپ اون باغیان عسکر اہالیان ملک عامۃ الناس اور اہل تمرد و طغیان ارباب
غدر و بغاوت مفسدین و متفرنجین کے مقابلہ مین استعمال کر سکتے ہین۔ اور ان جاہلون کو جو بے سوچے
سمجھے ان اہل تمرد و فساد کے ساتھ ہو لیتے ہین اس طریق عمل سے ان کے پر فریب پنجون سے نجات
دلا سکتے ہین۔

بہر حال! جس طرح جس حالت اور جس صورت مین اور جن تدابیر و ذرائع سے بھی ممکن ہو
قلیل سے قلیل عرصہ مین ان متمردین اہل جور و جفا سے ملک کو پاک کر دیجئے۔ طریق عمل نتائج و
ثمرات سے جلد جلد مطلع کرتے رہیئے۔

صدر اعظم
فرید

یہ مضطربانہ تلغراف (جس نے حقطی پاشا کو استعفا دینے کے لئے مجبور کیا) گو فرید پاشا کی
جانب سے تھا لیکن اسمین کوئی شک نہین کہ مابین وزراء دولت کے قلوب بھی اضطراب و بےچینیو ن سے
معمور تھے۔

بہر حال! ناظرین کرام حکومت کے اس اضطراب و بےچینی اور رفتار مایوسانہ سے اس امر کا
فیصلہ کر سکتے ہین کہ انقلاب عثمانی اعلان حریت مین کسقدر کامیاب ہوا؟ اور جمعیۃ اتحاد و ترقی
عثمانیہ کی طاقتون نے حریت ملیہ کی راہ مین کسقدر عظیم الشان کارنامے پیش کئے؟ اور نفاذ
قانون اساسی قیام دستوریۃ و جمہوریۃ مین کسقدر محیر العقول کامیابیان حاصل کین؟

ناظرین کرام آپکو مذکورہ تلغراف سے یہ حقیقت بھی روشن ہو جائیگی کہ ارباب استبداد
اہل دسوس نے کسقدر سختیون اور انتہا طاقت سے کام لیا ہے اور حکومت یبلدیز کے نقارہ

حفاظت کے لئے کسقدر جانفشانیان اور سرگرمیان دکھائی ہین ؟ تمام ارکان استبداد یلدیز کی غلامی مین باب عالی کی چوکھٹ پر جبین سائی کرتے ہوئے دیوانہ وار حکومت کی دسیسہ کاریون کا ساتھ دے رہے تھے ۔صرف حفظی پاشا والی عناستر کی مقدس ہستی تھی جو باوجود حکومت کے ملازم اور تنخواہ دار ہوتے ہوئے جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ کی خدمت انجام دے رہے تھے۔

اس موقع پر ہم تاریخ نویسان انقلاب عثمانی کے سامنے یہ امر خاص طور پر پیش کر رہے ہین کہ جب انکا قلم حریت تاریخ انقلاب کی تسوید کے لئے بڑھے تو یہ امر خاص طور پر پیش نظر رکھین کہ جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ نے روح انقلاب کیونکر پھونکی ؟ انقلاب کی انتہائی منازل کیونکر طے کین ؟ میدان حریت و آزادی مین کس ساز و سامان کے ساتھ آئی اور کس طرح میدان سر کیا ؟ کس صلح و سلامت اطمینان سکون صبر و شکیبائی اور کس نظم و نسق سرعت و عجلت اور تدبیر عمل طریق احسن سے استبداد حکومت کے اصنام کو پاش پاش کر دیا ؟ کہ عالم و زمانہ حیران ہے۔

اسوقت ناظرین کرام عثمان پاشا مشیر (فیلڈ مارشل) کی گرفتاری وغیرہ کے حالات و واقعات سننے کا انتظار کر رہے ہون گے کہ جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ نے انھین گرفتار کرنے کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیا واقعات پیش آئے ؟ ناظرین کرام سابق سلسلہ کلام کو پیش نظر رکھتے ہوئے اب اسطرف متوجہ ہون۔جب عثمان پاشا مشیر (فیلڈ مارشل) نے جمعیۃ کی اوس مراسلت کو پڑھا جو انھین بھیجی گئی تھی تو فوراً کھنے لگے بہت خوب چلئے مین چلنے کیلئے طیار ہون۔شاید آپ لوگون نے میری گفتگو سمجھنے مین کچھ غلطی کی ہے ؟ مین اپنے خواب و استراحت کے کپڑے تبدیل کر کے ساتھ چلتا ہون۔یہ سنکر جمعیۃ اتحاد و ترقی کا ایک رکن جو سامنے کے چوگان مین پہرا دے رہا تھا باآواز بلند گرجا اور بولا حضرات انھین تنہا اور آزادانہ چھوڑین ورنہ پھر بجز کف افسوس ملنے کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔یہ سنکر سامنے سے ایک اور شخص بولا کوئی پروا کی بات نہین حضرت موصوف ہمارے مطیع و منقاد ہو چکے ہین۔

بہر حال ! مشیر (فیلڈ مارشل) موصوف نے جلد کپڑے بدلے اور بغیر کسی قسم کی مزاحمت اور عذر معذرت کے ہمارے ساتھ ہو لئے اور ہم آہستہ آہستہ زینہ اترے اور راستہ کے دروازے پر پہونچے عثمان پاشا کھنے لگے یہ امر کسی طرح کسی وقت فرو گذاشت نہین کیا جا سکتا کہ مین

ایک شاہی فوج کا قائد اور افسر ہون میرے لئے اور میرے محافظ (ایڈ یکانگ) کے لئے خاص سواری کا اہتمام کرنا ہوگا۔

ہم نے کہا! حضرت پاشا ہر طرح مطمئن رہین ہر قسم کا سامان موجود ہے۔ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ تمام اسباب اور لوازمات ریاست، مکان، سامان استراحت و آرام پہلے سے طیار تھا۔

بہرحال! عثمان پاشا کو سواری پر سوار کیا اور روانہ ہوئے۔ عثمان پاشا گو قیادۃ فوج مین سخت متشدد اور استبداد و سختی کے بے مثل مجسمہ تھے اور خصوصًا میدان حرب اور معرکہ آرائیون مین مگر خوبی یہ تھی کہ خوشطبع اور لطیفہ سنج بھی تھے مزاح و مزاق کی عادۃ تھی۔ جب انہون نے اوس بچہ نیل گاؤ کو دیکھا جو پاشا موصوف کے دروازے تک ہماری فوجی صفوف کے آگے آگے راہ نمائی کرتا ہوا چل رہا تھا تو کہنے لگے بھائی! آپ حضرات کا نظم ونسق اور ترتیب فوجی وغیرہ تو نہایت باقاعدہ ہر تمام امور اپنے اپنے موقع پر قابل صد تحسین و صد آفرین ہین۔ مگر یہ نہین سمجھ مین آتا کہ اس بچہ نیل گاؤ سے کیا مراد ہے؟ اور کیون آگے آگے رکھا جاتا ہے؟

ہم نے کہا! حضرت پاشا! جمعیۃ اتحاد وترقی عثمانیہ کی خدمات محض خدائے ذوالجلال زوالجبروت کی رضاجوئی وخوشنودگی کی غرض سے ہین محض خدا ہی کے لئے خدا ہی کے اعتماد و بھروسہ پر راہ حق وصداقت مین ہمارے قدم اُٹھ رہے ہین اسلئے آج حیوانات و جانور تک ہماری امداد کر رہے ہین یہ بچہ نیل گاؤ باوجودیکہ ایک وحشی اور جنگلی جانور ہے مگر آج ہمارے لئے دلیل راہ اور راہ نما و راہبر کا کام دے رہا ہے بغیر کسی قسم کی تعلیم و تربیت کے نہایت ذوق وشوق سے آگے آگے چلتا ہے اور آج اسنے جناب کے دولت خانہ تک ہمین پہونچا دیا۔ کہنے لگے! آپ لوگون نے اسے کہان سے پایا؟

ہم نے کہا! ہم جناب کے دولت خانہ کی طرف آپکی حراست کی غرض سے آرہے تھے راستہ مین پانچ چھ پولیس سوار نمودار ہوئے انہون نے ہم سے آکر ملاقات کی ان کے پاس جمعیۃ کا حکم تھا کہ انہین اپنے ہمراہ لے لینا۔ یہی پولیس سوار اس بچہ نیل گاؤ کو لائے ہین۔ جب یہ پولیس سوار عسکر ملیہ جیش جمعیۃ مین داخل ہوگئے تو اسی بچہ نیل گاؤ کو بھی داخل کر لیا۔ ان پولیس سوارون کو یہ بعض دیگر اشخاص سے ملا ہے اور یون ہی ہوتے ہوتے یہ ہم تک پہونچا ہے۔ اس جانور کا

یہ حال ہے کہ ایک منٹ کے لئے ہم سے جدا نہین ہوتا کودتا ہے اچھلتا ہے ناچتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے۔

غرض ہم اس قسم کی محاضرۂ و خوش طبعی مزاج و مزاق کی باتین کرتے ہوئے آگے بڑھے رسنہ کی فوجی رجمنٹ چلنے کے لئے سامنے طیار کھڑی تھی ہمارے آدمی بھی نظام سفر طیار کئے بیٹھے تھے فوراً ہم قشرانی کی طرف روانہ ہو گئے۔ ایوب آفندی اور جری کی رجمنٹ لیکر جمعیتہ کے حکم کے بموجب مناستر مین مقیم رہے۔

۱۰۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ کو جمعرات کے دن صبح کچھ دن چڑھے ہم قشرانی پہونچے جس وقت ہم قشرانی مین داخل ہو رہے تھے مناستر بین توپون کے فیرون کے ساتھ بڑے عظیم الشان ازدحام و اجتماع سے اعلان حریت ہو رہا تھا تمام رعایا دولت عثمانیہ مسلم غیر مسلم بلا تفریق جنس و مذہب فرح و مسرت کے شادیانے بجا رہے تھے اور اپنی کامیابیون پر نازان و فرحان تھے ہر طرف سے اخوت و مساوات حریت و آزادی کی صدائین بلند ہو رہی تھین۔

بہر حال! مین عثمان باشا کو لیکر فرہاد آغا کے ہان مہمان ہوا۔ یہان ہم نے صبح کا کھانا کھایا اور فوراً کوچ کیا کئی گھنٹے سفر طے کرنے کے بعد رسنہ پہونچے رسنہ مین استقبال کیلئے بڑا ازدحام و اجتماع تھا نوکر چاکر اہل عسکر مسلمان عیسائی اہالیان رسنہ چھوٹے بڑے نہایت جوش و خروش کیساتھ استقبال کے لئے پہونچے تھے نہایت اجلال و اکرام تعظیم و احترام کے ساتھ مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان باشا کا استقبال ہوا۔ رضا آغا چونکہ رسنہ کے ایک شریف غیور باحمیت شخص تھے اس لئے مشیر موصوف کے قیام کے لئے انھین کا مکان تجویز ہوا تھا ہم وہان پہونچے اور خوشی خوشی ڈیرے ڈالدئے۔

اس دن کی شام بھی عجیب و غریب فرحت و مسرت کی شام تھی میرے وہ ساتھی جو اول یوم سے میرے ساتھ تھے غایت درجہ خوش و خرم تھے انکی فرحتون اور مسرتون کا عجیب عالم تھا ہر شخص حریت و آزادی کی برکات حاصل کر کے اپنے اپنے مکانات مین اہل و عیال سے ہم آغوش ہوا تھا اور اسپر کامیابیون کی فرحتین۔

۱۱۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ رسنہ مین قومی یوم عید خوشی کا دن منایا گیا۔ تمام لوگ فرح و

ومسرت خوشی وشادمانی کے ترانے گا رہے تھے ہنستے تھے اور جوش مسرت فرط خوشی سے جھومتے تھے اور خدائے قدوس ذوالجلال ذوالجبروت کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ غلامی کے طوق گلے سے نکال پھینکے استبداد کی بیڑیاں کٹ گئیں ہر شخص خود مختار آزاد حریت صادقہ کا پیکر تھا۔

جمعیۃ کی جانب سے جو تلغراف موصول ہوا تھا اس کی اطلاع بجلی کی طرح تمام ملک مین پھیل گئی گوشہ گوشہ مین تشہیر ہو گئی مضمون تلغراف یہ ہے۔ جمعیۃ اتحاد وترقی عثمانیہ نے ۱۰۔ تاریخ کو مناستر مین حریت وآزادی کا اعلان کر دیا اور اطلاع ملی ہے کہ ۱۰۔ تموز (جولائی) کی شام تک حضرت سلطان المعظم قانون اساسی کو منظور کر لینگے اور احکام دستوریۃ وجموریۃ نافذ فرمائینگے۔

بہرحال! گیارہ تموز (جولائی) ۱۳۲۴ھ یوم جمعہ کو عام خوشی کا دن منایا گیا۔ ترک البانی بلغاری اہل صربیہ اہل فلاخ مسلم غیر مسلم تمام مملکت عثمانیہ کے باشندون نے خوشیان منائین قومی یوم عید نہایت زور وشور سے منایا گیا۔ آج مملکت عثمانیہ کی رعایا جس علم کے نیچے خوشیان منا رہی تھی وہ علم حریت لوائے آزادی تھا یہ تمام عناصر مختلفہ مسلم غیر مسلم جس رایۃ ظفر اور علم فتح ونصرت کے نیچے مجتمع تھے اوس پر بڑے بڑے حروف مین مندرجۂ ذیل کلمات مقدسہ لکھے ہوئے تھے

القانون الاساسی والدستوریۃ الحریۃ والمساوات الاتحاد والاخاء العدل والانصاف جگہ جگہ خطبات تقاریر لکچر وغیرہ کے انتظامات ہوئے اس یوم کی تقدیس و تعظیم مین ہر طرح کے سامان طیار کئے گئے جا بجا مظاہرات اور جلسے ہونے لگے اور ہر طرف فرح ومسرت فرط خوشی کے نعرے بلند ہو رہے تھے ہر طرف سے یہ صدائین آ رہی تھین کہ لتحی الجیش لتحی الجمعیۃ الاتحاد والترقی۔ لتحی الامۃ۔ لتحی الوطن۔ لتحی الحریۃ والمساوات۔ ولتحی العدالۃ والاخاء۔ زندہ رہے عسکر ملیہ۔ زندہ رہے جمعیۃ اتحاد وترقی۔ زندہ باش قوم زندہ باش مادر وطن۔ زندہ باش حریت ومساوات۔ زندہ باش عدل وانصاف اور روح اخوت۔

یوم عید ختم ہوا شام ہوئی قصبہ کے اندر اور قصبہ کے باہر لوگون کا بڑا ازدحام تھا قری و دیہات اطراف وجوانب سے لوگ جوق درجوق آ رہے تھے اور مجتمع ہو رہے تھے یہ عظیم الشان ازدحام اس وقت صرف ایک چیز کا انتظار کر رہا تھا اور وہ یہ کہ جس وقت آ جائین تو انکا پر روز استقبال

کیا جائے تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ جرجیس اور آدم بک معہ اپنے تیس رفقاء سفر کے نہایت حلم و وقار کے ساتھ خراماں خراماں پہونچے اور اوسی راستہ سے جو اس ازدہام کے اندر آمد و رفت کے لئے بنایا گیا تھا آگے بڑھے میں بھی معہ اپنے تمام رفقاء خاص کے آگے بڑھا مصافحہ کیا ایک دوسرے کو سعادۃ و مبارک باد دی۔

چونکہ بلغاریہ صربیہ رومیہ کی افواج و عصابات اور بیرونجات سے مختلف پیامات مخابرات کا سلسلہ جاری رہا اس لئے مجھے آج صبح تک بیدار رہنا پڑا مظاہرات و جلسوں کے اندر آمد و رفت کا صبح تک سلسلہ جاری رہا۔

۱۲۔ تموز (جولائی) ۱۳۲۶ھ سنیچر کے دن علی الصباح جمعیۃ کی جانب سے تلغراف پہونچا کہ طابور (رجمنٹ) رسنہ مشیر (فیلڈ مارشل) عثمان پاشا کی محافظۃ و نگرانی کرے اور عثمان پاشا کے علاوہ تمام لوگوں کو رہا کردیا جائے اور عصابۂ ملیہ کے اصل فدا کاروں کو جن کی تعداد دو سو ہے اور جرجیس بک کو لیکر مناستر پہونچو۔

اس تلغراف کے پہونچتے ہی ہم نے طیاری کی اور رسنہ سے کوچ کیا لوگ بیرونجات اطراف و جوانب سے جوق در جوق آرہے تھے ازدہام کا عجب حال تھا ہم ازدہام و اجتماع کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے راستہ کے اندر ہم میں اور جرجیس بک آدم بک اور آپوستول مینجالاکی اور اون تمام روساء میں جو طریق کوریجہ سے گذرتے ہوئے اس عظیم الشان ازدہام کو چیرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ نہایت نتیجہ خیز پر لطف گفتگو ہوتی رہی اور تقریباً آٹھ بجے ان زمزمہ سازیوں فرحت طرازیوں کے ترانے گاتے ہوئے قریۂ دولہ جاک کے قریب پہونچے یہاں باشندگان مناستر کا ایک عظیم الشان ازدحام استقبال کے لئے کھڑا تھا عجیب و غریب ازدحام تھا میدان حشر کا نمونہ نظر آرہا تھا سارا مناستر یہیں موجود تھا۔ باشندگان مناستر کی تعداد تقریباً پچاس ہزار تھی تمام کے تمام ہمارے استقبال کے لئے یہاں کھڑے تھے تمام افراد امت مختلف اقوام بلا اختلاف جنس و مذہب دل و جان سے متحد ہوکر حریت و آزادی کی شادیاں منا رہے تھے اور متحدہ آواز سے نعرہائے قومی بلند کرتے ہوئے شاداں و فرحاں آگے بڑھ رہے تھے۔

حریت و آزادی کے اعلان نے اتحاد و اتفاق کی عجیب و غریب برکتیں بخشیں ایک معجزے کا اثر پیدا کردیا

رسنہ سے لیکر مناستر تک تمام راستہ اہل قری و دیہات کے وفود سے پٹا ہوا تھا آدمیون کا سیلاب تھا کہ ہر طرف سے امنڈا چلا آتا تھا نہ راستہ مین چلنے کی جگہ تھی نہ دم لینے کی۔ بڑی منتون سے ازدحام کو ہٹاتے تھے کچھ راستہ نکالتے تھے اور نہایت دقتون سے چند قدم آگے بڑھتے تھے۔

بہر حال! ہم نے تمام محترم ارکان جمعیۃ اشراف مملکت کو مختلف جماعتون مختلف مذہبی پیشواؤن وغیرہ کو مبارک بادوی معانقہ ہوئے یہان سے دولہ جات کے استقبالی اجتماعات بھی ساتھ ہولئے ازدحام و بھیڑ کی وجہ سے ایک قدم آگے بڑھانا دشوار تھا سرائین قہوہ خانے ہوٹلین تک پٹی پڑی تھین اوس سرائے اور قہوہ خانے تک پہونچنا جہان مناستر کا عصابہ فوجی مقیم تھا اور جس نے تھوڑی دیر پیشتر ہمارا استقبال کیا تھا ایک دشوار گذار مرحلہ تھا بڑی دقتون کے بعد مینے اس ازدحام مین سے چند آدمیون کا انتخاب کیا کہ وہ آگے بڑھنے کے لئے مجھے راستہ کردین اسی اثناء مین ہم مناستر کے سربرآوردہ اشخاص سے ملے تمثال فضیل قائمقام (کمشنر) ارکان حرب صلاح الدین بک۔ بیکباشی (میجر) ارکان حرب حسن طوسون بک اور رفیق قدیم صدیق جمیم یوزباشی (کپتان) مجد الدین و ریوٹنٹ میجر محمد علی آفندی سلانیکوی وغیرہ سے پر مسرت ملاقاتین ہوئین ہم مین سے ہر ایک نے لطف و مسرت کی باتین کہین اور کچھ سنی اسی اثناء مین پولیس جاندارمہ کی ایک چھوٹی سے چھوٹی ٹکڑی کے چند معمولی اشارون پر ازدحام نے انتظام اور باقاعدہ گی اختیار کر لی اور عصابات مناستر اور رسنہ اور جیر جبیں کیلئے چلنے کا راستہ دیدیا۔

بہر حال! آج جس طرح اور لوگ فرح و مسرت اور معجز نما اثرات سے متاثر تھے مین بھی مسرور و متحیر تھا۔ ازدحام خلقت کو دیکھ دیکھ کر حریت و عدالت کی وارفتگیان اور دستوریۃ و جمہوریۃ کے جوش و ولولے دل مین اٹھتے تھے اور فرط مسرت سے عجیب و غریب تازگی پیدا ہوتی تھی فرط مسرت کی وجہ سے نہ تو یہ ممکن تھا کہ کہین بیٹھتا نہ یہ اچھا لگتا تھا کہ کسی کونہ مین آرام کرتا عسکر ملیہ کی زیارت و لقاء کے لئے ہر شخص آگے بڑھتا تھا اور انکی تعدیوسی کے لئے سارا ازدحام ٹوٹا پڑتا تھا۔ ہر جنس و مذہب کے لوگ اس اجتماع عظیم کے اندر موجود تھے۔ ہزارون علم اور جھنڈے ہزارون لواء حریت لہراتے نظر آتے تھے جسطرف نظر اٹھاؤ علم و جھنڈونکا ایک سمان نظر آرہا تھا

لوگوں کے جوش کا عجیب عالم تھا ریلتے پیلتے کتنے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے آگے بڑھتے تھے اور فدا کاران جمعیۃ کے سامنے پہونچتے تھے ان کے ہاتھ چومتے تھے قدمبوس ہوتے تھے عزت و احترام تعظیم و تکریم کرتے ہوئے نعرہائے قومی بلند کرتے تھے کہ یحی الضباط۔ یحی الجیش۔ زندہ باش عسکر ملیہ۔ زندہ باش جیش احرار۔

بہر حال! بڑی جدوجہد اور کوشش کے بعد عصابات قومی کو تھوڑا راستہ ملا مجلس جمعیۃ محترمہ نے اپنی بلدرژو رجمنٹون کو جوانا طولیہ سے آئی تھین آگے بڑھایا۔ ان رجمنٹون کے پاس فوجی باجے وغیرہ کا کافی سامان تھا باجے بجاتے ہوئے آگے بڑھین امی کے پیچھے پیچھے ہیئت جمعیۃ محترمہ مرتب ہوئی۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ تمام فوجی عصابات و جمعیتیں یکے بعد دیگرے نہایت باقاعدگی نظم و نسق ترتیب و تنظیم کے ساتھ طیار ہوگئین اور نہایت دشواری کے ساتھ سرائے کے راستہ سے قدم بڑھائے ازدحام و اجتماع کی وجہ سے قدم رکھنے کی بھی جگہ نہ تھی جن لوگوں کو راستے اور سڑکون پر جگہ نہ ملی وہ قہوہ خانوں کی چھتوں پر دوکانون اور دکانون کی چھتون پر کنیسون عبادۃ خانون چبوترون وغیرہ پر چڑھ گئے اور جنہیں یہاں بھی جگہ نہ ملی آگے کے بالاخانوں اور کوٹھون وغیرہ پر جا بیٹھے۔

بہر حال! لوگ تھے کہ چوطرف سے ہیر ٹوٹے پڑتے تھے ہر چہار طرف پھول ہار گجرے پھولون کے کنٹھے گلدستے سرخ سفید رنگ برنگ کے گلہائے فرحت بخش برستے تھے اور عجیب و غریب منظر تھا۔ سخت سے سخت سنگدلون کو بھی موم و پانی بنا رہا تھا۔

اللہ اللہ آج کتنے ہی نفوس ہونگے جو اپنے مستبدانہ افعال و حرکات پر ندامت کر رہے ہونگے اور اپنے نفوس شریرہ پر لعنت بھیج رہے ہونگے اور اس موہبت ربانی و تائید خداوندی کو دیکھ دیکھ کر توبہ و اثابت کے ہاتھ پھیلا رہے ہونگے۔

بہر حال! یہ ازدحام و اجماع آگے بڑھا اور حکومت کے آگے جا کر کھڑا ہو گیا مظاہرات و جلسے ہوئے دعائیں مانگی گئین اور خطوط و مراسلات تلغرافات وغیرہ پڑھے گئے (۱) خدائے ذوالجلال و ذوالجبروت کا شکر ادا کیا گیا۔ میرا یہ حال تھا کہ تائید ربانی تجلیات الہی و انوار سبحانی اور برکات حریت سے نہایت مسرور تھا۔ اور قوم کی اس عظیم الشان خوشی کے اندر میں بھی مست و بیخود تھا۔

(۱) ہماری اس حیرت انگیز کامیابی پر ہر طرف سے مبارکبادی کے تلغرافات آنے لگے ممالک غیر اور ممالک عثمانیہ۔

(بقیہ صفحہ ۳۰۶ پر دیکھو)

کوئی آدھ گھنٹہ چلنے کے بعد مجبوراً سرائے کے تنگ ترین راستہ کو چھوڑ کر ایک شاہراہ سے آہستہ آہستہ آگے بڑھے اور ازدہام کو چیرتے ہوئے نہایت ذوق و شوق سے چھاؤنی کی طرف روانہ ہوئے چھاؤنی کے اہل حل و عقد افسران فوج اراکین عسکریہ امراء لشکر نے ہمارا نہایت شاندار استقبال کیا نہایت پرتاثیر تقریرین ہوئین اور نغمہ سرائی نظم سنجی اشعار خوانی کی ہنگامہ آرائیان عجیب و غریب مسرت بخش و فرحت افزا تھین۔ تمام دن اسی رستخیز استقبال و اعزازات مین گذرا نہ استراحت کا موقع ملا نہ آرام کا شام ہوئی تو خود بخود لوگون کو خیال ہوا کہ ہمین کچھ استراحت کا موقع دین نہایت شکستہ خاطر ہو کر ایک ایک دو دو پانچ پانچ دس دس آدمی پراگندہ ہونے لگے اور کچھ دیر بعد تمام افسران عسکریہ کو ہوٹل مین لے گئے اور دیگر اشخاص عسکریہ کو ہوٹل کے قریب ایک خاص مقام مین جگہ دی۔ اور نہایت شاندار ضیافت و مہمانداری ہوئی۔ یہ ضیافت عجیب و غریب شاندار ضیافت تھی سامان ضیافت و مہمانداری کی طیاریون کا اندازہ وہی شخص کرسکتا ہے جو اس بزم ضیافت مین شریک ہوا ہو۔ سامان استراحت و آرام۔ لوازمات مہمانداری پورے نظام کے ساتھ موجود تھے۔ کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اس ضیافت خانہ حریت مہمان خانہ صدق و اخلاص کے اندر موجود نہو۔ یہ دعوت اہل مناستر کی شرافت و انسانیہ صدق و اخلاص و ہمدردی و مروت کا ایک بین ثبوت تھا۔

بہرحال با خوب ضیافتین اڑائین۔ اجتماعات و ازدحامات کا سلسلہ بمشکل ختم ہوا اس کے بعد استقبال کی گرم بازاریان بھی کچھ ٹھنڈی ہوئین چند یوم سکون رہا اسکے بعد پھر مختلف مقامات کے عصابات ملیہ عساکر اسلامیہ کے وفود یکے بعد دیگرے پہونچنے لگے اور از سر نو ز ور دار استقبال اور اجتماعات و ازدحامات جلسون اور جلوسون کی گرم بازاری شروع ہوگئی۔ ادہر ایک طرف قریہ سے فوجی جمعیتہ پہونچی

وغیرہ سے تلغرافات کا ایک سلسلہ جاری تھا اسی موقع پر مین اپنے اوس مقدس محترم دوست کا جو میرے لئے باعث فوز و فلاح ثابت ہوئے ہین (یعنی انور بک) کا ایک تلغراف نقل کر دیتا ہون اس تلغراف کی قیمت میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے بھی زیادہ ہے۔ وہو ہذا۔ از سلانیک۔ نیازی۔ بواسطہ مناستر۔ پیارے بھائی مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون۔ لتحی الوطن۔ لتحی الملۃ لتحی الحریۃ

زندہ باش مادر وطن۔ زندہ باش ملت بیضا۔ زندہ باش حریت و آزادی یکم ۱۲ تموز (جولائی) سنہ ۱۳۲۴ھ

دوسری طرف رستہ سے عصابہ بلغاریہ کا ورود ہوا عصابۂ رومیہ بھی پہونچ گیا مغاروہ کی فوجی جمعیۃ بھی آگئی۔ غرض ہر طرف سے عصابات عسکریہ کی آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا اور استقبال کی گرم بازاریان پھر شروع ہو گئین۔ چونکہ جمعیۃ کی جانب سے مجلس استقبالیہ کا انتظام میرے سپرد تھا اسلئے ان عصابات کے استقبال وغیرہ کی تمام تر خدمات میرے ہی سپرد تھین مینے ہر طرح کا انتظام کیا۔ اس موقع پر مجھے بعض تقریرین کرنیکا بھی موقع ملا بعض وہ تقریرین جو اس سے بیشتر مینے کبھی نہین کی تھین اس محشر نما اجتماع مین کرنے کی نوبت آئی۔ میرے ایک دوستنے اوس دن کی ایک تقریر کے بعض حصّے نوٹ کر لئے تھے جس دن عصابۂ بلغاریہ کا وفد پہونچا تھا۔ وہ نوٹ اسوقت میرے پاس موجود ہین لہذا یہان درج کر دینا مناسب سمجھتا ہون اور وہ یہ ہے۔

مادر وطن کے عزیز ترین فرزندو! مین آپ کو ان تحریکات کی طرف توجہ دلاتا ہون جو ملک مین ناکام و نامراد رہین بارہ برس تک سرزمین اناطولیہ مین شورشون کا بازار گرم رہا اسکے بعد چھ سال تک روم ایلی مین شورشون کی گرم بازاری رہی۔ مگر چونکہ اناطولیہ مین اہل ارمن کی تحریک و شورش حق و صداقت پر مبنی نہ تھی محض ذاتی اغراض کی بنا پر حکومت کے مقابلہ مین کھڑے ہو گئے تھے اور صرف اپنے اہل مذہب کو لیکر کھڑے ہوتے تھے اور دیگر اقوام ملک کو بالکل اپنے ہمراہ نہ لیا تھا اسلئے انکا ناکام و نامراد رہنا ضروری تھا۔ بلغارین کی تحریک بھی اہل اناطولیہ کی شورشون سے ملتی جلتی تھی۔ بلغارین کی شورش روم ایلی مین محض اس غرض سے تھی کہ صرف بلغارین اس سے بہرہ اندوز ہون اور بس دیگر اقوام اہل مذاہب سے بالکل سروکار نہ تھا اس نے اس شورش کا ناکام و نامراد رہنا بھی ضروری تھا۔ بلغارین محض چند بیرونی دسیسہ کاریون ریشہ دوانیون کی بنا پر برسرپیکار تھے اور مذہبی جوش و جنون کو سامنے رکھکر طرح طرح کی بدعنوانیان اور ستم رانیان شروع کر دی تھین۔ اور ان کے اس مذہبی جنون و عصبیت نے ملک کے اندر نفاق و شقاق تحزب و تفرق کی تاریکیان پھیلا دی تھین وہ اتحاد و اتفاق جس کے بغیر دنیا مین کوئی تحریک کامیاب نہین ہو سکتی اسے سرتاپا تحزب و تفرق نفاق و شقاق سے بدل دیا اور طرح طرح کی جنایات و بدعملیان اور انسانیت سے بھی گئی گذری حرکات شروع کر دی تھین جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت کو مداخلت کا موقع ملا اور دیگر تمام اقوام کو بلغارین کے مقابلہ کے لئے ابھار اور

اور خونریزی وسفک دما کے بازار گرم کردئے اس وقت اجنبی مداخلتون کا بھی کوئی نتیجہ نہ نکلا ملکی مصائب و آلام اور زیادہ بڑھ گئے۔ اہل عقل وشعور کے سامنے یہ حقیقت آفتاب کی طرح روشن ہے کہ خودغرضانہ تحریکات ہمیشہ ناکام ونامراد رہا کرتی ہین۔ بلغاریین نے گو انفرادی کوششون کو ناکام دیکھ کر مذاہب مختلفہ کے آدمیون کو اپنے ہمراہ لیا اور اپنی جمعیۃ مین بعض ایسے مسلمانون کو شرکت کی دعوت دی جنھین یہ قطعی جاہل وحشی اور درندون کا خطاب دیا کرتے تھے مگر اپنی خودغرضیون کے لئے آج انھین منتخب کیا گیا۔

باوجودیکہ یہ مسلمان بلغاریین کے ہم نوا وہم مشرب بن گئے تھے اتحاد واتفاق کا رشتہ مستحکم ہوگیا تھا لیکن پھر بھی انہین ایک منٹ کے لئے ظلم وستم جور وجفا کے پنجون سے نجات نہ ملسکی بلکہ حکومت کی چیرہ دستیان ان غریب مسلمانون پر دیگر تمام اقوام سے زیادہ بڑھ گئین۔

بہرحال! ایسے نازک ترین وقت مین جمعیۃ اتحاد وترقی عثمانیہ نے راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا اور ایک قلیل سے قلیل زمانہ کے اندر ملک کے تمام فرق ومذاہب کو متحد اور برکات اتحاد سے مالامال کردیا جمعیۃ کا مقصد نہایت اہم مشروع اور معقول تھا اور ملک کو غلامی سے یقیناً آزاد کرنیوالا تھا اسلئے ہمارے اندر بھی جوش وولولون کا سیلاب امنڈ آیا اور ہر طرح کی قربانیون کے لئے طیار ہوگئے اور خدائے قدوس ذوالجلال وذوالجبروت کی تائید پر اعتماد وبھروسہ کرتے ہوئے خطرناک سے خطرناک خدمات کی انجام دہی کیلئے میدان عمل مین کود پڑے۔

ہمارا یہ اقدام محض صدق واخلاص پر مبنی تھا خدائے قدوس کی اعانت وتائید ہمارے شامل حال تھی اس لئے قلیل سے قلیل زمانہ مین ثمرات نجاۃ سے بھی دامن بھر گئے مملکت عثمانیہ کی تمام رعایا بلا اختلاف جنس ومذہب اس لواء اتحاد کے نیچے آکر مجتمع ہوگئی اور پھر اس طاقت اتحاد نے حکومت مستبدہ کی تمام طاقتون کو شکست فاش دیکر چور چور کردیا۔ حکومت مستبدہ ہمیشہ اختلاف عناصر اور اختلاف جنس ومذاہب کی آڑ مین اپنے استبدادی پنجے تیز کرتی جاتی تھی لیکن آج اس طاقت اتحاد کے سامنے حکومت کو ناصیہ غرور جھکانا ہی پڑا اور اتحاد واتفاق کی عظمت وجلال کا اعتراف کرنا ہی پڑا اور قانون اساسی جسکا اولین فرض اور مقدم ترین عمل حریت عامہ کی ضمانت ہے اسکا اعلان چار وناچار کرنا ہی پڑا۔

پس اے ابناء وطن! اور مادر وطن کے عزیز ترین فرزندو! آج اس اتحاد عمل ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم عرش حریت پر بیٹھے ہوئے فخر کر رہے ہین اور فوز و فلاح کی تمام برکتین ہمارے ساتھ ہین کسقدر فخر کی بات ہے کہ نہ تو کوئی خونی ہنگامہ ہوا۔ نہ قتل و غارت کے بازار گرم ہوئے اور نہ کہین ادنی سے ادنی شورش کا ظہور ہوا۔ اور نہایت آسانی سے حریت و آزادی کی برکتین ملگئین۔

پس عزیزان وطن! آپکو یہ امر ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے اور خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اتحاد خاص اقوام کے لئے نہایت مضر اور نقصان دہ ہوا کرتا ہے اور اتحاد عام ہمیشہ فوز و فلاح حریت و آزادی عدل و مساوات کی برکتین بخشتا ہے۔

پس عزیزان من! اب مین اوس مقدس اتحاد کی تقدیس کرتے ہوئے جس نے ہمین حریت و آزادی کی برکتین بخشی دعا کرتا ہون کہ لا احرمنا اللہ الاتحاد خدائے قدوس ہمین برکات اتحاد سے محروم نہ فرمائے۔ آخری کلمات میرے یہ ہین کہ دلتحی الاتحاد[۱]۔ لتحی الوطن[۲]۔ لتحی الحریت[۳]۔

(۱) روح اتحاد زندہ رہے (۲) مادر وطن زندہ باد (۳) روح حریت ہمیشہ زندہ رہے۔

خاتمہ

اعلان حریت کے بعد سب سے پہلے جس امر کی طرف لوگون کی نظرین اٹھین وہ اون ارکان جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ کے خاص افراد کی تلاش و جستجو تھی جنہون نے اوّل یوم سے لیکر اسوقت تک جمعیۃ کی باگ اپنے ہاتھ مین رکھی اور نہایت خفیہ طور پر و خاموشی کے ساتھ خدمات انجام دین۔ اور جو درحقیقت جمعیۃ کے بنیادی ارکان ہین نسیم انقلاب نے ان علم برداران حریت و حامیان لوائے آزادی کی تلاش و جستجو کے جذبات پیدا کر دئے جن مقدس ہستیون نے سرزمین مناستر مین انقلاب حریت کے چمنستان لگا دئے اور آفتاب آزادی کو افق مناستر پر چمکا دیا اور عدل و انصاف کے چاند کو سارے مناستر پر لا کر روشن کر دیا آج مادر وطن کا ہر فرزندان مقدس ہستیون کی تلاش و جستجو مین تھا کہ وہ کہان ہین؟ کون ہین؟ اور کیسے ہین؟ اور یہ روسا جمعیۃ اپنے اندر کیا طاقتین رکھتے ہین؟ اور صدارت جمعیۃ کی باگ کس کے ہاتھ مین ہے؟

لیکن یہ طلب و جستجو بالکل بے سود تھی اسلئے کہ جمعیۃ مقدسہ کا وجود کوئی مستقل وجود نہ تھا نہ اسکا کوئی صدر تھا نہ رئیس بلکہ تمام مملکت عثمانیہ کے فرزند اس کے اراکین تھے اور جو کچھ کیا ہے انھین کی طاقتون نے کیا اور انھین کی مساعی جلیلہ اور کوششون کے ثمرات ہین۔ یہی حقیقت میرے سامنے بھی تھی اور مین بھی یہی سمجھ رہا تھا۔ باوجود اس علم کے میرا قلب بھی اورون کی طرح مضطرب تھا اور لوگون کی طرح مجھے بھی اراکین خاص کی تلاش و جستجو کی دھن لگ گئی تھی جس چیز کی طلب نے لوگون کو بے چین کر رکھا تھا مجھے بھی بے چین کر دیا اور اضطراب و بے چینی اپنی انتہائی منازل تک پہونچ گئی۔ آخر مین بھی اٹھا اور آگے بڑھا۔ ذوق و شوق جوش و ولولون کا تلاطم لیکر میدان جستجو و تلاش مین گام زن ہوا۔ گو مین اون لوگون مین سے ہون جنہون نے جمعیۃ کی خاص خاص خدمات انجام دی ہین لیکن اس وقت تک مین اس

امر سے بالکل بے خبر تھا کہ جمعیۃ کی مجلس ادارۂ ولایت کے اراکین خاص کون کون اشخاص ہیں؟ جس طرح اور اراکین جمعیۃ جمعیۃ کے احکام واوامر کو بغیر کسی قسم کی چنان چنین پس وپیش اور رائے زنی کئے ہوئے تسلیم کرلیتے تھے اور بلا طلب دلیل احکام واوامر کی تعمیل کرتے تھے اسی طرح میں بھی کرتا تھا جو فرمان بھی جمعیۃ کا پہونچا تعظیم وتکریم احترام وتقدیس کے ساتھ اوسے منظور کرلیتا تھا جو حکم بھی نافذ ہوا بلا کم وکاست حرف بحرف اسکی تعمیل کرلیتا تھا۔

بہر حال! ان خیالات نے مجھے بھی طلب وجستجو کی کاوشوں میں ڈالدیا۔ اور اوداق واشواق کا آتشکدہ ایکدم بھڑک اٹھا سوچنے لگا کہ آخر یہ احکامات وفرامین کون نافذ کرتا ہے؟ کونسا دست غیبی ہے جو یہ پر اسرار معنی خیز مضامین لکھا کرتا ہے؟ کونسا قلم ہے جو ان افکار عالیہ کی تسوید تحریر کیا کرتا ہے؟ کون سے مقدس وجود ہیں جو اسقدر موثر تقاریر وبیانات اور احکامات واوامر کی اشاعت کیا کرتے ہیں؟ اور بڑے بڑے اہم ترین اور سخت وقائع وحوادث کے مواقع میں بھی عزم وثبات صبر واستقامت اور طمانیۃ واستقلال کے پیکر بنے رہے اور امت وقوم کی قیادۃ وراہ نمائی کرتے رہے۔ آخر یہ عصابات ملیہ اور عساکر ملی کا استقبال اور مہمانداریاں کونسی مقدس ہستیاں کر رہی ہیں؟ اور کونسی مقدس ہستیاں ہیں جنکی تلقین وہدایت اور احکام واوامر کی بنا پر آج یہ ازدحامات واجتماعات کا نظارہ ہم دیکھ رہے ہیں؟

بہر حال! میں بھی لوگوں کی طرح اس طلب وجستجو میں والہانہ آگے بڑھا مگر ان ابطال حریت کا نہ کہیں پتہ چلا نہ نشان۔ دن بدن طلب وشوق کے شعلے دل میں بھڑکتے تھے اور تیز ہوتے جاتے تھے کہ یا اللہ یہ کیسی مقدس ومحترم ہستیاں ہیں کہ مادر وطن کو غلامی سے آزاد کرادیا اور مجلس ادارہ کی عظیم الشان خدمات انجام دے رہی ہیں مگر نہ تو انکا پتہ چلتا ہے نہ آواز سنائی دیتی ہے نہ احتجاب واعتکاف سے باہر آتے ہیں نہ مشتاقان دیدار کو زیارت کرنے دیتے ہیں جس طرح خفیہ طور پر اعلان حریت کی خدمات پہلے انجام دے رہے تھے آج بھی دے رہے ہیں۔ نہ تو انھیں نام ونمود کا خیال ہے نہ شہرت کا نہ فخر ہے نہ غرور ہے نہ خودی ہے نہ خود ستائی نہ نفس پرستی ہے نہ اتباع ہوا۔ آج کا دن قوم کے لئے یوم عید ہے۔ ہر طرف فرح ومسرت کی چہل پہل ہے۔ بچہ بچہ عید مسرت

منا رہا ہے۔ لیکن یہ صدق و صفا کے مجسمے اخلاص و نیک نیتی کے پیکران تمام خوبیوں سے محروم ہین اپنے فرائض و وظائف کی انجام دہی مین ویسے ہی سرگرم اور محو ہین جس طرح اس سے پہلے تھے۔

بہرحال! مین اپنے اوس راہ نما سے جس کے سامنے مین بار بار اپنے شوق کا اظہار کرتا تھا اور بے خود ہو کر ان مخلصان ملت کا استفسار کیا کرتا تھا مجبور ہو کر بے ساختہ کہنے لگا کیون صاحب فلان حضرت بک تو مجلس ادارہ کے رکن ہین ؟ جواب ملا نہین۔ مین نے کہا فلان تو ہین ؟ جواب ملا ہرگز نہین۔ مین نے کہا اچھا تو وہ صاحب ؟ جواب ملا نہین۔ مین نے کہا تو یہ ؟ جواب ملا نہ یہ۔ مین نے کہا تو فلان آفندی تو ضرور ہونگے ؟ جواب ملا ہرگز نہین کسیطرح نہین۔ غرض مین ایک ایک نام لیتا تھا اور دریافت کرتا تھا کہ کسی طرح بھی کسی کا پتہ چل جاتا ہے مگر افسوس جواب ملا تو نفی و انکار مین آخر مایوس ہو کر خاموش ہو گیا۔ لیکن تابکے آخر ایک دن وہ آیا کہ میری اضطرابی و بے چینی اور طلب جستجو نے مجھے نہایت ہی بے صبر بنا دیا مجبور ہو کر مینے یوزباشی (کپتان) سواران جناب ذوالنون آفندی دبرہ وی کی کہ جو مجلس یا ادارہ ولایت کی جانب سے اس لئے مامور تھے کہ ضرورت مند اشخاص کو بوقت اشد ضرورت مجلس ادارہ سے ملاقات کرائین۔ سے ملاقات کی اور ان سے کہا! عزیز من! جمعیۃ کے اراکین خصوصی مین تقریباً نصف تو مقام وقائع و حوادث مین اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے تشریف فرمان تھے ان سے تو ایک حد تک مجھے شرف ملاقات حاصل ہے لیکن اس کے کیا معنی ہین کہ مجلس ادارۂ ملیہ کے خاص خاص اراکین محترم اسوقت تک روپوش ہین ؟ شرف ملاقات سے لوگون کو کیون محروم کر رکھا ہے ؟ خاص کر میرے اندر تو جذبات ملاقات کا یہ عالم ہے کہ کسی طرح چین نہین۔ مین چاہتا ہون کہ ایک مرتبہ اون لوگون کو مین آنکھون سے تو دیکھ لون کہ وہ کون ہین ؟ کون حضرات ہین جو اسوقت تک میرے نام احکام و اوامر نافذ فرماتے رہے اور مجھے اس درجہ علیا تک پہونچا دیا اور اسقدر میری عظمت و وقعت کی آخر وہ کون ہین اور کیسے ہین ؟ مجھے آج ان تک پہونچائیے تاکہ مین انکی جناب مین حاضر ہو کر شرف قدمبوسی حاصل کرون اور انکی خدمات جلیلہ کا شکریہ ادا کرون۔ اسوقت آپ سے یہ میری خاص آرزو و التجا ہے اور امید ہے

کہ آپ اسے جلد سے جلد پورا کرینگے۔ آپ کا فرض منصبی ہے کہ مجھے آپ ان کے پاس لے چلین
یہ سنکر انہون نے جواب دیا بسر وچشم حاضر ہون جن حضرات کی آپ کو تلاش و جستجو ہے انسے تو آپ
اچھی طرح واقف ہین۔

قوماندان (سپہ سالار) جناب قائمقام (ڈپٹی کمشنر) حاذق بک" مترجم فخری بک"
یوزباشی (کپتان) توپخانہ حبیب بیگ" ملازم (ایجوٹنٹ میجر) توپخانہ ضیاء بک" معلم نقشہ جات
مدرسہ حربیہ ملازم (جوئنٹ میجر) ابراہیم شاکر آفندی" بیکباشی (میجر) ارکان حرب رمزی بک"
بیکباشی (میجر) ارکان حرب وہیب آفندی" وغیرہ ان تمام حضرات سے تو آپ اچھی طرح واقف
ہون گے؟

مینے کہا! جی ہان اچھی طرح واقف ہون یہ تمام حضرات اخلاق حسنہ حمیتہ وغیرت کے مجسمے
ہین ان مین سے ہر ایک بطل حریت تمثال عزم اثبات ہے میرا قلب ان مین سے ہر ایک کی
حرمت وعظمت کرتا ہے لیکن اب تک مجھے یہ علم نہ تھا کہ یہی حضرات ان مقدس خدمات کو انجام دے
رہے ہین۔ یہ سنکر صادق آفندی نے سلسلہ کلام کو کچھ طول دیا کہنے لگے! جناب صادق بک کی وہ
مقدس شخصیت ہے کہ موجودہ زمانہ کی خاص ہستیون مین بھی خاص الخاص اور ممتاز ہستی ہے
یہ جس طرح شمشیر کے مالک ہین قلم کے بھی بادشاہ ہین وہ اہم ترین بیانات واعلانات احکام و
اوامر جو آج تک وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے اور وہ اہم ترین تدابیر وحکمت عملیان جو برمحل ضروری
اور مناسب محل شائع ہوتی رہین جناب موصوف ہی کا فیضان قلم ہے مجلس ادارۂ ملیہ کے اراکین
خاص جو عرصہ مدید سے اپنے بے نظیر آراء اور قیمتی خیالات سے ملک کی راہ نمائی و دلبری کر رہے
ہین اور حریت و آزادی کی راہ مین اقدام کر رہے ہین درحقیقت یہ جناب صادق بک ہی کی کرامت
وراہ نمائی اور راہبری کے ثمرات ہین۔ اس مقدس ومحترم ہستی کی شخصیت مجلس مرکزیہ مناستر کے نزدیک
نہایت محترم قابل تعظیم وتکریم شخصیت ہے۔ تمام افکار وخیالات جو ذرات منتشرہ کی طرح پراگندہ
اور بکھرے پڑے تھے اس محترم ہستی نے ہی انھین مجتمع کیلئے انکے کمال فہم وادراک اور اخلاق حسنہ نے
تمام کو اپنا مسخر بنالیا ہے اور تمام کو ایک صحیح ومکمل طریق عمل پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ غرض تمام مختلف جذبات
وخیالات کو اگر کسی طاقت نے نقطۂ صدق واخلاص پر لاکر مجتمع کیا ہے تو اس بے مثال تدبر وفکر ہی نے! اور بس۔

جیب بک فخری بک ضیا بک مصور (فوٹوگرافر) شاکر آفندی وغیرہ حضرات بھی صدق و اخلاص عجز و تواضع کے مجسمے اور تمثال تدبر و فکر ہیں سخت سے سخت مواقع اضطراب و تذبذب محل زلازل و قلاقل مین بھی پیکر شجاعت اور تمثال جرأت حیدری ہین۔ مگر یہ حضرات ہمیشہ حضرت صادق بک ہی کے احکام و اوامر اور ارشادات فرامین ہی پر عمل کرتے رہے ہین۔ ہمیشہ اپنی توقعات کو اون ہی اہم ترین قرارداوون سے وابستہ سمجھتے رہے جو حضرت صادق بک کے مشورے سے طے ہوتی تھین۔ اگر کسی طریق عمل مین انھین کچھ رکاوٹ ہوتی تو وہ فوراً یہ سمجھ لیتے کہ انفاذ و اجراء مین کچھ غلطی ہی نہ اصل قرارداد اور تجویز مین ہان نیازی بیک شمسی کے قتل کا حال بھی آپ کو معلوم ہی؟ جس روز شمسی باشا یہان پہونچے تھے ہم مین سے ہر شخص مضطرب و پریشان حراسان و ترسان تھا۔ شمسی باشا کی جہالت تمرد و طغیانی ظلم و استبداد اور قہرمانیۃ سے ہر شخص آشنا تھا۔ اور پھر خصوصاً اس لئے کہ البانی سپاہ جو بالکل جاہل کسی چیز کی حقیقت و مرتبت سے آشنا نہین عسکری لباس فوجی وردی مین شمسی باشا کے ارد گرد باقاعدہ کھڑے ہوئے اس کی حفاظت و حراست کر رہے تھے۔ ہر طرح شمسی باشا کے قدمون مین اپنی جانین قربان کرنے کے لئے طیار و آمادہ تھے۔ ہم لوگ اسوقت نہایت پریشان تھے کہین ایسا نہو باہمی جنگ و جدال و معرکہ آرائی کا بازار گرم ہوجائے اس نازک ترین وقت مین بجز اسکے کوئی چارہ نہ تھا کہ شمسی باشا کا خاتمہ کردیا جائے۔ ہزارون تدبیر سوچی گئین مگر ہر طرف مشکلات و رکاوٹین نظر آئین آخر جناب صادق بک اور ضیا بک اور جیب بک نے باصرار اس وجود پرفتن کے فنا کرنے کا بیڑا اٹھایا اور طے کرلیا کہ حکومت کے فرائض انجام دیتے ہوئے اس خدمت ملیہ کو وہ انجام دینگے۔ بلا مزید بحث و گفتگو بلا تضییع وقت موقع خاص اور وقت فرصت سے فائدہ اٹھانیکا تہیہ کرلیا اور اپنی جانون کو اس خطرناک خدمت کے لئے وقف کردیا اٹھے اور قرآن حکیم کلام باری عزاسمہ پر ہر ایک نے اپنا ایک ایک ہاتھ رکھا اور ایک ایک ہاتھ اپنی تیغون پر رکھا اور حلف اٹھائے اور اس خدمت کی انجام دہی کے عہد و مواثیق ہوئے۔ اور اتفاق رائے سے شمسی باشا کے قتل کی تجویز پاس ہوگئی۔

اس اہم ترین قرارداد اور اتفاق رائے سے قبل شمسی باشا کے متعلق جذبات ہیجان انتہائی منزل تک پہونچ چکے تھے نہ کسی مین ضبط و صبر کی تاب تھی نہ تحمل و برداشت کی گنجائش

فوراً ایک مجلس ادارہ کا انتخاب ہوا کہ وہ اس تجویز و قرارداد کو عملی جامہ پہنائے۔ اس خطرناک وحشت انگیز قرارداد و تجویز نے جمعیتہ کے ارکین خاص کے قلوب مین ایک عجیب و غریب کہربائی اثر پیدا کردیا جذبۂ بیش قدمی و ذوق شہادۃ و قربانی نے ہر ایک کو مجنون و دیوانہ بنادیا ملازم (ایجوٹنٹ میجر) آفندی فوراً کھڑے ہوئے اور اس مہم کو سر کرنیکا بیڑا اٹھایا اور تن تنہا اس خدمت کی انجامدہی کے لئے طیار ہوگئے اور کہنے لگے اس خدمت کیلئے یہ خاکسار اپنی عزیز ترین جان وقف کرتا ہے۔

اس بہادر غیور شجاع تمثال جرأت و صداقت کی درخواست فوراً قبول کرلی گئی بھائی نیازی! یہ ہین وہ مقدس لوگ جن کی ملاقات کی تمہین تمنا ہے۔ پیارے نیازی یہ حضرات ہین جو ہماری مجلس ادارہ مین اپنے فرائض و وظائف کی انجام دہی مین مصروف ہین اور چوبیس گھنٹے ان خدمات کی انجام دہی مین مصروف و مشغول رہتے ہین۔ نہ تو انھین کھانے پینے کی فرصت ہے نہ استراحت و آرام اور سونے کی، اسوقت بھی یہ حضرات اپنے مشاغل مین مصروف ہین ایک لمحہ کی فرصت نہین۔ آج یوم عید اور یوم مسرت ہے لیکن انھین اب تک استراحت کا موقع نہین ملا۔ اسوقت یہ حضرات جن خدمات کو انجام دے رہے ہین اس فرح و مسرت عید و شادمانیون سے بدرجہا اہم و اقدم ہین اور یہی وجہ ہے جو اسوقت انہین کوئی دیکھ نہین رہا انکا حکم ہے کہ کسی شخص کو بھی ان کے پاس نہ جانے دیا جائے۔ مگر چونکہ آپ ان حضرات کی ملاقات کے لئے نہایت ہی مضطرب و بےچین ہین اور بہت دنون سے اشتیاق ملاقات رکھتے ہین گو انہین ایک لمحہ کی فرصت نہین مگر آئے صادق بک کے دولت خانہ پر تشریف لے چلئے۔

مین نے کہا! بہت اچھا مین آپکا نہایت ممنون و شکر گذار ہون چلئے جلد لیچلئے

یہ کہکر ہم نے قدم اٹھائے باہمی کلام و گفتگو کرتے ہوئے آگے بڑھے۔ جناب صادق بک کی زندگی ہمارے سلسلے تھی موضوع بحث صادق بک کی خدمات رہین کہ صادق بک علوم دنیہ مین ایسی دسترس رکھتے ہین فلسفہ کے اندر یہ درجہ حاصل ہے۔ فنون حربیہ معلومات عسکریہ مین یہ مرتبہ حاصل ہے ادبیات مین یہ کمال رکھتے ہین حق و صداقت کی حمایت مین اپنے اندر ایسے ولولے رکھتے ہین مکارم اخلاق کا ایک مجسمہ ہین شجاعت و ہمت عجز و تواضع عزم و ثبات صبر و توکل کے

مجسم پیکر ہین۔ غرض صادق بک موصوف کے تمام کارنامے خدمات و اخلاق وغیرہ پر بحث و تنقید ہوتی رہی اور اسی قسم کی گفتگو مین راستہ طے کرتے گئے۔ اس ضمن مین انکے اہل بیت ان کی نوجوان صاحبزادی ان کی زوجہ محترمہ کے صدق و اخلاص ایثار و قربانی اور خدمات جلیلہ کا بھی ذکر آیا اور اس بارہ مین بہت سی مثالین اور نظیرین پیش کرتے گئے۔ غرض یہ سلسلہ کلام ختم ہونے پایا تھا کہ ہم مقام مقصود تک پہونچ گئے اور دروازہ کھٹ کھٹایا فوراً دروازہ کھلا اور مجھے اندر داخل کیا اور ایک تاریک دریچہ سے اوس مقام تک لے گئے جہان حضرات محترم اراکین جمعیۃ تشریف رکھتے تھے۔ مینے پہونچکر فوراً حضرت صادق بک کے ہاتھ چومے ڈاڑہی کا بوسہ لیا انکے بعد دیگر اراکین جمعیۃ سے بھی ملاقات کی اور مصافحہ ہوا حق یہی کہ یہ تمام بزرگان ملت اراکین محترم مکارم اخلاق کا مجسمہ تھے میرے پہونچتے ہی نہایت تپاک سے میرا استقبال کیا۔ عجز و تواضع شیرین کلامی کا اس طریق پر اظہار کر رہے تھے۔ کہ جسے سنکر مجھپر عجیب و غریب کیفیت طاری ہو رہی تھی اس موقع پر مین ہر چند چاہتا تھا کہ ان کے سامنے اپنے حسیات و جذبات کا اظہار کرون لیکن ان کی کرمفرمائیون اور شیرین کلامیون نے ایک لمحہ کیلئے بھی مجھے اسکا موقع نہ دیا ہر ایک نے ان کامیابیون فتحمندیون کا بار مجھہی پر ڈالا۔ کہنے لگے پیارے نیازی! جمعیۃ کی فتح و ظفر کامیابی و نصرت کا تمام تر دارومدار آپ کی خدمات پر ہے اور آپ کی مساعی جلیلہ پر اور جمعیۃ معنویہ خیریہ کے برکات کا نتیجہ ہے غرض کچھ گفتگو کی اس کے بعد مینے پوچھا مجلس ادارۂ قضاء کہان ہی؟ انہون نے فوراً قول آغاسی (ایجوٹنٹ میجر) عونی بک کو بلوا بھیجا اور کہنے لگے آپ کے تو یہ رفیق صادق و صدیق حمیم ہونگے؟ مجلس ادارۂ قضاء پر یہی مامور ہین مجھے اسوقت مشغولیتہ و مصروفیتہ زیادہ ہے لہذا اجازت چاہتا ہون جو کچھ آپ دریافت کرنا چاہین عونی بک سے دریافت کر لیجئے تمام امور کا علم ان کے ذریعہ ہو جائے گا۔ یہ کہکر ذوالنون آفندی تو مجھ سے علیحدہ ہوئے مینے عونی بک کی جستجو کی اسنے بھی ملاقات ہو گئی۔

مین جناب صادق بک اور ملازم (جوٹنٹ میجر) ضیا آفندی وغیرہ سے اچھی طرح اور عرصہ سے واقف تھا یہ لوگ میرے قدیم رفقا مین سے ہین عثمان پاشا کی گرفتاری بھی انھین دو صاحبون کے مشورے اور رائے سے ہوئی تھی اور انھین صادق بک کے مکان سے وقوع مین آئی تھی انہین کی

راہ نمائی وراہبری سے مرکز ولایت مجلس ادارہ کے تمام معاملات انجام پا رہے تھے۔

بہرحال! عونی بک نے دیگر حضرات سے ملاقات کرائی۔ میرے رفیق مدرسہ صدیق قدیم یوزباشی (کپتان) خلیل بک جو جندارما کے ایک غیور آدمی تھے ان سے ملایا ابراہیم آفندی اجزاجی سے بھی ملاقات کرائی میں نے تمام کو اس فتح مندی وظفریابی پر مبارکباد دی اور حسن خدمات ومساعی جلیلہ کا شکریہ ادا کیا۔ اسوقت میرے قلب پر ان ملاقاتوں سے عجیب وغریب کیفیت تھی اللہ اللہ ان ابطال حریت ارباب صدق واخلاص غیور ملت کا کیا حال ہے؟ کہ ہر ایک اپنے فرائض منصبی کی انجام دہی میں مصروف ومحو ہے خدمات ملیہ کی ایک دہن ہے کہ جسنے تمام مختلف دماغوں مختلف قابلیتوں مختلف افکار کو اپنی طرف متوجہ کر رکھا ہے نہ تو یہ جلسہ کے محتاج نہ اجتماع وازدحام کے نہ سیر وتماشہ کے طالب نہ استراحت وآرام کے بس ایک ہی دہن ہے ایک ہی طلب وجستجو ہے ایک ہی مقصد ہے جسکی انھیں فکر وطلب ہے اور جس کے لئے وہ شب وروز محو ومصروف رہتے ہیں اور اپنی عزیز ترین جانیں اہل وعیال مال ودولت وغیرہ کو قربان کرنے کے لئے طیار ہیں اور وہ مقصد یہ ہے کہ مادر وطن غلامی کی بیڑیوں سے آزاد ہو جائے اور استبدادیہ کا دنیا سے خاتمہ کر دیا جائے اور ارباب استبداد اہل دسوس خائین وطن فراعنہ ملک کے طواغیت ولات ومنات کو تیشۂ آزادی کے سپرد کر دیں بس یہی انکا مقصد وحید ہے اور یہی انکی غذا ہے اسی میں انکی راحت ومسرت ہے اور اسی میں وہ مست ومگن ہیں اور بس۔

بہرحال! ان ملاقاتوں کے بعد میرے سامنے صرف ایک شئی تھی وہ یہ کہ میں سلانیک پہونچوں اور جمعیۃ سلانیک سے ملاقات کروں کہ جس نے تمام جمعیات کے اندر درجۂ علیا حاصل کیا ہے اور جس کے اراکین نے جمعیۃ اتحاد وترقی کو شرف واجلال کی برکات عطا فرمائیں ہیں۔ چنانچہ عونی بک نے انسے بھی ملاقات کرادی تمام روسا اولوالامر افسران عساکر وسپاہ وغیرہ سے ملاقات ہوئی ان حضرات نے میری نہایت خاطر ومدارات کی دعوتیں اور ضیافتیں کیں وہ وہ صدق واخلاص کے نمونے پیش کئے جنکا اظہار احاطۂ بیان سے باہر ہے ہر شخص اپنے اخلاق کریمانہ سے مجھے اپنی طرف مائل کر رہا تھا اور اپنا گرویدہ بنا رہا تھا جس وقت میں ان حضرات کے پاس پہونچا تھا تو سب سے پہلے میرالای توپخانہ حسن رضا بک اور قائمقام (ڈپٹی کمشنر)

ارکان حزب فائق بک اور میجران ارکان حزب فتحی بک وحقی بک اور بیرسیٹر لا رفیق بک اور طلعت بک وغیرہ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور یہ ملاقات انور بک و فتحی بک کے ذریعہ ہوئی۔ اس موقع پر مجھے بڑا افسوس رہا کہ ڈپٹی کمشنر ارکان حزب جمال بک اور رحمی بک کی ملاقات سے مشرف نہ ہوسکا اور اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ دونون حضرات اسوقت سلانیک مین موجود نہ تھے کسی اہم تر اور خاص خدمت کی انجام دہی کی غرض سے پایۂ تخت کی طرف گئے ہوئے تھے۔

اوس مقدس شخص سے بھی ملاقات ہوئی جس نے سب سے پہلے راہ صدق واخلاص مین شجاعت وبہادری کا نمونہ پیش کیا تھا یعنی ملازم (اجوئنٹ میجر)......... آفندی جس نے شمسی پاشا کو......... ان کے علاوہ اور بہت سے گرانقدر عدیم المثال ارباب حمیّت حضرات سے بھی ملاقات ہوئی۔ ہر شخص اپنے اپنے مشاغل مین مصروف ومحو تھا جن مقدس مقامات مین بیٹھکر یہ مقدس حضرات خدمات ملیہ انجام دے رہے تھے فرح ومسرت عیش وآرام کے سامان سے بالکل خالی تھے۔ ہر شخص اپنی اپنی دھن مین مصروف ومحو اور نہایت طمانیۃ وسکون کے ساتھ اپنے فرائض واعمال کی انجام دہی مین مست وبیخود تھا۔

بہرحال! تمام مجالس ادارات کے اراکین جمعیۃ کے فرائض کی انجام دہی مین مصروف تھے اور نہایت حکمۃ وتدبر سے اس انقلاب عظیم کی خدمات مین سرگرم تھے تمام اراکین جمعیۃ حریت وصداقت اخلاص ونیک نیتی کے پیکر وبت مجسمے تھے ملک مین جمعیۃ کی اور بہت سی شاخین تھین اور ان مقدس ہستیون کے علاوہ اور بہت سی ہستیان تھین جن سے ابتک ملاقات نہ ہوسکی ۔ یہ حضرات بھی اس انقلاب عظیم کی وہی خدمات انجام دے رہے تھے جو یہ حضرات دے رہے تھے۔

بہرحال! اسوقت مین اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہون کہ ان تمام حضرات کا جو اسوقت یہان موجود ہین اور ان حضرات کا جو یہان موجود نہین اور اپنے اپنے مقامات پر فرائض انجام دے رہی ہین شکریہ ادا کرون اور ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان تمام مخلصین وطن کا بھی شکریہ ادا کرون جنکے لئے میرا قلب بیقرار ہے اور وہ اہالیان اسکوب ہین کہ جنہون نے اُن باشندگان شمالی البانیہ کو جوما ہین وزراء دولت کی حمایت مین اپنے کو وقف کئے ہوئے تھے

جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ اور علم حریت کے نیچے لاکر کھڑا کر دیا اور نیز اوس جمعیۃ البانیہ جنوبی کا بھی شکر گذار ہون جس نے جمعیۃ طوسقا کی عظمت خاک مین ملادی اور جمعیۃ اتحاد و ترقی عثمانیہ کی عظمت کا بیڑا اٹھایا۔ ان لوگون کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے کوریجہ سیروز کے اندر مجالس ادارات قائم کرنے مین جان توڑ کوششین کین اور مالیسہ کو عصابہ ملیہ کیلئے عند الضرورت مامن و ملجا بنا دیا اور کمشنر دبرہ کو جس نے ایکہزار لیرات (ترکی پاؤنڈ) کے عوض حکومت کے ہاتھ اپنا ایمان فروخت کر دیا تھا اور جمعیۃ کی کوششون پر پانی پھیرنیکا تھیہ کر لیا تھا اوسکا بھی قلع قمع کر دیا اور اوس کی تمام دسیسہ کاریوں اور مکر و خدع کے پر فریب جال کو توڑ کر رکھدیا۔

اسی طرح مین اون اہل فلاخ اہل صربیہ بلغار مین اہل روم کا بھی شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے جمعیۃ کی صدا پر لبیک کہتے ہوئے اس انقلاب عظیم مین نمایان حصہ لیا اور جمعیۃ وطن پروری اور صداقت کا ثبوت دیا ان کی اس بے مثال دانشمندی کی داد دیتا ہون کہ باوجود اجنبیت کلیہ اور غیریت کے اتحاد عمل اشتراک کار سے خدمات انجام دین۔ ان ریاستون کا اس سے بیشتر یہ حال تھا کہ مدتون سے ان کے اندر ہنگامہ آرائیان اور قتل و غارت کی نبرد آزمائیان جاری تھین اور بوجہ اختلاف جنس و مذہب اور اختلاف قومی شب و روز ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتے تھے اور قتل و غارت کے گھاٹ اتارتے تھے اور مارتے تھے مگر قابل صد تحسین ہے کہ اس موقع پر سب کے سب متحد ہو گئے اور جمعیۃ کے مقصد وحید مین خوشی خوشی گام زن ہو گئے انھین کی کوششون اور اتحاد و اتفاق کی برکات ہین جو ہم آج اس عظیم الشان انقلاب کی برکتون سے بہرہ اندوز ہو رہے ہین۔ یہی اتحاد تھا جس کی بدولت ملک مین امن امان باقی رہا اور کسی ادنی سے ادنی خونی معرکہ آرائی کا بھی ظہور نہ ہوا۔

ناظرین کرام پر یہ حقیقت روشن ہے کہ اس اتحاد و اتفاق کی برکات سے محروم ہونے کی وجہ سے ترکون اور ارمینیون مین بارہ سال تک ہنگامہ آرائیان رہین اور ملک کے اندر خونریزیون کے سیلاب بہ گئے۔ اور سرزمین وطن ایک قبر یا نجاہ بشریت بنگئی۔

لیکن آج اسی اتحاد نے ملک کے اندر وہ فرائض انجام دئے جو اس سے پیشتر کسیوقت بھی انجام نہ پائے تھے یعنی مادر وطن کو غلامی سے آزاد کر دیا۔ اور ایک عظیم الشان انقلاب

پیدا کر دیا اور اس حسن اسلوبی سے کہ نہ کوئی خونی واقعہ ہوا نہ شمشیر آرائی کی نوبت آئی
اور نہ ہی گولہ بارود نے اپنے خزانون سے حرکت کی۔ والحمد للہِ العلی الکبیر و
الشکر لہ علی ذالک۔

بہر حال! ناظرین کرام کے سامنے یہ چند باتین پیش کرتے ہوئے اس امر کی
معافی چاہتا ہون کہ مینے اپنی خواطر مین بعض ایسے امور درج کر دئے ہین جو موضوع خواطر سے
بالکل الگ تھے اور بعض مناسبتون کی وجہ سے انکا ذکر کیدیا ہے۔

ناظرین کرام! یہ ہے وہ صحیفۂ انقلاب کبیر جس کو مین آپکے سامنے پیش کرنا
چاہتا تھا۔ اب مین اپنے قلم کو روکتا ہون اور آپسے رخصت ہوتا ہون۔ والسلام